بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رفعت قرآن

جلد پنجم

ڈاکٹر زہرا بتول

ایسوی ایٹ پروفیسر آئی بی ٹی علما یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر انڈس یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کراچی

ایسوسی ایٹ ٹیچر جامعہ کراچی، لیکچرار آغا خان ایجوکیشنل یونیورسٹی کراچی

Fazlee
BOOK

جملہ حقوق بہ حق مصنفہ محفوظ ہیں

کتاب: رفعتِ قرآن جلد پنجم

مصنفہ: ڈاکٹر زہرا بتول

اشاعت: ۲۰۲۵

صفحات: ۸۳۲

پیشکش: فضلی بک، اردو بازار کراچی۔

021-32633887/

03362633887

انتساب

اس کتاب کا انتساب بارہویں امام سیدنا امام (محمد) مہدیؑ بن حسن عسکریؑ بن علی نقیؑ بن تقیؑ بن علی رضاؑ بن موسیٰ کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن باقرؑ بن زین العابدینؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب کے نام ہے، آپ کی کنیت ابوالقاسم جبکہ القابات مہدی، حجۃ اللہ، صاحب العصر، صاحب الامر اور المنتظر ہیں۔

(شیعوں کا عقیدہ ہے کے امام مہدیؑ پیدا ہو چکے، جبکہ عقیدہ اہل سنت کے مطابق آپؑ آخری زمانے میں پیدا ہوں گے)۔

امام مہدی کو امام غائب یا امام منتظر (جس کا آمد کا انتظار کیا جا رہا ہو) بھی کہا جاتا ہے، آپؑ کی آمد پر اہل سنت اور اہل تشیع علماء کرام کا باہم اتفاق ہے کیونکہ یہ بات عقل سے ماوراء نہیں کے آپؑ کی پیدائش عمل میں آچکی ہے اور آپؑ پردہ غیب میں ہیں کیونکہ اصحاب کہف بھی تین سو برس تک پہاڑ کے ایک غار میں محو استراحت رہے۔ دوسری جانب حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنی حیات ارضی کے ساتھ ۲۵۰۰ سال سے آسمان پر موجود ہیں چنانچہ حضرت امام مہدیؑ کا پردہ غیب میں رہنا اور اللہ کے حکم سے ایک خاص وقت پر ظاہر ہونا حیران کن نہیں، امام مہدیؑ کی آمد سے متعلق احادیث نبوی ﷺ حدیث متواتر ہیں اور تقریباً آٹھ صحابہ کرام ان احادیث نبوی ﷺ کے

راوی ہیں جن میں۔

۱۔حضرت علیؓ ابن طالب ۔ ۲۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ ۔ ۳۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ۴۔حضرت ابو ہریرہؓ ۔۵۔حضرت جابر بن عبداللہؓ ۔۶۔حضرت سعید خدریؓ ۔ ۷۔حضرت ثوبانؓ ۔۸۔حضرت ام سلمیٰؓ شامل ہیں چنانچہ آمد امام مہدیؑ سے متعلق کچھ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درج ذیل ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ ابن طالب روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مہدی میرے اہل بیت میں سے ہوں گے۔(سنن ابن ماجہ۔مسند احمد)

حضرت ام سلمیٰؓ روایت کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مہدی میرے اہل بیت میں سے اور فاطمہؓ کی اولاد میں ہوں گے (سنن ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک عربوں کا حاکم میرے اہل بیت میں سے نہ بن جائے۔

ایک شخص جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا وہ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح سے وہ ظلم وزیادتی سے بھر چکی ہوگی۔

(سنن ترمذی۔سنن ابوداؤد۔المستدرک)

فہرست مضامین

۸۷۔سورہ الاعلیٰ (بلنداوررفع)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔76-19۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔اللہ کی صفت الاعلیٰ ہے۔ العلیٰ (بہت بلند و برتر)۔سم الاعلیٰ کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اللہ نے اپنی ہر مخلوق کی فطرت کی تخلیق اور پروگرامنگ فرمائی ہے۔ا۔انسان۔۲۔جانور۔ہاتھی۔گھوڑا۔گھوڑوں کی اعلی نسل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔۳۔پرندے۔سمت معلوم کرنے کی حس۔۳۔شہد کی مکھیاں۔ وحی سے کیا مراد ہے؟۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔

۵۔حشرات الارض۔چونٹیاں۔ا۔ملکہ چونٹی۔۲۔کارکن چونٹیاں۔۳۔باغبان چونٹیاں۔

۴۔مزدور چونٹیاں۔۔انجینئر چونٹیاں۔۶۔درزی چونٹیاں۔۷۔سائنسدان چونٹیاں۔

۸۔فوجی چونٹیاں۔۹۔ٹائم اوراسپیس سے سے آزاد چونٹیاں۔۱۰۔امیزونی چونٹیاں۔

۱۱۔ڈارئیور چونٹیاں۔۱۲۔لشکری چونٹیاں۔۶۔ملائکہ/فرشتے۔ملائکہ کی اقسام۔

فرشتوں کی صلاحیتیں۔۷۔ جنات۔ جنات کی شکل وصورت۔ جنات کے فرقے۔ کوئلہ/ پیٹرولیم/ ڈیزل/ کیروسین آئل/گیس۔کاربن خیز دور۔ الجی۔کائی۔فرن۔آبی پودے۔ بطور ایندھن۔کیروسین یامٹی کا تیل۔ پیٹرولیم،کوئلہ اورمٹی کا تیل۔دنیا کی زندگی کوترجیح دینا۔ ارشادات خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حب دنیا۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے

اقوال ۔ اہم نکتہ۔ آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ آخرت کے چند نام ۔ ارشادات خداوندی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔صور کا پھونکا جانا اور لوگوں کا اپنی قبروں سے نکل کر اللہ کے حضور پیش ہونا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔ اہم نکتہ۔ حوالہ کتب۔

۸۸۔سورہ الغاشیہ (چھا جانے والی آفت)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔93-77۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔اہل جہنم کی غذا۔ بھوک کی حقیقت ۔ اہل جہنم کی بھوک ۔اہل جنت کی نعمتیں۔اونٹ کی تخلیق/ اونٹ کی خصوصیات ۔ اونٹ کی عادات ۔اونٹ کی غذا۔ آسمان ۔ پہاڑ اور زمین کی پیدائش ۔ سیدی نذیر (ڈرانے والے) ۔ارشادات خداوندی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔حوالہ کتب ۔

۸۹۔سورہ الفجر (علی الصبح)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔123-94۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔ ماہ ذی الحجہ کی فضیلت ۔تکبیرات تشریق پڑھنا۔ رات کی قسم ۔ رات ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ رات کے حواس ۔قوم عاد۔قوم ثمود قوم ثمود پر بجلی کا عذاب ۔ العلاء اور الحجر۔ فرعون کی سرکشی ۔ فارعین ۔ عذاب الٰہی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیاں مال کی محبت ۔ النفس مطمیئنہ ۔ا۔ ذہنی اطمینان ۔ ۲۔قلبی اطمینان ۔حوالہ کتب ۔

۹۰۔سورہ البلد (شہر مکہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔144-124۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔شہر مکہ کی قسم ۔حجاز میں آبادی کا آغاز۔عرب اقوام ۔عرب بائدہ۔ عرب عاربہ۔عرب مستعربہ۔ ارشاد خداوندی۔ فضائل مکہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ۔اولاد (حضرت اسماعیل علیہ السلام) ۔شجرہ نسب ۔نبطی ۔ اصحب الشمال (الٹے ہاتھ والے) ۔اصحب الیمین (جنوب) سیدھے ہاتھ والے ۔حوالہ کتب ۔

۹۱۔سورہ الشّمس (سورج)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔206-145۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ۔ الشّمس/ سورج ۔نظام شمسی ۔ سیاروں کی

گردش کا اصول۔کائنات میں بے شمار سورج ہیں۔سورج کی پیلی رنگت۔سورج کی قرار گاہ عرش کے نیچے ہے۔ذوالقرنین۔الشّمس/سورج کی اہمیت۔سورج کا زمین سے فاصلہ۔سورج کی خصوصیات۔سورج گردش میں ہے۔قیامت سے قبل سورج بے نور ہوجائے گا۔قیامت کی ایک نشانی (سورج کا مغرب سے طلوع ہونا)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد۔سورج پرستی/سورج کی عبادت کا تاریخی پس منظر۔

۱۔قدیم بابل (عراق) میں سورج پرستی۔۲۔قدیم مصر میں سورج پرستی۔

۳۔اہل سومیر میں سورج پرستی۔۴۔اشور قوم میں سورج پرستی

۵۔قوم سبا میں سورج پرستی۔۶۔آریا قوم میں سورج پرستی۔۷۔فارسی قوم (ایران) میں سورج پرستی۔۸۔قدیم روم میں سورج پرستی۔۹۔قدیم چین میں سورج پرستی۔۱۰۔قدیم جاپان میں سورج پرستی۔۱۱۔آزٹک قوم میں سورج پرستی۔زھرہ یعنی وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہوکر مشرق میں غروب ہوتا ہے۔والسماء/آسمان۔آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے۔دخان۔دو دنوں میں آسمان کی تخلیق۔آسمان دنیا کی مخلوقات۔آسمانی گزرگاہیں۔آسمان کے اوصاف۔آسمانوں اور کہکشاؤں میں آنے جانے کے راستوں سے متعلق قرآنی آیات۔آسمانی دروازے یا گزرگاہیں۔سات آسمانوں کی سائنسی تعبیر۔۱۔پہلا آسمان۔۲۔دوسرا آسمان۔

۳۔تیسرا آسمان۔۴۔چوتھا آسمان۔۵۔پانچواں آسمان۔۶۔چھٹا آسمان۔۷۔ساتواں آسمان۔لامتناہی ابعاد۔زمین کی تخلیق۔دو دنوں میں زمین کی تخلیق۔سات زمینیں۔زمین۔

قسم ہے نفس انسانی کی۔نفس کی تعریف۔نفس کی اقسام۔۱۔نفس امارہ۔۲۔نفس لوامہ۔

۳۔نفس مطمینہ۔نفس لوامہ۔امیر المومنین حضرت علیؓ کی نظر میں نفس کی تعریف۔نفس انسانی میں فسق وفجور اور تقویٰ کا القاء۔ہدایت یافتہ فلاح پاگئے۔قوم ثمود کی سرکشی۔حوالہ کتب۔

۹۲۔سورہ اللیل (رات)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔207-234۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد۔قسم ہے اللیل (رات) کی۔

دن کے چار پہر۔ رات کے چار پہر۔ رات کے حواس۔ سید قطب شہید کا فرمان۔ والنہار/صبح۔
نر اور مادہ۔ انسانوں میں مذکر اور مونث۔ جنات میں مزکر اور مونث۔ ابوالجن طارہ نوس۔
درختوں میں مذکر اور مونث۔ بیکٹر یاز، جراثیم اور وائرس میں مذکر اور مونث۔ شیاطین میں مذکر اور
مونث۔ اہل سعادت اور اہل شقاوت۔ البخل۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ جود وسخا (سخاوت)۔ ارشاد خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
اہم نکتہ۔ حوالہ کتب۔

۹۳۔ سورہ الضحیٰ (چمکدار دن)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔235-260۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ والضحیٰ (صبح صادق کی روشنی)۔ قسم ہے شفق کی۔ شفق کی اقسام۔
ا۔ شفق مدنی۔ ۲۔ شفق بحری۔ ۳۔ شفق فلکی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی۔ در یتیم۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے ہدایت یافتہ بنایا۔ ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ غنا۔
ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم
نکتہ۔ سائل کو نا جھڑکیں۔ سائل کو دینے کی ترغیب کے متعلق احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی شکرگزاری کرنا۔
حوالہ کتب۔

۹۴۔ سورہ الم نشرح (کھولنا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔261-277۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ شرح صدر۔ انسان کی دو اقسام۔ مومنین۔ شرح صدر کے حوالے
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ کافرین۔ شرح صدر نعمت عظمیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوجھ کو ہلکا فرمایا۔ تبلیغ دین کی شدید مشکلات۔ مقاطعہ منجانب قریش۔
عام الحزن۔ سفر طائف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہر لمحہ بلند ہو رہا ہے۔ ہر مشکل کے بعد آسانی

ہے، بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔فراغت کے بعد اللہ کی عبادت اور ذکر الٰہی میں لگ جاؤ۔حوالہ کتب۔

۹۵۔سورہ التین (انجیر) ------------------------ص۔332-278۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔انجیر/زیتون اور طور سینین کی قسم۔والتین/انجیر کے خواص اور فوائد۔والزیتون/زیتون کے خواص اور فوائد۔والطور سینین/طور سینا۔قسم ہے البلد الامین کی (مکہ کی)۔شہر مکہ کی قسم۔حجاز میں آبادی کا آغاز۔عرب اقوام۔عرب بائدہ۔عرب عاربہ۔
عرب مستعربہ۔ارشاد خداوندی۔فضائل مکہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
اللہ نے انسان کو بہترین ساخت پر تخلیق فرمایا۔انسان کیا ہے؟انسان کی تعریف۔
خلیفہ فی الارض۔انسان کی اقسام۔
۱۔مادیت پسند انسان۔۲۔لوگوں پر حکمرانی کرنے والا انسان۔۳۔روحانی انسان۔
انسان کے پیدائش کے طریقے۔
۱۔پہلا طریقہ (حضرت آدم علیہ السلام) کی پیدائش۔۲۔دوسرا طریقہ (حضرت حوا علیہ السلام) کی پیدائش۔۳۔تیسرا طریقہ (عیسیٰ ابن مریم) کی پیدائش۔۴۔چوتھا طریقہ (عام انسانوں کی پیدائش)۔مٹی سے انسان کی تخلیق۔اسفل سافلین۔صالحین کے اجر کبھی منقطع نا ہوں گے۔
بیماری اور سفر کی وجہ سے متروک اعمال پر ثواب۔حاکم الحاکمین۔اسم الحاکم کا نظام کائنات میں کردار۔بے شمار کائناتی زمینیں اور ان میں بسنے والے انسان۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر۔ارشادت خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال۔
حوالہ کتب۔

۹۶۔سورہ العلق (بلند چیز سے کسی کو باندھ دینا)-----------ص۔392-333۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔پڑھیئے اپنے رب کے نام سے۔علم کی قدیم تاریخ۔
علم کی فضیلت۔علم کی اہمیت کے حوالے سے ارشادات خداوندی۔دار ارقم اور صفہ کا قیام۔

علم کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔علم سیکھانے کی فضیلت۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔انسان کی تخلیق علق یعنی خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے کی گئی۔رب بڑا کریم ہے۔اسم الکریم کا نظام کائنات میں کردار۔قرآن کریم۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔قلم کی اہمیت۔قلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔
طاغوت/سرکشی۔طاغوت کی اقسام۔
ا۔شیطان کی بندگی کرنا۔
۲۔باطل نظام کی پیروی۔
۳۔طاغوتی فیصلے/باطل قوانین۔
۴۔انبیاءاور شخصیات کی بندگی۔
۵۔اقتدار اور صاحب اقتدار کی بندگی۔
۶۔مشرکین، کافرین اور منافقین سے دوستیاں کرنا۔
۷۔خاندان اور برادری کی خاطر اسلام سے اعراض برتنا۔
۸۔نفسانی خواہشات کی غلامی۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔نماز سے روکنا/نیکی کے کاموں میں روکاوٹ کھڑی کرنا۔نماز میں سستی اور کاہلی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔انسان کی پیشانی۔
فرنٹل لوب کی اہمیت۔جہنم کے داروغہ کی قوت میں اضافہ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا۔سجدے کی فضیلت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حوالہ کتب۔

۹۷۔سورہ القدر (تقدیر)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔421-393۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔قدر/مقدار/اندازہ/پیمانا/تناسب/توازن۔
ارشادات خداوندی۔مقدار کا علم۔قرآن کریم کا نزول لیلۃ القدر میں ہوا۔تقدیر۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔

اہم نکتہ۔شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔علامات شب قدر۔سمندر کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔
امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کا خصوصی احسان ۔شب قدر کی اہمیت اور فضیلت ۔شب قدر کا تعین۔
سورہ قدر میں حسابی پہلو۔لیلۃ القدر میں فرشتوں کا نزول۔حوالہ کتب۔

۹۸۔سورہ البینہ (آیات/ دلیل / نشانی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔442-422۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔کافرین، مشرکین اور اہل کتاب باز آنے والے نہیں۔
کفار کے دو بڑے گروہ۔۱۔اہل کتاب۔ ۲۔مشرکین۔کافروں کی اقسام۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کا کلام سناتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سب کے لئے۔دعوت ذولعشیرہ۔
سفر طائف۔بیعت عقبیٰ۔بیعت عقبی اول۔بیعت عقبی ثانیہ۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔پچھلی اقوام میں تفرقہ درست دین۔ اہل ایمان بہترین خلائق (مخلوق) ہیں۔حوالہ کتب۔

۹۹۔سورہ الزلزال (زلزلہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔465-443۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔قیامت کا زلزلہ۔زلزلے سے متعلق قدیم اوہام اور نظریات۔زلزلے کی سائنسی وجوہات۔زلزلوں کی اقسام۔سالانہ زلزلوں کا تناسب۔اسلام میں زلزلوں کی وجوہات۔نیکی/ بر۔امر بالمعرف ونہی عن المنکر کا حکم۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
اہم نکتہ۔شر/ گناہ/ برائیاں۔ارشاد خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔حوالہ کتب۔

۱۰۰۔سورہ العٰدیٰت (تیز رفتار گھوڑے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔488-466۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔قسم ہے چنگاری اڑاتے گھوڑوں کی۔دشمن کی طرف رواں لشکر کا حال۔گھوڑوں کا خاندان/نسل/ عادات ومزاج۔گھوڑوں کی افزائش نسل۔گھوڑوں کی نسلیں۔
گھوڑوں کی عمر۔گھوڑوں کی جسمانی بناوٹ (جسمانی ڈھانچہ۔سم ، دانت، نظام انہضام۔

حسیات، حرکات وسکنات، رویہ، ذہانت اور سیکھنے کی صلاحیت، سونے کا انداز، ارتقاء، گھوڑوں کے انسان کے ساتھ روابط، گھوڑوں کا جنگی استعمال، گھوڑوں کی خوراک)۔ اہل عرب کی گھوڑوں سے محبت۔ گھوڑون سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پالتو گھوڑوں کے نام۔ انسان اللہ کا ناشکرا ہے۔ حوالہ کتب۔

۱۰۱۔ سورہ القارعۃ (ہولناک تباہی کا دن)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص۔489-502۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ القارعۃ (کھڑکھڑانے والی)۔ القارعۃ (کھڑکھڑانے والی یعنی قیامت)۔ ارشادات خداوندی۔ قیامت کی نشانیاں۔ صور کا پھونکا جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ کامیاب لوگ عیش کی زندگی میں ہون گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام کا خیال رکھنا۔ حوالہ کتب۔

۱۰۲۔ سورہ التکاثر (مال ودولت کی کثرت)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص۔503-525۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ کثرت خواہشات نے انسان کو غافل کر دیا۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ کنز کے معنی۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ زیادہ کی آرزو میں انسان اپنی قبروں تک جا پہنچا۔ ایک زون سے دوسرے زون میں منتقلی۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ یقین۔ اہم نکتہ۔ یقین کے درجات۔ ا۔ علم الیقین۔ ۲۔ عین الیقین۔ ۳۔ حق الیقین۔ حوالہ کتب۔

۱۰۳۔ سورہ والعصر (زمانہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص۔526-574۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ والعصر/ زمانے کی قسم۔ زمان (وقت) کی تعریف۔ وقت کا سائنسی مطالعہ۔ وقت کی تعریف اور تقسیم۔ حقیقی سیکنڈ۔ وقت کی روحانی تفسیر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ موسم (فصل) وقت کی تعریف ہر سیارے پر مختلف ہے۔ وقت کی تقسیم ا۔ شمسی وقت۔ کرہ ارض کا اعداد وشمار۔ ۲۔ کوکبی وقت۔ ۳۔ ایٹمی وقت۔ ۴۔ نوری سال۔ سال۔ شمسی سال۔ قمری سال۔ مہینہ۔ دن۔ گھنٹہ۔ سیکنڈ۔ ملی سیکنڈ۔ مائیکرو سیکنڈ۔ پیکو سیکنڈ۔ آٹو سیکنڈ۔ نینو سیکنڈ۔

وقت کا سائنسی مطالعہ۔ وقت کی پیمائش کا طریقہ۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ انسان خسارے میں ہے۔
لیکن اعمال صالح/حق پر رہنے والے/ اور صابرین کامیاب ہوگئے۔ اعمال صالح۔
صالحین جنتوں کے وارث ہیں۔ حق پرست وارثین جنت ہیں۔ ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔
مقام صدیقین ۔صابرین وارث جنت ہیں۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ حوالہ کتب۔

۱۰۴۔ سورہ الھمزہ (غیبت کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔575-596۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ غیبت/ عیب جوئی/ طعنہ زنی کرنا۔ ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔
مال کو جمع کرنے والے اور گن گن کر رکھنے والے بخیل لوگ۔ ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ الحطمۃ (جہنم کی آگ)۔ ارشادات خداوندی۔ درک کے معانی دوزخ کے طبقات۔ دوزخ کے سات طبقات۔ جہنم کا تیسرا درجہ الحطمۃ۔ جہنم کی آگ کی شدت۔ کفار کے عذاب کی کیفیات۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ حوالہ کتب۔

۱۰۵۔ سورہ الفیل (ہاتھی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔597-641۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ اصحاب الفیل۔ ابابیل۔ سجیل۔ عصف۔ الفیل/ ہاتھی۔ فتنہ اور فساد فی الارض۔ فتنہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ فساد۔ فساد فی الارض کی وجوہات۔
فساد فی الارض کا ضابطہ۔ فساد فی الارض کی وجہ سے عذاب الٰہی آتا ہے۔
۱۔ فرعون کی مثال۔ ۲۔ قوم لوط کی مثال۔ ۳۔ قوم شعیب کی مثال۔ ۴۔ قوم ثمود کی مثال۔
۵۔ قوم ابراہیم کی مثال۔ ۶۔ ذوالقرنین۔ ۷۔ حضرت خضر علیہ السلام۔ ۸۔ قارون کا معاملہ۔

۹۔قوم بنی اسرائیل۔قوم موسیٰ کا فتنہ ارتداد۔۱۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال۔
فساد فی الارض کی اقسام اور انسانی نفسیات اور سماج پر اس کے اثرات۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔فساد فی الارض کی سزا۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔سیکٹرین ازم کمیونل ازم۔
عذاب الٰہی کی سائنسی وجوہات۔سورہ الفیل کے عجائبات۔سورہ الفیل کا حسابی پہلو۔حوالہ کتب۔

۱۰۶۔سورہ القریش (ادھرادھر سے چیزیں اکھٹی کرنا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔642-646۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔قبیلہ قریش کا اعزاز۔قریش کے فضائل کے حوالے سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حوالہ کتب۔

۱۰۷۔سورہ الماعون (روزمرہ اشیاء جو ادھار میں لی جاتی ہیں)۔۔۔۔۔۔ص۔647-669۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔روز جزا کو جھٹلانے والے۔دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سے استفسار۔یتیموں کے ساتھ برا سلوک کرنے والوں پر عذاب کی وعید۔مساکین کو کھانا کھلانے پر وعید۔کھانا کھلانے کی ترغیب۔ارشادات خداوندی۔
احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھانا کھلانے کی ترغیب۔نماز میں دکھاوا / سستی / کاہلی / غفلت / ریا کاری / یا ترک نماز۔ریا کاری۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
دجال سے بھی زیادہ خطرناک چیز۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔
ماعون سے کیا مراد ہے؟ حوالہ کتب۔

۱۰۸۔سورہ الکوثر (خیر کثیر/حوض کوثر)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔670-686۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔الکوثر یا خیر کثیر۔خیر کثیر سے مراد۔شفاعت کبریٰ سے متعلق احادیث
۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔اللہ کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی دیجئے۔
قربانی کی قدیم تاریخ۔ہابیل اور قابیل کی اللہ کی راہ میں قربانی۔یہودیت میں قربانی۔
۱۔شہزادے کی قربانی۔۲۔شکرانے کے لئے۔۳۔خوبصورت قیدی کی قربانی۔
۴۔اشیاء خورد و نوش کی قربانی۔۵۔دریائے نیل میں خوبصورت دوشیزہ کی قربانی۔

۶۔ ہندواور بدھ مت میں قربانی۔ ۷۔ستی۔ ۸۔ دودھ اور شراب کا چھڑکاؤ۔
۹۔ انسانوں کی قربانی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی۔ قربانی کا فکر وفلسفہ۔ حج اور قربانی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ تمھارا دشمن ہی جڑ کٹا رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات
۔حوالہ کتب۔

۱۰۹۔سورہ الکافرون (کافر کی جمع)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔703-687۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔کافر/ الکافرون۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
اہم نکتہ۔ دین اسلام کا ببانگ دہل اعلان۔تمھارے لئے تمھارا دین میرے لئے میرا دین۔
نفاذ دین۔ارشادات خداوندی۔ دین کے لغوی معنی۔ دین اور مذہب کا فرق۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔حوالہ کتب۔

۱۱۰۔سورہ النصر (فتح ونصرت)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔747-704۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔فتح مکہ کی بشارت۔
ارشادات خداوندی۔فتح مکہ یا فتح مبین۔اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے،اوراس سے مغفرت طلب
کیجئے۔ہر لمحہ اللہ کی تسبیحات کی ہدایت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
موذی چیزوں اور بیماری سے بچانے والا ذکر۔ جنت کے پودے۔ اللہ کا ذکر چھوڑنے کے
نقصانات۔ذکر یا تسبیحات کی اقسام۔
۱۔ ذکر قولی۔ ۲۔ ذکر قلبی۔ ۳۔ ذکر عملی۔تسبیحات کے فوائد۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
اہم نکتہ۔اللہ سے بہت استغفار طلب کیجئے۔ارشادات خداوندی۔ دنیا اسفل سافلین ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔امام حسنؑ مجتبیٰ کا واقعہ۔
اہم نکتہ۔حوالہ کتب۔

۱۱۱۔سورہ لہب (آگ کے شعلے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔748-755۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔ہلاکت ہو ابولہب اور اس کی بیوی کے لئے۔ابولہب۔
ابولہب کا انجام۔ابولہب کے ہاتھ۔ابولہب کی بیوی کے لئے عذاب کی وعید۔حوالہ کتب۔

۱۱۲۔سورہ اخلاص (خالص عقیدہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔756-782۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔اللہ ایک ہے۔اسم الاحد کا نظام کائنات میں کردار۔
ذات باری تعالی۔۱۔عیسائیت۔۲۔یہودیت۔۳۔ہندو مذہب۔۴۔آتش پرست۔
۵۔لادین۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول۔اللہ الصمد۔اسم الصمد کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔سورہ اخلاص کے فضائل۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حوالہ کتب۔

۱۱۳۔سورہ الفلق (پھاڑنا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔783-807۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ہر چیز، اندھیری رات اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے اللہ کی پناہ۔الفلق/ پھاڑنا۔بگ بینگ تھیوری۔
معوذتین کے فضائل۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو۔جہنم کا دروازہ۔گرہوں میں پھونکیں مارنے والیاں/ جادوگرنیاں۔جادو کی مذمت۔حاسدین کے شر سے اللہ کی پناہ۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔حسد کا نفسیاتی پہلو۔حوالہ کتب۔

۱۱۴۔سورہ الناس (انسان)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔808-829۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔انسانوں کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا۔اشرار۔انسان کیا ہے؟ انسان کی تعریف۔انسان کی اقسام۔۱۔مادیت پسند انسان۔
۲۔لوگوں پر حکمرانی کرنے والا انسان۔۳۔روحانی انسان۔انسانی مزاج (افتادطبع)۔
انسانی شر یا طاغوت۔طاغوت کی اقسام۔

۱۔شیطان کی بندگی کرنا۔

۲۔باطل نظام کی پیروی۔

۳۔طاغوتی فیصلے/ باطل قوانین۔

۴۔انبیاء اور شخصیات کی بندگی۔

۵۔اقتدار اور صاحب اقتدار کی بندگی۔

۶۔مشرکین، کافرین اور منافقین سے دوستیاں کرنا۔

۷۔خاندان اور برادری کی خاطر اسلام سے اعراض برتنا۔۸۔نفسانی خواہشات کی غلامی۔

اشرار سے پناہ کی دعا۔وسوسہ کا شر۔جنات کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا۔

مومن اور مشرک جنات۔جنات کے فرقے۔حوالہ کتب۔

کتابیات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔830-846۔

۞

۸۷۔سورہ الۡاَعۡلٰی (بلنداور ارفع)

نام:

الۡاَعۡلٰی۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی سب سے بلند اور ارفع کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ الۡاَعۡلٰی مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۹ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔اللہ کی عظمتوں کا بیان۔

۲۔ہر مخلوق کو تناسب کے ساتھ پیدا فرمایا۔

۳۔ہر چیز کی تقدیر بنائی۔

۴۔اللہ نے ہر مخلوق کی فطرت کو تخلیق فرمایا۔

۵۔زمین سے چارہ نکالا پھر ہو نباتات سیاہ کوڑے کی شکل اختیار کر گئی۔

۶۔حب دنیا۔

۷۔آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ الاعلیٰ سے محبت فرماتے تھے۔ا؎

اللہ کی صفت الاعلیٰ ہے:

اللہ تعالی کی ایک اسم صفاتی الاعلیٰ ہے یعنی اللہ تعالی کی شان بہت بلند و بالا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى۔ ۲

ترجمہ۔(اے پیغمبر) اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کیجئے۔

الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى۔ ۳

ترجمہ۔جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا پھر تناسب قائم کیا۔

وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى۔ ۴

ترجمہ۔اور جس نے (ہر شے کا) اندازہ مقرر کیا پھر اسے (فطری) ہدایت عطا فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے تو کہتے سبحان ربی الاعلی۔۵؎

قتادہؒ ربیان کرتے ہیں، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس آیت کو پڑھتے تھے تو سبحان ربی الاعلی کہتے۔٦؎

العلی۔(بہت بلند و برتر)۔ The Most High

الْاَعْلَى۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ل۔و) سے مشتق ہے۔

الْاَعْلَى۔کے معنی رفعت اور بلندی کے ہیں۔۷؎

قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی العلی (۸) مرتبہ آیا ہے۔

الْاَعْلَى۔کی ضد اسفل ہے۔

اعلاء۔کے معانی سے بلند کر دیا۔

تعالی۔وہ بلند ہوا۔

العلاء۔سے مراد شرف اور بلندی۔

استعلیٰ ۔کے معانی بلند ہونا۔

ماعلوا۔کے معنی جس چیز پر بھی وہ غالب آ جائیں

علو۔کے معانی سرکشی کے ہیں لیکن جب یہ لفظ اللہ کے لئے استعمال ہوگا تو اس کے معانی عظمت اور بلندی کے ہوں گے

عال۔العالی یا عالیہ۔سے مراد اونچائی یا عظمت کے ہیں۔

الا علے۔سے مراد عالی مرتبہ۔

علا۔سے مراد غلبہ حاصل کرنا۔

علیون علیین۔سے مراد بلندیوں پر مزید بلندی حاصل کرنا۔

اسی طرح سے علیین وہ بلند مقام جبکہ اس کی ضد سجین ہے جس کے معانی پستی یا انسانی نشونما کے جکڑنے کے ہیں۔

اَلْاَعْلَی۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معانی سب بلندوں سے بلند ترین،عظمت اور بزرگی والا جس کے شرف اور عزت کی کوئی مثال نہ ہو۔۸؎

مفسرین کرام اور اہل علم حضرات نے اسم اَلْاَعْلَی کی درج ذیل پانچ تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔امام غزالی لکھتے ہیں کے اَلْاَعْلَی وہ ذات پاک ہے جس کے رتبے سے بلند کوئی رتبہ نہیں۔۹؎

۲۔ابن جریر لکھتے ہیں کے اَلْاَعْلَی وہ ذات پاک ہے جو نہایت بلند اور اپنی مخلوق پر مکمل قادر ہے۔۱۰؎

۳۔اَلْاَعْلَی وہ ذات عالی مرتب ہے جس کی مثل کوئی نہیں،پاک ہے وہ ذات۔۱۱؎

۴۔امام خطابی لکھتے ہیں کے اَلْاَعْلَی کا مطلب العلی القاھر یعنی بلند اور غالب۔۱۲؎

۵۔علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کے اللہ تعالی خود قرآن کریم میں فرماتے ہیں کے اَلْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ یعنی وہ بلند ہے اور بڑائی والا۔

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ یعنی وہ بلند اور بڑے مرتبے والا ہے۔ الکبیر التعال یعنی وہ بیت عظمت، بزرگی والا ہے اور نہایت بلند تر ہے، یعنی تمام غلبہ اقتدار، بزرگی اور پاکیزگی سب کی سب اس ذات کے لئے ہے۔ ۱۳؎

اسم الْاَعْلٰی کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الْاَعْلٰی کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے تاہم انسان کی عقل وفہم اس صفت عظیم کے ادراک سے قطعاً قاصر اور مجبور ہے کیونکہ اللہ کی عظمت، بلندی، بزرگی اور غلبے کی آگہی انسانوں کو نہیں لہٰذا وہ اس صفت عظیم کے اندر کام کرنے والے میکینزم سے بھی واقف نہیں لیکن اپنی کم علمی سے انسان اتنا ضرور سمجھ سکتا ہے کے اس عظیم کائنات کو پیدا کرنے والا، اس کے نظام کو کنٹرول کرنے والا اور اس کائنات کی تمام مخلوقات جس میں مرئی اور غیر مرئی سب شامل ہیں ان کے نظام کو سنبھالنے والی ذات کس قدر بلند درجہ اور عظیم الشان ہوگی۔ ایک ادنیٰ سی مثال کے ذریعے اس برتر اسم پاک کو کمزور اور کم عقل انسان کسی کم تر درجے میں سمجھنے کی کوشش کرسکتا ہے مثلاً انسان کی دماغی صلاحیتوں پر اگر بات کی جائے تو کئی حیرت انگیز حقائق سامنے آتے ہیں جبکہ سائنسدان خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کے اس انسانی دماغ پر تحقیق ابھی ابتدائی مراحل میں ہے زیرِ نظر ایک انسانی عضو (دماغ) پر بحث کرنے کا مقصد صرف اور صرف اتنا ہے کے ایک عظیم الشان ہستی نے دنیا میں کتنے انسانی دماغ تخلیق فرمائے اور وہ سب کے سب اللہ کے اختیار اور کنٹرول میں ہیں دوسری جانب مکمل انسان اور اس اسسٹم اور پھر دیگر مخلوقات کا نظام زندگی یہ سب نہایت حیران کن ہے اور انسان جب ان کا مطالعہ کرتا ہے تو بے اختیار یہ کہہ اٹھتا ہے کے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی تمام تعریفیں اس رب بزرگ و برتر کے لئے ہیں

ارشادات خداوندی ہیں:

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ۔

ترجمہ۔ فیصلہ بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے۔ ۱۴؎

اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرِ۔

ترجمہ۔اللہ ہی بالا دست اور بزرگ ہے۔۱۵؎

وَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

ترجمہ۔بس وہی بزرگ و برتر ہے۔۱۶؎

وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا۔

ترجمہ۔اللہ کی بات بلند تر ہے۔۱۷؎

وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔

ترجمہ۔اللہ کی مثال اعلیٰ ہے۔۱۸؎

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ۔

ترجمہ۔اللہ سب سے بلند تر ہے۔۱۹؎

اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ۔

ترجمہ۔وہ بلند مرتبہ حکمت والا ہے۔۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبدالرحمن بن قرطؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! معراج کے موقع پر آسمانوں میں جو تسبیحات پڑھی جارہی تھیں وہ یہ تھیں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی الْاَعْلٰی سبحانہ وتعالیٰ یعنی پاک ہے وہ ذات جو بلند اور سب سے برتر ہے اور وہ پاک اور عالی شان ہے۔۲۱؎

امام حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں ! رسول اللہ اپنی دعا اس تسبیح سے شروع فرماتے تھے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی الْاَعْلٰی الوھاب ۔ترجمہ۔ میرا رب سب عیبوں سے پاک ہے وہ بلند اور سب سے برتر ہے اور سب سے زیادہ دینے والا ہے۔۲۲؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

حضرت علیؓ کا نام بھی اللہ کے اسی صفاتی اسم پر رکھا گیا اور بے شک آپ بھی اسم بہ مسمیٰ تھے اللہ

تعالیٰ نے آپ کو بے حد عروج وکمال، علم وشعور اور دین میں بلندیوں سے آراستہ فرمایا یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں فرمایا! میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم کا شہر اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ ۲۳ے

اہل تصوف کا اس بات پر اجماع ہے کے سالک کو علم لدنی میں کمال حاصل ہی نہیں ہوسکتا جب تک کے وہ درِعلی سے علم کی خیرات حاصل نہ کرلے تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے جو بلندترین اور تعریف وتوصیف کے لائق ہے۔ ۲۴ے

اللہ نے اپنی ہر مخلوق کی فطرت کی تخلیق اور پروگرامنگ فرمائی:

اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کی فطرت ، عادت ،نفسیات، D-N-A،اس کا بلڈ گروپ ، خاندان اور انفرادی حیثیت میں اس کی تقدیر دنیا کی ہر مخلوق سے بالکل الگ منفرد اور اپنی نوعیت کی ایک ہی ہے۔دنیا کی ہر مخلوق کی فطرت ، اس کے جسمانی ، دماغی ، ذہنی اور نفسیاتی نظام میں اللہ تعالیٰ نے Install Programming کردی ہے، چنانچہ ہر مخلوق اپنے اسی Installation یعنی (نصب شدہ) پروگرامنگ کے تحت زندگی گزارتے ہیں،اس میں کائنات کی ہر مخلوق شامل ہے ،جس میں دن، رات، سورج، چاند، ستارے، دریا، پہاڑ، سمندر، انسان، جانور، پودے، پرندے ،جنات اور فرشتے سب شامل ہیں۔

مثلاً رات کے بعد دن آتا ہے،سورج اپنے وقت پر طلوع ہوکر وقت مقررہ پر غروب ہوجاتا ہے، چاند گھٹتا اور بڑھتا ہے وغیرہ۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی۔ ۲۵۔

ترجمہ۔جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا پھر تناسب قائم کیا۔

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی۔ ۲۶

ترجمہ۔جس نے (ہر شے کا) اندازہ مقرر کیا پھر اسے (فطری) ہدایت عطا فرمائی۔

ذیل میں چند چیزوں کا تذکرہ اختصار سے کیا جارہا ہے۔

ا۔انسان:

دنیا کا ہر انسان دوسرے انسان سے مختلف ہے، اس کی عادات، مزاج، نفسیات، خاندان اور تقدیر سب ایک دوسرے سے مختلف ہے، کوئی سے دو انسان اس کرہ ارض پر ایک جیسے نہیں ہو سکتے، لیکن اللہ تعالی نے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایات کے لئے انبیاء اور رسول بھیجے تا کہ وہ انھیں صحیح اور غلط کے مابین فرق کو بتا سکیں، اگر چہ اللہ نے ہر انسان کو دین فطرت یعنی اسلام پر ہی پیدا فرمایا ہے، لیکن بعد میں وہ اپنے آباء واجداد کا دین اختیار کر لیتا ہے، لیکن روز الست تو تمام ارواح نے اللہ کے ایک ہونے اور اس کے خالق و مالک ہونے کی شہادت دی تھی، تو اس اعتبار سے تمام انسان اللہ کی وحدانیت کے گواہ ہیں لیکن دنیا میں آنے کے بعد وہ کس مذہب کے پیروکار ہوتے ہیں، دوسری جانب علاقے، قبائل، موسم، رسم و رواج، تہذیب وتمدن بھی انسان کی عادات ومزاج پر اپنے گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ہر انسان کا D-N-A، اس کا بلڈ گروپ، اس کا فنگر پرنٹ اور اس کا خاندان ونفسیات ہر انسان سے الگ اور منفرد تشخص کا حامل ہے۔

ہر انسان کی سوچ، دنیا میں اس کا کردار اور مشن دوسرے تمام انسانوں سے الگ ہے۔

۲۔جانور:

2022ء تک کی جانوروں پر تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کے اب تک زمین پر تقریباً 2.16 ملین حیوانات کی اقسام موجود ہیں، جن میں تقریباً 1.05 کیڑے مکوڑے، 85,000 سے زائد مولسکس اور 65,000 سے زائد فقاری جانور شامل ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق زمین پر 7.77 ملین انواع جانوروں کی ہے، ان کی جسمانی لمبائی کم سے کم 8.5 مائیکرو میٹر یعنی (0.00033) انچ سے لے کر 33.6 میٹر یعنی 110 فٹ تک ہوتی ہے۔

دنیا میں بے شمار قسم کے جانور یا حیوانات موجود ہیں، حیوانات کے علم کو Zoology کہا جاتا ہے جبکہ انگریزی زبان میں حیوانات کو Animal کہا جاتا ہے۔

ماہرین اور سائنسدانوں کا یہ ماننا ہے کے دنیا میں کئی جگہیں، مقامات، گہری کھائیاں، پہاڑوں کے اندر پیچیدہ غار، جنگلات اور سمندر کے انتہائی زیریں حصوں تک انسان کی رسائی کے نا ہونے کے سبب اب بھی تقریباً ۹۰ فیصد سے زائد جاندار ایسے ہیں جن کی شناخت اور نشاندہی ناممکن ہے، جبکہ اس کی تحقیق میں مزید ایک ہزار سال کا عرصہ درکار ہے۔

ہاتھی:

ہاتھی ایک قوی الجثہ جانور ہے، جس کا عمومی حمل ۲۲ ماہ پر مشتمل ہے جبکہ ہاتھی کے نومولود بچے کا وزن 120 کلوگرام ہوتا ہے، ہاتھی کی طبعی عمر ۷۰ سال ریکارڈ کی گئی ہے۔

ہاتھی صحارا کے زیرین علاقوں، جنوبی ایشیاء اور جنوب مغربی ایشیاء، افریقہ اور دنیا کے دیگر مما لک میں پائے جاتے ہیں۔

سب ہی ہاتھی نباتات کھاتے ہیں، اور قابل رسائی پانی کے ذخائر سے قریب رہنا پسند کرتے ہیں۔

ہاتھی کے گروہ کی رہنمائی عمر رسیدہ مادہ ہاتھی کرتی ہے، ہاتھی جب بلوغت کی عمر کو پہنچتے ہیں تو اپنے گروہ کو چھوڑ کر تنہا یا پھر دیگر نر گروہ کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں، تاہم اپنی افزائش نسل کے غرض سے یہ خاندانی گروہ کے قریب آتے ہیں، اس دور میں نر ہاتھی کے جنسی ہارمون میں اضافہ نوٹ کیا گیا ہے، ہاتھی کے خاندان میں ہاتھی کے بچوں کو مرکزی اہمیت اور حیثیت حاصل ہوتی ہے ، چھوٹے بچے اور تین سال کی عمر کے ہاتھی کے بچے اپنی ماں پر انحصار کرتے ہیں۔

ہاتھیوں کے باہمی رابطوں میں دیکھنا، سونگھنا، آواز کے ذریعے ایک دوسرے سے پیغام رسانی، انفرا ساونڈ اور سائز مک ریز کے ذریعے وہ دور دراز طویل مقامات تک رابطہ استوار کر سکتے ہیں، یہ حساس ہوتے ہیں، اپنے ساتھی اور رشتے داروں کی جدائی پر غم کا اظہار کرتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں ہاتھی جنگوں میں بھی استعمال ہوتے رہے ہیں، ہاتھی کے جسم میں 351-326 تک ہڈیاں ہوتی ہیں، ان کی پسلیوں میں 9-21 جوڑ ہوتے ہیں۔

ہاتھی کم تعدد کی آوازوں کو با آسانی سن سکتے ہیں یعنی ایک کلو ہرٹز والی آوازیں سن لیتے ہیں۔

ہاتھی اپنی سونڈ سے 350 Kg تک کا وزن با آسانی اٹھا سکتا ہے، جبکہ سونڈ کی حساسیت اس قدر

ہے کے وہ اس کے ذریعے بغیر مونگ پھلی کو نقصان پہنچائے ،اس کے چھلکے کو چھیل لیتا ہے، ہاتھی اپنی سونڈ کی مدد سے سات میٹر اونچی چیز تک بھی پہنچ جاتا ہے،اسی سونڈ کی مدد سے وہ زمین کھود کر پانی بھی نکال سکتا ہے۔

گھوڑا:

گھوڑا سمدار پستانیہ جانور ہے ، گھوڑے پانچ کروڑ سال قبل بھی زمین پر پائے جاتے تھے۔ماہرین کے مطابق گھوڑوں کی پہلی نسل کو Hyaracotherium کہا جاتا ہے۔

گھوڑوں کو ان کی رنگ، خاندان اور نسل کے اعتبار سے مختلف گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے، عام طور پر گھوڑوں کی ۳۰۰ سے زائد نسلیں اور اقسام بیان کی جاتی ہیں، گھوڑوں کی مضبوط جسمانی ساخت انھیں حملہ آوروں سے بچنے اور بھاگنے میں مدد فراہم کرتی ہیں، گھوڑوں میں توازن کی غیر معمولی حس پائی جاتی ہے،گھوڑے کھڑے اور بیٹھ کر دونوں حالتوں میں سو سکتے ہیں۔

گھوڑے کا زمانہ حمل گیارہ ماہ پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ گھوڑے کا بچہ اپنی پیدائش کے چند گھنٹوں کے بعد کھڑے ہونے کے قابل ہو جاتا ہے،عموماً پانچ سال کا گھوڑا پوری طرح سے جوان تصور کیا جاتا ہے،تاہم گھوڑے کی اوسط عمر 25-30 سال بیان کی جاتی ہے۔

لیکن اب تک کا طویل العمر گھوڑا ۶۵ برس کا بتایا جا رہا ہے،گھوڑے اپنی آنکھ سے 360 ڈگری پر بھی دیکھ سکتے ہیں یعنی آگے اور پیچھے دونوں اطراف میں یہ دیکھ سکتے ہیں، گھوڑوں کے سونگھنے اور چکھنے کی صلاحیت غیر معمولی ہوتی ہے۔

گھوڑا عام طور پر 44 Km فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا ہے، جبکہ اس کو ایک دن میں 45 لیٹر صاف پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

عام طور پر گھوڑوں کی تین نسلیں قابل شمار ہیں۔گھوڑا ایک وفادار جانور ہے جو اپنے مالک کے ذہن کو پڑھنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہے، یہی نہیں بلکہ انگلینڈ میں کی گئی ایک حالیہ تحقیق کے مطابق، سائنسدان یہ بتاتے ہیں کے گھوڑے انسانی جذبات کو سمجھنے کی فطری صلاحیتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔

وَالۡعٰدِيٰتِ ضَبۡحًاۙ ۔۲۷

ترجمہ۔ان سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اٹھتے ہیں۔

فَالۡمُوۡرِيٰتِ قَدۡحًاۙ ۔۲۸۔

ترجمہ۔پھر (پتھروں پر نعل) مار کر آگ نکالتے ہیں۔

فَالۡمُغِيۡرٰتِ صُبۡحًاۙ ۔۲۹۔

ترجمہ۔پھر صبح کو چھاپہ مارتے ہیں۔

فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًاۙ ۔۳۰

ترجمہ۔پھر اس میں گرد اٹھاتے ہیں۔

فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًاۙ ۔۳۱

ترجمہ۔پھر اس وقت دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں۔

گھوڑوں کی اعلیٰ نسل:

اٹھارہویں صدی میں برطانیہ میں اعلیٰ نسل کے جانور پالنے کا شوق شروع ہوا، اس زمانے میں یہاں گھوڑوں کی کئی نسلیں موجود تھیں، جو خوبصورت نا تھیں چنانچہ ایک برطانوی اپنے مالک کے لئے ایک عربی النسل گھوڑا خرید کر لایا جس نے گھوڑے کا نام اپنے مالک کی نسبت سے Darley Arabian رکھا، ایک انگریز بھی ایک ترکی النسل گھوڑا خرید کر لایا جس کا نام Byerlay Turk رکھا گیا تاہم ایک تیسرے انگریز نے ایک معمولی شکل وصورت کا فرانسسی گھوڑا خریدا اور اپنے مالک کی خدمت میں پیش کیا پھر ان گھوڑوں کی افزائش نسل کی گئی اور گھوڑے کے مالکان کے درمیان ایک مسابقانہ دوڑ شروع ہوگئی جس کے نتیجے میں انگلستان میں عمدہ نسل کے گھوڑوں کی پرورش اور افزائش نسل شروع ہوگئی ،یہی نہیں بلکہ انگلستان میں ایک باقاعدہ سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا جس نے ان تمام نسلی گھوڑوں کو نا صرف رجسٹرڈ کیا بلکہ ان سے متعلق تمام کوائف کو بھی جمع کیا جانے لگا، ان گھوڑوں کو روبریڈ یعنی بہترین نسل کا قرار دیا گیا، دوسری جانب یہ نسلیں گھڑ دوڑ میں بھی کافی مقبول ہوئیں اور آج دنیا میں پائی جانے والی بیشتر

گھوڑوں کی نسل کا شجرہ انھی تین نسلوں سے جاملتا ہے تاہم نسلی اعتبار سے عربی گھوڑوں کا کوئی مماثل نہیں، ان عربی گھوڑوں کی درج ذیل تین اقسام ہے۔

۱۔ طاقتور گھوڑے۔ ۲۔ برق رفتار گھوڑے۔ ۳۔ نہایت خوبصورت گھوڑے۔ ۳۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں کو بہت زیادہ پسند فرماتے۔ ۳۳؎

ایک دوسری روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھوڑوں سے زیادہ کسی اور کی چاہت نہ تھی۔ ۳۴؎

بھلائی کو گھوڑے کی پیشانی پر تاقیامت ثبت کر دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں کی تذلیل اور تحقیر سے منع فرمایا ہے۔ ۳۵؎

حضرت جریر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں کی پیشانی کو اپنے دست مبارک سے سہلاتے ہوئے فرماتے! قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی میں برکت کو رکھ دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام السکب تھا جس کے معانی نہایت سبک اور برق رفتار ایسے جیسے سمندر کی روانی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے گھوڑے کا نام المرتجز تھا کیونکہ اس گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز نہایت منفرد تھی۔

گھوڑوں کی محبت درج ذیل تین قسم کی ہے۔

۱۔ جو لوگ جو گھوڑوں کو پالتے ہیں اور اللہ کی راہ میں ان پر سوار ہو کر جہاد کرنے کیلئے نکلتے ہیں، ان کیلئے یہ بہت ہی اجر و ثواب کا سبب ہیں۔

۲۔ وہ لوگ جو گھوڑوں کو فخر و غرور کے طور پر پالتے ہیں، ان کیلئے وبال ہے۔

۳۔ وہ لوگ جو سوال سے بچنے اور گھوڑوں کی نسل کی حفاظت کیلئے انھیں پالتے ہیں اور اللہ کا حق نہیں بھولتے، چنانچہ ایسے لوگ نا تو اجر کے مستحق ہیں اور نا ہی عذاب کے مستحق ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر عربی گھوڑا فجر کے وقت اللہ کی اجازت سے یہ دعا کرتا ہے، اے

اللہ جس کے قبضہ میں تو نے مجھے دیا ہے تو اس کے دل میں اس کے اہل و مال سے زیادہ میری محبت دے۔ ۳۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کا بہترین مال اچھی نسل کا گھوڑا اور زیادہ پھلدار درخت یعنی کھجور ہے۔ ۳۷؎

۳۔ پرندے:

پرندے، اپنے پروں اور پنکھوں کے ذریعے ہوا میں پرواز کرتے ہیں پرندے جانوروں کے ایک گروپ 'ورٹیبر ٹیس' یا ریڑھ دار جانوروں کی ایک قسم سے تعلق رکھتے ہیں پرندوں کی کئی عادات و خصائل دیگر جانوروں سے مختلف ہوتی ہیں لیکن ان میں کچھ عادتیں مماثل بھی ہوتی ہیں ممالیا کی طرح تمام پرندوں کے دل کے چار خانے ہوتے ہیں پرندوں کا خون گرم ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کا جسمانی درجہ حرارت ایک جیسا اور مستقل رہتا ہے یہی وجہ انھیں مختلف ماحول میں زندہ رکھتی ہے۔ پرندوں اور حشرات الارض کی نشونما انڈوں میں ہوتی ہے۔ آج سے ۱۴۰۰ قبل حضرت علیؓ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ جن جانوروں کے کان نمایاں ہوتے ہیں ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں جبکہ جن جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض کے کان نمایاں نہیں ہوتے ان کے انڈے ہوتے ہیں۔

پرندے کرہ ارض کے بلند ترین مقامات، پہاڑوں، چٹانوں، اونچے درختوں حتیٰ کے قطبین پر بھی بسیرا اور پرواز کرتے ہیں کچھ پرندے سمندر میں ۸۵۰ فٹ کی گہرائی میں بھی غوطہ زن ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں پرندے عام طور پر جسامت کے اعتبار سے 2.25 (ہیمنگ برڈ) جتنے چھوٹے اور ۹ فٹ اونچے اور ۱۵۶ کلوگرام وزنی شتر مرغ جتنے بھی ہوتے ہیں سب سے زیادہ وزنی اڑنے والے پرندے بسٹرڈ کا وزن ۱۸ کلوگرام تک ہوتا ہے تاہم پرندوں کے پروں کے مختلف خطوط، رنگ، ڈیزائن اور انداز ان کی عمر، عادت، جنس اور سماجی حیثیت کا پتا دیتے ہیں تقریباً سب ہی پرندوں ی دم ہوتی ہے جو انھیں پرواز کے دوران رخ بدلنے اور زمین پر اترنے میں مدد دیتی ہیں پرندوں میں بے حد عقل و شعور پایا جاتا ہے وہ نہایت خوبصورتی سے اپنے گھونسلے

بناتے ہیں جس میں ان کی ضروریات کی تقریباً ہر چیز مہیا ہوتی ہے اس ضمن میں عام طور پر 'بیا' کی مثال پیش کی جاتی ہے جس کا گھونسلہ آرٹ کا بہترین نمونہ تصور کیا جاتا ہے اس کے گھونسلے میں علیحدہ علیحدہ کمرے، اسٹور، بچوں کے کھیلنے کی جگہ حتیٰ کے روشنی کے لئے جگنو بھی ہوتا ہے۔

پر والے دو پیروں کے جانداروں کو پرندے کہا جاتا ہے، جبکہ انھیں طائر اور طیور بھی کہا جاتا ہے، پرندے گرم خون کے حامل، دو پیروں والے، انڈے دینے والے فقاری جانور ہیں، ان کے کان نظر نہیں آتے چنانچہ یہ یہ انڈے دیتے ہیں۔

ماہرین اور سائنسدان اب تک پرندوں کی 10,000 سے زائد انواع دریافت کر چکے ہیں، یہ دنیا کے ہر خطے اور علاقے میں پائے جاتے ہیں، ان کی انواع 5 cm سے لے کر 9 فٹ تک بلند قامت بھی ہوتی ہے۔

پرندے صبح سویرے افق سے روشنی کے طلوع ہوتے کے ساتھ بیدار ہو کر اپنے خالق کی حمد وثناء میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

کچھ پرندے جیسے شتر مرغ اور پینگوئین میں اڑنے کی صلاحیت نہیں ہوتی لیکن یہ پرندے بلا کے ماہر تیراک ہوتے ہیں۔

پرندوں میں نقل مکانی کی خصوصیت پائی جاتی ہے چنانچہ دانہ، پانی اور فطری ماحول میں یہ جلد ہی اپنے گھونسلے بنا لیتے ہیں۔

مشرقی سائبریا میں پایا جانے والا پرندہ Plover، موسم سرما میں الاسکا سے جنوب کی طرف جزیرہ ہوائی کی جانب نقل مکانی کرتے ہیں، جبکہ ان کا یہ پورا سفر بغیر کسی توقف کے ہوتا ہے اور یہ بحر الکاہل کے اوپر سے پرواز کرتے ہیں، جبکہ ڈھائی ہزار میل کا یہ طویل سفر یہ پرندہ اپنی ایک اڑان میں مکمل کرتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِىۡ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ
اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ۔ ۳۸

ترجمہ۔ کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو آسمان کی فضا میں مسخر ہیں، اللہ کے سوا کس نے انھیں

تھاما ہوا ہے، بے شک اس میں مومنین کے لئے نشانیاں ہیں۔

ابن ابی حاتم نے سدیؒ نے بیان کیا ہے، اس آیت فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ سے مراد آسمان کے درمیان ،جبکہ آیت مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ سے مراد اللہ تعالیٰ نے ان پرندوں کو فضا میں تھام رکھا ہے۔ ۳۹ے

قاز اپنی نقل مکانی اور طویل سفر میں v کی شکل میں پرواز کرتے ہیں، اگر کسی وجہ سے کوئی قاز اپنی جگہ سے ہٹ جائے یا پیچھے رہ جائے تو وہ ہوا کا غیر معمولی دباؤ کو محسوس کر کے اپنی درست لائین میں پرواز کرنے لگتا ہے، تاہم اس گروہ کی رہنما قاز جو سب سے آگے اس قافلے کی سربراہی کرتی ہیں وہ ہوا کے سب سے زیادہ دباؤ کو برداشت کرتے ہیں، تاہم تھک جانے کی صورت میں وہ پچھلی قطار میں چلی جاتی ہیں جبکہ اگلی صف میں دوسری قاز اس قافلے کی سربراہی شروع کر دیتی ہے، پچھلی صفوں میں محو پرواز قاز کا کام یہ ہوتا ہے کے وہ ایک مخصوص آواز کو مسلسل نشر کرتی رہتی ہیں تا کہ رفتار کو برقرار رکھا جا سکے تاہم سفر کے دوران بیمار، یا حادثے کا شکار قاز جب زمین کی جانب گرتی ہیں تو بقیہ قازیں بھی اس کے ساتھ ساتھ زمین پر اترتی ہیں تا کہ اس کی مدد کی جا سکے، تا وقت کے وہ دوبارہ اڑنے کے قابل نا ہو جائے وہ اپنے ساتھی کے ساتھ ساتھ رہتی ہیں، اس کی صحت یابی کے بعد دوبارہ پرواز کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ۔ ۴۰

ترجمہ۔کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا، جو پر پھیلائے ہوئے ہیں اور پروں کو سمیٹ لیتے ہیں، رحمن کے سوا کون انہیں تھامے ہوئے ہے؟ بیشک وہ ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔

دنیا بھر میں ۲۰ مارچ کو ورلڈ اسپیرو ڈے یعنی (چڑیاؤں کا عالمی دن) منایا جاتا ہے ۔

امریکن کک نامی ایک پرندہ ایک ہی وقت میں ۱۸۰ ڈگری کا منظر بھی دیکھ سکتا ہے۔

گھریلو بکری ۳۲۰ ڈگری تک کا ویو با آسانی دیکھ لیتی ہے۔

گرگٹ ایک ہی وقت میں دو مختلف سمتوں میں دیکھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

افریقہ میں پایا جانے والا prongs نامی ہرن ایک صاف رات میں سیاروں کے گرد موجود دائرو ں کو بخوبی دیکھ سکتا ہے تاہم انسانی کی حس بصارت دیگر مخلوقات کے مقابلے میں محدود اور کمزور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ مرغ اس وقت بولتا ہے جب وہ فرشتے کو دیکھتا ہے، اور تم جب کسی گدھے کی رینکنے کی آواز سنو تو اللہ سے شیطان مردود سے پناہ مانگو کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھ کر رینکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب تم رات میں کتوں کا بھونکنا اور گدھوں کا رینکنا سنو تو اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔ [۴۱]

جب مرغ کی آنکھ کا تجزیہ کیا گیا تو یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی کے مرغ کی آنکھ انسانی آنکھ سے دو اعتبار سے زیادہ بہتر ہے۔

۱۔ مرغ کی آنکھ میں پانچ اقسام کے Light receptors پائے جاتے ہیں جبکہ انسانی آنکھ میں صرف دو اقسام کے Light receptors پائے جاتے ہیں۔

۲۔ دوسری خاصیت Fovea ہے جو کے انتہائی تیزی سے گزر جانے والی کسی بھی چیز کو با آسانی دیکھنے کے بعد پہچاننے کی صلاحیت ہے اسی طرح سے گدھے کی آنکھ میں انسانی آنکھ کی بہ نسبت رنگوں کو پہچاننے کی حیرت انگیز صلاحیت موجود ہے اور اس کی آنکھ میں rods کا ریشو بھی زیادہ ہے اسی وجہ سے گدھا رات کی تاریکی میں درختوں کے سایے کو بھی پہچان لیتا ہے باالفاظ دیگر ایک گدھے کی آنکھ میں رات کی تاریکی میں اندھیرے کو دیکھنے اور پہچاننے کی مکمل صلاحیت پائی جاتی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے میں 'ہدہد' نے ملکہ سبا کے ملک اور تخت کی خبر انھیں دی جس کو سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو دین اسلام کی دعوت بھیجی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں۔

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ
لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ
مُّبِيْنٍ ۔ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ
مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۔ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ
كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۔ ۴۲

ترجمہ۔سلیمان نے پرندوں کی حاضری لی تو کہا کیا بات ہے جو میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں، کیا وہ کہیں غائب ہے؟ میں اسے ضرور ضرور سخت سزا دوں گا یا ضرور ضرور اسے ذبح کر دوں گا یا یہ بات کہ وہ میرے سامنے کوئی صریح دلیل لے کر آئے ،تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ہدہد نے کہا کہ میں ایسی چیز کی خبر لایا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور آپ کے پاس ملک سبا کی ایک یقینی خبر لایا ہوں، بیشک میں ایک عورت کو پایا جوان پر بادشاہت کرتی ہے اور اسے ہر چیز دی گئی ہے اور اس کے لیے ایک بڑا تخت ہے۔

سمت معلوم کرنے کی حس:

آکسفورڈ یونیورسٹی کی ایک حالیہ تحقیق جو ہجرت کرنے والے پرندوں پر کی گئی تھی کے مطابق! ہجرت کرنے والے پرندے اتنے ذہین اور عقل مند ہوتے ہیں کے وہ سرد موسم کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے گرم ملکوں اور خطوں کی جانب سفر کرتے ہیں پھر اپنی سردیوں کی چھٹیاں گزار کر بخیریت اپنے وطن کو لوٹتے ہیں تاہم ماہرین نے اپنی تحقیق کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کے ایسے تمام پرندوں کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کا کرپٹو کرومز (Cryptochromes) نامی پروٹین پایا جاتا ہے جو انھیں مقناطیسی میدان اور درست سمت کے تعین میں مدد فراہم کرتا ہے۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کے پرندوں کی نظر بہت تیز ہوتی ہے جبکہ شاہین کسی بھی شے کو آٹھ گنا زیادہ بڑا دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے، عام طور پر جب پرندے آسمان کی بلندیوں پر محو پرواز ہوتے ہیں تو زمین پر رینگنے والی معمولی کیڑے مکوڑوں کو بھی اتنی بلندی سے باآسانی دیکھ لیتے ہیں اور ان کے شکار کے لئے جیسے ہی زمین پر اپنا پنجہ مارتے ہیں اللہ کریم انھیں ان کا رزق عطا فرماتے ہیں یہ

اصول اور قانون قدرت ہے کے جب کوئی بھوکا پرندہ یا جانور اپنی غذا کو تلاش کرتا ہے تو قدرت فوراً اس کی غذا کا انتظام کرتی ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیۡ جَوِّ السَّمَآءِ مَا یُمۡسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ۔[۴۳]

ترجمہ۔کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو آسمان کی فضا میں مسخر ہیں، اللہ کے سوا کس نے انھیں تھاما ہوا ہے، بے شک اس میں مومنین کے لئے نشانیاں ہیں۔

۴۔شہد کی مکھیاں:

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کے آج سے تقریباً 130 ملین برس قبل بھی دنیا میں شہد کی مکھیوں کا وجود موجود تھا، تاہم اس ضمن میں کچھ دستاویزی ثبوت بھی اکھٹے کئے گئے ہیں، جبکہ غاروں میں بنی ہوئی کچھ تصاویر جو غالباً 8,000 برس قدیم تصور کئے جاتی ہیں اس میں دیکھا جا سکتا ہے کے ایک شخص براہ راست شہد کے چھتے سے شہد حاصل کر رہا ہے۔
شہد کے استعمال کے شواہد قدیم تہذیبوں کے مطالعے سے بھی ثابت ہوتے ہیں چنانچہ قدیم مصری، سمیری، اشوری، چینی، یونانی اور رومی تہذیبوں میں شہد کے استعمال، بیماریوں سے شفایابی اور زخموں پر شہد کے لیپ کے شواہد دستیاب ہیں۔
سائنسدانوں نے اب تک شہد کی مکھیوں کی 20,000 سے زائد انواع اور اقسام دریافت کر لی ہیں جن کی درجہ بندی کرتے ہوئے انھیں 11-7 خاندانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
کوئین میری یونیورسٹی آف لندن کے پال ہیرڈ کی تحقیق کے مطابق! شہد کی مکھیاں ایک پیچیدہ گروہ کی شکل میں زندہ رہتی ہیں، جس میں ہزاروں کی تعداد میں انفرادی مکھیاں رہتی ہیں، ان میں زیادہ تر مادہ مکھیاں کارکنان کے طور پر کام کرتی ہیں لیکن ان میں افزائش نسل کی صلاحیت ناپید ہوتی ہے، یہ اپنی مختصر سی زندگی کو پھولوں کے رس نکالنے کے کام میں صرف کرتی ہیں۔
شہد کی مکھی کے چھتے میں ایک ملکہ مکھی بھی ہوتی ہے، جو طویل العمر ہوتی ہے، اور چھتے میں اولاد کو پیدا کرنے کے عمل کی سربراہ بھی ہوتی ہے، جب ملکہ انڈے دیتی ہے تو کارکن مکھیاں اندازہ لگاتی

ہیں کے لاروا سے بالغ کارکن مکھیاں پیدا ہوں گی یا بالغ ملکہ۔

تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کے لاروا کو دی جانے والی خوراک اس کی قسمت کا تعین کرتی ہیں، جن مکھیوں کو پولن اور رس کی شکل میں غذا دی جاتی ہے وہ کارکن مکھیاں بنتی ہیں، اور جن مکھیوں کی غذا رائل جیلی پر مشتمل ہوتی ہے وہ ملکہ مکھی بنتی ہیں، تاہم اس غذائی طریقے کو تمام زندگی برقرار اور قائم رکھا جاتا ہے۔

تحقیق کے مطابق یہ تبدیلیاں D-N-A کی وجہ سے نہیں بلکہ نیوکلیئس کے اندر پائی جانے والی ایک پروٹین کی وجہ سے ہوتی ہے، تاہم سائنسی اصطلاح میں ان تبدیلیوں کو اپی جینیٹک تبدیلیاں کہا جاتا ہے۔

اقوام متحدہ نے ۲۰۱۸ میں یہ قرارداد منظور کی کے ۲۰ مئ کو شہد کی مکھی کا عالمی دن منایا جائے گا چنانچہ ۲۰ مئ کو دنیا بھر میں شہد کی مکھی کا دن منایا جاتا ہے، اس دن کو منانے کا اصل مقصد شہد کی عمدہ پیداوار، کاشتکاروں کے مسائل کے حل، شہد کی افادیت اور اہمیت کو اجاگر کرنا اور مگس بانی کی ترویج ہے۔

اللہ تعالی نے تمام جانداروں کی فطرت میں کچھ چیزون کو ودیعت کر دیا ہے یعنی وہ جس کام کے لئے پیدا کی گئیں ہیں وہ بلاتھکان تاعمر کرتی رہتی ہیں۔ شہد کی مکھیوں کی فطرت میں اللہ تعالی نے یہ پیغام ودیعت کر دیا ہے کے وہ درختوں اور پھول، پودوں سے شہد کو جمع کریں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ
وَ مِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ ۙ﴿۶۸﴾ ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّکِ
ذُلُلًا ؕ یَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِہَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُہٗ فِیۡہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ۔ [۴۴]

ترجمہ۔تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کردی کے پہاڑوں، اور درختوں میں، اور اونچی چھتریوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس اور اپنے

رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ، اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لئے، یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

وحی سے کیا مراد ہے؟

وحی سے مراد الہام، ہدایت اور ارشاد ہے۔ شہد کی مکھیوں کو اللہ کی جانب سے یہ بات ودیعت کی گئی کے وہ پہاڑوں، درختوں اور چھتوں میں شہد کے چھتے بنائے، اگرچہ شہد کی مکھی اللہ کی ایک کمزور اور ضعیف مخلوق ہے لیکن وہ کتنا مضبوط، خوبصورت اور نہایت مشاقی اور کاری گری سے اپنا خوبصورت گھر بناتی ہے۔

شہد کی مکھی مختلف پھلوں، پھولوں، گھاس اور جڑی بوٹیوں کے رس سے شہد کشید کرتی ہے اگرچہ یہ شہد کی تلاش میں ویران، بیابان، سنسان، دور افتادہ پہاڑ، کھیت کھلیان اور باغات کا سفر طے کرتی ہے لیکن کبھی اپنا چھتہ نہیں بھولتی ہیں بلکہ سیدھی وہیں لوٹتی ہیں۔

شہد کی مکھی جن جن جڑی بوٹیوں اور پودوں کے پھولوں کا رس چوستی ہے ان کے خواص اور ان کی تاثیرات کو گویا وہ کشید کرتی ہے، اس طرح شہد میں مختلف ادویات کے اثرات بھی شامل ہوجاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کے اس میں بہت سی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مکھی کی عمر چالیس دن ہے، سوائے شہد کی مکھی کے۔ ۴۵

۵۔ حشرات الارض:

ماہرین نے ابھی تک حشرات الارض کی تقریباً دس لاکھ سے زائد اقسام کا پتا چلایا ہے لیکن اس کے باوجود ہر سال ایسے سینکڑوں اور ہزاروں نئے حشرات بھی دریافت ہوتے ہیں جن کے بارے میں پہلے کبھی کچھ معلوم نا تھا، حشرات الارض چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں عام طور پر ان کے جسم کے تین حصے۔ ۱۔ سر۔ ۲۔ دھڑ۔ ۳۔ اور پیٹ ہوتے ہیں۔

یہ ہوا میں سانس لیتے ہیں اکثر ان کی چھ ٹانگیں اور دو پر ہوتے ہیں لیکن کچھ زمین پر چلنے اور رینگنے والے بھی کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں جن کے پر نہیں ہوتے ان کی بصارت، سماعت اور سونگھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔تمام حشرات الارض اپنے دشمنوں سے بچنے کی مکمل فہم وادراک رکھتے ہیں۔کچھ حشرات کیموفلاج سے بھی کام لیتے ہیں یعنی پھول، پودوں، پتوں اور درخت کی شاخ کے ہم رنگ ہوجاتے ہیں اور دشمن سے بچ جاتے ہیں کچھ حشرات چند گھنٹوں میں ہی پوری فصل کا صفایا کر دیتے ہیں جبکہ کچھ نہایت زہریلے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسانوں کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے حشرات بیماریاں بھی پھیلاتے ہیں چنانچہ یہ انسان، جانور اور پودوں کو بھی بیمار کر سکتے حشرات الارض کے خون کا رنگ عموماً سرخ، نیلا، کالا، سفید، پیلا یا پھر سبز ہوتا ہے۔

چونٹیاں:

چونٹیاں نہایت منظم بستیوں کی صورت میں رہنے والے حشرات کا ایک خاندان ہے جس کی تقریباً ۱۱۰۰۰ (گیارہ ہزار) اقسام ہیں چونٹیوں کی بستیاں واضح سماجی ڈھانچے رکھتی ہیں جن میں خوراک، رہائش اور تولید، کے لئے لازمی مختلف ذمہ دار چونٹیاں پائی جاتی ہیں چونٹیوں کا تعلق حشرات کے Hymenoplera گروپ سے ہے جس میں شہد کی مکھیاں اور پتنگے وغیرہ بھی شامل ہیں عام طور پر چونٹیاں دنیا بھر میں مٹی کے ڈھیر میں رہنا پسند کرتی ہیں لیکن کچھ چونٹیاں درختوں، گلی سڑی لکڑیوں اور مردہ پودوں میں بھی رہتی ہیں جبکہ آرکٹک اور انٹارکٹک میں بھی چونٹیاں پائی جاتی ہیں، چونٹی کے اوپر نصب اینٹینا کے ذریعے اسے اپنے اردگرد کے حالات کا علم ہوتا ہے۔

نیوجرسی کی ایک تحقیق میں ماہرین حشرات الارض نے چونٹیوں کے قدیم ترین دریافت ہونے والے فوسلز کی قدامت کا اندازہ لگاتے ہوئے یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ قدیم فوسلز تقریباً نو کروڑ بانوے لاکھ سال قبل کے ہیں۔۴۶

چونٹیاں اللہ کی نہایت عقلمند مخلوق ہے ان کا سماجی نظام نہایت منظم اور متوازن ہے ان کے سماجی نظام میں مختلف چونٹیوں کے خاندان، حسب ونسب اور اسی اعتبار سے ان کی ذمہ داریاں ہیں ان کے سماجی نظام میں باغبان، کارکن، انجینئر، سائنسدان، درزی، فن کار، مزدور اور ملکہ چونٹیاں پائی

جاتی ہیں۔
ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ ان کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

ا۔ملکہ چونٹی:

ملکہ چونٹی کے ذمہ تولیدی فرائض ہیں چنانچہ وہ انڈے اور بچوں کی پرورش ااہم ترین فریضہ انجام دیتی ہے تاہم دوسری چونٹیاں ملکہ کے ہوتے ہوئے تولیدی فرائض انجام نہیں دے سکتی ہیں۔

۲۔کارکن چونٹیاں:

چونٹیوں کی مختلف شکل وصورت اور رنگ ونسل ہوتی ہے لہٰذا اسی اعتبار سے انھیں ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں تاہم تمام چونٹیاں نہایت ایمانداری اور محنت سے اپنی ذمہ داری کو ادا کرتی ہیں اوراس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتیں۔

۳۔باغبان چونٹیاں:

چونٹی نہایت عقلمند مخلوق ہے وہ اپنی بستیوں میں ایسے باغات، پھل، پودے اور پھول بھی اگاتی ہیں جوان کی غذائی ضروریات کو پورا کرسکیں۔

۴۔مزدور چونٹیاں:

مزدور چونٹیاں غلے اور غذائی اجناس کو ذخیرہ کرتی ہیں تا کہ وقت ضرورت انھیں استعمال کیا جاسکے نیز یہ مزدور چونٹیاں اپنے جسمانی وزن سے دس گنا زیادہ وزن اٹھاتی ہیں اور نہایت مستقل مزاجی سے اپنے فرائض کی بجا آوری کرتی ہیں چاہے ایک دانہ ان سے ۱۰۰ دفعہ بھی گر جائے لیکن وہ جہد مسلسل کرتے ہوئے اپنے مقصد میں بلا آخر کامیاب ہو ہی جاتی ہیں۔

۵۔انجینئر چونٹیاں:

انجینئر چونٹیاں نہایت قابل ہوتی ہیں۔وہ ایک بہت بڑا کمرہ بناتی ہیں جوان کی ہنرمندی ایک منفرد نمونہ ہوتا ہے یہ کمرہ شاہی محل کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو نہایت کشادہ اور صاف ستھرا ہوتا

ہے اس کمرے میں ملکہ قیام کرتی ہے جبکہ دیگر چونٹیاں اس کی خدمت کرتی ہیں یہ شاہی محل مختلف گیلریوں کے ذریعے ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں یہ کمرہ سردی اور گرمی سے محفوظ ہوتا ہے جبکہ اس پر پانی بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔

۶۔درزی چونٹیاں:

چونٹیوں میں ماہر درزی بھی ہوتے ہیں یہ درزی چونٹیاں زیادہ تر جنگلوں میں ہوتی ہیں اور درختوں پر بسیرا کرتی ہیں اور اس قدر مہارت سے دو پتوں، شاخوں کو آپس میں جوڑتی ہیں کے اس میں کوئی نقص نکالنا مشکل ہے ایسا وہ عموماً اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے کرتی ہیں لیکن ان کی سی ہوئی شے قدرت کا ایک نمونہ ہے

۷۔سائنسدان چونٹیاں:

سائنسی اصولوں اور قواعد سے بھی واقف چونٹیاں ہوتی ہیں تاہم جب کسی درخت کے بیج کو یہ ذخیرہ کرتی ہیں تو اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کے اس بیج کے تولیدی نظام کو توڑ دیا جائے تا کہ بیج کے نم ہونے کی صورت میں اس میں پودا نہ نکل آئے یہ چونٹیاں سائنسی اصول وقواعد سے واقف ہوتی ہیں۔

۸۔فوجی چونٹیاں:

جب چونٹیاں ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتی ہیں تو ملکہ اپنے مصاحبین کے وسط میں سفر کرتی ہے جبکہ ہر قسم کے خطرات اور دشمنوں سے لڑنے کے لئے محافظ چونٹیاں اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتی ہیں ان کے ڈیوٹی کے اوقات کار بھی ہوتے ہیں عام طور پر طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے بعد ان کی ڈیوٹیز تبدیل ہوتی ہیں۔

۹۔ٹائم اور اسپیس سے آزاد چونٹیاں:

چونٹیوں کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے اور فاصلوں کو حذف کرتے ہوئے

ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچ جاتی ہیں تاہم ریسرچ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کے کچھ چونٹیوں کی اقسام ایسی بھی ہیں جن میں ہوا میں تحلیل ہونے کی غیر معمولی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ۴۷ے

۱۰۔امیزونی چونٹیاں:

یہ چونٹیوں ی وہ قسم ہے جو دوسری چونٹیوں کو غلام بناتی ہیں ان چونٹیوں کے جبڑے لمبے اور درانتی نما ہوتے ہیں یہ فورنیکا چونٹیوں کے بلوں پر حملہ آور ہو کر ان کے انڈے اور لاروے کو چرا لیتی ہیں تاہم بعد میں جب ان انڈوں سے بچے نکلتے ہیں تو وہ ان بچوں کو اپنا غلام بنا لیتی ہیں یہ غلام چونٹیاں امیزونی چونٹیوں کی بستی میں بحثیت غلام کے محنت اور مزدوری کرتی ہیں تجربات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کے اگر امیزونی چونٹیوں کو ان غلام چونٹیوں سے الگ کر دیا جائے تو وہ غم سے نڈھال ہو کر اور بھوکی پیاسی رہ کر موت کو ترجیح دیتی ہیں۔ ۴۸ے

۱۱۔ڈرائیور چونٹیاں:

چونٹیوں کی یہ قسم افریقہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں جہاں یہ ایک سے دو کروڑ کی تعداد میں مختلف بلوں میں اپنا شہر بساتی ہیں ان کے جبڑے نہایت مضبوط اور توانا ہوتے ہیں جبکہ یہ قوی الحبثہ جانوروں پر حملہ آور ہو کر انھیں بھی ہلاک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ۴۹ے

۱۲۔لشکری چونٹیاں:

لشکری چونٹیاں بلوں میں نہیں بلکہ خانہ بدوشانہ زندگی کو پسند کرتی ہیں یہ ملکہ کے انڈے دینے کے بعد سے باری باری خانہ بدوشی اور بے کاری کے مراحل سے گزرتی ہیں ان کے جبڑے نہایت مضبوط ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کئی بڑے حشرات الارض اور جانوروں کو باآسانی شکار کرتی ہیں۔ ۵۰ے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے میں جب آپ کا لشکر وادی نمل میں سے گزرا تو چونٹیوں نے دوسری چونٹیوں سے یہ کہا!

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا
مَسٰكِنَكُمْۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗۙ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ
اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ۔ ۵۱

ترجمہ۔(سلیمان کا لشکر) جب چیونٹیوں کے میدان میں آیا تو ایک چیونٹی نے کہا! اے چیونٹیو! اپنے رہنے کی جگہوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کے سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں کچل کے رکھ دیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

(سلیمان) چیونٹی کی بات پر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور عرض کی، اے میرے رب! آپ مجھے اپنی نعمتوں کا شکر گزار بنائے، جو نعمتیں آپ نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائی ہیں، مجھے نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے، جس سے آپ راضی ہوں، اور آپ مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرمائے۔

دنیا میں حشرات الارض کی لاکھوں کروڑوں اقسام پائی جاتی ہیں جن پر یہاں تفصیل سے بات نہیں کی جاسکتی لیکن چونٹیوں پر مختصراً کلام کی اصل وجہ یہ ہے کے عام طور پر یہ گھروں میں بھی پائی جاتی ہیں اور انسان انھیں بے ضرر سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں لیکن یہ ننھی سی مخلوق نا صرف نہایت منظم انداز سے اپنی زندگی گزارتی ہے بلکہ فہم و فراست اور دانائی اور بینائی میں بھی اپنی مثال آپ ہے جو نہ صرف اپنے خالق و مالک کو جانتی اور پہچانتی ہے بلکہ صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور عبادت بھی کرتی ہے۔

۶۔ملائکہ/فرشتے:

ملائکہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی فرشتے ہیں، فرشتے اللہ کی نوری مخلوق ہیں۔

فرشتوں کے کئی طبقات ہیں جن میں شامل جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل، کراماً کاتبین، منکر نکیر، ملائکہ رضوان، ملائکہ زمانیا اور بے شمار کائناتی نظام میں اللہ تعالی نے انھیں کئی ذمہ داریاں

سونپی ہیں ان کی تعداد بھی نا قابل فہم اور لاشمار ہے ایک اندازے کے مطابق ہر انسان کے ساتھ تقریباً ۲۰۰۰۰ فرشتے اس کی حفاظت اور اس کے اعمال کی نگرانی پر مامور ہوتے ہیں جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں موجود افراد کی تعداد ساڑھے چھ ارب کے قریب ہے یہی نہیں بلکہ ہماری دنیا کی طرح کروڑوں دنیائیں اس کائنات میں آباد اور موجود ہیں دوسری دنیاؤں کے مقابلے میں ہماری زمین سب سے چھوٹا کرہ ہے جیسے روحانی علوم کے ماہرین ایک بڑے گنبد پر سوئی کی نوک کے برابر ایک نہایت باریک نشان سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ملائکہ کی اقسام:

ملائکہ کی کئی اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ملائکہ نورانی۔ ۲۔ملاء اعلی۔ ۳۔ملائکہ سماوی۔ ۴۔ملائکہ عنصری۔ ۵۔حضیرۃ القدس۔
۶۔ملائکہ اسفل وغیرہ۔ ۷۔جنات۔

فرشتوں کی صلاحیتیں:

اللہ تعالی نے فرشتوں کو بے شمار صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے دراصل سات آسمان، سات مختلف زون کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں الگ الگ فرشتوں کو ان کی اہلیت کے مطابق مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں ہیں لہٰذا یہ بات طے ہے کے ہر زون کے فرشتے الگ ہیں لیکن ساتوں آسمانوں میں موجود فرشتوں کو ملائکہ سماوی ہی کہا جاتا ہے فرشتوں کو ودیعت کی گئی صفات اور صلاحیتوں کا اندازہ ان کے پروں کی تعداد اور ان کی جسامت سے لگایا جاتا ہے جو دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں جس طرح سے مور کے بے شمار پر ہوتے ہیں اور اس پر خوبصورت نقوش بھی منقش ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے فرشتوں کی صفات کے مطابق ان کے پر اور ان پر منقوش نقش ونگار سے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ قائم کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان کے پروں پر موجود ہر نقش ان کی ایک منفرد صلاحیت کی طرف اشارہ ہے ان کے پروں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کے ان کے پروں سے نور کے جھماکے ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے فرشتوں کے پروں سے سبز روشنیوں کا انعکاس ہوتا ہے۔

۷۔ جنات:

جنات اللہ کی ناری مخلوق ہیں، یہ مکلف ہیں، ان میں مسلمان اور کافر دونوں طرح کے عقائد کے لوگ پائے جاتے ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے بے شمار آیات میں جنات کا ذکر فرمایا ہے جبکہ سورہ جن کے نام سے ایک سورہ بھی قرآن کریم میں موجود ہے، جنات کی شکل، صورت، عادت، مزاج، فرقے، مسالک، عمر، غذائی عادات اور تقدیر ہے۔

جنات کی شکل وصورت:

جنات کے جسمانی خدوخال اور شکل وصورت بھی ہوتی ہیں جیسے ان کا چہرہ بیضوی اور سر کشکول کی مانند ہوتا ہے، ان کی آنکھیں بادام کی طرح جبکہ آنکھ کی پتلی میں گہرے رنگ کے ڈورے ہوتے ہیں ان کی ناک ستواں ہوتی ہے لیکن ناک کی نوک غائب ہوتی ہے، جنات کا قد متوازن ہوتا ہے ان کے اندر چونکہ مفرد لہریں کام کرتی ہیں لہٰذا ان کے جسمانی نظام میں اکہری برقی رو دور کرتی ہے جنات کے حواس محدودیت میں لامحدود ہوتے ہیں اور یہ ایک گھنٹے میں ستائیس میل چل سکتے ہیں تمام قوم اجنہ روشنی کے خول میں بند ہوتے ہیں ان کی اشتہاء میں فاسفورس کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ ۵۲؎

جنات کے فرقے:

انسانوں کی طرح جنات کے بھی کئی فرقے ہیں ان کی بھی تہذیب وتمدن، قبائل، علاقے، شہر اور وادیاں ہیں جہاں مختلف فرقے سے تعلق رکھنے والے جنات اپنے خاندانوں کے ساتھ آباد ہیں جنات بھی مختلف زبانیں بولتے ہیں اور ان کی بھی رسم ورواج، عادات، رنگ ونسل، گروہ اور طبقات ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۔ ۵۳

ترجمہ۔ بے شک ان (جنات) میں سے چند نیک اور کچھ برے ہیں اور وہ باہم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اس آیت میں لفظ' قددا' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو قدۃ کی جمع ہے اس کے معنی چمڑے کے ٹکڑے اور قدد کے معنی متعدد فرقوں کے بھی ہے یعنی ثابت یہ ہوا کے جس طرح سے انسانوں کے مختلف فرقے اور قبائل ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے جنات کے بھی کئی فرقے اور قبائل ہوتے ہیں جہاں وہ مختلف زبان بولتے ہیں اور ہر قبیلہ مختلف رسم ورواج کا پابند ہوتا ہے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں ! جنات کے بارہ طبقات ہیں اور یہ وہ بارہ طبقات ہیں جو کے ہماری زمین پر آباد ہیں تاہم ہر طبقہ کے جنات کی شکل صورت ، عادات واطوار اور رسم ورواج دوسروں سے مختلف ہیں اور وہ علیحدہ سے پہچانے جاتے ہیں وہ مزید لکھتے ہیں کے ہندوستان کے شہر دہلی کے کالے پہاڑ کی تلہٹی میں بھی جنات کے کئی طبقات آباد ہیں اگر چہ یہ ایک سنسان اور غیر آباد علاقہ ہے اور اگر کوئی مسافر بھولے بھٹکے اس طرف نکل جاتا تو اس کو شریر جنات تنگ کیا کرتے۔ ۵۴؎

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ ھ) اپنی تفسیر کبیر میں یہ لکھتے ہیں !انسانوں کی طرح جنات بھی مختلف عقائد اور نظریات کے حاملین ہوتے ہیں جن میں مرجئیہ ، قدریہ ، روافض ، اورخوارج شامل ہیں۔ ۵۵؎

ضحاک نے کہا ان میں مومن اور متقی بھی ہیں اور مومن وفاسق بھی ہیں۔

کوئلہ/ پٹرولیم/ ڈیزل/ کیروسین آئل/گیس:

کوئلہ، پٹرول، ڈیزل، کیروسین آئل اور گیس وغیرہ زمین اور سمندری نباتات، سمندری جانوروں کی باقیات، اور زمین کا کوڑا کرکٹ ہی ہیں، جو زیر زمین رہنے اور ان پر کئی کیمیکل ری ایکشن ز کے کئی ہزار سال کے بعد اس شکل میں پہنچے، جو انسانیت کے لئے نہایت فائدے مند ہیں، اور توانائی کے حصول کا بہترین ذریعہ بھی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالَّذِيٓ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰى۔ ۵۶

ترجمہ۔ جس نے چارہ نکالا۔

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰى ۔۵۷۔

ترجمہ۔ پھر اس کو خشک سیاہ کوڑا بنا دیا۔

کاربن خیز دور:

زمین پر 378.280 سال قبل اتھلے سمندروں، وسیع دلدلوں اور ڈھلوانی زمین پر مشتمل ایک نم آلود اور گرم آب و ہوا کا ایک کاربن خیز دور یعنی Carboniferous Period بھی تھا چنانچہ اس دور میں زمین پر کوئلے کے کئی جنگلات پیدا ہوئے جبکہ پوری زمین ایک مرطوب فضاء کی چادر میں ملفوف تھی جہاں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بہت زیادہ تھی تاہم زمین پر موجود جنگلات میں دیو قامت لٹھ کائی (Club Mosses)،فرن اور سرس کے بے شمار گاچھ (Horsetails) تھے جبکہ کہیں کہیں ان درختوں کی اونچائی ایک سو فٹ سے بھی زائد تھی اگرچہ لاکھوں برس تک زمین پر یہی موسم قائم رہا لیکن پھر زمین پر برفانی دور شروع ہوا تاہم برف کی تہوں میں یہ تمام اشجار دب گئے اور ان پر برسوں مختلف کیمیکلز ری ایکشنز بھی ہوتے رہے۔۵۸ ؎

الجی(Algee):

پودے کی ایک انتہائی سادہ قسم ہے جو سب سے زیادہ سورج کی روشنی کو Photosynthesis کے ذریعے جذب کر کے آکسیجن کی بڑی مقدار کا اخراج کرتے ہیں ان کی بے شمار اقسام دنیا کے ہر خطے میں یعنی زمین سے لے کر سمندر کی سطح سے لے کر تہہ تک میں پائی جاتی ہے اس کے علاوہ یہ بکثرت جنگلات اور درختوں پر بھی پروان چڑھتی ہیں جبکہ صرف سوئی کی نوک پر یہ ہزار سے زائد سما سکتی ہے۔

کائی(Moss):

کائی بھی پودے کی ایک قسم ہے جو دنیا کے تمام خطوں میں تقریباً ہر جگہ پائی بکثرت جاتی ہے جس میں زمین، پہاڑ، پتھر، جنگل، درختوں کی چھال اور جوہڑ شامل ہیں کائی کی اب تک ۸۰۰۰ سے

زائد اقسام دریافت کی جا چکی ہے اگرچہ ان میں جڑ نہیں ہوتی لیکن ان کے جنسی تولیدی اعضاء زرخیزی کے عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اگر انھیں نمی میسر ہو تو یہ تیزی سے نشونما کے مراحل طے کرتے ہیں۔

فرن (Fern):

فرن کو بھی کرہ ارض کا قدیم ترین پودا کہا جاتا ہے جو دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اس کی اب تک ۱۵۰۰۰ سے زائد اقسام کا اندازہ لگایا گیا ہے فرن کی افزائش بھی قدرت کا ایک شاہکار ہے کیونکہ اس درخت میں Male ,Female organs نہیں پائے جاتے اور نہ ہی اس کی جڑ، بیج اور پھول ہوتے ہیں لیکن اس کے پتوں کی نچلی سطح پر موجود Spores جو ابتداء میں ہرے رنگ کے لیکن بعد ازاں بھورے رنگ کے خشک ہو کر جب زمین پر کثیر تعداد میں گرتے ہیں تو انھی Spores سے فرن کا نیا درخت پیدا ہوتا یعنی با الفاظ دیگر فرن درختوں کی ان اقسام سے تعلق رکھتا ہے جو کے Vascular Plant کہلاتے ہیں۔

ماہرین ارضیات نے اس قدیم پودے کی باقیات اور فوسلز کو ڈیونی عہد کے چٹانوں سے حاصل کیا ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ پودا تقریباً ۳۰ کروڑ سال قبل نباتات کی غالب شکل میں دنیا میں موجود تھا۔ جو اب سیاہ کوڑا یعنی کوئلے کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى۔ ۵۹

ترجمہ۔ پھر اس کو خشک سیاہ کوڑا بنا دیا۔

آبی پودے:

آبی پودے سمندر، دریا، ندی، نالوں اور تالاب میں پائے جاتے ہیں، عام طور پر یہ خود رو ہوتے ہیں، جن میں سے اکثر پانی کی سطح پر اور اکثر زیر سمندر اور دریا نشونما پاتے ہیں، یہ پودے آکسیجن کے حصول کا ایک موثر ذریعہ ہیں، پانی کی سطح پر تیرنے والے پودے عام طور سورج کی روشنی سے

بھی غذائیت حاصل کرتے ہیں جن میں طحالب ،لینگبیا اور کستوری گھاس شامل ہیں ، یہ پودے مچھلیوں اور جنگلی حیات کی افزائش میں معاون ہیں دوسری جانب یہ پودے پانی کے درجہ حرارت کو بھی اعتدال پر رکھتے ہیں ، یہ آبی پودے ہلکی لہر والے پانی کے ذخائر میں نشونما پاتے ہیں ، تاہم زیر آب نشونما پانے والے درخت اور پودے کئی آبی مخلوقات کا محفوظ مسکن ہوتے ہیں ، آبی پودوں کو پانی کے دباؤ سے مدد ملتی ہے ، دوسری جانب مکمل پانی میں ڈوبے ہوئے پودے پانی سے براہ راست مختلف گیسز کا تبادلے میں بھی اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں ، آبی پودوں سے دن کے اوقات میں آکسیجن کے اخراج کی زیادہ مقدار ریکارڈ کی گئی ہے ۔

آبی پودوں میں ہر وقت ایک طرح کا حیاتیاتی اور کیمیائی عمل جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی میں موجود زہریلے مادوں کی از خود صفائی کا نظام بھی جاری رہتا ہے دوسری جانب پانی میں موجود نمکیات بھی پانی کی صفائی میں اہم کردار ادا کرتی ہے ، جس کی وجہ سے کئی اقسام کے وائرس ، بیکٹر یا اور جراثیموں کا خاتمہ ہوتا رہتا ہے ۔

بطور ایندھن:

ابتدائی دور میں زمین پر بڑے اور گھنے جنگلات عام تھے جبکہ فرن کے بھی کئی جنگلات موجود تھے پھر یہ بڑے جنگلات کسی زلزلے کے نتیجے میں زیر زمین دب گئے اور ان پر کئی لاکھ برس بیت گئے چنانچہ زیر زمین یہ درخت اور پودے مختلف کیمیکل ری ایکشن ز کے مراحل سے گزرتے رہے اور ان میں کاربن ، ہائیڈروجن ، آکسیجن ، نائیٹروجن ،سلفر اور کئی نامیاتی مرکبات شامل ہوگئے نیز زمینی دباؤ اور حرارت کے باعث یہ جنگلات عظیم الشان کوئلے کے ذخائر میں تبدیل ہوگئے کوئلہ (Coal) بظاہر ایک سیاہ اور سخت نامیاتی پتھر معلوم ہوتا ہے جو کاربن ، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنا ہے لاطینی زبان میں لفظ کاربو کا مطلب کوئلہ ہے تاہم فطرت میں کاربن کی خالص ترین شکل ہیرا اور گریفائٹ ہے اگر چہ کوئلہ بلند وبالا درختوں کے تنے اور لکڑی سے بنا ہے چنانچہ کوئلہ مدفون قدیم حیاتیات میں سے ایک ہے جو بطور ایندھن جلانے کے کام آتا ہے تاہم ادوار گزشتہ میں جب تیل ، پیٹرول اور گیس کے ذخائر دریافت نہیں ہوئے تھے اس وقت یہی کوئلہ

توانائی کے حصول کے لئے مستعمل تھا اور اسی سے صنعت کا پہیہ اور ریل گاڑیاں چلا کرتی تھیں۔
یونانی فلسفی ارسطو کے یہاں بھی اس کا اولین ذکر ملتا ہے تاہم شمال مشرقی چین میں کوئلے کی کان کے شواہد ملتے ہیں جبکہ تقریباً ۱۰۰۰ق م میں اہل روم کے یہاں کوئلے کے ذریعے توانائی کے حصول کے اشارے بھی پائے جاتے ہیں اگرچہ انگلینڈ میں رومن آثار قدیمہ
کے درمیان ملنے والی راکھ سے اندازا ہوتا ہے کے اہل روم نے ۴۰۰ ق م کے قریب اس کا باقاعدہ استعمال شروع کر دیا تھا۔٦٠
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی۔٦١۔

ترجمہ۔ پھر اس کو خشک سیاہ کوڑا بنا دیا۔

کیروسین (Kerosene) یا مٹی کا تیل:

کیروسین آئل کو مٹی کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ پیٹرولیم، کولتار اور کوئلے سے اخذ کیا جاتا ہے، جب ہی اسے کوئلے کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ بطور ایندھن کے زمانہ قدیم سے اب تک کسی نہ کسی شکل میں استعمال ہو رہا ہے تاہم مختلف پینٹ بنانے، فرنیچر کی پالش اور رنگ و روغن کے کاموں میں اس کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔

پٹرولیم، کوئلہ اور مٹی کا تیل:

پیٹرول اور پیٹرلیم کی مصنوعات میں سمندری جانوروں کی باقیات سمیت آبی درختوں کے اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔
دنیا میں آج تک جتنا پیٹرول، گیس، کوئلہ، یا مٹی کا تیل دریافت ہوا ہے وہ دراصل ہزاروں لاکھوں برس قبل زمین میں دفن ہونے والے نباتات اور جانوروں کے فضلے کی موجودہ شکل ہے کیروسین آئل کو مٹی کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ پیٹرولیم، کولتار اور کوئلے سے اخذ کیا جاتا ہے جب ہی اسے کوئلے کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ بطور ایندھن کے زمانہ قدیم سے اب تک کسی نہ کسی شکل میں

استعمال ہورہا ہے تاہم مختلف پینٹ بنانے ،فرنیچر کی پالش اور رنگ وروغن کے کاموں میں اس کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح زمانہ قدیم میں فرن کے بے شمار جنگلات زلزلے کے باعث زیر زمین دب گئے اوران پر ہزاروں لاکھوں برس بیت گئے تاہم زیر زمین ان فرن کے جنگلات اورلکڑی پرئی کیمیکل ری ایکشنز ہوتے رہے اور انھوں نے کوئلے کی شکل اختیار کرلی۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى۔ ٦٢

ترجمہ۔جس نے چارہ نکالا۔

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى۔ ٦٣

ترجمہ۔پھراس کوخشک سیاہ کوڑا بنادیا۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں،آیت **فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى** سے مراد پھراسے سیلاب کے کوڑے کی طرح بنادیا،یہاں **احوی** سے مرادسیاہ رنگ۔ ٦٤؎

دنیا کی زندگی کوترجیح دینا:

دنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔ ٦٥

ترجمہ۔تم دنیا کی زندگی کوترجیح دیتے ہو۔

الدُّنْيَا۔عربی زبان کالفظ ہے،جو(د۔ن۔و) سے مشتق ہے۔٦٦؎

دنا۔یدنو۔دنوا۔دناوہ۔سے مرادقریب ہونا۔

الدُّنْيَا۔سے مرادنزدیک ہونا۔

الدُّنْيَا۔مونث ہےاوراس کامذکرادنیٰ ہے۔

دنی۔یدنیٰ۔کامطلب کمزوراورضعیف کے ہیں۔

الادنیٰ۔کے معانی زیادہ قریب کے ہیں لیکن کبھی کبھی اس سے مراداصغریاارذل بھی ہوتا ہے۔

الدُّنْيَا۔کے معانی قریب تر کے ہیں جبکہ یہ القصویٰ یعنی بعید تر کے مقابل ہے۔

قرآن کریم میں دنیا کے مقابلے میں آخرت کا ذکر کیا گیا ہے۔
قرآن کریم میں الدُّنیَا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں کم قیمت قرار دیا گیا ہے۔ ۶۷؎
قرآن کریم میں آخرت کا لفظ ۱۱۵ مرتبہ آیا ہے اور الدُّنیَا کا لفظ بھی ۱۱۵ مرتبہ ہی آیا ہے۔

ارشادات خداوندی

وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ ۔ ۶۸

ترجمہ۔ ہمارے لیے اس دنیا اور آخرت میں بھلائی لکھ دے۔

اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۔ ۶۹

ترجمہ۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک کام کیے ان کے لیے اچھا اجر ہے اور آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی قسم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنی ایک انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر دیکھے وہ انگلی سمندر سے کتنا پانی نکال کر لائی ہے۔ ۷۰؎

حضرت سلیمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ ۷۱؎

حضرت عمرو بن عوفؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخدا مجھے تم پر فقر کا خوف نہیں ہے لیکن مجھے تم پر خوف ہے کہ تم پر دنیا اس طرح سے کشادہ کر دی جائے گی جس طرح سے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی، سو تم دنیا میں اس طرح رغبت کرو گے جس طرح انھوں نے رغبت کی اور تم اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح وہ ہلاک ہو گئے تھے۔ ۷۲؎

محمد بن منکدرؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا ملعونہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے ماسوا اس کے جو اللہ کے لئے ہو۔ ۷۳؎

حب دنیا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! تم زمین میں گھومو پھرو پھر دیکھو کے جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ ۷۴؎

حضرت موسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا، وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچائے گا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا، وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچائے گا سو تم باقی رہنے والی چیز کو فانی ہونے والی چیز پر ترجیح دو۔ ۷۵؎

حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کا مقصود دنیا ہو اللہ اس کے حالات کو دگرگوں کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے فقر کر دیتا ہے اور دنیا سے اس کو وہی چیز ملتی ہے جو اس کے لئے مقدر ہوتی ہے اور جس شخص کی نیت آخرت ہوتی ہے اللہ تعالی اس کے حالات کو مجتمع کر دیتا ہے اور اس کا دل مستغنی کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔ ۷۶؎

حسن بصری فرماتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے۔ ۷۷؎

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس کے نشانات آپ کی جلد پر نقش ہو گئے تھے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا، اگر آپ ہم کو اجازت دیں تو ہم چٹائی کے اوپر کوئی چیز بچھا دیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلد محفوظ رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے دنیا سے کیا مطلب ہے؟ میری اور دنیا کی مثال یہ ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سائے میں بیٹھے پھر سایہ کو ترک کر کے سفر شروع کر دے۔ ۷۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ سے اس طرح سے حیا کرو جس طرح حیا کرنے کا حق ہے، ہم نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! الحمد اللہ ہم حیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! یہ بات نہیں ہے لیکن اللہ سے حیاء کرنے کا حق یہ ہے کے تم سر اور اس کے نچلے حصہ کی حفاظت کرو اور پیٹ اور اس کے نچلے حصہ کی حفاظت کرو اور موت اور جسم کے بوسیدہ ہونے کو یاد رکھو اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے اور جس نے

ایسا کیا اس نے اللہ سے اس طرح سے حیاء کی جو حیاء کرنے کا حق ہے۔۷۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے تمام تفکرات کو صرف آخرت کا حصہ بنا دیا، اللہ اس کو دنیا کے افکار سے کافی ہوگا اور جس شخص کے تمام افکار دنیا کے حالات کے متعلق ہوں اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کے وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔۸۰؎

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔۸۱؎

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کے مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کے جس کے کرنے سے اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم دنیا سے بے رغبتی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کے پاس موجود چیزوں سے بے رغبتی کرو تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔۸۲؎

حضرت ام سلمیٰ بیان کرتی ہیں، میں نے پوچھا! یا رسول اللہ ﷺ! آیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا پھر بڑی آنکھوں والی حوریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! دنیا کی عورتیں زیادہ افضل ہیں بڑی آنکھوں والی حوروں کے بالکل اسی طرح سے جس طرح سے ابری، استر سے زیادہ افضل ہوتی ہے، تو حضرت ام سلمیٰؓ نے پوچھا! وہ کس طرح سے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! دنیا کی عورتیں اللہ کے لئے نماز اور روزے رکھتی ہیں اس وجہ سے اللہ ان کے چہروں کو ایسا نور پہنائے گا اور ان کے جسموں کو ایسا ریشم کا لباس پہنائے گا کے جس کا رنگ سبز ہوگا جبکہ نور کی وجہ سے ان کا چہرہ سفید ہوگا۔۸۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! دنیا جانے والی ہے اور آخرت آنے والی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں سو تم آخرت کے فرزند بنو، دنیا کے فرزند نہ بنو۔

آج عمل ہے حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل نہیں۔

مالک بن دینار بیان کرتے ہیں ! لوگوں نے حضرت علیؓ ابن طالب سے کہا ! اےُ ابوالحسن ! ہمارے لئے دنیا کی حقیقت بیان کیجئے ،تو آپؓ نے فرمایا ! دنیا کی جو چیزیں حلال ہوں گی ان کا حساب لیا جائے گا اور جو چیزیں حرام ہوں گی ان پر دوزخ کا عذاب ہوگا۔ ۸۴؎

آپؓ نے فرمایا ! دنیا اور آخرت ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

دنیا اور آخرت ایک دوسرے کے دشمن اور دو متضاد راستے ہیں۔

جو شخص دنیا کو پسند کرتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو وہ آخرت سے نفرت اور عداوت کرتا ہے۔ دنیا اور آخرت مشرق اور مغرب کی مانند ایک دوسرے سے جدا اور مخالف ہیں۔

جو شخص دنیا اور آخرت میں جس سے بھی قریب ہوگا وہ دوسرے سے اتنا ہی دور ہوگا۔

تم دنیا سے صرف ضرورت بھر اسباب لو اور اپنی خواہشات کو محدود کرو۔

اگر دنیا کسی کے پاس آتی ہے تو وقتی طور پر دوسروں کی خوبیاں بھی اس کو سونپ دیتی ہے اور جب دنیا کسی سے روٹھ جاتی ہے تو خود اس کی خوبیوں کو بھی سلب کر دیتی ہے۔

جو شخص حب دنیا اور طلب دنیا میں مصروف رہتا ہے تو موت اس شخص کو اس وقت تک ڈھونڈتی رہتی ہے جب تک اس کو دنیا سے باہر نا نکال لے اور جو انسان آخرت کا طلب گار ہوتا ہے تو دنیا اس انسان کی طالب ہوتی ہے یہاں تک کے اس کو اس کی مقررہ روزی پہنچا دی جاتی ہے۔ آپؓ نے فرمایا ! دین اور دنیا کا استحکام چار لوگوں میں منحصر ہے۔

۱۔ ایسا عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ ۲۔ دنیا سے گریز کرنے والا جاہل۔

۳۔ اپنے عطیات میں بخل نا کرنے والا سخی۔

۴۔ اور دنیا کے بدلے میں آخرت کو نا بیچنے والا تہی دست۔

دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ۱۔ طالب دنیا۔ ۲۔ طالب علم۔

اہل دنیا کی مثال ان سواروں جیسی ہے جو خود تو سو رہے ہیں لیکن انھیں آخرت کی جانب نہایت تیزی سے لے جایا جا رہا ہے۔

آپؓ نے دنیا کی توصیف میں فرمایا ! دنیا فریب دیتی ہے، انسان کو نقصان پہنچاتی ہے، گزر جاتی ہے۔ اللہ نے اپنے دوستوں کو بطور انعام دنیا دینے کو نا پسند فرمایا ہے۔

جو شخص دنیا کے لئے رنجیدہ ہوتا ہے تو وہ گویا اللہ کی قضاء وقدر سے ناراض ہوتا ہے۔
جس شخص کے دل سے حب دنیا چمٹ جاتی ہے اس شخص کو تین دائمی چیزیں لاحق ہوجاتی ہیں۔
ا۔کبھی ناتم ہونے والا غم۔ ۲۔حرص دائم۔ ۳۔لاحاصل تمنائیں، آرزوئیں اور امید۔
اللہ کے نزدیک دنیا کی بے توقیری کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ کی نافرمانی صرف دنیا میں ہی کی جاتی ہے۔اللہ کے پاس موجود اشیاء اور خزآنے کو کوئی شخص اس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا جب تک وہ دنیا کو ترک نا کردے۔
دنیا کی مثال سانپ کے نرم گوشت کی مانند ہے جس کا لمس تو نہایت نرم اور ملائم ہے لیکن اس کا زہر جان لیوا ہے چنانچہ دنیا کی محبت میں فریب خوردہ جاہل مبتلا ہوتا ہے لیکن عقلمند اس کے تیز اور جان لیوا زہر سے ڈرتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے۔
دنیا سے ڈرو کیونکہ یہ نہایت غدار اور دھوکے باز ہے یہ انسان کو کبھی تو مالا مال کردیتی ہے اور کبھی تہی دست کردیتی ہے، یہ دنیا انسان کو کبھی تو خلعتیں عطا کرتی ہے اور کبھی ان خلعتوں کو چھین کر ذلیل ورسوا کردیتی ہے۔دنیا کی آسائشات ناپائیدار اور اس کی سختیاں کبھی ناختم ہونے والی ہیں تاہم اس دنیا کی بلائیں بھی مستحکم ہیں۔
دل کے اندھے کے لئے دنیا اس کی نگاہ کی آخری حد ہے جبکہ بصیرت رکھنے والے عقلمند انسان اپنی ان نگاہوں سے دنیا کے اس پار دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں دنیا سے صرف اتنا لو جو تمھاری آخرت کو سنوارنے میں تمھیں مدد دیں۔
آپؐ نے فرمایا! دنیا کی ابتدا مشکلات اور اس کی انتہا فنا ہے تاہم دنیا کی حلال اشیاء احساب اور حرام اشیاء پر عذاب ہے چنانچہ جو اس فریبی دنیا سے بچ گیا وہ کامیاب ہوگیا لیکن جو اس دنیا کے فریب میں مبتلا ہوگیا وہ ناکام اور غم زدہ ہوگیا۔
دنیا مومن کی سواری ہے جس پر سوار ہوکر مومن اپنے رب سے ملاقات کے لئے کوچ کرتا ہے چنانچہ اپنی سواریوں کو درست رکھو تاکہ تم باآسانی اپنے رب تک پہنچ سکو۔
جس نے اپنے آپ کو دنیا کے لئے مخصوص کرلیا تو ایسے شخص کا غم قیامت کے دن قابل دید ہوگا۔دنیا مصیبتوں ا مجموعہ اور پریشانیوں کی آماجگاہ ہے۔دنیا اپنے جیسے احمقوں کی جانب مائل ہوتی

ہے۔جس شخص کی تمام آرزوئیں اور کوششیں صرف دنیا کے لئے ہوں گی اس شخص کو دنیا چھوڑتے وقت نہایت شدید تکلیف ہوگی۔

دنیا کی حیثیت مردار جیسی ہے چنانچہ جو اس سے محبت رکھتا ہے گویا وہ توں کا ہم نشین ہے۔

آپؑ نے فرمایا! احمق ہے وہ شخص جو دنیا سے دھوکا کھا جائے جبکہ اس دنیا کے ورز وشب اور اس کی بدلتی حالتوں میں عبرت پنہاں ہے۔دنیا بادل اسا یہ اور سوتے ہوئے کا خواب ہے

دنیا ایک ایسا زہر ہے جسے صرف انجان ہی کھاتا ہے۔

دنیا کا حصول تو اتفاقیہ ہے لیکن آخرت کا حصول استحقاق کی بناء پر ہے۔

دنیا کا خوش قسمت ترین انسان وہ ہے جو اس کو ترک کر دیتا ہے۔

آخرت کا کامیاب ترین انسان وہ ہے جو اس کی تیاری کرتا ہے۔

اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو پھر حب دنیا کو اپنے دل سے نکال دو۔

اگر تم دنیا سے منہ موڑ لو گے تو وہ بھاگ کر تمھارے پاس آجائے گی۔

دنیا کا ہر فائدہ آخرت کا نقصان ہے جبکہ دنیا کا تھوڑا حصہ بھی آخرت کو تباہ کر دیتا ہے۔

جس طرح سے دن اور رات اکھٹے نہیں رہ سکتے بالکل اسی طرح سے اللہ کی محبت اور دنیا کی محبت اکھٹے نہیں رہ سکتے۔دنیا کی جو چیز بھی تم سے کھو جائے وہ غنیمت ہے۔

جو شخص دنیا سے مقابلہ کرے گا اور اس سے محبت کرے گا دنیا اس کو پچھاڑ کر رکھ دے گی۔

اگر اہل دنیا کو عقل آجائے تو دنیا تباہ ہو جائے۔

جو شخص دنیا سے پسندیدہ چیزیں طلب کرے گا اس شخص پر الزامات، اس کی مشقتیں اور اس کی سرکشی بڑھ جائے گی۔

جس شخص پر دنیا غالب آجاتی ہے وہ شخص اپنے سامنے کی چیزوں سے بھی اندھا ہو جاتا ہے۔

جو شخص دنیا ی خدمت کرتا ہے دنیا اس کو اپنا خادم بنا لیتی ہے اور جو انسان اللہ کی خدمت کرتا ہے دنیا اس انسان کی خادمہ بن جاتی ہے۔

دنیا کی مثال تمھارے سائے کی مانند ہے اگر تم رکتے ہو تو وہ بھی رک جاتا ہے اور اگر تم اس کو پکڑنا چاہو تو وہ تم سے دور ہو جاتا ہے۔دنیا اپنے پناہ گزینوں اور محبت کرنے والوں کو کبھی نہیں بچاتی۔دنیا

مومن کا قید خانہ، موت اس کا تحفہ اور جنت اس ی مستقل پناہ گاہ ہے۔
دنیا کافر کے لئے جنت ہے جبکہ موت اس کو اس جنت سے دور کر کے جہنم کی آگ سے قریب کر دیتی ہے۔۸۵؎

اہم نکتہ:

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! مقصد حیات جب دنیا بن جائے تو انسان غم وغصہ، رنج وفکر، حسد، جلن، بدخواہی، تنگ نظری، مردہ دلی اور دماغی الجھنوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔۸۶؎
آپ مزید فرماتے ہیں! دنیا کی محبت انسان کو بزدل بنادیتی ہے، انسان حقیقی زندگی سے خوفزدہ رہتا ہے، اسی وجہ سے معاشرے میں نفس پرستی، پراگندگی، فتنہ انگیزی اور ظلم وستم عام ہوجاتا ہے، اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دشمن طرح طرح کی سازشوں کے جال بچھا کر لالچی اور مال وزر کی ہوس میں مبتلا اقوام کے وجود کو ختم کر دیتی ہیں۔۸۷؎
رومی کہتے ہیں! زندگی گزارنے کے لئے انسان کو مال کی ضرورت ہوتی ہے جیسے پانی کشتی کو چلنے میں مدد دیتی ہے لیکن اگر وہ پانی کشتی میں داخل ہوجائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے بالکل اسی طرح سے حب دنیا اور حرص وہوس اگر انسان کے دل میں بڑھ جائے تو پھر وہ ہر طرح کی پستی، بزدلی اور نفس انسانی کی بے شمار رابیوں کا سبب بنتی ہے، دوسری جانب یہی مال اہل دل کے لئے ذریعہ خیر ہے وہ اللہ کے دی ہوئی اس نعمت عظیم سے اللہ کے بندوں کی خدمت کرتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔
حب دنیا اور حرص وہوس کا واحد علاج، صفات عالیہ کا عشق ہے جس کا کمال ذات الہیہ میں پایا جاتا ہے تاہم یہی وہ عشق کی قسم ہے جس میں تمام جسمانی اور روحانی بیماریوں کا علاج موجود ہے۔۸۸؎

آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے:

انسان کی نفسیات اور اس کی سرشت میں یہ شامل ہے کے وہ دنیا کی چکا چوند سے متاثر ہوتا ہے اور

اسی کو اپنا سب کچھ سمجھ لیتا ہے، جبکہ قرآن کریم میں میں اللہ تعالی نے بے شمار آیات میں یہ وضاحت فرمائی کے دنیا کی زندگی دھوکا اور ختم اور فنا ہو جانے والی ہے جبکہ آخرت کی زندگی ہمیشہ اور باقی رہنے والی ہے چنانچہ دنیا کو کوئی عقلمند انسان آخرت کے مقابلے میں دنیا وک ترجیح نہیں دے سکتا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ۔ ۸۹

ترجمہ۔آخرت بہتر ہے،اور باقی رہنے والی بھی۔

الاخرۃ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔خ۔ر) سے مشتق ہے۔۹۰ ؎

اخیر۔کا متضاد اول ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ ۔ ۹۱

ترجمہ۔وہی اول ہے اور وہی آخر ہے۔

صاحب محیط نے فرمایا! اخیر ایسی چیز کے لئے کہا جاتا ہے جو کسی پہلے آنے والی چیز کے بعد آ رہی ہو لیکن اس کے بعد پھر اس جیسی کوئی اور چیز نا ہو،اس سے معلوم ہوا کے اخیر ایک سلسلہ کی آخری کڑی ہوتی ہے۔۹۲ ؎

قرآن کریم نے بعد کی زندگی کے لئے آخرۃ کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی آخرۃ کو خَلْقٍ جَدِيْدٍ سے تعبیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۔ترجمہ۔پھر ہم ان کو ازسرنو بنا کر کھڑا کر دیں گے۔۹۳ ؎

خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۔ترجمہ۔ہم ازسرنو ضرور پیدا کر کے اٹھائیں گے۔۹۴ ؎

آخر اور اخیر کے حوالے سے انسانی زندگی کا یہ تصور ہے کے انسانی زندگی ہر نئے زون میں اپنی شکل صورت یکسر بدلتی رہے گی اس دنیا میں آنے سے قبل، پھر یہاں آنے کے بعد بھی بچپن سے جوانی، پھر بڑھاپے تک اور پھر یہاں سے جب انسان اگلی دنیا میں جائے گا تو وہاں بھی وہ اپنی ایک نئ اور الگ شکل میں ہوگا۔

آخرت۔سے مراد یوم آخر یعنی قیامت کا دن ہے۔

آخرت کے درج ذیل چند نام ہیں:

۱۔الیوم الاخر۔ دنیا کا آخری دن------------------(The Last Day)

۲۔ یوم الحسر ۃ۔حسرت اور افسوس کا دن-------------(The Day of Grief)

۳۔ یوم الفصل۔ فیصلے کا دن--------------(The Day of Judgment)

۴۔ یوم الحق۔ سچا دن------------------(The Day of Reality)

۵۔ یوم عسیر۔ایک سخت دن-------------(The Day of Distress)

۶۔الیوم الموعود۔جس دن کا وعدہ کیا گیا تھا---------(The Promised Day)

۷۔الیوم التنا د۔ چیخ و پکار کا دن------(The Day of Calling and Wailing)

ارشادات خداوندی:

لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً۔۹۵

ترجمہ۔قیامت تم پر اچانک ہی آئے گی۔

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ۔۹۶

ترجمہ۔قیامت محض پلک جھپکنے میں واقع ہو جائے گی بلکہ وہ اس سے بھی قریب تر ہے۔

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ وَّ نَرٰىهُ قَرِيْبًا ۔۹۷

ترجمہ۔بے شک وہ یوم حشر کو بہت دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے بہت قریب دیکھ رہے ہیں۔

وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا

ترجمہ۔ہم قیامت کے دن ان کو ان کے مونہوں کے بل اٹھائیں گے اس حال میں کے وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب بھی بجھنے لگے ہم ان کے لئے اس کو اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔۹۸

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ

فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۔۹۹

ترجمہ۔لوگ صرف اس کا انتظار کررہے ہیں کے ان کے پاس قیامت اچانک آجائے سو بے شک اس کی نشانیاں آچکی ہیں پس جب (قیامت) ان کے پاس آئے گی تو ان کو نصیحت قبول کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔

وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۔۱۰۰

ترجمہ۔قیامت کے دن سب زمینیں اس کی مٹھی میں ہوں گی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَاۨ ۔۱۰۱

ترجمہ۔تم روز یامت سے کیسے بچو گے؟ جو بچوں کو بوڑھا کردے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، قیامت کا دن مومن پر اتنی مقدار کا ہوگا جتنی مقدار ظہر اور عصر کے درمیان ہوتی ہے۔۱۰۲؎

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی مثل ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ساتھ ساتھ ملا کر فرمایا۔۱۰۳؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔۱۰۴؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔۱۰۵؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بیان کیا ہے! جنت میں نیک آدمی کو نیک کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں کے ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔۱۰۶؎

صور کا پھونکا جانا اور لوگوں کا اپنی قبروں سے نکل کر اللہ کے حضور پیش ہونا:

زازان بیان کرتے ہیں، میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گیا انھوں نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام اولین اور آخرین کو جمع فرمائیں گے پھر اللہ کی طرف سے ایک منادی یہ ندا کرے گا کے جس شخص نے اپنا حق لینا ہو تو آئے اور اپنا حق لے لے بخدا اگر بچے اپنے باپ پر یا کسی کا اپنے بیٹے یا بیٹی یا اپنی بیوی پر جو بھی حق ہو گا وہ لے لے گا، خواہ وہ چھوٹا حق ہو۔۱۰۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے فارغ ہوا تو اس نے صور کو پیدا فرمایا اور وہ صور حضرت اسرافیل کو عطا فرمایا گیا جسے وہ اپنے منہ میں رکھے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کے انھیں کب حکم دیا جائے گا۔۱۰۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صور کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کی گولائی اتنی بڑی ہے جتنی آسمانوں کی چوڑائی ہے۔ راوی نے لکھا ہے کے زمین میں تین بار صور پھونکا جائے گا۔

۱۔ پہلی مرتبہ میں لوگ دہشت زدہ ہو جائیں گے۔

۲۔ دوسری دفعہ میں سب لوگ مر جائیں گے۔ ۳۔ تیسری دفعہ میں سب لوگ اللہ رب اللعالمین کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو بار صور پھونکا جائے گا اور ان دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہو گا لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہؓ ۴۰ دن انھوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال

انھوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا، ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔۱۰۹؎

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دم کی ہڈی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ رائی کے دانے کی طرح ہے وہ پشت کی جڑ میں ایک باریک ہڈی ہے اور وہ دم کی ہڈی ہے جو چوپایوں میں دم کے سر کی جگہ ہوتی ہے اس ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی۔۱۱۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! انسان کے جسم میں ایک ہڈی ہے جس کو مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کون سی ہڈی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! 'عجب الذنب' (دم کی ہڈی کا سرا)۔۱۱۱؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔۱۱۲

ترجمہ۔ وہ ایک زبردست چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جس کے درمیان سانس لینے کی بھی مہلت نہیں ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو اڑا دے گا تو وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے پھر وہ خاک کا ڈھیر ہو جائیں گے اور زمین اپنے ساکنوں کے ساتھ لرز رہی ہوگی۔

قیامت سے قبل صور پھونکا جائے گا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ۔۱۱۳

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا اور اس دن اسی کی حکومت ہوگی۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ۔۱۱۴

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سوائے جس کو اللہ چاہے سب گھبرا جائیں گے،سوائے اس کے جسے اللہ چاہے اور سب اس کے حضور میں عاجزی کے ساتھ حاضر ہو جائیں گے۔

يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ زُرۡقًا ۔۱۱۵

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکھٹا کریں گے۔

يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا ۔۱۱۶

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج درفوج چلے آؤ گے۔

وَنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ فَصَعِقَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ
شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيۡهِ اُخۡرٰى فَاِذَا هُمۡ قِيَامٌ يَّنۡظُرُوۡنَ ۔۱۱۷

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے وہ سب فنا ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ اچانک دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے

وَ اسۡتَمِعۡ يَوۡمَ يُنَادِ الۡمُنَادِ مِنۡ مَّكَانٍ قَرِيۡبٍ يَّوۡمَ يَسۡمَعُوۡنَ الصَّيۡحَةَ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوۡمُ الۡخُرُوۡجِ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡىٖ وَ نُمِيۡتُ وَ اِلَيۡنَا الۡمَصِيۡرُ يَوۡمَ تَشَقَّقُ الۡاَرۡضُ عَنۡهُمۡ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشۡرٌ عَلَيۡنَا يَسِيۡرٌ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِجَبَّارٍ ۚ فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ يَّخَافُ وَعِيۡدِ ۔۱۱۸

ترجمہ۔اے مخاطب غور سے سن جب منادی قریب کی جگہ سے پکارے گی جس دن لوگ چیخ کی آواز کو برحق سنیں گے یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے جس دن زمین پھٹ جائے گی تو وہ دوڑتے ہوئے نکلیں گے یہ حشر بپا کرنا ہم پر بہت آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ کفار کر رہے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں پس آپ ان کو قرآن سے نصیحت فرمائے جو میرے عذاب کی

وعید سے ڈرتا ہو۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوۡرِ فَاِذَا هُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمۡ يَنۡسِلُوۡنَ۔۱۱۹

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا پس وہ اس وقت اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیز تیز چلنے لگیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بارے میں جب اللہ سے سوال کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا کے کیا تمھیں اس پر یقین نہیں ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کے یقین تو ہے لیکن پھر بھی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کے یہ کس طرح سے ہوگا؟

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی!

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ الۡمَوۡتٰى قَالَ اَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ قَالَ بَلٰى وَ لٰـكِنۡ لِّيَطۡمَـئِنَّ قَلۡبِىۡ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّيۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَيۡكَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ يَاۡتِيۡنَكَ سَعۡيًا وَ اعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ۔۱۲۰

ترجمہ۔پس چار پرندے لے لو اور انھیں اپنے سے مانوس کرلو پھر (ذبح کرکے) ان کے جز کو چاروں طرف پہاڑ پر ڈال دو پھر انھیں بلاؤ تو وہ (اللہ کے حکم سے) تمھارے پاس دوڑے چلے آئیں گے اور تم جان لو کے اللہ بے شک غالب اور حکمت والا ہے۔

يَوۡمَ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمۡ اِلٰى نُصُبٍ يُّوۡفِضُوۡنَ۔۱۲۱

ترجمہ۔جس دن وہ اپنی قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کے وہ کسی مطلوب کی طرف تیز تیز جارہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ سے یہ کہا! یہ دنیا فانی ہے اور یہاں سے ایک دن ہم چلے جائیں گے اور روز قیامت ہم دوبارہ اٹھیں گے تو کفار مکہ نے یہ کہا بھلا ہم اور ہمارے باپ دادا جو مٹی ہو چکے وہ بھلا دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے۔اس پر ارشادِ خداوندی ہوا!

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ
قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۔ ۱۲۲

ترجمہ۔انھوں نے کہا جب ہڈیاں بوسیدہ ہو کر گل جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر پیدائش کو خوب جاننے والا ہے۔

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۔ ۱۲۳

ترجمہ۔تو کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ وہ اپنے از سر نو پیدا ہونے کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۔ ۱۲۴

ترجمہ۔ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے جیسے پلک کا جھپکنا۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس چیز سے فرماتا ہے کہ کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتی ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔جس دن لرزنے والی لرز جائے گی پھر پیچھے آنے والی اس کے پیچھے آئے گی بہت سے دل اس دن لرز رہے ہوں گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ يَوْمَ
تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ
حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ
شَدِيْدٌ ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہے،جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اس بچے سے غافل ہوجائے گی جس کو اس نے دودھ پلایا تھا اور ہر حاملہ اپنا حمل کرادے گی اور اے مخاطب تو لوگوں کو مخمور دیکھے گا حالانکہ وہ نشہ میں نہیں

ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۔۱۲۸

ترجمہ۔وہ مردوں کو زندہ کرنے پر ضرور قادر ہے کیوں نہیں بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔۱۲۹

ترجمہ۔اگر تم تعجب کرو تو باعث تعجب تو ان کا یہ قول ہے، کیا ہم مٹی ہو جانے کے بعد از سر نو پیدا ہوں گے؟ یہی وہ لوگ ہیں کے جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور یہی وہ لوگ ہیں کے جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ جب تک چاہے گا لوگ اس عذاب میں مبتلا رہیں گے اور ایک طویل عرصہ تک لوگوں کی یہ حالت رہے گی پھر اللہ تعالی حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کے وہ موت کا صور پھونکیں تو اللہ کے حکم کے مطابق حضرت اسرافیل علیہ السلام موت کا صور پھونک دیں گے جس کے نتیجے میں آسمانوں اور زمینوں کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے ماسوا ان کے جن کو اللہ چاہے گا اور جب وہ سب ہلاک ہو جائیں گے ملک الموت اللہ ے سامنے حاضر ہو کر عرض کریں گے کے تو خوب جاننے والا ہے۔ائے میرے رب! تو باقی ہے جو زندہ ہے اور تیرے عرش کو اٹھانے والے، جبرائیل و میکائیل اور میں باقی ہوں ،اللہ تعالی حکم کرے گا کے جبرائیل اور میکائیل کو بھی فوت ہونا چاہئے کیونکہ میں نے اپنے عرش ے نیچے ہر ایک کے لئے موت مقرر کر دی ہے چنانچہ حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام پر بھی موت واقع ہو جائے گی اس کے بعد حاملین عرش اور سب سے آخر میں ملک الموت پر بھی موت واقع ہو جائے گی اور صرف اور صرف اللہ کی ذات پاک جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی وہ باقی رہ جائے گی اس وقت اللہ تبارک تعالی کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا پھر آسمان اور زمین کو اس طرح سے لپیٹ دیا جائے گا جس طرح سے اوراق کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس کے بعد اللہ تعالی فرمائیں گے کے میں جبار اور قھار ہوں آج کس کی بادشاہی ہے؟ پھر اللہ فرمائیں گے کے جس نے میرے لئے

شریک بنایا ہو وہ لے آئے پھر اللہ تبارک تعالی دوسری آسمان اور زمین پیدا فرما کر انھیں دراز کریں گے جس میں کوئی نقص اور کجی نہ ہوگی اس کے بعد اللہ اپنی مخلوق کو زبردست آواز کے ساتھ جھڑکے گا تاہم لوگ اس نو پیدا شدہ زمین میں پہلے کی طرح ہو جائیں گے پھر اللہ تعالی تمھارے اوپر عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائے گا پھر تم پر چالیس دن تک آسمان سے بارش ہوتی رہے گی حتیٰ کے تم پر بارہ ہاتھ پانی بلند ہو جائے گا پھر اللہ تعالی تمھارے جسموں کو اگنے کا حکم دے گا تو وہ سبزیوں کی طرح اگنا شروع ہو جائیں گے جب اجسام پہلے کی طرح مکمل ہو جائیں گے تو اللہ تعالی حاملین عرش کو زندہ فرمائے گا پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پکڑنے کا حکم دے گا، حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام کو دوبارہ زندہ فرمائے گا اور تمام ارواح کو بلایا جائے گا تاہم مسلمانوں کی ارواح نور کی طرح چمک رہی ہوں گی جبکہ دیگر ارواح تاریک ہوں گی پھر حضرت اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم دیا جائے گا اور تمام ارواح شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی جس کی وجہ سے زمین اور آسمان بھر جائیں گے پھر اللہ تعالی ان ارواح کو ان کے اجسام میں داخل ہونے کا حکم فرمائیں گے چنانچہ ارواح اپنے اجسام میں ناک کے نتھنوں کے راستے داخل ہوں گی، اس کے بعد زمین پھٹے گی اور سب سے پہلے میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے نکلوں گا اور لوگ نہایت سرعت کے ساتھ اپنے رب کی طرف نکلیں گے تم سب تیس (۳۰) سال کی عمر میں اٹھو گے اور اس دن سب کی زبان سریانی ہوگی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ
مُّهۡطِعِيۡنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوۡلُ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا يَوۡمٌ عَسِرٌ ۔۱۳۰

ترجمہ۔وہ نیچی آنکھیں ئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گو یا وہ زمین پر پھیلے ہوئے ٹڈی دل ہیں بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوئے کافر کہیں گے کے یہ بڑا سخت دن ہے۔

یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے جس دن اللہ تم سب کو جمع کرے گا پھر تمام لوگ ایک جگہ ستر سال تک کھڑے رہیں گے اور اللہ اپنی مخلوق کی جانب نہ دیکھے گا اور نہ ہی کوئی فیصلہ کرے گا تاہم خلقت

روئے گی اور پریشانی کے عالم میں پسینے سے شرابور ہوجاتے ہوئے شفاعت طلب کرے گی اور حضرت آدم علیہ السلام سے شفاعت کی گزارش کرے گی لیکن وہ بھی منع فرمادیں گے اس کے بعد خلقت باری باری ہر نبی کے پاس شفاعت کی گزارشات لے کر جائیں گے اور وہ سب بھی انکار ردیں گے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر یہ خلقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے گی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوں گے حتیٰ کے اللہ تعالی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا جو انھیں بازوؤں سے اٹھائے گا اور اللہ رب العزت جو سب باتوں کا جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے گا کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بات ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کے اللہ تعالی تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا پس اپنی مخلوق کے متعلق میری شفاعت قبول فرماتے ہوئے ان کا فیصلہ فرما تاہم اس وقت آسمان سے ایک زبردست آواز آئے گی اور ایک بہت بڑی تعداد میں آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوگا حتیٰ کے زمین ان کے نور سے روشن ہوجائے گی اور یہ فرشتے اپنی صفیں بنائیں گے اور نہایت بلند آواز سے اللہ کی حمد وثناء پڑھتے ہوئے یہ کہہ رہے ہوں گے!

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ، سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ كَمَا فِي مَنْهَجِ الْعِبَادِ

پھر اللہ کا عرش رکھا جائے گا اور اعمال اور صحائف کھول کر پڑھ کر سنائے جائیں گے جو شخص نیکیاں پائے گا وہ اللہ کی حمد وثناء کرے گا اور جس کے اعمال اس کے مخالف ہوں گے وہ اپنے نفس کو ملامت کرے گا پھر اللہ دوزخ کو حکم دے گا اور اس میں سے ایک چمکتی ہوئی سیاہ گردن نمودار ہوگی پھر اللہ فرمائے گا!

وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۔

ترجمہ۔اے مجرموں! آج (نیکیوں سے) الگ ہوجاؤ، اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔۱۳۱

اِنَّاۤ اَنۡذَرۡنٰکُمۡ عَذَابًا قَرِیۡبًا ۚۖ یَّوۡمَ یَنۡظُرُ الۡمَرۡءُ مَا قَدَّمَتۡ یَدٰهُ وَ یَقُوۡلُ الۡکٰفِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا ۔۱۳۲

ترجمہ۔بے شک ہم نے تمہیں عنقریب آجانے والے عذاب سے ڈرایا ہے جس دن انسان ان اعمال کو دیکھ لے جا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے، اور کافر کہے گا ہائے کاش میں مٹی ہو جاتا۔ پھر اللہ عزوجل تمام انس وجن کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور سب سے پہلے اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے یعنی قاتل اور مقتول کو پیش کیا جائے گا اور ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔

امیرالمومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! اے لوگو! دنیا ایک گزرگاہ ہے اور آخرت اصل منزل چنانچہ تم اس گزرگاہ سے اپنی منزل کا سامان کرلو۔

جو انسان اپنی آخرت کو سنوار لے گا اللہ اس کی دنیا کو سنوار دے گا۔

جو انسان آخرت کو چاہتا ہے دنیا ایسے انسان کو چاہتی ہے۔

تعجب ہے اس انسان پر جو اپنی دوسری خلقت کا انکار کرتا ہے جبکہ وہ اپنی پہلی خلقت کا مشاہدہ کرتا ہے۔آپؓ نے نصیحت فرمائی ان لوگوں جیسے نا ہوجانا جو عمل کے بغیر آخرت کے طلب گار ہوتے ہیں۔

آپؓ نے حضرت امام حسنؓ کو نصیحت فرمائی بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

دنیا کی تلخی میں آخرت کی مٹھاس ہے جبکہ دنیا کی حلاوت میں آخرت کی تلخی پوشیدہ ہے۔

جس نے اپنے دن کی ابتدا فکر آخرت سے کی وہ بغیر دولت کے غنی، بغیر اہل کے مانوس اور بغیر خاندان کے عزت دار ہے۔

دنیا دولت سے حاصل کی جاتی ہے اور آخرت اعمال سے۔

آخرت کی سعادت پر صداقت کا عنوان چار طریقے سے صادق آتا ہے۔ ا۔ ایسی بقا جس میں فنا نہیں۔ ۲۔ ایسا علم جس میں جہل نہیں۔ ۳۔ ایسی قدرت جس میں عجز نہیں۔

۴۔ ایسی بے نیازی جس میں فقر نہیں۔

آخرت خوش نصیبیوں کی کامیابی ہے۔

دنیا ایک دستر خوان کی مانند ہے جہاں نیک اور گناہ گار سب ایک ساتھ کھاتے ہیں لیکن آخرت دار حق ہے جہاں قادر مطلق کا حکم چلتا ہے۔

عقلمند ہے وہ انسان جس نے دنیا کی فریب کاریوں سے اپنے آپ کو بچا لیا اور آخرت کی تیاری اسی دار فنا میں کر لی۔

آخرت کے مال دار ترین دنیا کے فقیر ترین ہیں۔

بے شک آج عمل ہے لیکن حساب نہیں اور کل حساب ہوگا لیکن عمل نہیں۔

بے شک تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو لہٰذا اسی کے لئے عمل کرو۔

آخرت کی مٹھاس دنیاوی تکالیف اور پریشانیوں کو ختم کر دے گی، دار بقا نیک، صدیقین اور صالحین کا مقام ہے۔

ترک دنیا کے ذریعے آخرت طلب کرو لیکن آخرت کو ترک کر کے دنیا کو طلب نا کرو۔

جسے آخرت کا یقین ہوتا ہے وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا۔

جس انسان کی دنیا میں جتنا زیادہ اضافہ اور حصہ ہوتا ہے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

آخرت کی پسندیدہ اشیاء اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتیں جب تک دنیا کی پسندیدہ اشیاء کو ترک نا کر دیا جائے۔

جو شخص بلا سوچے سمجھے معاملات میں کود پڑتا ہے وہ اپنے آپ کو بڑی عظیم مصیبتوں کے لئے پیش کر دیتا ہے۔

جو بہت نتائج کی فکر کرتا ہے وہ کبھی شجاع نہیں بن سکتا ہے۔

جو نتائج پر غور کر لیتا ہے وہ بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔ ۱۳۳؎

اہم نکتہ:

یوم آخرت ایک اٹل حقیقت ہے، یعنی جو انسان جس دن دنیا میں آ جاتا ہے وہ اسی دن سے آخرت کی جانب سفر شروع کر دیتا ہے یعنی اپنی موت کی جانب لحہ بہ لحہ گامزن ہو جاتا ہے، قرآن کریم میں عقیدہ آخرت پر بے شمار آیات موجود ہیں جن میں دنیا کی فنا اور اخروی زندگی کی بقا کی جانب بار بار نشاندہی کی گئی ہے، دنیا کی مثال ایک مسافر خانے کی جبکہ انسان کی مثال مسافر کی سی ہے، اگلی دنیا میں انسان کو ہمیشہ رہنا ہے تاہم ہیشگی نعمتوں کے حصول کے لئے انسان کو اس دنیا میں محنت کرنی ہے یعنی اچھے اعمال کرنے ہیں تا کہ اگلی دنیا میں اس کو اپنی عبادات اور اچھے اعمال کے بدلے جنت اور عمدہ نعمتیں حاصل ہو سکیں۔

نفسیاتی اعتبار سے جو انسان اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے اچھے اور نیک اعمال کرتے ہیں اور اپنی ذات سے دوسروں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچاتے وہ لوگوں کی نظر میں عزت سے دیکھے جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

مومن بے ضرر ہوتا ہے اس سے کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔

۳۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۲۔

۴۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۳۔

۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۹۔مجموعہ رسائل۔حجۃ الاسلام امام ابو حامد بن محمد بن محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔ج۔۱۔ص۔۳۱۹۔مطبوعہ دارالاشاعت۔کراچی۔

۱۰۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۳۲۲۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۱۱۔القرآن العظیم (تفسیر ماجدی)۔مولانا عبدالماجد دریا آبادی (متوفی ۱۳۹۷ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۰۷۔صدق فاونڈیشن لکھنو۔
۱۲۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۳۲۳۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۱۳۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفد اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔داالفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ۔
۱۴۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۲۔
۱۵۔سورہ الحج۔آیت۔۶۲۔
۱۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۴۰۔
۱۸۔سورہ النحل۔آیت۔۶۰۔
۱۹۔سورہ طحہٰ۔آیت۔۱۱۴۔
۲۰۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۱۔
۲۱۔تفسیر قرطبی۔ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری۔ج۔۲۔ص۔۲۱۲۔مطبوعہ دارالکفر بیروت۔
۲۲۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ حاکم النیشاپوری (متوفی۔)۔ج۔۱۔ص۔۶۸۲۔مطبوعہ دارالحرمین۔
۲۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۴۔نہج البلاغہ۔مرتب۔تصدق حسین۔خطبہ۔۱۷۲۔رومیل ہاؤس پبلی کیشنز راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔
۲۵۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۲۔
۲۶۔سورہ اعلی۔آیت۔۳۔
۲۷۔سورہ العادیات۔آیت۔۱۔
۲۸۔سورہ العادیات۔آیت۔۲۔
۲۹۔سورہ العادیات۔آیت۔۳۔
۳۰۔سورہ العادیات۔آیت۔۴۔
۳۱۔سورہ العادیات۔آیت۔۵۔
۳۲۔روزنامہ"الفضل"ربوہ۔۲۳ جنوری ۲۰۰۷ء۔برگیڈیئر سید ممتاز احمد۔
۳۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالنفائس بیروت۔
۳۴۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۳۵۔ دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالنفائس بیروت۔
۳۶۔ المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔
۳۷۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۳۸۔۔سورہ النحل۔آیت۔۷۹۔

۳۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۰۔سورہ ملک۔آیت۔۱۹۔
۴۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۲۔سورہ النمل۔آیت۔۲۰۔۲۳۔
۴۳۔سورہ النحل۔آیت۔۷۹۔
۴۴۔سورہ نمل۔آیت۔۶۸۔۶۹۔
۴۵۔مسند ابویعلی۔ شیخ الاسلام ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال التمیمی الموصلی (متوفی ۳۰۷ھ)۔دارالکتب۔بیروت۔
۴۶۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔ا۔ص۔۸۸۶۔ناشران۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۰۵۔
۴۷۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔۲۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔
۴۸۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔ا۔ص۔۲۲۰۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۴۹۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔ا۔ص۔۱۰۰۵۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۵۰۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔ا۔ص۔۱۸۲۲۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۵۱۔سورہ النمل۔آیت۔۱۸۔۱۹۔
۵۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۵۳۔سورہ جن۔آیت۔۱۱۔
۵۴۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۵۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۵۵۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاالدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۵۶۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۴۔
۵۷۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۵۔
۵۸۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۵۳۴۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۵۹۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۵۔
۶۰۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۶۱۱۶۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۶۱۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۵۔
۶۲۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۴۔
۶۳۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۵۔
۶۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار

مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۵۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۱۶۔
۶۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۶۔
۶۹۔سورہ النحل۔آیت۔۳۰۔
۷۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۔
۷۵۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۷۶۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۷۷۔کتاب الزہد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۰۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۸۱۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۸۲۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۸۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۴۔(ذم الدینا۔۱۷۔مطبوعہ موسستہ الکتب الثقافیہ۔بیروت۔۱۴۱۳ھ)
۸۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۸۶۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۸۷۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۸۸۔تشبیہات رومی۔جلال الدین رومی۔مرتب۔ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۱۶۔۱۷۔ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور۔۱۹۵۹ھ۔
۸۹۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۱۷۔
۹۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۱۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔
۹۲۔القاموس المحیط۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث

العربی بیروت۔
۹۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۹۔
۹۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۹۸۔
۹۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۷۔
۹۶۔سورہ النحل۔آیت۔۷۷۔
۹۷۔سورہ المعارج۔آیت۔۶۔۷۔
۹۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۹۷۔
۹۹۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۱۰۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۷۔
۱۰۱۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۷۔
۱۰۲۔ البعث والنشور۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔رقم الحدیث۔۱۲۵۔ص۔۷۸۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۰۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۰۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۶۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۱۶۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۰۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۱۰۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۱۰۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۰۔فتح الباری۔علامہ ابن رجب حنبلی (متوفی ۷۹۵ھ)۔مطبوعہ دار ابن الجوزی ریاض۔۱۴۱۷ھ۔
۱۱۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۲۔سورہ ص۔آیت۔۱۵۔
۱۱۳۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۱۱۴۔سورہ نمل۔آیت۔۸۷۔
۱۱۵۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۱۰۲۔
۱۱۶۔سورہ النباء۔آیت۔۱۸۔
۱۱۷۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔
۱۱۸۔سورہ ق۔آیت۔۴۱۔۴۵۔
۱۱۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔
۱۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔

۱۲۱۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۳۔
۱۲۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۸۔۷۹۔
۱۲۳۔سورہ ق۔آیت۔۱۵۔
۱۲۴۔سورہ قمر۔آیت۔۵۰۔
۱۲۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۲۔
۱۲۶۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۶۔۸۔
۱۲۷۔سورہ الحج۔آیت۔۱۔۲۔
۱۲۸۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔
۱۲۹۔سورہ رعد۔آیت۔۵۔
۱۳۰۔سورہ قمر۔آیت۔۷۔۸۔
۱۳۱۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۹۔۶۰۔
۱۳۲۔سورہ النباء۔آیت۔۴۰۔
۱۳۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۸۸۔سورہ الغاشیہ (چھا جانے والی آفت)

نام:

الغاشیہ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی چھا جانے والی آفت کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ الغاشیہ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۶ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔عقائد کا بیان۔
۲۔قیامت کا احوال۔
۳۔اہل ایمان اور کفار کی جزا اور سزا کا بیان۔
۴۔رب کی جانب لوٹ جانے کا بیان۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورہ الجمعہ اور سورہ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے۔[۱]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، الغاشیہ سے مراد قیامت ہے۔[۲]

اہل جہنم کی غذا:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔ ۳

ترجمہ۔آپ کو ایسی چیز کی خبر پہنچی ہے جو چھا جانے والی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، کہ آیت۔هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ سے مراد قیامت ہے۔ ۴؎

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ۔ ۵

ترجمہ۔اس دن چہرے جھکے ہوئے ہوں گے۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ۔ ۶

ترجمہ۔مصیبت جھیلنے والے، دکھ تکلیف اٹھانے والے ہوں گے۔

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً۔ ۷

ترجمہ۔جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً۔سے مراد گناہ گار انتہائی دہکتی ہوئی آگ میں داخل کئے جائیں گے۔ ۸؎

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ۔ ۹

ترجمہ۔انھیں کھولتے ہوئے چشموں سے پلایا جائے گا۔

اس آیت سے مراد ایسے چشمے جو کے بلا کے گرم ہیں۔ ۱۰؎

عبدالرزاق وعبد بن حمید نے حسنؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ۔سے مراد اس کا پکنا اور کھولنا اس وقت سے ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ ۱۱؎

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ۔ ۱۲

ترجمہ۔ان کے لیے خاردار جھاڑ کے سوا کچھ کھانا نہ ہوگا۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، اہل قریش کی لغت میں ضریع کو موسم بہار میں شبرق کہتے ہیں جس کے معنی کانٹے دار جھاڑی کے ہیں جبکہ گرمی کی موسم میں اسے ضریع کہتے ہیں۔ ۱۳؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، ضریع سے مراد شبرق ہے، جو کانٹے دار بوٹی ہے جو زمین پر بچھی ہوتی ہے۔ ۱۴؎

تاہم یہ انتہائی تکلیف دہ کھانا ہے جو نہایت بدمزہ، پلید اور ناپاک ہوگا۔

سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، آیت اِلَّا مِنۡ ضَرِیۡعٍ۔ سے مراد پتھروں کا کھانا۔ ۱۵؎

سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، آیت اِلَّا مِنۡ ضَرِیۡعٍ۔ سے مراد زقوم کا درخت ہے۔ ۱۶؎

لَّا یُسۡمِنُ وَ لَا یُغۡنِیۡ مِنۡ جُوۡعٍ۔ ۱۷

ترجمہ۔ وہ نا فربہ کرے گا اور نا ہی بھوک کو مٹائے گا۔

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل دوزخ پر بھوک مسلط کر دی جائے گی، یہاں تک کے وہ اس عذاب کے مشابہ ہو جائے گی جس میں وہ مبتلا ہوں گے، وہ کھانے کی فریاد کریں گے تو ان کو وہ کھانا دیا جائے گا، جو ضریع ہے، جس کے بارے میں فرمایا آیت: مِنۡ ضَرِیۡعٍ لَّا یُسۡمِنُ وَ لَا یُغۡنِیۡ مِنۡ جُوۡعٍ سے مراد کانٹے دا جھاڑی جو نا فربہ کرتی ہے اور نا بھوک کو مٹاتی ہے۔ ۱۸؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت لَیۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِیۡعٍ۔ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوزخ میں کانٹے کی شکل کی ایک چیز ہوگی جو ایلوا سے زیادہ کڑوی، بدبودار لاش سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہوگی جس کا نام اللہ تعالیٰ نے ضریع رکھا ہے، جب اہل دوزخ اس کو کھائیں گے تو وہ ان کے پیٹ میں داخل نہ ہوگی اور نا ہی منہ کی طرف اوپر آئے گی بلکہ وہ درمیان میں ہی باقی رہ جائے گی، اور اہل جہنم کی بھوک رفع نا ہو گی۔ ۱۹؎

بھوک کی حقیقت:

بھوک ایک طاقتور جسمانی سگنل یا حس ہے، جو انسان کو زندہ رہنے میں مدد دیتی ہے، کل مخلوقات بھوک، پیاس اور کھانے کی احتیاج رکھتی ہیں۔ بھوک کی شدت کسی بھی انسان میں چڑ چڑا پن، جذباتیت اور سخت مزاجی کو پیدا کر سکتی ہے۔

محقق جونکر کی تحقیق کے مطابق! بھوک کی وجہ سے انسان میں غصہ اور منفی جذبات کی کیفیات میں کئی گنا اضافہ نوٹ کیا گیا ہے۔

جبکہ منفی جذبات اور غم وغصہ کے باعث انسان دنیا، اہل دنیا، حالات اور واقعات کو بھی منفی انداز سے دیکھتا ہے یعنی بھوک انسان کی طرز فکر پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے، جو بالآخر غلط فیصلوں پر منتج ہوتی ہے۔

امریکی یونیورسٹی آف نارتھ کیرولینا کے ماہر نفسیات اور نیوروسائنسدان کرسٹن لنڈ کوئسٹ اور دیگر محققین نے بھوک کے سبب افراد میں پائے جانے والے منفی جذبات کے رجحان میں اضافہ نوٹ کیا ہے، تاہم ایسے افراد میں دھوکہ دہی اور ہیرا پھیری کے امکانات میں بھی زیادتی دیکھی گئی۔

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کے دوپہر کے کھانے سے قبل لکھے گئے استعفیٰ کے الفاظ نسبتاً زیادہ سخت ہوتے ہیں، بہ نسبت کھانا کھانے کے بعد کے استعفیٰ کے۔

اسرائیل میں ۲۰۱۱ء میں پیرول ججز پر کی گئی ایک تحقیق کے مطابق مقدمات کی سماعت اگر کھانے کے بعد کی جائے تو اس میں نرمی کا عنصر نمایاں دیکھا گیا ہے جبکہ بھوک کی حالت میں سماعت اور فیصلوں میں سختی کا رجحان قابل ذکر تھا۔

جرمنی کی ہائیڈلبرگ یونیورسٹی کے علمی نفسیات کے ماہر جان رول اور ساتھیوں کی تحقیق نے ثابت کیا ہے کے بھوک کے سبب انسان کے ذہنی طور پر بھٹکنے کے خطرات زیادہ ہوتے ہیں، تحقیق میں بتایا گیا کے بھوک کے سبب انسان کی کارکردگی بھی بری طرح سے متاثر ہوتی ہے۔

اہل جہنم کی بھوک:

قرآن کریم میں بیشتر سورتوں میں جنت کی نعمتوں اور دوزخ کی سختیوں کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا گیا ہے جبکہ اہل جنت اور اہل جہنم بھی اپنے اپنے ٹھکانوں میں بھوک اور پیاس کو محسوس کریں گے اور ان کے اعمال کے مطابق ان کی ضیافت کی جائے گی۔

برے اعمال کے نتیجے میں انھیں کانٹے دار جھاڑی، خون، پیپ، متعفن غذا اور کھولتا ہوا پانی پیش کیا جائے گا، یہ سزا انھیں اس لئے دی جائے گی کیونکہ انھوں نے کائناتی حقائق کا انکار کرتے

ہوئے شرک کیا دوسری جانب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اللہ کی مخلوقات کے لئے اپنی ذات سے مشکلات اور تکالیف پیدا کیں جس کی پاداش میں وہ اس سزا کے حق دار ٹھہرے۔

اہل جنت کے لئے نعمتیں:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۔۲۰۔

ترجمہ۔اس دن بہت سے چہرے بارونق ہوں گے۔

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۔۔۲۱۔

ترجمہ۔اپنی کوشش کی وجہ سے خوش ہوں گے۔

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۔۲۲

ترجمہ۔بہشت بریں میں ہوں گے۔

لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۔۲۳

ترجمہ۔(جنت) میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔

فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۔۲۴

ترجمہ۔(جنت) میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے۔

فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۔۲۵

ترجمہ۔(جنت) میں بلند کیے ہوئے تخت ہوں گے۔

وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۔۲۶

ترجمہ۔(جنت) میں آب خورے ہوں گے۔

وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۔۲۷

ترجمہ۔(نرم ،مخملی) بستر اور (تکیے) ہوں گے۔

وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۔۲۸

ترجمہ۔(جنت) میں قالین بچھے ہوں گے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کے اہل جنت کے چہرے سچی خوشی اور مسرت سے دمک رہے ہوں گے کیونکہ انھوں نے اللہ کی توفیق سے دنیا میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی، اللہ کی عبادت اور بندگی کی جبکہ خلق خدا کے ساتھ نیکی اور احسان کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے انھیں بے شمار عمدنعمتوں سے نوازا اور انھیں داخل جنت فرمایا، جنت وہ مقام ہے جہاں ہر جانب عمدہ کلام کیا جاتا ہے، جنت کا منظر نہایت خوبصورت ہے جہاں بہتے صاف ستھرے چشمے، بلند تخت، جس پر نرم ریشم واطلس وکمخواب ومخمل کے دبیز بستر اور تکیے ہوں گے، اس کے علاوہ جنت کا فرش بھی عمدہ ہوگا جہاں قالین بچھے ہوں گے۔ یہ تمام نعمتیں اہل جنت کو عطا کی جائیں گی۔

اونٹ کی تخلیق/ اونٹ کی خصوصیات:

اونٹ اللہ کی ایک حیرت انگیز تخلیق ہے جس پر اللہ تعالی غور فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں!

اَفَلَا يَنۡظُرُوۡنَ اِلَى الۡاِبِلِ كَيۡفَ خُلِقَتۡ ۔۲۹

ترجمہ۔کیا وہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کس طرح پیدا کیے گئے۔

اونٹ کو عربی زبان میں ابل، جمل اور بعیر کہتے ہیں۔ اونٹ ایک قوی الجسۃ اور طاقت ور صحرائی جانور ہے، جو طویل، مشکل، خطرناک صحرائی سفر کے لئے نہایت موزوں ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مالک کا فرمانبردار اور بوجھ اٹھانے کا کام بھی بخوبی انجام دیتا ہے۔

اونٹ ایک حلال جانور ہے جس کا گوشت اور دودھ استعمال کیا جاتا ہے جبکہ اس کی کھال اور بال بھی نفع بخش شمار کئے جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اَلۡاِبِلُ عِزٌّ لِاَهۡلِهَا ۔

ترجمہ۔اونٹ اپنے مالکوں کیلئے عزت اور شرف کا ذریعہ ہے۔ ۳۰

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استعمال میں کئی اونٹ اور اونٹنیاں تھیں جس میں سب سے مشہور اونٹنی قصویٰ تھی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری فرماتے، لیکن قصویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزاج شناس بھی تھی۔

اہل عرب کے یہاں عمدہ مال واسباب میں اعلیٰ نسل کے اونٹ بھی شمار کئے جاتے ، جوان کے بہترین اموال اور شرف کا سبب سمجھے جاتے ، اہل عرب صحرانور تھے چنانچہ صحرا کا سخت ، جانگسل اور پرخطر سفر وہ اپنے اسی جانثار ساتھی یعنی اونٹ پر طے کیا کرتے جبکہ اونٹ بھی تمام عمر اپنے مالک کی خدمت کرتا اور حق وفاداری نبھاتا رہتا، اسی وجہ سے اہل عرب کی زندگی میں اونٹ ایک خاص مقام، حیثیت، عزت اور شرف کا سبب سمجھا جاتا۔

اونٹ کو صحرا کا بادشاہ کہا جاتا ہے، اونٹ کی بوجھ اٹھانے کی طاقت ہاتھی اور گھوڑے سے بھی زیادہ ہے۔

جسمانی لحاظ سے وزن اٹھانے میں کوئی دوسرا جانور اونٹ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہاتھی زیادہ سے زیادہ ۵۸۰ کلوگرام وزن اٹھاسکتا ہے۔ اور گھوڑا صرف ۵۵ کلوگرام وزن اٹھاسکتا ہے جبکہ اونٹ ۱۰۰۰ کلوگرام تک وزن آسانی سے اٹھاسکتا ہے۔

اونٹ ایک وقت میں 106 لیٹر پانی پیتا ہے، اور اپنے منفرد کوہان میں اسے ذخیرہ بھی کرلیتا ہے، کچھ اونٹوں کے دو کوہان بھی ہوتے ہیں تاہم صحرا کی سخت گرمی میں اونٹ مسلسل سات دن تک بغیر پانی پیئے زندہ رہ سکتا ہے۔

صدیوں سے انسان کے سب سے اہم پالتو جانور، اونٹ کے ایک مطالعے سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی جینیاتی ترکیب پر ان تجارتی راستوں کے اثرات مرتب ہوئے ہیں جن پر یہ سالہا سال انسان کے ساتھ سفر کرتا رہا ہے۔

اس مطالعے کے لیے سائنسدانوں نے ایک کوہان والے 'ڈرومڈری' قسم کے ایک ہزار سے زائد اونٹوں کے DNA کے نمونوں کا جائزہ لیا۔ سائنسدانوں نے دیکھا اگرچہ آج یہ اونٹ ایک دوسرے سے سینکڑوں میل دور ہیں لیکن ان کی جینیاتی ساخت میں بے حد مشابہت پائی جاتی ہے۔

سائنسدانوں کا خیال ہے اتنی دور دور رہنے والے اونٹوں کے DNA اتنے دھندلے اس لیے ہیں کہ صدیوں سے یہ اونٹ تجارتی قافلوں کے ساتھ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کرتے رہے ہیں۔

تحقیق کرنے والی ٹیم سے منسلک پروفیسر اولیور ہینوٹ کہتے ہیں، دلچسپ بات یہ ہے کے اونٹ کی تاریخ انسانوں کی تاریخ سے بے حد مطابقت رکھتی ہے، اونٹ صدیوں سے انسان کے ہمسفر ہیں چنانچہ اونٹوں کے مطالعے سے خود انسان کی اپنی تاریخ کی نشاندہی ہوتی ہے۔

ایک کوہان والے اونٹ کو انسان نے آج سے تقریباً تین ہزار قبل سدھانا اور باربرادی کے استعمال کرنا شروع کیا اور 20ویں صدی کے وسط تک بوجھ اٹھانے کے لیے بڑے پیمانے پر اونٹ ہی استعمال ہوتے رہے۔ کسی زمانے میں تجارتی قافلوں میں سینکڑوں اونٹ شامل ہوتے تھے جو شمالی افریقہ کے صحراؤں سے لے کر جزیرہ نما عرب تک سفر کرتے تھے۔

تاجروں اور دیگر لوگوں کے یہ قافلے نہایت قیمتی ساز وسامان اونٹوں پر لاد کر سینکڑوں میل کا سفر کرتے تھے اور جب یہ قافلے بحیرہ روم کے ساحلوں تک پہنچتے تو اونٹ بری طرح نڈھال ہو چکے ہوتے تھے۔

مسافر اپنے نڈھال اونٹوں کو یہاں چھوڑ دیتے اور واپسی کے سفر کے لیے تازہ دم اونٹ لے لیتے۔

صدیوں پر پھیلے ہوئے اونٹوں کے اس جینیاتی سفر کا نتجہ یہ نکلا کہ آج دنیا کے دور دراز علاقوں میں پائے جانے والے 'ڈرومڈری' اونٹوں کی جینیاتی ساخت ایک دوسرے سے حیران کن حد تک مشابہ ہے۔

اس مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ میں یہ صلاحیت دیگر جانوروں سے زیادہ ہے کہ وہ بدلتے ماحول کے مطابق خود کو ڈھال لیتا ہے۔

اونٹ ریگستان کی آندھی میں بھی چل سکتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں ایک جھلی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ریت کے ذرات آنکھ میں نہیں جاتے اور اونٹ آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔ اس وجہ سے قران پاک میں اللہ نے اونٹ کی پیدائش پر غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اونٹ کو برا نا کہو، کیونکہ یہ خون ریزی روکنے والے، اقوام کے درمیان صلح کروانے والے اور شرفاء کا مہر ہیں۔ ۱۳۱؎

اونٹ کی عادات:

اونٹ نہایت شریف النفس اور سلجھا ہوا جانور ہے، جس کی منفرد اور مضبوط جسمانی ساخت بار برداری کے لئے نہایت موزوں سمجھی جاتی ہے، اونٹ کی پشت اتنی وسیع وکشادہ ہوتی ہے، جس پر بیک وقت دو سے تین افراد بمع ساز وسامان کے سفر کر سکتے ہیں۔

اونٹ کی گردن کافی لمبی اور نمایاں ہوتی ہے، جبکہ اونٹ کو صحراء کا جہاز بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے پیروں اور تلوؤں کی بناوٹ ایسی ہے جو صحرا کا مشکل ترین سفر نہایت آسانی سے طے کر لیتا ہے۔

اونٹ اپنے غصہ اور کینہ کی وجہ سے بھی شہرت رکھتا ہے، تاہم یہ غصہ کی حالت میں کسی کی پروا نہیں کرتا اور انتہائی بد اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے منہ سے جھاگ اگلتا ہے، اگر چہ بعض صورتوں میں یہ حملہ آور ہوتا ہے لیکن اکثر یہ تحمل کا مظاہرہ بھی کرتا ہے۔

دوسری جانب اونٹ میں بے پناہ صبر و تحمل اور برداشت کی قوت پائی جاتی ہے۔

اونٹنی سال میں ایک بار حاملہ ہوتی ہے، جبکہ اونٹنی اگلے تین سال کے بعد دوبارہ حاملہ ہونے کے قابل ہوتی ہے۔

اونٹ نہایت شریف النفس جانور ہے، جو اپنی ماں اور بہن کی پہچان رکھتا ہے چنانچہ وہ کبھی بھی اپنی ماں یا بہن سے جفتی نہیں کرتا، یہ اونٹ کے قبائل میں ایک باضابطہ اصول اور قانون ہے جس کی پاسداری سب پر لازم ہے۔

اونٹ کے نام:

۱۔ اہل عرب اونٹ کو نبات اللیل (رات کے وقت کام آنے والا) بھی کہتے ہیں۔

۲۔ اونٹنی جب بوڑھی ہو جائے تو اسے (شارف) کہتے ہیں۔

۳۔ دو کوہان والے اونٹ کو (عوامل) بھی کہتے ہیں۔

۴۔ **اَلعِیس**۔ جو اونٹ سخت مزاج ہوتے ہیں یا شدت زیادہ پائی جائے ان کو کہتے ہیں۔

۵۔ **اَلشِّمۡلَال**۔ جو اونٹ ہلکا پھلکا جسم رکھتے ہوں ان کو کہتے ہیں۔

۶۔ اَلیَعمَلَۃُ۔ کام کرنے والے اونٹوں کو کہتے ہیں۔

۷۔ اَلنَّاجِیَۃُ۔ جو اونٹ تیز رفتار ہوں ان کو کہتے ہیں۔

۸۔ اَلعَوجَاءُ۔ سخت اور چھریرے بدن والے اونٹوں کو کہتے ہیں۔

۹۔ اَلشَّمَردَلَۃُ۔ لمبے بدن والے اونٹوں کو کہتے ہیں۔

۱۰۔ اَلھِجَانُ۔ عمدہ اور اچھی قسم کے اونٹوں کو کہتے ہیں۔

۱۱۔ اَلکَومَاءُ۔ بڑی بڑی کوہان والی اونٹنیوں کو کہتے ہیں۔

۱۲۔ اَلحَرفُ۔ دبلی پتلی اور سخت جسم والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

۱۳۔ اَلقَودَاءُ۔ لمبی گردن والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

۱۴۔ اَلشَّمِلِیلُ۔ تیز رفتار اونٹنی کو کہتے ہیں۔

اونٹ کی غذا:

اونٹ نباتات خور جانور ہے، جو پھول، پھل، پودے اور کانٹے دار جھاڑیوں کو بڑے مزے سے کھاتا اور ہضم کرتا ہے، اونٹ کا نظام ہضم اور آنتیں نہایت مضبوط اور قوی ہوتی ہیں۔

آسمان، پہاڑ اور زمین کی پیدائش:

اللہ تعالیٰ نے آسمان، پہاڑ اور زمین کو تخلیق فرمایا اور اس حوالے سے قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر ارشادات فرمائے یہاں تک فرمایا کے ان تخلیقات میں اہل علم کے لئے بے شمار نشانیاں ہیں۔

وَاِلَی السَّمَآءِ کَیفَ رُفِعَت۔ ۳۲

ترجمہ۔ آسمان کی طرف کہ وہ کیسے بلند کیا گیا۔

وَاِلَی الجِبَالِ کَیفَ نُصِبَت۔ ۳۳

ترجمہ۔ پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے کھڑے کیے گئے۔

وَاِلَی الاَرضِ کَیفَ سُطِحَت۔ ۳۴

ترجمہ۔زمین کی طرف کہ وہ کس طرح بچھائی گئی۔

سیدی نذیر(ڈرانے والا):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے بے شمار صفات سے متصف فرمایا،انھی بے شمار صفات میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صفت مبارک نذیر بھی ہے یعنی ڈرانے والا۔

نذیر(ن۔ذ۔ر) سے مشتق ہے۔ا۔جس کے معانی ڈرانے والے کے ہیں۔۳۵

ابن فارس نے نذر کے بنیادی معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے!اس سے مراد ڈرنے اور ڈرانے کے ہیں۔

نذر بالشئ۔سے مراد کسی چیز سے ہوشیار یا چوکنا ہوجانا۔

انذار۔سے مراد کسی شخص کو کسی نقصان دہ چیز،اس کے خوفناک نتائج اور اس کے نقصانات سے قبل از وقت مطلع کر دینا۔

نذیرۃ الجیش۔سے مراد میدان جنگ میں لشکر میں جو سب سے آگے فوجی دستہ موجود ہوتا ہے وہ دشمنوں کی نقل وحرکت سے باقی لشکر کو آگاہ کرتا ہے اس کو نذیرۃ الجیش کہا جاتا ہے۔

النذیر۔سے مراد آگاہ کرنے والا نیز کمان کی آواز جس کو سن کر شکار خطرہ سے آگاہ ہوجاتا ہے۔

نذیر۔سے مراد غلط روش اور تباہ کن نتائج سے آگاہ کرنے والا خواہ وہ کوئی انسان ہو یا واقعہ۔۳۶

نذیر کے ایک معانی بڑھاپے کے بھی ہیں جو کے انسان کو قریبی موت سے آگاہ کرتا ہے۔۳۷

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا پیغام حق بنی نوع انسانیت کو منتقل فرمایا چنانچہ امت پر لازم ہے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم احسانات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہمہ وقت درود کی کثرت کرے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ۔۳۸

ترجمہ۔یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمھیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ

اور خبر دار کر دوں۔

یعنی اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ہر قوم میں انبیاء کرام مبعوث فرمائے جنھوں نے اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا اور عذاب الہی ،جہنم کی سختیوں اور گزشتہ اقوام کی سرکشی کے نتیجے میں آنے والے تباہ کن عذاب سے ڈرایا لیکن ہر انسان میں سمجھنے کی قوت اور صلاحیت نہیں ہوتی ہے کچھ سعید روحیں فوراً معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اپنا قبلہ درست کر لیتی ہیں جبکہ کچھ لوگ تا عمر متواتر سرکشی اور ظلم پر اصرار کرتے رہتے ہیں کیونکہ ہر انسان میں نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بنی نوع انسانیت کے لئے نہایت سعادت ، رحمت اور انتہائی خوشی کا موقع ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہی ہمیں قرآنی احکامات ،قاعدے قوانین، حلال وحرام، محکم ومتشابہات، صحیح اور غلط، جنت وجہنم، موت اور زندگی ،عقائد وارکان اور عبادات کا علم ہوا تاہم قرآن کریم کی آیات میں موجود فکر وفلسفہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمایا یہ وضاحت اتنی دوٹوک تھی جس میں کسی قسم کے ابہام کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی اب جس نے ہدایت اور رہنمائی حاصل کر لی وہ کامیاب ہو گیا اور جو تباہ کن اعمال اور اس کے نتائج سے نہ ڈرا وہ ناکام ونامراد ہو گیا۔

ارشادات خداوندی:

فَذَكِّرْ إِنَّمَآ أَنتَ مُذَكِّرٌ ۔٣٩

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیحت کیجئے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔

لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۔٤٠

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر مسلط نہیں کیے گئے۔

إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۔٤١۔

ترجمہ۔جو روگردانی کرے اور کفر کرے۔

فَيُعَذِّبُهُ ٱللَّهُ ٱلْعَذَابَ ٱلْأَكْبَرَ ۔٤٢۔

ترجمہ۔تو اللہ اسے بڑا عذاب دے گا۔

اِنَّ اِلَيۡنَاۤ اِيَابَهُمۡ ۔ ۴۳۔

ترجمہ۔بے شک ہماری طرف اس کا لوٹنا ہے۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُم ۔ ۴۴

ترجمہ۔پھر بے شک ان کا حساب لینا ہے۔

بَلۡ هُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰـهُمۡ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ
لَعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ۔ ۴۵

ترجمہ۔یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تا کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تا کہ وہ لوگ ہدایت پر آجائیں۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا
نَذِيۡر ۔ ۴۶

ترجمہ۔بیشک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بشیر اور نذیر بنا کر اور کوئی بھی امت ایسی نہیں ہے جس میں ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۔ ۴۷

ترجمہ۔نہایت متبرک ہے وہ جس نے فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تا کہ عالمین کے لئے نذیر ہو۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا اۨلَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ
السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۔ ۴۸

ترجمہ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کہیے! اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

وَ اُوۡحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَكُمۡ بِهٖ وَمَنۡۢ بَلَغَ ۔ ۴۹

ترجمہ۔یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تا کہ تمھیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ

اور خبر دار کردوں۔

وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔۵۰

ترجمہ۔اے نبی! ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔

وَ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ ۔۔۵۱

ترجمہ۔تم تو محض خبر دار کرنے والے (منذر) ہو اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما (ھادٍ) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔۵۲؎

عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں جبکہ مجھ سے قبل جتنے انبیاء بھی بھیجے گئے وہ کسی قوم کی جانب بھیجے گئے تھے۔۵۳؎

میں ساری خلقت کی طرف بھیجا گیا ہوں اور ختم کر دیئے گئے میری آمد پر انبیاء۔۵۴؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے دیکھا کے جہنم کے بعض حصوں کو آگ کھا رہی ہے اور میں عمرو بن لحی کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے اور یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے لئے اونٹنیوں کو نامزد کیا تھا۔۵۵؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔۵۶؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔ ۵۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھاری دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ۷۰واں حصہ ہے۔ ۵۸؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! بے شک دوزخ والوں میں سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جس کو آگ کی دو جوتیاں اور دو تسمے پہنائے جائیں گے اور اس سے اس کا دماغ اس طرح سے کھول رہا ہوگا جس طرح سے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا کھولتی ہے۔ ۵۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوزخ کی آگ کو ۱۰۰۰ سال تک دھکایا گیا حتی کے وہ سرخ ہوگئی پھر اس کو ۱۰۰۰ سال تک مزید دھکایا گیا حتی کے وہ سفید ہوگئی پھر اس کو مزید ۱۰۰۰ سال تک دھکایا گیا تو وہ سیاہ ہوگئی پس وہ سیاہ اندھیری ہے۔ ۶۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوزخ کی آگ میں صرف شقی داخل ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شقی کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اللہ کے لئے کوئی اطاعت نہیں کی۔ ۶۱؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بیان کیا! جنت میں نیک آدمی کو نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا جبکہ حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں کے ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ۶۲؎

حوالہ کتب:

۱۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۳۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۔
۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۲۔
۶۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۳۔
۷۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۴۔
۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۵۔
۱۰۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۶۔
۱۳۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۷۔
۱۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۸۔
۲۱۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۹۔
۲۲۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۰۔
۲۳۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۱۔
۲۴۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۲۔
۲۵۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۳۔
۲۶۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۴۔
۲۷۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۵۔
۲۸۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۶۔
۲۹۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۷۔
۳۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزیدابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۳۱۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔
۳۲۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۸۔
۳۳۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۹۔

۳۴۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۲۰۔
۳۵۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۷۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصریہ۔
۳۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۹۔
۳۹۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۲۱۔
۴۰۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۲۲۔
۴۱۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۲۳۔
۴۲۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۲۴۔
۴۳۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۲۵۔
۴۴۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۲۶۔
۴۵۔سورہ السجدہ۔آیت۔۳۔۴۔
۴۶۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۴۔
۴۷۔سورہ الفرقان۔آیت۔۱۔
۴۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔
۴۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۹۔
۵۰۔سورہ سبا۔آیت۔۲۸۔
۵۱۔سورہ رعد۔آیت۔۷۔
۵۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۳۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۵۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۵۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۸۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۹۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۶۲۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۱۶۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۸۹۔سورہ الفجر (علی الصبح)

نام:

الفجر۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی علی الصبح کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ الفجر مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۳۰ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔کفار پر عذاب کی وجوہات۔
۲۔انسانی زندگی میں خیر وشر کا ذکر۔
۳۔قیامت کا ذکر۔
۴۔کامیاب اور ناکام لوگوں کا ذکر۔
۵۔اللہ کی بارگاہ میں مقبول اور معزز ہونے کی وجوہات۔
۶۔سورہ الفجر میں اللہ تعالی نے نفس مطمینہ کا ذکر فرمایا ہے۔

ماہ ذی الحجہ کی فضیلت:

ماہ ذی الحجہ کی ابتدائی دس دن اور دس راتیں فضائل کے اعتبار سے قابل ذکر ہیں، جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی کیا گیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے بھی یہ ثابت ہے۔

وَالْفَجْرِ ١

ترجمہ۔ قسم ہے فجر کی۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں، **وَالْفَجْرِ** سے مراد اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ قسم کھائی ہے۔ ۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، **وَالْفَجْرِ** سے مراد دن کا پھوٹنا۔ ۳؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، **وَالْفَجْرِ** سے مراد صبح ہے۔ ۴؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، **وَالْفَجْرِ** سے مراد جمعہ کے دن کا طلوع فجر۔ ۵؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، **وَالْفَجْرِ** سے مراد قربانی کے دن کی فجر، اس سے ہر فجر مراد نہیں ہے۔ ۶؎

وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۔٧

ترجمہ۔ قسم ہے دس راتوں کی۔

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۔٨

ترجمہ۔ قسم ہے جفت اور طاق کی۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت **وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ** سے مراد ذی الحجہ کے دس راتیں، جبکہ

وَالْوَتْرِ سے مراد یوم عرفہ ہے اور **وَّالشَّفْعِ** سے مراد یوم النحر ہے۔ ۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت **وَلَيَالٍ عَشْرٍ** سے مراد الضحیٰ کی دس راتیں، ایک دوسری روایت میں ہے کے یہ ماہ ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ ۱۰؎

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں، آیت **وَلَيَالٍ عَشْرٍ** سے مراد ذی الحجہ کی پہلی رات سے لے کر یوم نحر یعنی دسویں ذی الحجہ تک کی رات ہے۔ ۱۱؎

مسروقؒ بیان کرتے ہیں، آیت **وَلَيَالٍ عَشْرٍ** سے مراد ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں، تاہم یہ سال

کے افضل دن ہیں۔ ١٢؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی دن ایسا نہیں کے جس میں کوئی عمل اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب اور باعث فضیلت ہے، سوائے (ذی الحجہ) کے دس دنوں کے، پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ کے راستے میں جہاد بھی فضیلت والا نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کے راستے میں جہاد بھی فضیلت نہیں رکھتا، سوائے اس آدمی کے جس نے اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کی اور اس میں سے کسی چیز کو لے کر واپس نہیں لوٹا یعنی سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کر دیتا ہے وہ زیادہ فضیلت والا ہے۔ ١٣؎

تکبیرات تشریق پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ان دس دنوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی افضل ایام نہیں اور ان دس دنوں میں کیئے جانے والے عمل سے بڑھ کر کسی دن کیا جانے والا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں پس تم ان دنوں میں **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه، اَللّٰهُ اَكْبَرُ** اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** کی کثرت کرو۔ ١٤؎

بیہقی نے ہنیدہ بن خالد کے طریق سے رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں سے کسی زوجہ محترمہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نو ذوالحجہ اور عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا کرتے جبکہ آپ ﷺ ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھتے جن میں پہلا پیر کا دن اور دو جمعرات کے روزے ہوتے۔ ١٥؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دنیا کے دنوں میں سے کوئی دن بھی نہیں جس میں کوئی عمل اللہ کے نزدیک اس عبادت سے زیادہ ہو جو اس کے لیے ان دس دنوں میں کی جاتی ہے ان میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔ ١٦؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی دن ان دس دنوں

میں اللہ کے نزدیک افضل نہیں اور کسی دن کا عمل اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں، سو تم ان دنوں میں لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ، اَللہُ اَکْبَر کی کثرت کرو، بے شک یہ دن لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ، اَللہُ اَکْبَر کہنے اور اللہ کے ذکر کے ہیں، اس دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے، جبکہ ان میں ایک عمل کا ثواب سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ ۱۷؎

رات کی قسم:

رات اللہ کی ذی شعور مخلوق ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بارہا کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!۔

وَ الَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ ۔۱۸

ترجمہ۔ رات کی قسم جب وہ چلنے لگے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ الَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ سے مراد رات کی قسم جب وہ گزر جائے۔ ۱۹؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَ الَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ سے مراد مزدلفہ کی رات ہے۔ ۲۰؎

هَلۡ فِیۡ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیۡ حِجۡرٍ ۔۲۱ ۔

ترجمہ۔ کیا اس میں قسم ہے، عقل والے کے لیے۔

رات ایک نعمت عظمیٰ ہے:

رات اللہ کی قدرت کی ایک دلیل اور نشانی ہے، رات کو اللہ نے آرام کے لیے، جبکہ دن کو تلاش معاش کے لئے تخلیق کیا گیا ہے۔

رات اور دن کے اختلاف سے دنوں، مہینوں اور برسوں کی گنتی معلوم کی جاتی ہے۔

ارشادات خداوندی ہیں!

قُلۡ أَرَأَيۡتُمۡ إِن جَعَلَ ٱللَّهُ عَلَيۡكُمُ ٱلَّيۡلَ سَرۡمَدًا إِلَىٰ يَوۡمِ

الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَاءٍ ۔ ۲۲

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے تم بتاؤ اگر اللہ قیامت کے دن تک تمہارے اوپر ہمیشہ کے لیے رات ہی کو موجود رکھے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہو جو تمہارے پاس روشنی کو لے آئے تو کیا تم نہیں سنتے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔ ۲۳

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے کہ تم یہ بتاؤ کے اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ کے لیے دن ہی کو موجود رکھے تو اللہ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لیے رات کو لے آئے جس میں تم آرام کرتے ہو، کیا تم نہیں دیکھتے۔

وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا
مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ ۲۴

ترجمہ۔ اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے دن کو اور رات کو بنایا تا کہ تم اس میں آرام کرو اور تا کہ اس کا فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ
شُكُوْرًا ۔ ۲۵

ترجمہ۔ (اللہ) نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے جانے والا بنایا اس شخص کے لیے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَ يُكَوِّرُ
النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى
اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۔ ۲۶

ترجمہ۔ (اللہ) نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر فرمایا ہے ہر ایک وقت پر مقرر تک جاری

ہے، خبردار وہ زبردست ہے بڑا بخشنے والا ہے۔

وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیۡلُ ۚۖ نَسۡلَخُ مِنۡهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ ۔۲۷

ترجمہ۔ان کے لئے ایک نشانی رات ہے، ہم اس سے دن کو کھینچ لیتے ہیں سو وہ اچانک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

اِنَّ فِی اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَّقُوۡنَ ۔۲۸

ترجمہ۔بے شک رات اور دن کے ایک دوسرے کے بعد آنے جانے میں اور جو کچھ اللہ نے آسمان اور زمین میں پیدا فرمایا ہے ان میں ان لوگوں کے لئے دلائل ہیں جو ڈرتے ہیں۔

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ ؕ قُلۡ هِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَ الۡحَجِّ ۔۲۹

ترجمہ۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے کے یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے لئے۔

رات کے حواس:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! نیند کی دنیا رات کے حواس ہیں ہر فرد اپنی زندگی میں سچے خواب دیکھتا ہے اور آنے والے حالات و واقعات سے متعارف ہوتا ہے رات کے حواس میں انسان، برزخ، عالم اعراف، ملائکہ اور ملاءِ اعلیٰ کا عرفان حاصل کرتا ہے اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی اس تورات کے عطا کئے جانے میں رات کا ذکر موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کروائی گئی تو یہاں بھی رات کے حواس موجود تھے جب انسان سوتا ہے تو اس کا مادی جسم بے حس و حرکت ہو جاتا ہے لیکن وہ نیند کی حالت میں اپنے آپ کو چلتا پھرتا، کھاتا، پیتا اور دیگر تقاضے ادا کرتا دیکھتا ہے نیند کی حالت میں انسان مظاہراتی بندشوں اور پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ مزید فرماتے ہیں اللہ تعالی نے انسان کو دو قوتیں ودیعت کی ہیں ایک قوت ملکیہ (ملکوتی) اور دوسری قوت بہیمیہ (حیوانی) نسمہ روح ہوائی سے عبارت ہے اور روح ہوائی جسم میں

طبعی عناصر کے عمل اور ردعمل کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے لیکن نسمہ سے اوپر انسان میں ایک اور نفس ناطقہ بھی ہوتا ہے جو کے نسمہ پر تصرف کرتا ہے اس تصرف کے دو رجحانات ہوتے ہیں ایک رجحان انسان کو بھوک، پیاس، شہوت، غضب، حسد، غصہ اور خوشی کے جبلی تقاضوں کی طرف مائل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان، انسان نہیں بلکہ حیوان بن جاتا ہے جبکہ دوسرا رجحان جو کے نفس ناطقہ کی وجہ سے ہوتا ہے یہ رجحان انسان کو فرشتوں کی صف میں کھڑا کر دیتا ہے چنانچہ اس حالت میں وہ حیوانی تقاضوں سے رہائی حاصل کر لیتا ہے جس کے نتیجے میں انسان پر اس مادی عالم سے اوپر موجود عالم تجرد سے انس و سرور کا نزول ہوتا ہے اور ملاء اعلیٰ کے وہ افراد جو اہل دنیا کو فیوض و برکات پہنچانے کا ذریعہ ہیں وہ اس شخص کے ہم آواز ہو جاتے ہیں۔ ۳۰؎

قوم عاد:

قوم عاد کا تفصیلی واقعہ سورہ اعراف میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ۔ ۳۱

ترجمہ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا تیرے رب نے کیا کیا قوم عاد کے ساتھ۔

اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ۔ ۳۲

ترجمہ۔ قوم ارم، یہ لوگ ستون والے تھے۔

الَّتِىۡ لَمۡ يُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِى الۡبِلَادِ۔ ۳۳

ترجمہ۔ ان کے جیسے لوگ دنیا میں پیدا نہیں کیے گئے تھے۔

قوم عاد پر بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگا تار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کے ان کے سر دھڑ سے الگ ہو جاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے۔ قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے، قوی ہیکل افراد تھے۔

وَقَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً۔ ۳۴

ترجمہ۔ قوم عاد نے کہا ہم سے زیادہ بدنی قوت والا کون ہے؟۔

حضرت مقدام بن معدیکربؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارم ذات العماد کے بارے میں فرمایا! ان میں سے ایک شخص ایسا تھا جو چٹان کو اپنے کندھوں پر اٹھاتا اور اس کو جس قبیلہ پر چاہتا پھینک کر انھیں ہلاک کر دیتا۔ ۳۵؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، ذات العماد سے مراد شدت یعنی مضبوطی اور طاقت والے۔

عاد اتنے زورآور اور قوی تھے کے وہ پہاڑوں میں گھر بناتے، اللہ نے ان جیسی زورآور قوم کوئی دوسری پیدا نا فرمائی، حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور و تکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالی نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

قوم ثمود:

قوم ثمود پر تفصیلی ذکر سورہ اعراف میں آچکا ہے۔

وَ ثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ۔ ۳۶

ترجمہ۔ قوم ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں پتھروں کو تراشا۔

قوم ثمود پر بجلی کا عذاب:

حضرت صالح علیہ السلام کی عذاب سے متعلق پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور پہلے روز قوم ثمود کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے، دوسرے روز ان سب کے چہرے ڈر اور شدید خوف سے سرخ ہو گئے جبکہ تیسرے روز ان کی دہشت کا عالم یہ تھا کے ان سب کے چہرے سیاہ ہو گئے، تین دن کے بعد بجلی کی چمک اور کڑک سے آل ثمود پر عذاب نازل ہوا۔

سوائے حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کے پوری قوم ہلاک ہوگئی عذاب سے بچ جانے والے یہی لوگ ثمود ثانیہ کہلاتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔ ۳۷

ترجمہ۔ پکڑا ان ظالموں کو چنگھاڑ نے، پھر صبح کو وہ رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے، جیسے کبھی بھی رہے نہ تھے ان میں سن لو ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے اور سن لو پھٹکار ہے ثمود پر۔

قرآن کریم نے قوم ثمود کو کھجور کے بوسیدہ تنوں سے تشبیہ دی ہے جو سوکھ کر جھڑ جاتی ہے اور جانوروں کی آمدورفت سے پامال ہوکر برادہ راہ بن جاتی ہے۔ارشادخداوندی ہے!

اَلۡحَآقَّۃُ ۙ مَا الۡحَآقَّۃُ ۚ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحَآقَّۃُ ؕ کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَ عَادٌۢ بِالۡقَارِعَۃِ ؕ فَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَاُہۡلِکُوۡا بِالطَّاغِیَۃِ ؕ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُہۡلِکُوۡا بِرِیۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِیَۃٍ ۙ سَخَّرَہَا عَلَیۡہِمۡ سَبۡعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ ۙ حُسُوۡمًا ۙ فَتَرَی الۡقَوۡمَ فِیۡہَا صَرۡعٰی ۙ کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِیَۃٍ ۚ فَہَلۡ تَرٰی لَہُمۡ مِّنۡۢ بَاقِیَۃٍ ۔۳۸

ترجمہ۔ہونی شدنی کیا ہے؟ وہ ہونی شدنی ؟ اورتم کیا جانو کے وہ کیا ہے ہونی شدنی ؟ ثمود اور عاد نے اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کو جھٹلا دیا،تو ثمود ایک سخت حادثہ سے ہلاک کئے گئے اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کردئے گئے،اللہ تعالی نے مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر عذاب مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو دیکھتے) کے وہ وہاں اس طرح بکھرے پڑے تھے جیسے کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں اب تمھیں ان میں سےکوئی باقی بچا نظر آتا ہے؟۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ بِرَحۡمَۃٍ مِّنَّا وَ مِنۡ خِزۡیِ یَوۡمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ۔۳۹

ترجمہ۔پھر جب حکم پہنچا ہمارا تو بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو یقین لائے آخرت پر۔

صبح کے سورج نے شہر میں ہر طرف تباہی اور بربادی دیکھی بڑے بڑے عالیشان محل کھنڈر بن چکے تھے سرسبز باغوں کا نام ونشان تک نہیں تھا،حجر کا پررونق علاقہ ٹوٹ پھوٹ کر آثارقدیمہ کا منظر پیش کررہا تھا قوم کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح اپنے حواریوں کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کرگئے جب عذاب کی وجہ سے آپ تباہ حال بستی سے گزرے اورانھوں نے جگہ جگہ بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھا تو نہایت افسوس کے ساتھ ہلاک شدگان کو مخاطب کرکے کہا!

فَتَوَلّٰی عَنۡہُمۡ وَ قَالَ یٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُکُمۡ رِسَالَۃَ رَبِّیۡ وَ نَصَحۡتُ لَکُمۡ وَ لٰکِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِیۡنَ ۔۴۰

ترجمہ۔اے میری قوم بے شک میں نے اللہ کا پیغام اور نصیحت تم کو پہنچا دی، لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہ رکھتے تھے۔

فلسطین کے علاقہ رملہ کے قریب کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ مکہ ہجرت کر گئے، وہیں آپ کا انتقال ہوا اور حرم کعبہ کے اندر کعبہ کے مغربی سمت میں آپ مدفون ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جس شخص نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اس کا رنگ سرخ تھا اور اس کی آنکھیں نیلی تھیں جبکہ اس کا نام قدار بن سالف تھا۔قوم ثمود کی تباہی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۔۴۱

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان پر ایک ہولناک آواز بھیجی تو وہ باڑ بنانے والے کی گھاس کی طرح چورا چورا ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب الحجر کے متعلق فرمایا! اس قوم کے پاس سے سوائے روتے ہوئے نہ گزرنا اگر تم رو نہ سکو تو پھر ان کے پاس سے نہ گزرنا ورنہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہوگا جیسا ان پر نازل ہوا تھا۔۴۲

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوٰىهَآ إِذِ انۢبَعَثَ أَشْقٰىهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ
نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْيٰهَا فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ
بِذَنۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۔۴۳

ترجمہ۔ثمود نے اپنی سرکشی سے اپنے رسول کو جھٹلایا جب ان کا سب سے بد بخت اٹھا تو اللہ کے رسول نے ان سے کہا اللہ کی اونٹنی کو ایذا پہنچانے اور اس کے پانی کی باری کو بند کرنے) سے احتراز کرو تو انھوں نے (رسول) کو جھٹلایا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت ڈال دی اور اس بستی کو پیوند خاک کر دیا اور وہ ان کو سزا دینے سے نہیں ڈرتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی

سرزمین ہے مسلمانوں نے ان کے کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کے جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دو اور جو آٹا گوندھا گیا ہے اس کو اونٹوں کو کھلا دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں یہ حکم دیا کے اس کنویں سے پانی نکالیں جس کنویں پر حضرت صالح کی اونٹنی آیا کرتی تھی۔ ۴۴؎

العلا اور الحجر:

عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے والے آل ثمود ڈیڑھ ہزار گھرانوں پر مشتمل تھے جبکہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ بچ جانے والوں کی تعداد ایک سو بیس بتائی جاتی ہے عبرت کے لئے ثمود کی عمارتوں میں سے اب بھی کچھ باقی ہیں مدینہ طیبہ اور تبوک کے درمیان حجاز کے مشہور مقام العلاء (جیسے عہد نبوی میں وادی القری کہتے تھے) سے چند میل دور شمال کی طرف ثمود کی تباہی کے آثار موجود ہیں، العلاء اب بھی سرسبز وشاداب وادی ہے جبکہ الحجر کے گرد و پیش تباہی اور نحوست کے آثار موجود ہیں ہر طرف ایسے پہاڑ ہیں جو سطح زمین پر دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہیں یہ تقریباً ۴۰۰ میل لمبا اور ۱۰۰ میل چوڑا علاقہ ہے جسے ایک عظیم زلزلے نے ہلا کر رکھ دیا۔ محققین نے یہ تحقیق کی ہے کے ثمود کی تباہی ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے ہوئی جس کے لاوے کے نشانات آج بھی مدائن صالح کے مغرب میں موجود ہیں۔

چنگھاڑ یا صور آواز کی ایسی لہر ہے جو انفرادی شعور کی سکت سے زیادہ ہے، تیز اور کرخت دار آواز جب چنگھاڑ بنتی ہے تو وہ دراصل ایسی آوازوں اور لہروں کا مجموعہ ہوتی ہے جو انسان کی زندگی میں کام کرنے والی لہروں کو درہم برہم کر دیتی ہے جس کے نتیجے میں ہر ذی شعور بکھر کر رہ جاتا ہے اور انسان سوکھے ہوئے بھس کی مانند ہو جاتا ہے پھر جب یہ لہری نظام ٹوٹ جاتا ہے تو زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

دراصل چنگھاڑ آواز کی ایک ایسی لہر ہے جو سماعت کے سسٹم کو توڑ دیتی ہے اور سسٹم کا ٹوٹنا حواس کا ٹوٹنا ہے عام حالات میں بھی ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں کے اگر تیز دھماکہ کسی جگہ ہو جائے تو وقوعہ پر قریب موجود افراد حس سماعت سے محروم ہو جاتے ہیں جبکہ بسا اوقات انسانی کان کے پردے بھی

پھٹ جاتے ہیں۔

فرعون کی سرکشی:

قرآن کریم میں فرعون کی سرکشی پر متعدد آیات ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ۔ ۴۵۔

ترجمہ۔فرعون جو میخوں والا تھا۔

الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ۔ ۴۶

ترجمہ۔یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ملک میں سرکشی کی۔

فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ۔ ۴۷۔

ترجمہ۔انہوں نے بہت فساد مچایا۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ۔ ۴۸

ترجمہ۔آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسادیا۔

إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔ ۴۹۔

ترجمہ۔بے شک آپ کا رب گھات میں ہے۔

فارعین:

فرعون کے بارے میں عمومی تاثر یہی ہے کے یہ کسی مخصوص ظالم حکمران کا نام ہے،لیکن درحقیقت مصر کے بادشاہوں کوفرعون ہی کہا جاتا تھا، بالکل اسی طرح جیسے زمانہ قدیم میں روس کے بادشاہ کو زار، ایرانی بادشاہوں کو کسریٰ، چینی بادشاہوں کو خاقان، روم کے بادشاہ کو قیصر، حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی، ہندوستان کے بادشاہ کوشہنشاہ، عرب کے بادشاہ کو سلطان اور سعودی عرب کے بادشاہوں کو خادمین حرمین شریفین کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے مصر میں کئی فارعین گزرے۔

فرعون کو اہل مصر فارا اوہ کہتے، کیونکہ مصری زبان میں فارا (pharaoh) محل کو اور"اوہ" بلندی یا اونچائی کو کہتے ہیں۔

اسی مناسبت سے زمانہ قدیم میں مصر کے بادشاہوں کے لئے فرعون کا لقب روایت پا گیا۔قدیم مصریوں کا یہ ماننا تھا کہ تمام فرعون مصری دیوتاؤں کی اولاد ہیں۔

قرآن پاک میں فرعون کا ذکر قوم بنی اسرائیل کے واقعے میں آیا ہے،اگرچہ تاریخی حقائق سے یہ معلوم ہوتا ہے کے مصر کے بیشتر فارعین عوام دوست ، ہمدرد اور رحم دل تھے لیکن جس فرعون منفتاح (Mineptah) کا واسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رہا وہ نہایت ظالم، جابر، متکبر، اور سرکش تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے فرعون وہ پہلا شخص تھا جس نے سولی پر لٹکایا اور مخالف سمت میں اپنے مخالفین کے ہاتھ اور پاؤں کٹوائے۔۵۰؎

اللہ کے حکم سے حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون کے سامنے اعلان نبوت فرمایا اور نبوت کی نشانیاں اور معجزات دکھائے لیکن وہ اپنی سرکشی اور ڈھٹائی میں اس قدر آگے نکل چکا تھا کے وہ کسی بھی حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نا تھا بلا آخر اللہ نے اس کو عذاب دیا اور اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

مصر کے کئی فارعین 3000 سال قبل مسیح سے سکندر اعظم کے عہد تک حکمرانی کرتے رہے جن کی تعداد 31 بتائی جاتی ہے،تاہم سب سے آخری خاندان فارس کی شہنشائی کا تھا جو 332 قبل مسیح میں سکندر اعظم کے ہاتھوں مفتوح ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت کا فرعون ہیکسوس (مصعب بن ریان) عمالقہ کے خاندان سے تھا جو دراصل عرب ہی کی ایک شاخ ہے جو بعد میں آپؑ کے ساتھ مصر سے ہجرت کر کے انبیاء کی سرزمین پر چلے گئے تھے۔یہ سرزمین تاریخی کتب میں جبرون ،مکفیلہ اور نابلس کے نام سے جانی جاتی ہے،جبکہ تورات میں یہ جگہ فرائیم کے نام سے درج ہے۔جسے زمانہ قدیم میں شکیم کہتے تھے۔یہ تمام علاقے فلسطین میں ہی واقع ہیں۔دریافت شدہ پتھر کے کتبوں کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعون رعمیس دوم (Ramesses) کا بیٹا منفتاح (Mineptah) تھا جس کا دور حکومت 1292 قبل مسیح سے شروع ہو کر 1225 قبل مسیح

پر ختم ہوتا ہے۔

ایک مصری محقق احمد یوسف آفندی کے ایک مضمون کا خلاصہ قصص الانبیاء'' میں عبدلوہاب نجار نے نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، یہ بات ثابت ہوچکی کے حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر میں داخل ہوئے تو یہ دور اہل فراعنہ کے سولہویں خاندان کا زمانہ تھا، جبکہ اس وقت تخت بادشاہت پر ابابی الاول نامی فرعون حکمران تھا۔ انتقال کی معلومات عزیز مصر فوطیفار کے مقبرے میں دریافت ہونے والے پتھر کتبے سے ملی، وہ مزید لکھتے ہیں کے قوم بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام سے تقریباً 27 سال بعد مصر میں داخل ہوئے جس کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے، جس فرعون نے بنی اسرائیل کو مصائب میں مبتلا کیا وہ رعمیسس دوم تھا۔

یہ مصر کے حکمرانوں کا انیسواں خاندان تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی کے زمانے میں پیدا ہوئے اور اسی کی آغوش میں پرورش پائی۔

رعمیسس دوم شاہ سیتی کا بیٹا تھا جس نے 67 سال حکومت کی، اس کی عمر 110 سال تھی۔ اس نے اپنے بیٹے منفتاح Mine ptah کو امور مملکت سونپ دیئے۔ منفتاح اس کی 150 اولادوں میں سے تیرہویں نمبر پر تھا۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق اپنی ایک تحقیق میں لکھتے ہیں، مصر میں کھدائیوں کا آغاز انیسویں صدی کے اوآخر میں ہوا اور فرعون کی لاش کی تصدیق 1907 میں ایک انگریز سر گرافٹن اسمتھ نے کرائی۔ مزید وضاحت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے اس تجزیے سے ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں، برٹانیکا کے مضمون میں ممی کا ذکر ہے۔ 1907 میں ایک انگریز ماہر علم وتشریح سر گرافٹن ایلیٹ اسمتھ نے ممیوں کو کھول کر دیکھا، ان کے حنوط کی تحقیق شروع کی اور 44 ممیوں کا مشاہدہ کیا تھا۔ گولڈنگ لکھتا ہے کہ 1907 میں اسمتھ کو منفقاح کی لاش ملی تھی، جب یہ پٹیاں کھولی گئیں تو یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اسکے جسم پر نمک کی ایک تہ جمی ہوئی تھی جو کسی اور ممی کے جسم پر نہیں تھی۔

گولڈنگ یہ بات بھی بیان کرتا ہے کے یہ فرعون بحیرہ قلزم میں غرق ہوا جو جزیرہ نما سینا کے مغربی ساحل پر ایک پہاڑی ہے جسے مقامی لوگ جبل فرعون کہتے ہیں، اس پہاڑی کے نیچے ایک غار میں نہایت گرم پانی کا ایک چشمہ ہے جو حمام فرعون کے نام سے جانا جاتا ہے، اگرچہ یہ روایت سینہ بہ

سینہ چلی ہے لیکن کہا جاتا ہے کے اسی جگہ سے فرعون کی لاش ملی تھی۔

قرآن کریم نے تو 1500 سال قبل ان حقائق کی عقدہ کشی کر دی تھی جس کی تائید و توثیق آج ہو رہی ہے۔

جب فرعون غرق ہو گیا تو لوگوں کو اس کی موت کا یقین نہ آیا تب اللہ نے سمندر کو حکم دیا اور سمندر نے فرعون کی لاش کو ساحل سمندر پر پھینک دیا پھر سب نے اس کی لاش کا مشاہدہ کیا آج بھی یہ لاش مصر کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔

عذاب الٰہی:

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ان کے درمیان انبیاء، رسل اور پیغمبر بھیجے ہیں تا کہ وہ اپنی اپنی قوم کو دنیا میں آنے کے مقاصد اور اللہ کی عبادت اور اطاعت کے پابند کر سکیں لیکن پیغمبروں کو سب سے زیادہ مزاحمت طبقہ اشرافیہ اور امراء سے رہی اور انھیں طبقات نے اسلام کے راستے میں سب سے زیادہ مشکلات کھڑی کیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اللہ کے حکم سے فرعون کو دعوت دین دینے کے لئے پہنچے تو فرعون آپ دونوں کا نا صرف تمسخر اڑایا بلکہ آپ کو سحر زدہ بھی قرار دیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ
جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ۔۱۵

ترجمہ۔ہم نے موسیٰؑ کو نو نشانیاں عطا کی تھیں جو صریح طور پر دکھائی دے رہی تھیں، اب یہ تم خود بنی اسرائیل سے پُوچھ لو کے جب وہ سامنے آئیں تو فرعون نے یہی کہا تھا نہ کے اے موسیٰ، میں سمجھتا ہوں کہ تُو ضرور ایک سحر زدہ آدمی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیاں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا فرمائیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

ا۔عصاء جو اژدہا بن جاتا تھا۔ ۲۔ید بیضاء جو بغل سے نکالتے ہی سورج کی طرح چمکنے لگتا تھا۔
۳۔جادوگروں کے جادو کو برسرِعام شکست دینا۔ ۴۔ایک اعلان کے مطابق سارے ملک میں قحط برپا ہوجانا۔
۵۔یکے بعد دیگرے طوفان۔ ٦۔ٹڈی دل۔ ۷۔سرسریوں۔ ۸۔مینڈکوں کا عذاب۔
۹۔خون کا عذاب۔

وَ لَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ بِالسِّنِیۡنَ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ۔ ۵۲

ترجمہ۔ بے شک ہم نے فرعون والوں کو قحط سالی کے ذریعہ اور پھلوں میں کمی کے ذریعہ پکڑ لیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اللہ نے فرعون کو خشک سالی میں مبتلا کردیا اور ان کی فصلیں اور باغات کو اجاڑ کر رکھ دیا اور وہ پھلوں، اناج اور کھیتی کی کمی کے باعث قحط سالی میں مبتلا ہوگئے، لیکن اس کے ابوجود بھی وہ اللہ کی وحدانیت کو ماننے کے لئے تیار نا تھے بلکہ مسلسل سرکشی اور تکبر میں ڈوبے تھے۔

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَ الۡجَرَادَ وَ الۡقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۟ فَاسۡتَکۡبَرُوۡا وَ کَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِیۡنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر طوفان بھیج دیا ٹڈیاں، گھن کا کیڑا، مینڈک اور خون، یہ کھلی ہوئی نشانیاں تھیں، کیونکہ انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرمین تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آلِ فرعون کو قحط سالی سے پکڑا یہاں تک کے ان کی ہر چیز خشک ہوگئی، ان کے مویشی مرگئے اور دریائے نیل مصر بھی خشک ہوگیا۔ ۵۴؎
حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! الطُّوۡفَانَ سے مراد موت ہے۔ ۵۵؎
حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، الطُّوۡفَانَ سے مراد ہے اہل فرعون کو غرق کرنا ہے۔ ۵٦؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، الطُّوْفَانَ سے مراد آٹھ دن تک لگاتار دن اور رات میں بارش کا برسنا ہے۔۵۷؎

عربی زبان میں ''الْجَرَادَ'' سے مراد ٹڈیاں ہیں، چنانچہ فرعون اور اس کی قوم پر اللہ تعالی نے ٹڈیوں کا عذاب بھیج دیا، یہ ٹڈی دَل کا حملہ لہلہاتی فصلوں کو دیکھتے ہی دیکھتے تباہ کر دیتا۔ٹڈی دَل نہ صرف ان کے کھیتوں اور باغات کو چٹ کر گئیں بلکہ گھروں کے اندر اور باہر لکڑی سے بنی ہر چیز کو بھی کھا گئیں، اس طرح قوم فرعون کے کھیت، کھلیان اور گھروں میں ٹڈیوں نے تباہی مچادی، اور ان ڈیڈیوں نے ہر چیز کو تہس نہس کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں، الْقُمَّلَ سے مراد ایسی جوئیں اور گھن جن کے پر ناہوں۔۵۸؎

کیڑے مکوڑوں کا عذاب: قرآنِ کریم میں ''الْقُمَّلَ'' کے نام سے ذکر کیا گیا ہے ''الْقُمَّلَ'' بالوں اور کپڑوں میں پیدا ہونے والی جُوئیں اور گُھن کو کہتے ہیں، الْقُمَّلَ کا یہ عذاب ممکن ہے دونوں اقسام کے کیڑوں پر مشتمل ہو کیونکہ اس گُھن نے ان کے غلّے کو بھوسا بنا دیا جبکہ دس دس سیر گیہوں پسنے کے بعد مشکل سے تین سیر کا آٹا میسر آتا۔

دوسری جانب جُوؤں کی اس قدر کثرت نے لوگوں کے سر کے بال، پلکیں اور بھنوؤں تک کو چاٹ لیا۔

قرآنِ کریم میں مینڈک کے عذاب کے لئے ''الضَّفَادِعَ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی ''مینڈک'' کے ہیں۔اس عذاب کی نوعیت یہ تھی کے فرعون اور اس کی قوم جو کفر اور سرکشی پر تلی ہوئی تھی اللہ نے ان کے گھروں میں بکثرت مینڈک پیدا کر دیئے۔وہ لوگ جہاں اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرت، سوتے، جاگتے، کھاتے، پیتے الغرض ان لوگوں کے اطراف مینڈکوں کا ایک جم غفیر ہوتا جو ان کو ہر جانب سے ڈھک دیتا، یہاں تک کے کھانے پینے کی اشیاء سمیت ہر چیز اور ہر جگہ لاکھوں کی تعداد میں موجود مینڈکوں نے اُن کی زندگیاں اجیرن کر دیں، مینڈکوں کے اس عذاب نے ان کے ہر شخص کو شام تک تھوڑی تک ڈوبو دیا۔

تازہ خون کا عذاب بھی اللہ کی طرف سے کافر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا، عربی میں تازہ

خون کو ''الدَّمَ '' کہا جاتا ہے۔

اس عذاب کی نوعیت یہ تھی کے اُن کی ہر چیز سے تازہ خون اُبل پڑتا، جو چیز بھی رکھتے، وہ خون بن جاتی، اگرچہ قوم بنی اسرائیل ان تمام عذابات سے محفوظ تھی، لیکن فرعون اور آل فرعون اس کی زد میں تھے، چنانچہ قومِ فرعون نے جب قوم بنی اسرائیل سے پانی مانگا، تو انھوں نے انھیں پانی دے دیا، لیکن وہ پانی جیسے ہی قبطیوں کے ہاتھ میں گیا، تو خون بن گیا، بسا اوقات ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر قبطی اور قوم بنی اسرائیل کھانا کھاتے، لیکن قوم بنی اسرائیل کا لقمہ تو اپنی اصل حالت میں رہتا، لیکن قبطیوں کا لقمہ اور پانی خون بن جاتا۔

تاہم اس تازہ خون کے عذاب نے قبطیوں کی ہر نہر، کنویں، پانی کے ذخائر اور برتنوں کو تازہ خون سے بھر دیا۔

قرآنِ کریم نے انھیں ''بڑے عادی مجرم'' قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سرکش اور نافرمان قوم کی مسلسل وعدہ خلافیوں کے سبب ان پر وبائی امراض کا عذاب بھی بھیجا چنانچہ اس قوم پر ایک مرتبہ طاعون کی وبا مسلط کی گئی، جس کے سبب اُن کے ستّر ہزار افراد لقمۂ اجل بنے۔

اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعاؤں کے نتیجے میں یہ عذاب ٹلتے رہے لیکن مسلسل عذاب کے باوجود بھی فرعون اور اس کے ماننے والے مسلسل عہد شکنی کرتے رہے۔

تاہم وقت گزرتا رہا اور فرعون کے تکبّر، غیظ وغضب اور ظلم وستم میں اضافہ ہوتا چلا گیا، یہاں تک کے اللہ تعالیٰ نے اب اس کو سزا دینے کے لئے اس کی رسی کو کھینچا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا!

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا
فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى۔ ۵۹

ترجمہ۔ بے شک ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چلے جاؤ پھر ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دینا نہ کسی کے تعاقب کا اندیشہ کرو گے اور نہ تمہیں کسی قسم

کا خوف ہوگا۔

علامہ طبریؒ بیان کرتے ہیں کے اس حکم کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام مرد، عورتوں اور بچّوں سمیت چھ لاکھ تیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے لے کر 9 محرم بروز ہفتہ، غروبِ آفتاب کے بعد مصر سے دریائے قلزم (بحیرۂ احمر) کے جانب روانہ ہوئے۔

دوسری جانب فرعون جدید ہتھیاروں سے لیس، سیاہ گھوڑے پر سوار، سات لاکھ سے زائد سواروں کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے روانہ ہوا۔ بنی اسرائیل کے پیچھے فرعون کی سپاہ کا ایک سیلاب اور آگے بپھری موجیں تھیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ۔٦٠

ترجمہ۔ جب دونوں جماعتوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا یہ یقینی بات ہے کہ ہم تو پکڑ لیے گئے۔

موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے بھی رہ بتادے گا، ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنی لاٹھی کو مارو۔ سو وہ پھٹ گیا ہر حصہ اتنا بڑا تھا جیسے بڑا پہاڑ۔

یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ فرعون نے بھی اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا اور لشکر کو پیچھے آنے کا حکم دیا، فرعون اور اُس کا لشکر جب بیچ دریا میں پہنچا، تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو روانی کا حکم دے دیا اور دریا کے سب راستے آپس میں مل گئے۔ فرعون جب ڈوبنے لگا، تو پُکار اُٹھا!

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔٦١

ترجمہ۔ ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے گزار دیا پھر بغاوت اور زیادتی کرتے ہوئے فرعون اور

اس کا لشکر کے پیچھے ہولیا، یہاں تک کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ ٦٢

ترجمہ۔کیا اب ایمان لاتا ہے؟ حالانکہ اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور تو فساد کرنے والوں میں سے ہے۔

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ۔ ٦٣

ترجمہ۔سو آج ہم تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو انکے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد موجود ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ۔ ٦٤

ترجمہ۔پھر ہم دوسروں کو غرق کر دیا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ ٦٥

ترجمہ۔بے شک اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ مجھے دیکھتے جب میں ایک ہاتھ مٹی سے چھپا تا رہا اور فرعون کے منہ میں کیچڑ ڈالتا رہا اس ڈر سے کے کہیں اسے رحمت نا پالے اور اس کی مغفرت نا کر دی جائے۔٦٦؎

ابوالشیخ ؒ نے ابو امامہ ؓ سے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے جبرئیل علیہ السلام نے نہیں کہا! میں نے اللہ کی مخلوق میں سے کسی چیز سے اتنی نفرت نہیں کی جتنی کے ابلیس سے مجھے اس دن نفرت ہوئی، جس دن اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور فرعون سے بڑھ کر کسی سے اتنی شدید نفرت نہیں کی، جب اس کے غرق ہونے کا دن تھا تو میں ڈرا کے وہ اس اخلاص والے کلمہ کی بدولت بچ نا جائے اور نجات پا جائے، تو میں نے ایک مٹھی سیاہ کیچڑ

اس کے منہ میں ڈال دی، اس دن اللہ تعالیٰ بھی اس پر بہت غضب ناک تھا۔ ٦٧؎
آج بھی فرعون کی حنوط شدہ لاش عبرت کا نشان بنی مصر کے عجائب خانے میں محفوظ ہے۔
اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کو بچالیا
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اَنۡجَیۡنَا مُوۡسٰی وَ مَنۡ مَّعَہٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ ٦٨

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے سب کو نجات دی۔

مال کی محبت:

اللہ تعالی نے انسان کے دل میں مال کی محبت پیدا فرمائی ہے، لیکن اللہ تعالی چاہتے ہیں کے جو مال انسان کی ضرورت سے زیادہ ہو اس مال کو میرے محتاج بندوں پر خرچ کیا جائے ،ان میں مساکین ،فقراء ،غرباء ،یتمیٰ ،مسافر اور پریشان حال لوگ شامل ہیں، لیکن انسان اپنے مال کو محبوب رکھتا ہے اور اس کو سینت سینت کر رکھتا ہے یہاں تک کے وہ اس دنیا سے چلا جاتا ہے لیکن جب قیامت قائم کی جائے گی تو اس کو اس بات کا احساس ہوگا کے کاش میں دنیا میں اللہ کے دئے ہوئے مال سے غرباء کی مدد کی ہوتی تو آج میں کئی نعمتوں کا مستحق ہوتا لیکن دنیا میں اللہ کے دئے ہوئے مال اور دنیا داری کی محبت نے مجھے آج جہنم واصل کر دیا۔
مال میں نا کوئی برائی ہے اور نا اچھائی ، مال کو برا یا اچھا اس کو کمانے اور خرچ کرنے کا طریقہ بنا تا ہے، اگر مال کو حلال طریقے سے کما کر جائز امور پر خرچ کیا جائے تو یہ اللہ کی خوشنودی اور جنت کا ایک راستہ ہے اور اگر اسی مال کو حرام طریقہ سے کما کر نا جائز کاموں پر خرچ کیا جائے تو پھر یہی مال و دولت انسان کے لئے حسرت، شرمندگی اور ہلاکت ثابت ہوتی ہے۔
مال کا نفسیاتی پہلو بھی یہی ہے اللہ تعالی نے جس انسان کو مال کی نعمت سے نوازا اور اس نے اس مال کو حلال طریقے سے کما کر جائز امور پر خرچ کیا تو اس شخص کا یہ عمل عبادت، اللہ کی خوشنودی اور دوستی کا سبب بن جاتا ہے اور یہی اللہ کی دوستی اور خوشنودی انسان کے لئے جنت کی نوید ہے، دوسری جانب اگر اسی دولت کو حرام ذرائع سے حاصل کر کے اللہ کی نافرمانی کے کاموں میں

اڑاتے ہوئے شراب نوشی، جوا، ملاوٹ، سود، چوری، ڈکیتی، تاوان اور رشوت میں خرچ کیا جائے تو یہی دولت انسان کے لئے جہنم کا ایک گڑھا ثابت ہوتی ہے جبکہ جہنم انسان کی ہلاکت اور تباہی کی وعید ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكۡرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوۡلُ رَبِّىۡۤ اَكۡرَمَنِ ۔۶۹

ترجمہ۔ اللہ جب انسان کو آزماتا ہے، تو اس کا اکرام فرماتا ہے اور اسے نعمتیں دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا۔

وَ اَمَّاۤ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيۡهِ رِزۡقَهٗ ۙ فَيَقُوۡلُ رَبِّىۡۤ اَهَانَنِ ۔۷۰

ترجمہ۔ جب وہ اس کو آزماتا ہے سو اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔

كَلَّا بَلۡ لَّا تُكۡرِمُوۡنَ الۡيَتِيۡمَ ۔۷۱

ترجمہ۔ ہرگز ایسا نہیں، بلکہ تم یتیم کا اکرام نہیں کرتے۔

وَلَا تَحٰٓضُّوۡنَ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ۔۷۲

ترجمہ۔ اور مساکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے۔

وَ تَاۡكُلُوۡنَ التُّرَاثَ اَكۡلًا لَّمًّا ۔۷۳

ترجمہ۔ اور میراث کا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔

وَّ تُحِبُّوۡنَ الۡمَالَ حُبًّا جَمًّا ۔۷۴۔

ترجمہ۔ اور مال سے بہت محبت رکھتے ہو۔

كَلَّاۤ اِذَا دُكَّتِ الۡاَرۡضُ دَكًّا دَكًّا ۔۷۵

ترجمہ۔ ہرگز ایسا نہیں جب زمین کو پوری طرح چورا چورا کر دیا جائے گا۔

وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الۡمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ ۔۷۶

ترجمہ۔ اور آپ کا پروردگار آ جائے گا اور فرشتے آ جائیں گے تو صفیں بنا لیں گے۔

وَ جِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ١ۙ۬ یَوْمَىِٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى۔۷۷

ترجمہ۔اس دن جہنم کولا یا جائے گا اس دن انسان کی سمجھ میں آجائے گا اور اب سمجھنے کا موقع کہاں رہا۔

یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ۔۷۸

ترجمہ۔کہے گا کہ کاش میں اپنی زندگی کے لیے آگے بھیج دیتا۔

فَیَوْمَىِٕذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ۔۷۹

ترجمہ۔اس دن اللہ کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نہ ہوگا۔

وَّ لَا یُوْثِقُ وَ ثَاقَهٗۤ اَحَدٌ۔۸۰

ترجمہ۔اوراس کی جیسی بندش کوئی نہیں کرتے گا۔

النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ:

النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ کے حوالے سے قرآن کریم نے متعدد مقامات پر کلام کیا ہے، کسی بھی انسان کی یہ معراج ہے کے وہ نفس مطمینہ کا حامل ہے، کیونکہ النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ہی کسی انسان کو اللہ کی معرفت، اس کی دوستی، انسانیت کی خدمت، استغنیٰ، تقویٰ، عبادت اوراطاعت سے روشناس کرواتے ہوئے اس کو اللہ کا مقرب اور انعام یافتہ بناتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ۔۔۸۱

ترجمہ۔اے النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ!

ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔۸۲

ترجمہ۔لوٹ جا اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو خوش ہو اور تجھ سے بھی اللہ تعالیٰ خوش ہو۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ۔۸۳

ترجمہ۔داخل ہوجا میرے بندوں میں۔

وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔۸۴

ترجمہ۔اور میری جنت میں داخل ہوجا۔

النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ، نفس انسانی کی بلند ترین شکل ہے اس کے ایک معنی کسی چیز پر چٹان کی مانند جم جانا یعنی جب کسی انسان کو کمال درجے کا تزکیہ اور تصفیہ نفس حاصل ہوجاتا ہے تو اس نفس کو نفس مطمئنہ کہا جاتا ہے یہ نفس مکمل طور پر تابع فرمان اور راضی بہ رضا ہوتا ہے باالفاظ دیگر انسان میں نفس تو موجود ہے لیکن وہ نفس انسان کو برائی یا گمراہی کی جانب لے جانے سے قاصر ہوجاتا ہے ،اہل علم حضرات کے نزدیک **النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ** کی اعلیٰ ترین مثال رسالت مآب ﷺ ہے کیونکہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! میرے ساتھ بھی شیطان ہے لیکن وہ مسلمان ہوچکا آپ ﷺ کا پورا وجود نور مجسم تھا جیسا سورہ النور میں کہا نور علی انور یعنی انوار ہی انوار۔کئی اہل معرفت کی بھی کڑے مجاہدے اور عبادات وریاضات کے بعد نفس مطمئینہ کے حصول تک رسائی ہوجاتی ہے لیکن اس کی شدت یا Intensity ہر گز وہ نہیں جس پر رسالت مآب ﷺ فائز ہیں لیکن کسی بھی درجے یا شدت میں عام افراد کی ارواح پر نور کا غلبہ ایک معقول اور قابل فہم بات ہے۔اطمینان کی بھی درج ذیل دو اقسام ہیں۔

۱۔ذہنی اطمینان۔ ۲۔قلبی اطمینان۔

۱۔ذہنی اطمینان:

ذہنی اطمینان کو ہم ذہنی سکون اور امن بھی کہہ سکتے ہیں باالفاظ دیگر فرد کا کائناتی اور دنیاوی معاملات پر مکمل یقین کی کیفیت کا قائم ہوجانا یعنی میرا رب صرف اور صرف اللہ تبارک تعالیٰ ہے اور مجھے مرنے کے بعد اسی کے سامنے پیش ہونا ہے یعنی ہر قسم کے شک وشبے کا مکمل خاتمہ اور اللہ کی ذات پر کامل یقین۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ سے دنیا و آخرت میں عفو، عافیت اور یقین کی دعا مانگو بے شک یقین کے بعد کسی شخص کو عافیت سے بہتر کوئی شے نہیں ملی۔ ۸۵

حضرت علیؓ نے فرمایا! میں اسلام کی ایسی تعریف کروں جو اس سے پہلے کسی نے نا کی ہوگی اسلام

تسلیم کا نام ہے اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق ہی اقرار ہے اور اقرار ادائے گی ہے اور ادائے گی عمل ہے۔۸۶؎

۲۔قلبی اطمینان:

اس سے مراد انسان کا ہر قسم کے خوف وغم اور حزن وملال سے آزاد ہونا یعنی راضی بہ رضا رہنا اس کو معرفت اور ایمان کی ایک اصطلاح یا مرتبہ احسان بھی کہا جاتا ہے یعنی ہر وقت انسان پر حضوری کی کیفیت کا طاری ہونا۔

بقول اقبال!

حد ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق ومستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری ۸۷؎

اس نظریے کی وضاحت یوں بھی کی جاسکتی ہے کے طبعی اور نفسیاتی اثرات میں نمایاں فرق ہوتا ہے مثلاً اگر کسی شخص کو گہری چوٹ لگ جائے تو وہ جسمانی طور پر اس کی تکلیف اور درد کو محسوس کرے گا لیکن نفسیاتی اعتبار سے وہ کسی گہرے صدمے سے دوچار نہیں ہوگا کیونکہ اس کا مکمل یقین اللہ تبارک تعالی کی ذات پر قائم ہے وہ ہر حال میں راضی بہ رضا رہنے کے فن سے آشنا ہے لہٰذا یہ پریشانیاں اس کے لئے وقتی ہیں۔ارشاد خداوندی!

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّة
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔۸۸

ترجمہ۔اے النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ چل اپنے رب کی جانب اس حال میں کے تو اپنے انجام نیک سے خوش اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ ہے شامل ہوجا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہوجا میری جنت میں۔

مکمل اطمینان کی اس نعمت اور کیفیت کو سورہ الانعام میں شرح صدر سے تشبیہ دیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ

يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔۸۹

ترجمہ۔ یہ حقیقت ہے کے جیسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جیسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور اسے ایسا بھینچتا ہے کے اسلام کا تصور کرتے ہی اسے یوں معلوم ہوتا ہے گویا اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں سینے کو کھولنا یعنی 'شرح صدر' سے مراد کسی انسان کے لئے اسلام کی صداقت پر مکمل یقین کا قائم ہونا اور ہر قسم کے شکوک وشبہات اور تذبذب وتردد سے نجات ہے، اہل علم حضرات نے اس نکتے کی وضاحت میں پنڈولیم کی مثال دی ہے یعنی پنڈولیم کی حرکت میں جس قدر تیزی ہوگی وہ شخص اسی قدر معرفت سے محروم ہوگا۔

اہل معرفت کے یہاں خوشی اور غم ایک جیسے ہوجاتے ہیں تاہم النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب انسان کسی چٹان کی مانند اپنے ارادوں پر جم جاتا یعنی زمانے کے حوادث اور سرد وگرم اس کے لئے بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے فضیلؒ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو اللہ تعالیٰ کی اس آیت فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کے بارے میں بتائیے، یہ کس طرح یہ کشادگی ہوتی ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے دل میں ایک نور ڈال دیتے ہیں جس سے اس کا سینہ کشادہ ہوجاتا ہے، اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس کی کوئی نشانی ہے جس کے ذریعہ اس کو پہچانا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں وہ انسان دھوکہ والے گھر یعنی (دنیا سے) دور اور ہمیشہ رہنے والے گھر یعنی (آخرت) کی طرف رجوع کرے گا اور موت کے آنے سے پہلے موت کے لئے اچھی تیاری کرے گا۔۹۰

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سے ایمان

والے لوگ زیادہ عقل مند ہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان میں اکثر موت کو یاد کرنے والے اور اس کی اچھی تیاری کرنے والے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لفظ آیت **فَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنۡ يَّهۡدِيَهٗ يَشۡرَحۡ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ** پھر اس نے پوچھا اور کس طرح اس کا سینہ اسلام کے لئے کھل جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک نور اس شخص کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے، اور وہ نور جس دل میں واقع ہوتا ہے تو اس کا سینہ کھل کر کشادہ ہو جاتا ہے، اس شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس کی کوئی نشانی ہے جس سے اس کو پہچانا جائے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رجوع کرنا اور دھوکہ والے گھر سے دور رہنا اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرنا۔۹۱ے

حوالہ کتب:

۱۔سورہ فجر۔آیت۔۱۔
۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دا عالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۔سورہ فجر۔آیت۔۲۔
۸۔سورہ فجر۔آیت۔۳۔
۹۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۱۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دا عالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دا عالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۱۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دا عالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۵۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۷۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۸۔سورہ فجر۔آیت۔۴۔
۱۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔سورہ فجر۔آیت۔۵۔
۲۲۔سورہ القصص۔آیت۔۱۷۔
۲۳۔سورہ القصص۔آیت۔۲۷۔
۲۴۔سورہ القصص۔آیت۔۳۷۔
۲۵۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۲۔
۲۶۔سورہ زمر۔آیت۔۵۔
۲۷۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۷۔
۲۸۔سورہ یونس۔آیت۔۶۔
۲۹۔سورہ بقرہ۔آیت۔۱۸۹۔
۳۰۔ہمعات۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔مترجم۔ڈاکٹر پروفیسر محمد سرور۔ص۔۱۶۱۔۱۶۲۔ناشر۔
۳۱۔سورہ فجر۔آیت۔۶۔
۳۲۔سورہ فجر۔آیت۔۷۔
۳۳۔سورہ فجر۔آیت۔۸۔
۳۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۵۔
۳۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۶۔سورہ فجر۔آیت۔۹۔
۳۷۔سورہ ہود۔آیت۔۶۷۔
۳۸۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۔۷۔
۳۹۔سورہ ہود۔آیت۔۶۶۔
۴۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۹۔
۴۱۔سورہ القمر۔آیت۔۳۱۔
۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۴۷۰۲۔مکتبہ دارالکتاب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۴۳۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۱۔۱۵۔
۴۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث ۳۳۷۹۔مکتبہ دارالکتاب

العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۴۵۔سورہ فجر۔آیت۔۱۰۔
۴۶۔سورہ فجر۔آیت۔۱۱۔
۴۷۔سورہ فجر۔آیت۔۱۲۔
۴۸۔سورہ فجر۔آیت۔۱۳۔
۴۹۔سورہ فجر۔آیت۔۱۴۔
۵۰۔ الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۱۔
۵۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۰۔
۵۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۳۔
۵۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۵۔ الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۶۔ الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۷۔ الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۸۔ الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۹۔سورہ طٰحٰہ۔آیت۔۷۷۔
۶۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۶۱۔۶۳۔
۶۱۔سورہ یونس۔آیت۔۹۰۔
۶۲۔سورہ یونس۔آیت۔۹۱۔
۶۳۔سورہ یونس۔آیت۔۹۲۔
۶۴۔سورہ الشعراء۔آیت۔۶۶۔
۶۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۶۷۔
۶۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۶۷۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۶۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۶۸۔
۶۹۔سورہ فجر۔آیت۔۱۵۔
۷۰۔سورہ فجر۔آیت۔۱۶۔
۷۱۔سورہ فجر۔آیت۔۱۷۔
۷۲۔سورہ فجر۔آیت۔۱۸۔
۷۳۔سورہ فجر۔آیت۔۱۹۔
۷۴۔سورہ فجر۔آیت۔۲۰۔

۷۵۔سورہ فجر۔آیت۔۲۱۔
۷۶۔سورہ فجر۔آیت۔۲۲۔
۷۷۔سورہ فجر۔آیت۔۲۳۔
۷۸۔سورہ فجر۔آیت۔۲۴۔
۷۹۔سورہ فجر۔آیت۔۲۵۔
۸۰۔سورہ فجر۔آیت۔۲۶۔
۸۱۔سورہ فجر۔آیت۔۲۷۔
۸۲۔سورہ فجر۔آیت۔۲۸۔
۸۳۔سورہ فجر۔آیت۔۲۹۔
۸۴۔سورہ فجر۔آیت۔۳۰۔
۸۵۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشا پوری (متوفی۔۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ ۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۸۶۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ ص۔۵۱۲۔مطبع۔ دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔
۸۷۔کلیات اقبال (اردو۔بال جبریل)۔ڈاکٹر محمد اقبال۔ص۔۶۰۔خزینہ علم وادب اردو بازار لاہور ۔۲۰۰۶ء۔
۸۸۔سورہ الفجر۔آیت۔۲۷۔۳۰۔
۸۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۵۔
۹۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۹۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۰۔سورہ البلد (شہر مکہ)

نام:

البلد۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی شہر مکہ کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ البلد مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۰ ہیں جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔اللہ نے اس سورہ میں شہر مکہ کی قسم کھائی ہے۔
۲۔انسان کی نیک بختی اور اس کی بد بختیوں کا بیان۔
۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمتوں کا بیان۔
۴۔انسان کی فکر کا بیان۔
۵۔مال خرچ کرنے کی کیفیات کا بیان۔
۶۔ انسان کے جسمانی اعضاء کا ذکر۔
۷۔اہل ایمان کے انجام کا ذکر۔
۸۔اصحاب الیمن۔
۹۔اصحاب الشمال۔

شہر مکہ کی قسم:

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ۔ ۱

ترجمہ۔ قسم ہے اس شہر کی۔

وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ۔ ۲

ترجمہ۔ آپ اس شہر میں حلال ہونے کی حالت میں داخل ہونے والے ہیں۔

مکہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے یہ لفظ پورے حرم کعبہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

مکہ۔ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے تاہم علماء کرام نے درج ذیل کچھ معانی بیان کئے ہیں۔

۱۔ مکہ۔ کو مکہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ گناہوں کو مٹاتا اور فنا کر دیتا ہے۔

۲۔ مکہ۔ میں پانی کی کمی تھی چنانچہ یہاں کے باشندے اس کے پانی کو چوس جاتے یا نکال لیتے لہٰذا اس وجہ سے بھی اس شہر کو مکہ کہا جاتا ہے۔

۳۔ عربی زبان میں مک کے معانی جذب کرنے یا کھینچنے کے ہیں چونکہ یہ شہر لوگوں کو اپنی جانب کھینچتا ہے لہٰذا اسی مناسبت سے اس کو مکہ کہا جاتا ہے۔ ۳؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بِبَطۡنِ مَكَّةَ۔ ۴۔

ترجمہ۔ مکہ کے وسط میں۔

۴۔ بک یا مک۔ کا مطلب اژدھام یا ہجوم کے بھی ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۵

ترجمہ۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو اللہ کی عبادت کے واسطے لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ بہت بابرکت ہے اور تمام (عالمین) یعنی جہان والوں کی ہدایت کا سبب ہے بکہ اور مکہ۔ ایک ہی شہر کے دو نام ہیں چونکہ باء اور میم دونوں ہی قریب المخرج ہیں لہٰذا مکہ اور بکہ دونوں ہی کہنا درست ہے۔

بک کے ایک معانی دھکا دینے کے بھی ہیں تاہم مکہ مکرمہ کثرت اژدھام کے سبب لوگ ایک دوسرے کو دھکیل رہے ہوتے ہیں۔

بکہ یا مکہ۔شہر میں بڑے بڑے حکماء، امراءاور بادشاہ اپنی گردنیں جھاکر عاجزی سے پیش ہوتے ہیں اس لئے بھی اس شہر کو بکہ کہتے ہیں۔

بکہ ۔کی وجہ تسمیہ بکاء سے بھی ماخوذ ہے چنانچہ یہاں لوگ اللہ کے حضور اپنی بکاء یعنی گریہ اور آہ وزاری پیش کرتے ہوئے گناہوں سے معافی طلب کرتے ہیں۔

۵۔مکاک یا مکا کہ عربی زبان میں ہڈی کے مغز یا گودے کو کہتے ہیں جو کے ہڈی کے وسط میں ہوتا ہے اس اعتبار سے مکہ شہر دنیا کے تمام شہروں کے وسط میں واقع ہے اور اس شہر کو فضیلت، عزت، عظمت اور حرمت حاصل ہے دیگر تمام شہروں کے مقابلے میں باالفاظ دیگر یہ شہر تمک العظم (ہڈی کے گودے) کی حیثیت رکھتا ہے۔

تمک الذنوب۔مکہ شہر میں کیا جانے والا عمرہ یا حج انسانوں کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اس اعتبار سے بھی اس شہر کو مکہ کہا جاتا۔۶؎

حجاز میں آبادی کا آغاز:

عرب اقوام (Arab Nations):

مورخین نے نسلی اعتبار سے عرب اقوام کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

عرب بائدہ(Arab Baeyeda):

عرب بائدہ وہ قدیم عرب قبائل اور قوم ہیں جواب ناپید ہیں پچھلی سطور میں ان کا ذکر موجود ہے تاہم اس قوم سے متعلق ضروری تفصیلات کہیں دستیاب نہیں اس قوم میں شامل عاد، ثمود، طسم، جدیس اور عمالقہ وغیرہ۔

عرب عاربہ(Arab Areba):

عرب عاربہ وہ عرب قبائل ہیں جو یعرب بن یشجب بن قحطان کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں انھیں

قحطانی قبائل بھی کہا جاتا ہے عرب عاربہ یعنی قحطانی عرب کا اصل گہوارہ ملک یمن تھا اور یہ اور ان کے قبائل یہیں سے پھلے پھولے اور بڑھے ان میں سے دو قبائل۔

ا۔حمیر۔ ۲۔کہلان زیادہ مشہور ہیں۔

عرب مستعربہ (Arab Mustarba):

عرب مستعربہ وہ عرب قبائل ہیں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں انھیں عدنانی عرب بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ ہے، جبکہ آیت وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ یعنی اے محمد ﷺ آپ کے لیے حلال ہے کہ آپ اس شہر میں قتال کریں لیکن آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے حلال نہیں۔ ۷

ابن مردویہ نے ابو برزہ اسلمیؓ سے روایت کیا میری موجودگی میں یہ آیت

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔

نازل ہوئی میں باہر نکلا تو میں نے عبداللہ بن خطل کو اس حال میں پایا کے وہ کعبہ پردوں سے لپٹا ہوا تھا تو میں نے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اسے قتل کر دیا۔ ۸

وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ ۹

ترجمہ۔ آپ اس شہر میں حلال ہونے کی حالت میں داخل ہونے والے ہیں۔

اللہ نے اس آیت میں شہر مکہ کی قسم کھائی، اگر چہ اہل مکہ شہر مکہ کا پس منظر بخوبی جانتے تھے کے ایک بے آب و گیاہ وادی میں سنسان پہاڑوں کے درمیان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور ایک شیر خوار بچے کو یہاں لا کر بسایا، پھر بیت اللہ کی تعمیر کی، اور حج کی منادی کی جبکہ دور دور تک کوئی اس منادی کا سننے والا بھی نا تھا، بلا آخر یہ شہر تمام عرب کا مرکز بنا اور ایسا حرم قرار پایا کے صدیوں تک اس سرزمین جہاں کوئی آئین نا تھا وہ امن کا مرکز ٹھہری۔

شہر سے مراد مکہ ہے، جہاں بیت الحرام واقع ہے، یہ پہلا وہ گھر ہے، جو صرف اللہ کی عبادت کے لئے اس زمین پر بنایا گیا ہے، تا کہ یہاں لوگ آزادی سے آجا سکیں اور امن سے رہ سکیں، یہاں

آ کر، وہ اسلحہ پھینک دیں، اپنے ذاتی جھگڑے ایک طرف رکھ دیں، عداوتوں کو بھلا دیں اور اس میں نہایت امن سے ملیں، یہ وہ مقام ہے جہاں کسی کا کسی پر اسلحہ اٹھانا حرام ہے، صرف انسان ہی نہیں بلکہ یہاں کے پرندوں اور درختوں کو چھیڑنا اور نقصان پہنچانا بھی حرام ہے، اگر چہ اس شہر مکہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی نسبت حاصل ہے، آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے والد ہیں جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اہل عرب کے جد اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت افزائی فرماتے ہوئے، اس شہر کی قسم اٹھائی، شہر مکہ قابل عزت واحترام ہونے کے ساتھ ساتھ عزت وعظمت واحتشام کا مرکز بھی ہے، اگر چہ اس شہر کی حرمت کی قسم میں گہرے اشارے موجود ہیں کیونکہ مشرکین مکہ اس گھر کی حرمت کو پامال کرتے، جبکہ اس شہر کے حیوانات اور نباتات بھی پر امن تھے، لیکن مسلمانوں کو اذیت دی جاتی۔

جس وقت اس شہر محترم کی قسم کھائی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس شہر میں موجود تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ واحد نبی، رسول اور پیغمبر ہیں جو مکہ میں پیدا ہوئے اس سے پیشتر کوئی بھی پیغمبر مکہ میں پیدا نہیں ہوا حتیٰ کے حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی مکہ میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ شیر خوارگی میں اپنی والدہ کے ساتھ یہاں آ کر مقیم ہوئے۔

ارشاد خداوندی:

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۚ۱۰

ترجمہ۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو اللہ کی عبادت کے واسطے لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ بہت بابرکت ہے اور تمام (عالمین) یعنی جہان والوں کی ہدایت کا سبب ہے

فضائل مکہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! انا مکی۔ یعنی۔ میں مکی ہوں۔ ۱۱

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، فتح مکہ کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف

لے جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ شہر کو مخاطب کر کے فرمایا! اے مکہ! تو کتنا خوبصورت شہر ہے اور مجھے تجھ سے بے حد محبت ہے، اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں کسی اور جگہ سکونت نہ اختیار کرتا۔ ۱۲؎

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراءؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے بارے میں فرمایا! اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمین کا سب سے بہتر قطعہ ہے، اور تو اللہ کے نزدیک اللہ کی زمین کا سب سے محبوب حصہ ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں یہاں سے کبھی نہ نکلتا۔ ۱۳؎

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومیؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ امت اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک کے وہ مکہ کی حرمت کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے، اور جب لوگ اس کی تعظیم کو ترک کردیں گے تو وہ ہلاک کردئے جائیں گے۔ ۱۴؎

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیت اللہ کا حج اور عمرہ یاجوج اور ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی ہوتا رہے گا۔ ۱۵؎

ایک دوسری روایت جس کو ابان اور عمران نے قتادہ سے روایت کیا ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک بیت اللہ کا حج بند نہ ہوجائے۔ ۱۶؎

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! کعبہ کو دو پتلی ٹانگوں والا ایک حبشی نقصان پہنچائے گا۔ ۱۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نظروں کے سامنے وہ پتلی ٹانگوں والا سیاہ آدمی ہے جو خانہ کعبہ کے ایک ایک پتھر کو اکھاڑ کر پھینکے گا۔ ۱۸؎

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام:

وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ۔ ۱۹

ترجمہ۔ قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی۔

زیر نظر آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جانب خاص اشارہ

موجود ہے۔

یعنی مکہ کی قسم ۔ اس میں مقیم رسول اللہ ﷺ کی قسم، پھر بانیان مکہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قسم۔

ان کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جو اصلاً عراق کے ایک شہر ار سے تعلق رکھتے تھے جو دریائے فرات کے مغربی ساحل پر کوفے کے قریب واقع ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئی ممالک کا سفر اختیار کیا لیکن جب آپ کی زوجہ حضرت ہاجرہ کے یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو آپ کی پہلی زوجہ حضرت سارہ کو اپنی بے اولادی کا دکھ بڑھ گیا جس کی وجہ سے گھر میں کشیدگی رہنے لگی۔ اسی کشیدگی کو دور کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی زوجہ حضرت ہاجرہ اور اپنے نوزائیدہ بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حجاز مقدس (مکہ مکرمہ) میں بیت اللہ کے قریب ٹھہرایا کچھ اشیائے خوردونوش کا انتظام کیا اور خود واپس فلسطین چلے گئے اس وقت بیت اللہ شریف اس شکل میں موجود نہ تھا بلکہ اس کے اطراف میں کچھ بنیادیں اور ابھرے ہوئے ٹیلے تھے، اگر کبھی یہاں سیلاب آتا تو دائیں بائیں سے کترا کے نکل جاتا یہیں زمزم کے پاس ایک گھنا سایہ دار درخت تھا جہاں حضرت ہاجرہ اپنے نوزائیدہ بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا کر گئیں تھیں اور انھوں نے جب پیاس کی شدت سے اپنی ایڑی زمین پر رگڑی تو وہاں سے پانی نکل آیا لیکن اس سے پیشتر یہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا اور نہ ہی دور دور تک کوئی آدم اور نہ ہی آدم زاد تھا کچھ عرصہ کے بعد یمن کا ایک قبیلہ جسے جرہم ثانی بھی کہا جاتا ہے اس کا گزر یہاں سے ہوا، جب اس قبیلے نے کچھ پرندے اڑتے ہوئے دیکھے تو انھیں اس بات کا یقین ہوگیا کے یہاں آس پاس ضرور پانی ہے، چنانچہ تھوڑی سے تلاش کے بعد ان کی رسائی زم زم تک ہوئی جیسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے حضرت ہاجرہ علیہ السلام سے یہاں رہنے کی اجازت طلب کی اور اس طرح سے وہ مکہ میں آباد ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ عرصے بعد تشریف لاتے اور اپنے اہل وعیال کی خیریت دریافت کرتے کتب تاریخ میں ان کی یہاں چار بار آمد کا ذکر موجود ہے لیکن درست تعداد کا علم نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ایک طویل روایت جس کو یہاں مختصراً بیان کیا جارہا ہے میں کہتے ہیں

کے حضرت اسماعیل علیہ السلام قبیلہ جرہم ثانی کے درمیان پلے بڑھے آپ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے سب کی توجہ کا مرکز تھے قبیلہ جرہم سے آپ نے عربی زبان سیکھی جب آپ جوان ہوئے تو اسی قبیلے کی ایک لڑکی سے آپ کے نکاح ہو گیا، اسی دوران حضرت ہاجرہ کا انتقال ہو گیا کچھ دنوں کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کو ملنے آئے لیکن آپ موجود نہ تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ہوئی اور ان کی بیوی نے تنگ دستی کی شکایت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام جاتے ہوئے بیٹے کے نام یہ پیغام دیا کے جب بیٹا آئے تو اس سے کہنا تم اپنی چوکھٹ بدل لو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو وہ اپنے والد کے اس پیغام میں چھپے اشارے کو سمجھ گئے اور انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور قبیلہ جرہم کے ایک سردار مضاض بن عمرو کی صاحبزادی سے نکاح کر لیا۔ ۷؎

کچھ عرصے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے اس بار پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوئی لیکن ان کی دوسری بیوی سے ملاقات ہوئی۔ دوسری بیوی نے اللہ کی حمد ثناء بیان کی اور اللہ کا شکر ادا کیا جس پر آپ نے اپنے بیٹے کے نام پیغام میں یہ کہا کے اپنی چوکھٹ برقرار رکھیں اور اسے نہ بدلیں اور یہ کہہ کر آپ فلسطین لوٹ گئے پھر ایک بار جب حضرت ابراہیم ملنے تشریف لائے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ملاقات آپ سے ہوئی دونوں باپ بیٹے نے ایک دوسرے سے نہایت محبت سے ملاقات کی اور اسی ملاقات کے بعد گزشتہ بنیادوں پر تعمیر کعبہ کی گئی۔

اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام (شجرہ نسب):

:Prophet Ishmael family tree

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دوسری اہلیہ سے بارہ بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ نبایوط (نابت)۔ ۲۔ قیدار۔ ۳۔ ادبائیل۔ ۴۔ مبشام۔ ۵۔ مشماع۔ ۶۔ دوما۔ ۷۔ میشا۔ ۸۔ حدد۔ ۹۔ تیما۔ ۱۰۔ یطور۔ ۱۱۔ نفیس۔ ۱۲۔ قیدان۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹوں سے بارہ قبائل وجود میں آئے جنھوں نے مکہ میں ہی قیام کیا لیکن ان کی معیشت کا انحصار یمن مصر اور شام کی تجارت پر تھا بعد میں یہ بارہ قبائل عرب اور بیرون عرب کے اطراف و اکناف میں پھیل گئے اگرچہ ان سب کے حالات زندگی دبیز تاریکیوں میں دب گئے سوائے نبایوط (نابت) اور قیدار کے کیونکہ ان کی اولاد کے حالات تاریخ میں موجود ہیں۔

نبطی Nabti :

نبایوط (نابت) کی اولادوں کو نبطی کہا جاتا ہے تاہم نبطیوں کے تمدن کو شمالی حجاز میں فروغ اور عروج حاصل ہوا۔ انھوں نے ایک طاقتور حکومت قائم کی اور گرد و نواح کے لوگوں کو اپنا باجگزار بنایا آہستہ آہستہ یہ اتنے زیادہ طاقتور ہوگئے کہ کسی میں ان سے مقابلے کی تاب نہ تھی جب رومیوں کا دور آیا تو ان کے ہاتھوں نبطی قصہ پارینہ ہوئے۔ نبطیوں کے حوالے سے سید سلیمان ندوی نے ایک تحقیق کی ہے جس پر بحث کرتے ہوئے وہ یہ کہتے ہیں کہ! آل غسان اور انصار یعنی اوس اور خزرج قحطانی عرب نہ تھے بلکہ وہ اس علاقے میں نبایوط بن اسماعیل (یعنی نابت) کی بچی کچھی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ ۲۰؎

قیدار بن اسماعیل کی نسل مکہ میں ہی رہی اور وہ وہیں پھلی پھولی یہاں تک کے عدنان اور پھر ان کے بیٹے معد کا زمانہ آگیا تاہم عدنانی عرب کا سلسلہ نسب صحیح طور پر یہیں تک محفوظ ہے عدنان کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سلسلہ نسب میں اکیسویں پشت سے ہے کچھ راویوں نے یہ روایت کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے سلسلہ نسب میں عدنان تک پہنچتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رک جاتے اور آگے نہ بڑھتے ۲۱؎

مورخین کی تحقیق کے مطابق! عدنان اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان چالیس پشتیں تھیں معد کے بیٹے نزار سے جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کے وہ اکلوتے تھے کئی خاندان وجود میں آئے نزار کے چار بیٹے تھے اور یہ چاروں بیٹے چار الگ الگ قبائل کی بنیاد ثابت ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ ایاد۔ ۲۔ انمار۔ ۳۔ ربیعہ۔ ۴۔ مضر۔

ان میں سے دو موخر الذکر قبائل اور ان کی کئی شاخیں وجود میں آئیں چنانچہ ربیعہ سے اسد بن ربیعہ ،عنزہ،عبد القیس، وائل، بکر، تغلب اور بنو حنیفہ وجود میں آئے۔ مضر کی اولاد دو بڑے قبائل میں تقسیم ہوئیں۔ ا۔قیس عیلان بن مضر۔ ۲۔ الیاس بن مضر۔

قیس عیلان سے بنو سلیم، بنو ہوازن، بنو غطفان، غطفان سے عبس، ذبیان، اشجع اور غنی بن اعصر کے قبائل وجود میں آئے الیاس بن نضر سے تمیم بن مرہ، ہذیل بن مدرکہ، بنو اسد بن خزیمہ اور کنانہ بن خزیمہ کے قبائل وجود میں آئے پھر کنانہ سے قبیلہ قریش وجود میں آیا، یہ قبیلہ فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں بعد ازاں قبیلہ قریش بھی متعدد شاخوں میں تقسیم ہوا مشہور قریشی شاخوں کے نام درج ذیل ہیں۔ ا۔ جمح۔ ۲۔ سہم۔ ۳۔ عدی۔ ۴۔ مخزوم۔ ۵۔ تیم۔ ۶۔ زہرہ۔ ۷۔ اور قصی بن کلاب کے خاندان یعنی عبد الدار، اسد بن عبد العزیٰ اور عبد مناف یہ تینوں قصی کے بیٹے تھے ان میں سے عبد مناف کے چار بیٹے ہوئے جن سے چار ذیلی شاخیں وجود میں آئیں ا۔ عبد الشمس۔ ۲۔ نوفل ۳۔ مطلب۔ ۴۔ اور ہاشم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو ہاشم سے تھا۔

اسی حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کا انتخاب کیا پھر اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا، اور کنانہ کی نسل سے قریش کو چنا پھر قریش سے بنو ہاشم کا انتخاب کیا اور بنو ہاشم سے میرا انتخاب کیا۔ ۲۲؂

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں! انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کے اللہ تعالی نے جب خلق کی تخلیق فرمائی تو مجھے سب سے اچھے گروہ میں بنایا پھر ان کے بھی دو گروہوں میں سے زیادہ اچھے گروہ کے اندر مجھے رکھا پھر جب قبائل کو چنا تو مجھے سب سے اچھے قبیلے میں رکھا پھر جب اللہ نے گھرانوں کو چنا تو مجھے سب سے اچھے گھرانے میں پیدا فرمایا لہٰذا میں اپنی ذات کے اعتبار سے تم میں سب سے اچھا ہوں اور اپنے گھرانے کے اعتبار سے بھی سب سے اچھا ہوں۔ ۲۳؂

عدنان کی نسل جب زیادہ بڑھ گئی تو وہ پانی کی تلاش میں عرب کے مختلف اطراف میں بکھر گئی

چنانچہ قبیلہ عبدالقیس بے بکر بن عائل کی کئی شاخوں نے اور بنو تمیم کے خاندانوں نے بحرین کا رخ کیا اور اسی علاقے میں جا بسے۔

بنوحنیفہ بن صعب بن علی بن بکر نے یمامہ کا رخ کیا اور اس کے مرکز حجر میں سکونت پذیر ہوئے بکر بن وائل نے بقیہ شاخوں نے یمامہ سے لے کر بحرین، ساحل کاظمہ، خلیج، سواد عراق ابلہ اور ہیئت تک کے علاقوں میں بودو باش اختیار کی بنوتغلب جزیرہ فراتیہ میں اقامت گزیں ہوئے البتہ ان کی بعض شاخوں نے بنوبکر کے ساتھ سکونت اختیار کی بنوتمیم نے بادیہ بصرہ کو اپنا وطن بنایا بنوسلیم نے مدینہ کے قریب ڈیرے ڈالے ان کا مسکن وادی القریٰ سے شروع ہو کر خیبر اور مدینہ کے مشرق سے گزرتا ہوا حرہ بنوسلیم سے متصل دو پہاڑوں تک منتہی ہوتا تھا۔ بنوثقیف نے طائف کو اپنا وطن بنایا اور بنوہوازن نے مکہ کے مشرق میں وادی اوطاس کے گرد و پیش میں ڈیرہ لگایا اور ان کے مسکن مکہ، بصرہ شاہراہ پر واقع تھا۔ بنواسد تیماء کے مشرق اور کوفہ کے مغرب میں خیمہ زن ہوئے ان کے اور تیماء کے درمیان بنوطی کا ایک خاندان سبحتر آباد تھا بنواسد کی آبادی اور کوفے کے درمیان پانچ دن کی مسافت تھی۔ بنوذبیان تیماء کے قریب حوران کے اطراف میں آباد ہوئے۔ تہامہ میں بنوکنانہ کے خاندان رہ گئے تھے ان میں سے قرشی خاندانوں کی بودو باش مکہ اور اس کے اطراف میں تھی یہ لوگ پراگندہ تھے اور ان کی کوئی شیرازہ بندی نہ تھی یہاں تک کہ قصی بن کلاب ابھر کر منظر عام پر آئے اور قریشیوں کو متحد کر کے ان کا شرف اور عزت بلند کی۔ ۲۴؎

جناب قصی بن کلاب نے مکہ کے شہری ریاست کی بنیاد رکھی ان کے ذاتی تعلقات اپنے زمانے کے کئی حکمرانوں کے ساتھ تھے ان کا بچپن اپنے سوتیلے باپ کے ساتھ شام میں گزرا وہ وہاں کے حالات اور واقعات سے بھی بخوبی واقف تھے غالباً شام میں طویل سکونت کے باعث ہی ان کی قیصر روم کے دربار میں آمد و رفت اور اس سے تعارف حاصل تھا جناب قصی کے تعلقات یمن کے حکمرانوں کے ساتھ بھی قائم تھے اور قصی ہی وہ پہلے شخص تھے کہ جنھوں نے قریش کی تجارت کو مختلف علاقوں میں منظم اور مرتب کیا ان کی ان ہی کوششوں اور تعلقات ت کی بناء پر قریش کا تعارف بقیہ دنیا کے حصوں میں ممکن ہو سکا جناب قصی کو جب مکہ مکرمہ پر قبضہ بحال کر کے وہاں کا نظام بحال کرنے اور امن و امان کو قائم کرنے کا موقع ملا تو انھوں نے ایک باقاعدہ شہری ریاست

کی بنیاد رکھی اس ریاست کو قائم کرنے میں جناب قصی کو خاصی تگ ودو کرنی پڑی انھوں نے قبیلہ خزاعہ سے جو کعبہ کی تولیت پر عرصہ دراز سے زبردستی اور ناجائز طور پر قابض تھے جنگ کی اور کعبہ کے انتظام سے ان کو بزور بے دخل کیا اس حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کے جناب قصی کی اس مہم میں قیصر روم نے بھی ان کی معاونت کی جناب قصی نے اس ریاست میں پہلے دس شعبے قائم کئے پھر ان شعبوں سے وابستہ افراد کو قریش کے دس قبائل میں تقسیم کیا پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید شعبے بھی بنائے گئے جو مختلف قبائل میں تقسیم کئے جاتے رہے اس طرح سے کل ۲۱ عہدے قائم کئے گئے ہر قبیلے کا سربراہ پیدائشی اور خاندانی طور پر اس عہدے کا حامل بھی ہوتا جو اس خاص قبیلے کا عہدہ تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے خاندان میں عدالتی ذمہ داریاں تھیں۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے خاندان میں سفارت کا عہدہ تھا۔

حضرت عثمان غنی ؓ کے خاندان میں دشمنوں سے لڑنا اور عرب قبائل کی حفاظت تھی جبکہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی ؓ کے خاندان میں خانے کعبہ کی تولیت تھی تاہم مختلف خاندان اور قبائل میں مختلف عہدے قائم کئے تھے بنی عبدالدار جو عرب کا ایک مشہور قبیلہ تھا جس کے سربراہ کے پاس بیت اللہ کی چابیاں تھیں تاہم یہ بات بھی بڑی دلچسپ ہے کے جناب قصی کا وہ عہدہ جو کے انھوں نے اس وقت قائم کیا تھا وہ آج تک اسی طرح سے موجود ہے۔ جناب قصی کے بعد ان کے جانشینوں میں سب سے زیادہ نامور اور غیر معمولی شخصیت جناب ہاشم بن عبد مناف کی تھی یہ آپ ﷺ کے دادا کے والد یعنی آپ ﷺ کے پر دادا تھے انھوں نے جلد ہی ریاست مکہ کے سربراہ کی ذمہ داریاں سنبھالیں، جناب ہاشم بڑی مشہور اور بین الاقوامی اثر ورسوخ کی حامل شخصیت تھے جناب ہاشم اس اعتبار سے بھی معتبر تھے کہ قیصر روم کے دربار میں ان کی براہ راست آمدورفت اور شناسائی تھی قیصر روم ان کی شخصیت سے متاثر تھا جب وہ تجارتی قافلہ لے کر شام جاتے تو قیصر روم ان سے ملاقات کرتا، یہ بھی روایت میں موجود ہے کے کئی مرتبہ اس نے جناب ہاشم سے ملکی معاملات میں رہنمائی بھی طلب کی یہی نہیں بلکہ جناب ہاشم نے قبیلہ قریش کے لئے روم کی سلطنت سے بھی مراعات حاصل کیں اسی طرح سے یمن میں موجود ایرانیوں کے علاقوں

سے بھی قریش کے لئے رعایت حاصل کی پھر آس پاس کی دیگر ریاستوں سے بھی قریش کے لئے مراعات طلب کیں لہٰذا یہ مراعات جناب ہاشم کی وجہ سے قریش کو حاصل ہو سکیں ان مراعات کا ذکر سورہ قریش میں موجود ہے۔

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ ۲۵۔

ترجمہ۔قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی۔

اس آیت کا ایک دوسرا زاویہ، یہ ہے کے اس آیت میں اللہ نے قسم انسانی پیدائش اور انسان کی نشوونما پر کھائی ہے، اگرچہ یہ قسم تمہید ہوگی، سورہ کے اصل موضوع کے لئے جو انسان کی حقیقت ہے۔

استاد محمد عبدہ نے اس مقام پر ایک خاص تفسیر کی ہے اور ایک لطیف نکتہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے! اللہ نے والد اور مولود کی قسم اٹھاتے ہوئے بتایا کے اس کائنات کے مظاہر میں سے انسانیت کی پیدائش اور نشوونما کا مظہر بہت ہی اہم ہے یعنی نظام تولید اور اس کے اندر جو گہری حکمت پنہاں ہے اور انسان نے حضرت انسان کو کس قدر خوبصورت بنایا، پھر یہ کے والد اور مولود دونوں پیدا ہونے والے کی تکمیل میں کس قدر مشقت اٹھاتے ہیں اور کتنی مشقتوں اور محنتوں سے یہ مولود اپنے مقررہ کمال تک پہنچتا ہے، یہی صورت ایک بیج کے اگنے اور نشوونما کے ساتھ تمام ادوار سے گزرنے میں بھی پیش آتی ہے۔اس بیج اور پودے کو فضا کے عوامل کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور یہ پودا مشقت کے ساتھ اپنے ماحول سے اپنے لیے مختلف عناصر اخذ کرتا ہے، یہاں تک کے وہ آخر کار ایک درخت بن جاتا ہے، جس کا ایک تنا اور ٹہنیاں ہوتی ہیں اور پھر یہ درخت اور مکمل پودا مزید بیج پیدا کرتا ہے اور یہ بیج آگے اپنا کردار ادا کرتے ہیں، اس طرح یہ زمین ان نباتات کی وجہ سے خوبصورت بنتی ہے، اگر تم ان سب امور کو ذہن میں رکھو اور پھر اس سے ذرا او پر حیوانات پر غور کرو ،تو تمہیں معلوم ہوگا کے والد اور مولود کی حیاتیات میں جو عجوبے ہیں وہ بہت بڑے ہیں، اور والد اور مولود دونوں اس نشوونما کے عمل میں جن مشقتوں سے گزرتے ہیں اور جس طرح اس ذریعہ سے بقائے نوع کا انتظام کیا جاتا ہے اور ان کے ذریعے جس طرح اس کائنات کے حسن کو دوبالا کیا جاتا

ہے۔تو اس عمل میں نہایت بلند اور اہم مظاہر قدرت ہیں۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ كَبَدٍ۔۲۶

ترجمہ۔بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا فرمایا۔

عبد بن حمید وابن ابی حاتم نے حسنؒ نے آیت لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ كَبَدٍ کے بارے میں بتایا کے اللہ تعالی نے انسان کو دنیا اور آخرت کی تکالیف برداشت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔۲۷

اَيَحۡسَبُ اَنۡ لَّنۡ يَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ اَحَدٌ۔۲۸

ترجمہ۔کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کے اس پر کوئی قادر نہ ہوگا۔

يَقُوۡلُ اَهۡلَكۡتُ مَالًا لُّبَدًا۔۲۹

ترجمہ۔(انسان) کہتا ہے کے میں نے ڈھیروں مال خرچ کر ڈالا۔

اَيَحۡسَبُ اَنۡ لَّمۡ يَرَهٗۤ اَحَدٌ۔۳۰

ترجمہ۔کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کے اسے کسی نے نہیں دیکھا۔

اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِ۔۳۱

ترجمہ۔کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں؟

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِ۔۳۲

ترجمہ۔کیا زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے؟

وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ۔۳۳

ترجمہ۔ہم نے (انسان) کو دو راستے دکھائے۔

الطبرانی نے ابو امامہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے لوگو! بے شک دو راستے ہیں۔

۱۔ایک راستہ شر کا۔

۲۔ایک راستہ خیر کا ہے۔

پس خیر کے مقابلے میں شر کا راستہ پسندیدہ نہیں ہے۔ ۳۴؎

فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ ۔۳۵

ترجمہ۔سو وہ گھاٹی سے ہو کر کیوں نہ آگے بڑھا۔

ابن جریر وابن ابی حاتم نے ابو رجاء رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے وہ گھاٹی جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا! اس کی چڑھائی سات ہزار سال جبکہ اس سے اترنا بھی سات ہزار سال کا ہے۔ ۳۶؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، تجھے کیا معلوم کے عقبہ کیا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا! وہ غلامی سے گردن کو چھڑانا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے غلاموں کے بارے میں پوچھا گیا کے کس غلام کو آزاد کروانا زیادہ اجر والا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس کی قیمت زیادہ ہو۔ ۳۷؎

ابن مردویہ نے ابو نجیح سلمیؓ سے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اس غلام کی ہر ہڈی کے بدلے آزاد کروانے والے کو جزا دی جائے گی۔ ۳۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کسی مسلمان یا مومن کو آزاد کروایا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو دوزخ سے بچا لیں گے۔ ۳۹؎

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡعَقَبَةُ ۔۴۰

ترجمہ۔کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہے کے گھاٹی کیا ہے؟

فَكُّ رَقَبَةٍ ۔۴۱

ترجمہ۔گردنوں کا چھڑانا۔

اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِىۡ يَوۡمٍ ذِىۡ مَسۡغَبَةٍ ۔۴۲

ترجمہ۔قحط سالی میں کھانا کھلانا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِىۡ يَوۡمٍ ذِىۡ مَسۡغَبَةٍ سے مراد

بھوک کا دن یعنی (قحط سالی کی کیفیت) میں لوگوں کو کھانا کھلانا۔ ۴۳؎

يَّتِيۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ ۔ ۴۴

ترجمہ۔ کسی یتیم کو جو رشتہ دار ہو۔

اَوۡ مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ یا کسی خاک نشین مسکین کو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت۔

اَوۡ مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ کے بارے میں فرمایا! اس سے مراد وہ شخص ہے جس کا ٹھکانہ اور پناہ گاہ کوڑے کا ڈھیر ہوں۔ ۴۶؎

ابن ابی شیبہ نے ضحاکؒ سے روایت کیا کے فرائض کے بعد لوگوں کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک مساکین کو کھانا کھلانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے، اور دینِ حق پر قائم رہنے کی تلقین کرنا۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَةِ ۔ ۴۷

ترجمہ۔ پھر ایمان والوں نے آپس میں ایک دوسرے کو صبر اور ایک دوسرے پر رحم کی وصیت کی۔

اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ (الٹے ہاتھ والے):

الشِّمَالِ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔م۔ل) سے مشتق ہے۔

الشِّمَالِ۔ سے مراد بائیں سمت یعنی الٹی جانب۔

الشِّمَالِ۔ کی ضد یمین ہے۔

الشِّمَالِ۔ کو نحوست کا نشان بھی سمجھا جاتا ہے۔ ۴۸؎

اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ سے مراد اہل جہنم۔

الشِّمَالِ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا هُمۡ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡئَمَةِ ۔ ۴۹

ترجمہ۔ جن لوگوں نے ہماری آیات کے ساتھ کفر کیا وہ بائیں ہاتھ والے ہیں۔

عَلَيۡهِمۡ نَارٌ مُّؤۡصَدَةٌ۔ ۵۰

ترجمہ۔ان پر آگ ہوگی جسے بند کر دیا جائے گا۔

وَ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ۔ ۵۱

ترجمہ۔جو بائیں (الٹی جانب) والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں۔

وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِیۡ لَمۡ اُوۡتَ کِتٰبِيَهۡ۔ ۵۲

ترجمہ۔اور جس کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا سو وہ کہے گا کے ہائے کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا جاتا۔

وَ تَحۡسَبُهُمۡ اَيۡقَاظًا وَّ هُمۡ رُقُوۡدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ۔ ۵۳

ترجمہ۔اور اے مخاطب تو ان کو دیکھتا تو خیال کرتا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم انہیں داہنی کروٹ پر اور بائیں کروٹ پر بدل دیتے تھے۔

وَ تَرَى الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ کَهۡفِهِمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَ اِذَا غَرَبَتۡ تَّقۡرِضُهُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمۡ فِیۡ فَجۡوَةٍ مِّنۡهُ۔ ۵۴

ترجمہ۔اور اے مخاطب تو دیکھے گا کہ جب سورج نکلتا ہے تو وہ ان کے غار سے داہنی طرف کو بچ کر گزر جاتا ہے اور جب وہ چھپتا ہے تو ان کی بائیں طرف سے کتراتا ہوا چلا جاتا ہے۔

وَ عَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ۔ ۵۵

ترجمہ۔ان کی بائیں جانب۔

فَادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ فَلَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَکَبِّرِيۡنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، جہاں ہمیشہ رہو گے، یہ متکبرین کا برا ٹھکانہ ہے۔

اَوَ لَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَیۡءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمۡ دٰخِرُوۡنَ۔ ۵۷

ترجمہ۔کیا ان لوگوں نے ان چیزوں کو نہیں دیکھا جو اللہ نے پیدا فرمائی ہیں ان کے سائے دائیں اور بائیں طرف کو اس طرح جھکتے ہیں کہ وہ اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۔۵۸

ترجمہ۔واقعی بات ہے کہ قوم سبا کے لیے ان کے ٹھہرنے کی جگہ میں بڑی نشانی تھی ،دائیں بائیں دونوں طرف باغوں کی قطاریں تھیں، کھاؤ اپنے رب کے رزق سے اور اس کا شکر ادا کرو، عمدہ شہر ہے اور رب بخشنے والا ہے۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۔۵۹

ترجمہ۔جبکہ دو لینے والے (اعمال لکھنے والے فرشتے کراماً کاتبین) لے لیتے ہیں جو داہنی طرف سے بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔

شمال اور جنوب صرف کسی بھی چیز کا left اور right ہیں۔

اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ (جنوب) سیدھے ہاتھ والے:

الْيَمِيْنِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ی۔م۔ن) سے مشتق ہے۔

الْيَمِنِ۔سے مراد خیر و برکت ہے۔

الْيَمِيْنِ۔سے مراد داہنی جانب یعنی سیدھی جانب۔

يَمِيْنِ۔کے معنی قوت کے ہیں۔

يَمِيْنِ۔ایمان کی جمع ہے۔

اہل عرب قسم کھاتے وقت اپنا دایاں ہاتھ دوسرے شخص کے دائیں ہاتھ پر مارتے تھے۔۶۰

الْيَمِيْنِ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۔۶۱

ترجمہ۔یہ داہنے ہاتھ والے لوگ ہیں۔

وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۬ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۔۶۲

ترجمہ۔اور جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔۶۳

ترجمہ۔سو جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اس میدان کی داہنی جانب سے اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی، اے موسیٰ بے شک میں اللہ ہوں رب العالمین ہوں۔

وَ تَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ۔۶۴

ترجمہ۔اور اے مخاطب تو ان کو دیکھتا تو خیال کرتا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم انہیں داہنی کروٹ پر اور بائیں کروٹ پر بدل دیتے تھے۔

فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْیَمِیْنِ۔۶۵

ترجمہ۔پھر ان پر قوت کے ساتھ متوجہ ہو کر مارنے لگے۔

قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ۔۶۶

ترجمہ۔کہیں گے کے بے شک تم ہمارے پاس بڑے زوردار طریقے سے آیا کرتے تھے۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔سورہ البلد۔آیت۔۱۔

۲۔سورہ البلد۔آیت۔۲۔

۳۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔

۴۔سورہ الفتح۔آیت۔۲۴۔

۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۶۔

۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔

۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۔سورہ البلد۔آیت۔۲۔

۱۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۶۔
۱۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم۔
۱۳۔جامع ترمذی۔ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔المکتبہ الرشیدیہ دہلی۔
۱۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۹۔سورہ البلد۔آیت۔۳۔
۲۰۔تاریخ الارض القرآن۔سید سلیمان ندوی۔ج۔۲۔ص۔۱۷۸۔معارف پریس اعظم گڑھ۔۱۹۵۵ء۔
۲۱۔تاریخ الامم والملوک۔ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۹۴۔الحسنیۃ المصریہ۔
۲۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۳۔جامع ترمذی۔ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔المکتبہ الرشیدیہ دہلی۔سن ندارد۔
۲۴۔محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ۔الشیخ محمد الخضری بک۔ص۔۱۵۔۱۶۔المکتبہ التجارت الکبریٰ مصر۔
۲۵۔سورہ البلد۔آیت۔۳۔
۲۶۔سورہ البلد۔آیت۔۴،
۲۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔سورہ البلد۔آیت۔۵۔
۲۹۔سورہ البلد۔آیت۔۶۔
۳۰۔سورہ البلد۔آیت۔۷۔
۳۱۔سورہ البلد۔آیت۔۸۔
۳۲۔سورہ البلد۔آیت۔۹۔
۳۳۔سورہ البلد۔آیت۔۱۰۔
۳۴۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۔سورہ البلد۔آیت۔۱۱۔
۳۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔ مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۴۰۔سورہ البلد۔آیت۔۱۲۔

۴۱۔سورہ البلد۔آیت۔۱۳۔
۴۲۔سورہ البلد۔آیت۔۱۴۔
۴۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۴۔سورہ البلد۔آیت۔۱۵۔
۴۵۔سورہ البلد۔آیت۔۱۶۔
۴۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۷۔سورہ البلد۔آیت۔۱۷۔
۴۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۹۔سورہ البلد۔آیت۔۱۹۔
۵۰۔سورہ البلد۔آیت۔۲۰۔
۵۱۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۴۱۔
۵۲۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۲۵۔
۵۳۔سورہ کہف۔آیت۔۱۸۔
۵۴۔سورہ کہف۔آیت۔۱۷۔
۵۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۔
۵۶۔سورہ نحل۔آیت۔۲۹۔
۵۷۔سورہ نحل۔آیت۔۴۸۔
۵۸۔سورہ سبا۔آیت۔
۵۹۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔
۶۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۱۔سورہ البلد۔آیت۔۱۸۔
۶۲۔سورہ واقعہ۔آیت۔۲۷۔
۶۳۔سورہ القصص۔آیت۔۳۰۔
۶۴۔سورہ کہف۔آیت۔۱۸۔
۶۵۔سورہ الصافات۔آیت۔۹۳۔
۶۶۔سورہ الصافات۔آیت۔۲۸۔

۹۱۔سورہ الشَّمۡسِ (سورج)

نام:

الشَّمۡسِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی سورج کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ الشَّمۡسِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۵ ہے،جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔سورہ الشّمس میں اللہ نے سات قسمیں اٹھائی ہیں۔
۲۔نفس انسانی کی قسم۔
۳۔نفس انسانی کو کس طرح سے پاکیزہ کیا جا سکتا ہے۔
۴۔قوم ثمود کا ذکر۔
۵۔حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد:

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز میں سورہ الشَّمۡسِ یا اس سے مشابہہ سورتیں پڑھا کرتے۔[۱]

وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا ۔[۲]

ترجمہ۔قسم ہے سورج کی اور قسم ہے سورج کی روشنی (دھوپ) کی۔
الشَّمۡسِ کا شمار مظاہر قدرت میں ہوتا ہے، سورج اللہ کی باشعور مخلوق ہے، یہ آسمان پر اللہ کی دلیل اور نشانی ہے۔
قرآن کریم میں متعدد آیات میں **الشَّمۡسِ** کا ذکر کیا گیا ہے۔

الشَّمۡسِ /سورج:

الشَّمۡسِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، **الشَّمۡسِ** کو اردو میں سورج، آفتاب یا خورشید بھی کہا جاتا ہے ،کائنات میں اللہ کی دیگر مخلوقات کی طرح سورج بھی مسلسل حرکت میں رہتا ہے۔

نظام شمسی Solar System:

نظام شمسی میں سورج اور اس کی کشش ثقل سے جڑے ستارے، سیارے، شہابیہ، سیارچے، دم دار ستارے اور سیاروں کے چاند شامل ہیں اور انھی اجزاء سے مل کر نظام شمسی ترتیب پاتا ہے تاہم اس نظام شمسی میں سب سے وزنی جسامت سورج کی ہے یعنی نظام شمسی کی کل کمیت کا (99.9) حصہ سورج میں مرتکز ہے جبکہ باقی ماندہ کمیت کا زیادہ تر حصہ آٹھ بڑے سیاروں کے حصے میں آتا ہے دوسری جانب دیگر کمیت سیارچوں، شہابیوں، دم دار ستاروں اور سیاروں کے چاند کی ہے۔ ۳؎

سیاروں کی گردش کا اصول:

امام غزالی سے ان کے ایک شاگرد نے یہ سوال کیا کے قرآن کریم کی ہر خشک وتر چیز کا ذکر موجود ہے لیکن قرآن کریم ،کائنات میں سیاروں کی گردش یک طرفہ گردش کا ذکر کرتا ہے جبکہ سیاروں کی دوہری گردش یعنی (Multiple) ہوتی ہے یعنی سیارے جس سمت میں سفر کرتے ہیں واپسی اس کی مخالف سمت میں ہوتی ہے، ایسا کیوں ہے؟ امام غزالی نے فرمایا اگرچہ قرآن پاک میں بیان کردہ اس دہری حرکت سے دنیا واقف نہیں ہے پھر امام غزالی نے تختہ سیاہ پر قرآن کریم کی یہ آیت تحریر کی۔

وَ كُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ۔ ۴

ترجمہ۔تمام سیارے اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

امام غزالی نے پھر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا پہلے اس آیت کے ہر ہر لفظ کو دائیں جانب سے بائیں جانب پڑھو وہ ایک طرف کی حرکت ہے پھر اس کو الٹا پڑھو اور دیکھو کے وہی لفظ اسی ترتیب سے ہیں وہ اس کی الٹی حرکت ہے۔اس دوطرفہ حرکت یعنی (Multiple Motion) مکمل ہوجاتی ہے اس کے بعد امام غزالی نے اس اصول کی وضاحت اس طرح سے فرمائی!

ک	ک
ل	ل
ف	ف
ی	ی
ف	ف
ل	ل
ک	ک ۔۵؎

فلکیاتی ماہرین اور سائنسدانوں نے قابل مشاہدہ کائنات میں ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک تقریباً 10,000,000,000,000,000,000,000 سیاروں کی موجودگی کا پتا دیا ہے۔٦؎

سورج اپنے محور کے گرد ایک چکر تقریباً پچیس دن میں مکمل کرتا ہے، جبکہ سورج تقریباً 240 کلومیٹر فی سکینڈ کی رفتار سے (اپنے سیاروں سمیت) خلا میں بغیر رکے صدیوں سے مسلسل محوسفر ہے، تاہم اس رفتار سے تقریباً بیس کروڑ سال میں ہماری ملکی وے (Milky Way) کہکشاں کے گرد اپنا ایک چکر مکمل کرتی ہے۔

ستاروں اور سیاروں کی گردش کے اصول سے متعلق اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔٧

(اللہ) نے سورج اور چاند پیدا کئے اور ہر ایک اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ ۸

ترجمہ۔ وہی قادر مطلق ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر فرمادیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو، یہ سب اللہ نے حق کے ساتھ پیدا فرمایا، وہ جاننے والوں کے لئے تفصیل کے ساتھ نشانیاں بیان فرماتا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ۔ ۹

ترجمہ۔ (اللہ) نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور ان میں ایک سورج (چراغ) بنایا اور روشن کرنے والا چاند بنایا۔

وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۔ ۱۰

ترجمہ۔ (اللہ) نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔

وَ النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۔ ۱۱۔

ترجمہ۔ قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔

وَ الضُّحٰى ۔ ۱۲

ترجمہ۔ قسم ہے چاشت کے وقت کی۔

(چاشت کا وقت وہ ہوتا ہے جب دن نکل آئے اور دھوپ چڑھ جائے)۔

وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۔ ۱۳

ترجمہ۔ صبح کی قسم جب وہ سانس لیتی ہے۔

وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۔ ۱۴

ترجمہ۔ (اللہ) نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔

روئے زمین پر سب سے پہلے جہاں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جگہ جزائر فجی میں ہے۔ ۱۵؎

وَ جَعَلْنَا الَّیْلَ وَ النَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰیَةَ الَّیْلِ وَ جَعَلْنَاۤ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ وَ كُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ۔ ۱۶

ترجمہ۔ ہم نے رات کو اور دن کو دو نشانیاں بنا دیا، سو ہم نے رات کی نشانی کو محو کر دیا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تو اکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو، اور برسوں کی گنتی کو اور حساب کو جان لو، اور ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں الشَّمْس یعنی (سورج) اس کی دھوپ، اس کی بے مثال روشنی و حرارت، روشن صبح اور ہر وہ صبح جو سانس بھی لیتی ہے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

سائنسی اعتبار سے یہ آیات نہایت معانی خیز ہیں جن میں اہل علم ودانش کے لئے تحقیق کے حوالے سے بے شمار پیغامات چھپے ہیں۔

ان آیات کے مطالعے سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کے کل اشیاء کائنات اللہ کے حکم سے نا صرف اپنا انفرادی تشخص رکھتی ہیں بلکہ وہ شعور بھی رکھتی ہیں، ان کی پیدائش، موت، تقدیر، زندگی کا دورانیہ، سانس کی آمد و رفت، ان کی تسبیحات اور عبادات کا پروگرام، ان کے سجدے، ان کا رزق اور تقدیر اللہ نے لکھی ہے اور وہ اللہ کے ہر حکم کی اطاعت ہزاروں سالوں سے بلا چون و چرا کر رہے ہیں۔

مشاہدے میں ہے کے جب سے دنیا بنی ہے نا سورج کبھی غیر حاضر ہوا اور نا ہی اس نے کبھی ایک لمحے تاخیر کی وہ نہایت مستعدی سے ہر روز مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہو جاتا ہے ،سورج اللہ کی ایک مستعد مخلوق ہے جو ہر روز اپنا کام نہایت ذمہ داری سے انجام دیتا ہے اور وہ قیامت تک یہ ذمہ داری نہایت مستعدی سے انجام دیتا رہے گا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔ ۱۷

ترجمہ۔(اللہ) نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگا یا ہوا ہے، یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ۔۱۸

ترجمہ۔(اللہ) نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر فرمایا ہے ہر ایک وقت پر مقرر تک جاری ہے، خبردار وہ زبردست ہے بڑا بخشنے والا ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۔۱۹

ترجمہ۔نا سورج کی یہ مجال ہے کے وہ چاند کو جا پکڑے، یہ سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ۔۲۰

ترجمہ۔(اللہ) کے حکم سے سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں۔

سورج کی روشنی سے فصلیں، اناج، پھل اور سبزیاں پکتے ہیں، جن ممالک میں دن کا دورانیہ زیادہ ہوتا ہے ان ممالک میں پھل اور سبزیاں زیادہ بڑے سائز کے کاشت ہوتے ہیں کیونکہ انھیں سورج کی بہت روشنی حاصل ہوتی ہے تاہم سورج کی تپش اور روشنی سے کئی بیماریوں، وباؤں اور بلاؤں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

کائنات میں بے شمار سورج:

ہمارا سورج ہماری زمین سے دس لاکھ گنا زیادہ بڑا ہے، ہمارے سورج جیسے (5,00,000) ملین ستارے ہمارے ملکی وے میں موجود ہیں سورج مختلف گیسز کا مجموعہ ہے۔سورج کے مرکز میں واقع ہونے والے ایٹمی ری ایکشنز توانائی کو خارج کرتے ہیں، سورج ہماری زمین سے قریب ترین ستارہ ہے جس کا با آسانی مطالعہ ممکن ہے، سورج کی سطح پر کچھ تاریک دھبے بھی پائے جاتے

ہیں جن کو شمسی دھبے' کہا جاتا ہے تاہم یہ دھبے ہر گیارہ سال کے بعد مزید نمایاں ہو جاتے ہیں ہمارے سورج کا زمین سے فاصلہ تقریباً (14,96,80,000) کلومیٹر ہے کہکشاں کے مرکز سے سورج کا فاصلہ (30,000) نوری سال ہے سورج کے مرکز میں ہائیڈروجن کے ہیلیئم میں تبدیل ہونے کی شرح (60) کروڑ ٹن فی سیکنڈ ہے چنانچہ یہ توانائی سطح تک پہنچتی ہے اور پھر خلاء میں سفر کرتی ہے ہائیڈروجن کے ہیلیئم میں تبدیل ہونے کا مطلب یہ ہے کے سورج ہر منٹ میں اپنے کل حجم میں سے ۴۰ لاکھ ٹن خرچ کر رہا ہے تاہم کرہ ارض کے فضائی کرے میں پہنچنے والی شمسی توانائی کی مقدار (1.37) کلوواٹ بجلی فی مربع میٹر کے برابر ہے۔

ہمارا سورج اپنی وسعت کے اعتبار سے اتنا بڑا کے اس میں مشتری سیارے جتنے 1300 سیارے با آسانی سما سکتے ہیں۔

دوسری جانب UY Scoty نامی سیارے میں ہمارے سورج جتنے تقریباً 5. 1 ارب سورج با آسانی سما سکتے ہیں۔

کائنات میں ہمارے سورج جیسے (5,00,000) ملین ستارے ہمارے ملکی وے میں موجود ہیں۔ کائنات میں موجود بے شمار سورجوں کا خالق و مالک اللہ تبارک تعالی ہے سورج اللہ کی نشانیوں میں ایک عظیم نشانی ہے جو اللہ کے حکم سے طلوع اور غروب ہوتا ہے سورج بھی دیگر مخلوقات کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہے جو شعور رکھتا ہے قرآن کریم میں اللہ نے سورج کی قسم کھائی ہے اور سورہ الشَّمْسِ (سورج) نامی ایک سورہ کو نازل فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۔۲۱

ترجمہ۔ قسم ہے سورج کی اور قسم ہے سورج کی روشنی (دھوپ) کی۔

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۔۲۲

ترجمہ۔ قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کے پیچھے آجائے۔

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۔۲۳۔

ترجمہ۔ قسم ہے دن کی جب وہ اس کو خوب روشن کردے۔

سورج کی پیلی رنگت:

سورج کا اصل رنگ سفید ہے لیکن سورج کی short wave lenght ہونے کی وجہ سے وہ ہمیں پیلا نظر آتا ہے اگرچہ کائنات اور ہمارے اردگرد کئی ایسی اشیاء ہیں جن کی اصل رنگت کچھ اور ہوتی ہے لیکن وہ دیکھنے میں کسی اور رنگ کے نظر آتے ہیں۔

سورج غروب ہو کر کہاں جاتا ہے؟ ارشاد خداوندی ہے!

وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۔۲۴

ترجمہ۔ سورج اپنی مقرر شدہ منزل تک چلتا رہتا ہے، یہ بہت غالب اور بے حد علم والے کا بنایا ہوا نظام ہے۔

سورج کی قرارگاہ عرش کے نیچے ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سورج کی قرارگاہ عرش کے نیچے ہے۔ ۲۵؎

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جانتے ہو کے سورج غروب ہو کر کہاں جاتا ہے؟ تو صحابہ نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سورج عرش تلے جا کر اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس وقت تک اسی حالت میں رہتا ہے یہاں تک اس سے کہا جاتا ہے کے بلند ہو اور جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا، تو وہ لوٹ کر اپنی طلوع ہونے کے مقام سے طلوع ہوتا ہے یہ معمول اسی طرح سے جاری رہے گا اور لوگ اس میں کچھ فرق نہ پائیں گے یہاں تک کے ایک دن جب سورج عرش کے نیچے سجدہ کرے گا تو تو اس سے کہا جائے گا کے بلند ہو اور مغرب سے طلوع ہو اس دن سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور کیا تم جانتے ہو کے وہ کون سا دن ہو گا؟ وہ دن ایسا ہو گا جس دن کسی ایسے انسان کا ایمان قبول نہ ہو گا جس اس سے پہلے مسلمان نہ ہو چکا ہو یا جس نے اس سے پہلے ایمان لا کر کوئی نیکی نہ کی ہو۔ ۲۶؎ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا یہی مطلب ہے!

وَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔۲۷

ترجمہ۔سورج اپنی مقرر شدہ منزل تک چلتا رہتا ہے، یہ بہت غالب اور بے حد علم والے کا بنایا ہوا نظام ہے۔

حضرت ذوالقرنین:

علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کا اس بات پر اتفاق ہے کے ذولقرنین اللہ کے برگزیدہ نبی تھے جن کو اللہ تعالی نے زمین میں اقتدار اور اختیار عطا فرمایا۔ذولقرنین کی نبوت کے ثبوت میں علماء کرام قرآن کریم کی اس آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں!

قُلۡنَا یٰذَا الۡقَرۡنَیۡنِ اِمَّاۤ اَنۡ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنۡ تَتَّخِذَ فِیۡهِمۡ حُسۡنًا ۔۲۸

ترجمہ۔ہم نے کہا اے ذوالقرنین آپ ان کو سزا دو اور یا ان میں خوبی کا معاملہ اختیار کرو۔

علماء کرام لکھتے ہیں کے اللہ تعالی پیغمبروں، انبیاء اور رسولوں سے بذریعہ وحی کلام فرماتے ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کے اللہ تعالی نے ان سے فرمایا! ائے ذولقرنین! آپ ان کو سزا دیں یا ان میں خوبی کا معامل کریں۔

اس آیت کے مطالعے سے معلوم ہوا کے اللہ تعالی ذولقرنین سے مکالمہ فرمارہے ہیں، یعنی وہ اللہ کے نبی اور پیغمبر ہیں جب ہی اللہ انھیں حکم دے رہے ہیں، کیونکہ عام انسان سے اللہ کلام نہیں کرتے۔

تاہم جیسے ہی ذولقرنین کو نبی سمجھ لیں گے تو ان کے اختیارات، فراست، طاقت اور علم وفہم کا بھی کماحقہ ادراک حاصل ہوجائے گا، اسی تناظر میں یاجوج ماجوج کو روکنے کے لئے تعمیر کی گئی دیوار کی حقیقت کو بھی سمجھنے میں مدد ملے گی، کیونکہ انبیاء کرام عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتے ہیں، ان کے اختیارات کا دائرہ بے حد وسیع ہوتا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کے ذوالقرنین اللہ کے نبی تھے۔۲۹

علامہ حجر عسقلانی اور علامہ امام رازی نے ذوالقرنین کو اللہ کا نبی ہی مانا ہے۔

ابن اسحاق، فریابی، ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ علی بن ابی طالبؓ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کے وہ ایسا بندہ تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے محبت کی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اس نے اللہ کے لئے اخلاص پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اخلاص کی قدردانی فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک قوم کی طرف بھیجا۔ ۳۰

اللہ تعالی کے کچھ برگزیدہ انبیاء اور رسول ایسے بھی ہیں جنھوں نے اس دنیا کے علاوہ دیگر دنیاؤں میں بھی اللہ کے پیغامات کو پہنچایا ہے یعنی دیگر آسمانی زمینوں پر بھی دعوت دین کی ذمہ داریاں ادا کی گئیں ہیں۔

کیونکہ قرآن خود کہتا ہے!

وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق! اللہ نے ہر زمین پر بنی نوع انسانیت کے لئے پیغمبر بھیجے۔

یعنی۔وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔ یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم، نوح کے مثل نوح، ابراہیم کی مثل ابراہیم اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔

کچھ اہل علم حضرات کا یہ ماننا ہے کے یاجوج ماجوج کسی دوسرے سیارے کی مخلوق تھے، جو زمین پر آکر فساد پھیلاتے تھے، چنانچہ لوگوں نے اس بات کی شکایت ذولقرنین سے کی، اور ان سے مدد طلب کی، چنانچہ انھوں نے اس جگہ ایک دیوار بنائی جہاں سے یاجوج ماجوج دنیا میں آکر فساد پھیلاتے تھے اسی حوالے سا ے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَ اٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ۔۳۱

ترجمہ۔ہم نے اس کو زمین میں اقتدار عطا کر رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۔۳۲۔

ترجمہ۔اس نے (پہلے مغرب کی طرف ایک مہم کا) سروسامان کیا۔

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغۡرِبَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَغۡرُبُ فِیۡ عَیۡنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنۡدَهَا قَوۡمًا ۬ؕ قُلۡنَا یٰذَا الۡقَرۡنَیۡنِ اِمَّاۤ اَنۡ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنۡ تَتَّخِذَ فِیۡهِمۡ حُسۡنًا ۔۳۳

ترجمہ۔حتیٰ کے جب وہ غروبِ آفتاب کی حد تک پہنچ گیا،تو اس نے سُورج کو ایک کالے پانی میں ڈوبتے دیکھا اور وہاں اُسے ایک قوم ملی،ہم نے کہا اے ذوالقرنین! تجھے یہ قدرت بھی حاصل ہے کے ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کے اِن کے ساتھ نیک رویّہ اختیار کرو یہاں غروب آفتاب سے مراد بلیک ہول لیا گیا ہے،یعنی ایک سرکش قوم کو ذوالقرنین نے قید کیا لیکن جب یہ یاجوج ماجوج اپنی دیوار توڑیں گے تو کسی بلندی سے نیچے کی جانب آئیں گے اور یہ اتنی کثیر تعداد میں ہوں گے کے سمندر کا پورا پانی پی جائیں گے یعنی یاجوج ماجوج کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہیں۔(واللہ عالم)

اللہ تعالی نے حضرت ذولقرنین کا واقعہ بھی سورہ کہف میں بیان فرمایا ہے!

اِنَّا مَکَّنَّا لَهٗ فِی الۡاَرۡضِ وَ اٰتَیۡنٰهُ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ سَبَبًا ۔۳۴

ترجمہ۔ہم نے اس کو (ذولقرنین) کو زمین میں اقتدار عطا کیا اور اسے ہر قسم کے اسباب اور وسائل بخشے تھے۔

ذولقرنین اگرچہ مستقل مسافت میں رہے جہاں اجنبی لوگوں سے ان کی ملاقات ہوتی رہی اور وہ ان کی مدد کرتے رہے اور یاجوج ماجوج سے بچاؤ کے لئے وہ ان کی مستقل مدد کرتے رہے کیونکہ اللہ کے قرب کے حصول کا سب سے زیادہ موزوں ترین اور مختصر راستہ خلق خدا کی خدمت میں پوشیدہ ہے،دوسری جانب اللہ کی زمین پر اللہ کے حکم کے نفاذ کا سب سے بڑا حق اللہ کا ہے چنانچہ اللہ کے نظام کے نفاذ کے بعد انسان ہر قسم کے باطلی اور دجالی نظام سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے، ذوالقرنین نے بھی اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی شکر گزاری کرتے ہوئے تکبر سے اللہ کی پناہ چاہی اور اللہ کی نعمتوں پر شکر گزاری کا امتحان پاس کیا۔

سورہ کہف اللہ تعالی نے ان پانچ واقعات کو بیان کرنے کے بعد چار نکات کی نشاندہی فرمائی۔
۱۔جولوگ دنیا کی گہما گہمی میں مبتلا ہیں اصل میں وہی لوگ خسارے میں ہیں۔
۲۔اگرتم اللہ کی تعریف بیان کرنا بھی چاہوتو نا کرسکو گے اوراس کے لئے تمام سمندروں کی سیاہی اورتمام درختوں کے قلم بھی ناکافی ہیں۔ ۳۔اللہ کا دیدار بہت بڑی کامیابی ہے لیکن یہ شرف صرف انھی لوگوں کے حصے میں آئے گا جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کرتے ہیں۔
۴۔حلال طیب رزق کا حصول ایک بہت بڑی عبادت اور جہاد ہے چنانچہ اصحاب کہف نے بھی تین سوسال سونے کے بعد اٹھ کر رزق حلال کو ہی تلاش کیا تھا، رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے اور رزق حلال جنت کا راستہ ہے، چنانچہ اصحاب کہف کیونکہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے، اللہ نے انھیں تین سوسال تک دنیاوی فتنوں سے بچا کر رکھا اور انھیں سلامتی اور نعمتوں میں آسودہ رکھا

وَ الشَّمۡسِ /سورج کی اہمیت:

سورج کی اہمیت اورافادیت روز روشن کی طرح ظاہر اور عیاں ہے۔
ذیل میں سورج سے متعلق کچھ سائنسی حقائق پیش کئے جارہے ہیں۔
سورج کا زمین سے اوسط فاصلہ تقریباً 98,95,14,000 کلومیٹر ہے اوراس کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں 8 منٹ 19 سیکنڈ لگتے ہیں۔تاہم یہ فاصلہ سال بھر یکساں نہیں رہتا۔
3 جنوری کو یہ فاصلہ سب سے کم تقریباً 14,17,00,000 کلومیٹر اور 4 جولائی کو سب سے زیادہ تقریباً 15,21,00,000 کلومیٹر ہوتا ہے۔
مشرق اور مغرب کی کائنات میں سپر کلسٹروں میں سے ایک کلسٹر کی ذیلی کہکشاں ملکی وے اور نظام شمسی کا ایک روشن ستارہ سورج، سورج کو عربی زبان میں شمس ، فارسی زبان میں خورشید، انگریزی میں (Sun) اور اردو زبان میں سورج کہتے ہیں۔
تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کے ملکی وے میں ایسے بے شمار سورج موجود ہے، جن کی تعداد کروڑوں اور اربوں میں بتائی جاتی ہے۔

سورج نظام شمسی کے مرکز میں واقع ایک نہایت روشن ستارہ ہے، زمین سمیت دیگر سیارے، سیارچے اور دوسرے اجسام سورج ہی کے گرد گردش کرتے ہیں۔سورج کی حجم نظام شمسی کی کل کمیت کا تقریباً %99.86 ہے۔

سورج کا زمین سے فاصلہ:

سورج کا زمین سے اوسط فاصلہ تقریباً 150 ملین کلومیٹر ہے اوراس کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں 8 منٹ 19 سیکنڈ لگتے ہیں، تاہم یہ فاصلہ سال بھر یکساں نہیں رہتا۔3 جنوری کو یہ فاصلہ سب سے کم تقریباً 14,17,00,000 کلومیٹر اور 4 جولائی کو سب سے زیادہ تقریباً 15,21,00,000 کلومیٹر ہوتا ہے۔دھوپ کی شکل میں سورج سے آنے والی توانائی ضیائی تالیف کے ذریعے زمین پر تمام حیات کو خوراک فراہم کرتی ہے اور زمین پر موسموں کی تشکیل کا باعث بنتی ہے۔

سورج کی سطح بنیادی طور پر ہائیڈروجن اور ہیلیم سے بنی ہے۔اس میں ہائیڈروجن کا تناسب تقریباً 74٪ بلحاظ کمیت یا 92٪ بلحاظ حجم اور ہیلیم کا تناسب تقریباً 24٪ بلحاظ کمیت یا 7٪ بلحاظ حجم ہے،اس کے علاوہ دوسرے عناصر جیسے لوہا، نکل، آکسیجن، سیلیکان، سلفر، میگنیشیم، کاربن، نیون، کیلشیم اور کرومیم معمولی مقدار میں موجود ہیں۔

سورج کی خصوصیات:

نجمی جماعت بندی میں سورج کا درجہ G2V۔G2 کا مطلب ہے کہ اس کی سطح کا درجہ حرارت تقریباً 780.5 کیلون (510.5 درجہ صد) ہے۔سورج کا رنگ سفید ہے جو بالائی فضاء میں روشنی کے انتشار کے باعث زمین سے اکثر زردی مائل نظر آتا ہے۔یہ روشنی کی کچھ طول موجوں کو منہا کرنے والا اثر ہے جس کے تحت روشنی میں سے چھوٹی طول موجیں، جن میں نیلی اور بنفشی روشنی شامل ہیں، نکل جاتی ہیں۔باقی ماندہ طول موجیں انسانی آنکھ کو زردی مائل دکھائی دیتی ہیں۔آسمان کا نیلا رنگ اسی الگ ہونے والی نیلی روشنی کے باعث ہے۔سورج نکلتے یا ڈوبتے وقت جب

سورج آسمان پر نیچا ہوتا ہے، تو روشنی کو ہم تک پہنچنے کے لیے اور بھی زیادہ ہوا سے گذرنا پڑتا ہے جس کے باعث یہ اثر اور زیادہ شدید ہو جاتا ہے اور سورج نارنجی اور کبھی سرخ نظر آتا ہے۔

سورج کے طیف میں سادہ اور تائین شدہ دھاتوں کی لکیریں پائی جاتی ہیں، اس کے علاوہ ہیلیئم اور ہائیڈروجن کی کمزور لکیریں بھی موجود ہیں، اس کی درجہ بندی میں V اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ ستاروں کی اکثریت کی طرح سورج بھی ایک main sequence ستارہ ہے۔

یہ ستارے اپنی زیادہ تر توانائی ہائیڈروجن کے (فیوزن) سے پیدا کرتے ہیں جس سے ہیلیم کے (مرکزے) پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری کہکشاں میں G2 جماعت کے تقریباً 10 کروڑ ستارے ہیں، سورج کو پہلے ایک چھوٹا اور غیر اہم ستارہ سمجھا جاتا تھا، لیکن اب سورج ہمارے کہکشاں جادہ شیر کے 85% ستاروں سے زیادہ روشن ہے۔

سورج کہکشاں جادہ شیر کے مرکز کے گرد تقریباً 26000-24000 نوری سال کے فاصلے پر گردش کرتا ہے۔

یہ Cygnus جھرمٹ کی سمت میں گردش کر رہا ہے اور 255.22 کروڑ سالوں میں ایک چکر مکمل کرتا ہے۔ اس دورانیے کو ایک کہکشائی سال کہتے ہیں۔ اس کی دوری رفتار (orbital speed) تقریباً 20±220 (کلومیٹر فی سیکنڈ) خیال کی جاتی تھی لیکن ایک نئے اندازے کے مطابق 251 کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔ اس طرح سورج تقریباً ہر 1190 سالوں میں ایک نوری سال یا ہر 7 دنوں میں ایک فلکیاتی اکائی (astronomical unit) کا فاصلہ طے کرتا ہے۔

تحقیق کے مطابق یہ پیمائشیں ہر ممکن حد تک درست ہیں لیکن مزید تحقیق کی بنیاد پر ان میں تبدیلیاں بھی آسکتی ہیں ، ہماری کہکشاں بھی cosmic microwave background radiation یا (CMB) کے مقابل 550 کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے جھرمٹ Hydra کی سمت میں حرکت کر رہی ہے، اس کو ملا کر (CMB) کے مقابل سورج کی کل سمتار تقریباً 370 km/s جھرمٹ Crater یا Leo کی جانب ہے۔

سورج ابھی جادہ شیر کے جس حصے سے گذر رہا ہے اس میں ہم سے قریب ترین 50 ستاروں میں، جو زمین سے 17 نوری سال (1.14+6E کلومیٹر) کے فاصلے تک واقع ہیں، کمیت کے لحاظ

سے اس کا نمبر چوتھا ہے۔

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ دنیا کو سورج کی سطح پر غیر معمولی سکون یا ٹھہراؤ کا سامنا ہے، باالفاظ دیگر سورج ابھی سو رہا ہے۔

سائنسدانوں کے لیے یہ صورت حال انتہائی حیران کن ہے اور وہ جاننے کی کوشش میں ہیں کے سورج پر آنے والے شمسی طوفانوں میں کمی کے دنیا پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

ماضی کے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کبھی سورج پر شمسی طوفان آنا بند یا کم ہو جاتے تھے تو دنیا سردی کی لپیٹ (ice age) میں آجاتی تھی۔

اس مرتبہ سورج کی سطح پر شمسی طوفانوں میں کمی کا زمین کی سطح یا 'گلوبل وارمنگ' پر کیا اثر ہوگا اس کا بھی جائزہ لیا جا رہا ہے۔

بی بی سی کی سائنس کی نامہ نگار ربیکا مورل نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ 'شمالی روشنیاں' دنیا اور سورج کے درمیان انتہائی قریبی تعلق کی یاد دہانی کراتی رہتی ہیں۔

یونیورسٹی کالج آف لندن کی ڈاکٹر لوسی گرین نے اس صورت حال پر بات کرتے ہوئے کہا کہ شمسی طوفانوں کے دورانیوں میں کمی ہو رہی ہے اور اس کا مطلب ہے سورج کی سطح پر جو ارتعاش ہے وہ بھی کم ہو رہا۔

سورج پر ہونے والی حرکت یا ایک مستقل طوفان کی سی کیفیت کی بہت مختلف نوعیتیں ہوتی ہیں۔

سورج پر پائے جانے والے دھبے بہت زیادہ مقناطیسیت کے حامل ہوتے ہیں جو زمین سے دیکھیں تو سیاہ دھبوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

سورج کی شعائیں یا بنفشی شعاعیں زمین کی طرف منعکس ہوتی ہیں اور سورج کی سطح سے اٹھنے والے شعلے اربوں ٹن 'چارج پارٹیکلز یا (برقی ذرات) خلاء میں بکھیر رہے ہیں۔

سورج پر ہونے والا یہ ارتعاش ہر گیارہ برس میں کم اور زیادہ ہوتا ہے۔ یہ سورج پر ارتعاش کی انتہا یا عروج کا زمانہ ہے جسے سائنسی اصطلاح میں 'سولر میکسیمم' کہا جاتا ہے لیکن اس وقت سورج پر غیر معمولی ٹھہراؤ ہے اور وہ سرگرمی نہیں ہے جو عام طور پر ہونی چاہیے تھی۔

پروفیسر رچرڈ ہیرسن نے جو تیس سال سے سولر سائنس دان ہیں بتایا کے انھوں نے اپنی زندگی میں

ایسی صورت حال یا سورج کی سطح پر ٹھہراؤ نہیں دیکھا۔ ماضی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کے سو سال قبل اس طرح کی صورت حال پیش آئی تھی۔

سورج کی سطح پر دھبوں کی تعداد سائنسدانوں کی توقعات سے انتہائی کم ہے اور سورج کی سطح پر بلند ہونے والے شعلے متوقع تعداد سے آدھے ہیں۔

پروفیسر رچرڈ کا کہنا ہے کے سترہویں صدی میں کئی دہائیوں تک سورج کی سطح پر پیدا ہونے والے دھبے غائب ہو گئے تھے جس کی وجہ سے کرۂ شمالی میں شدید سردی ہو گئی تھی اور لندن کا دریائے ٹیمز منجمد ہو گیا تھا۔

یورپ کی تاریخ کے اس سرد ترین دور کو 'مونڈر منیمیم' کا نام اس سائنس دان کے نام پر دیا گیا تھا جس نے سورج پر ہونے والی سرگرمی میں کمی کا مشاہدہ کیا تھا۔

مونڈر منیمیم کے دوران صرف دریائے ٹیمز ہی منجمد نہیں ہو گیا تھا بلکہ بحیرہ بالٹک بھی جم گیا تھا۔ شمالی یورپ میں فصلیں تباہ ہونے لگی تھی اور قحط آنا شروع ہو گئے تھے۔

سورج پر سرگرمی میں کمی کا مطلب ہے آنے والی کئی دہائیوں میں زمین انتہائی سرد ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر لوسی گرین نے بتایا کے سنہ 1609ء کے بعد سے مستقل سورج کے دھبوں یا اس پر اٹھنے والے شعلوں کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے اور دنیا کے پاس چار سو سال کے مشاہدات کا ذخیرہ موجود ہے۔

ڈاکٹر لوسی گرین اس بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتیں کہ اس صورت حال کا زمین کے موسم پر کس قسم کا اثر پڑے گا۔ ان کا کہنا تھا کے یہ بہت پیچیدہ معاملہ ہے۔

کچھ سائنس دان تحقیق کی جستجو میں کئی ہزار سال پیچھے چلے گئے ہیں اور انھوں نے برف کی تہ میں دبے ایسے ذرات کا مشاہدہ کیا ہے جو کبھی زمین کی فضا میں پائے جاتے تھے۔ ان ذرات سے سورج پر ہونے والی سرگرمی کے اتار چڑھاو کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک اور سائنس دان مائک لو یکورتھ جنھوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ دس ہزار سال میں پہلی مرتبہ سورج کی سرگرمی میں اتنی تیزی سے کمی ہو رہی ہے۔

انھوں نے کہا کے برف کی تہ اور سورج پر سرگرمی میں واقع ہونے والی کمی کا مشاہدہ کیا جائے تو بیس

سے تیس فیصد تک اس بات کا امکان موجود ہے کے آئندہ چالیس برس میں دنیا مونڈر مینیمم کے حالات کا شکار ہو جائے گی۔

سورج پر سرگرمی میں کمی کا مطلب ہے سورج سے دنیا پر آنے والی بنفشی شعاعوں میں کمی اور اس وجہ سے 'جیٹ سٹریم' متاثر ہو سکتی ہے۔

مائک لویکورتھ کا کہنا ہے کہ جیٹ اسٹریم میں تبدیلی سے شمالی یورپ کو آنے والی گرم ہوائیں بند ہو سکتی ہیں۔سورج کی سطح کی گرمی تب تک ختم نہیں ہوگی جب تک سورج ایک گیند جتنا چھوٹا نہیں ہو جاتا اور اس کی ساری ہائڈروجن ختم نہیں ہو جاتی۔

سورج گردش میں ہے:

سورج سمیت کائنات کی ہر شے صدیوں سے مسلسل گردش میں ہے۔

ایک طویل عرصے تک یورپی فلسفیوں اور سائنس دانوں کا یہ یقین تھا کے زمین، کائنات کے مرکز میں ساکن ہے جبکہ سورج سمیت، کائنات کی ہر شے اس کے گرد چکر لگا رہی ہے، یہ نظریہ جسے ارض ساکن یا ارض مرکزی ساکن بھی کہا جاتا ہے۔

یہ بطلیموس (Ptolmy) کے زمانے (دوسری صدی قبل از مسیح) سے لے کر سولہویں صدی عیسوی تک سب سے زیادہ تسلیم کیا جانے والا سائنسی نظریہ رہا۔

1512ء میں نکولس کو پرنیکس (Nicholas Copernicus) نے (Heliocentric Theory of Planetry Motion) کا نظریہ پیش کیا جس کے مطابق سورج نظام شمسی کا مرکز ہے اور ساکن ہے اور تمام سیارے اس کے گرد گھوم رہے ہیں۔

1609ء میں ایک جرمن سائنس دان یوہانس کیپلر (Yohannus Keppler) نے آسٹرونومیا نووا (Astronomia Nova) کے نام سے ایک کتاب شائع کروائی۔

اس کتاب میں کیپلر (Keppler) نے صرف یہی ثابت نہیں کیا کہ نظام شمسی کے سیارے بیضہ نما مداروں (Eliptical Orbits) میں سورج کے گرد گھومتے ہیں۔ بلکہ اس نے یہ بھی ثابت کیا کے سیارے اپنے محور پر غیر مستقل نوعیت کی رفتاروں سے گردش بھی کرتے ہیں۔ اس علم کی

بدولت یورپی سائنسدانوں کے لیے نظام شمسی کے کئی ایک نظاموں کی درست وضاحت کرنی ممکن ہوگئی۔ بشمول رات اور دن کے تسلسل کے، ان دریافتوں کے بعد یہ سمجھا جانے لگا کے سورج ساکن ہے اور زمین کی طرح اپنے محور پر گردش نہیں کرتا۔

قیامت سے قبل سورج بے نور ہو جائے گا:

سورج اللہ کی ایک روشن دلیل اور نشانی ہے تاہم قیامت سے قبل یہ بے نور ہو جائے گا، تاہم قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کے سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ ذیل میں سورج کے تاریک ہونے کے سائنسی وجوہات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

سورج کی روشنی ایک کیمیائی عمل (Fusion Reaction) کی وجہ سے ہے۔ جو اس کی سطح پر گزشتہ تقریباً پانچ ارب سال سے جاری ہے۔ مستقبل میں کسی موقع پر یہ عمل رک جائے گا اور تب سورج مکمل طور پر بجھ جائے گا جس کی وجہ سے زمین پر زندگی بھی ختم ہو جائے گی۔ سورج کے وجود کی اس فانی خاصیت کے بارے میں ارشادات خداوندی ہیں!

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ۔ ۳۵

ترجمہ۔ جب سورج بے نور ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ سے مراد اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سورج کو اور چاند کو اور ستاروں کو لپیٹ کر جہنم میں پھینک دیں گے اور اللہ تعالیٰ دبور ہوا کو بھیجیں گے جس سے سمندر بھڑک جائے گا یہاں تک کے سمندر بہت بڑی آگ بن جائیں گے۔ ۳۶

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورج اور چاند کو قیامت کے دن لپیٹ دیا جائے گا۔ ۳۷

عبد بن حمید نے ابو صالح ؒ سے روایت کیا کے آیت اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ سے مراد روز قیامت سورج کو جھکا دیا جائے گا، یعنی سورج کو الٹا کر دیا جائے گا۔ ۳۸

عبد بن حمید نے مجاہد ؒ سے روایت کیا کے آیت اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ سے مراد روز قیامت

سورج کونیست ونابود کردیا جائے گا۔۳۹؎

عبد بن حمید نے ضحاکؒ سے روایت کیا کہ آیت اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ سے مراد روز قیامت جب سورج کی روشنی ختم کردی جائے گی۔۴۰؎

سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر نے ربیع بن خثیمؒ سے روایت کیا کہ آیت اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ سے مراد ہے جب سورج کو پھینک دیا جائے گا۔۴۱؎

وَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ۔ ۴۲

ترجمہ۔سورج، اپنے ٹھکانے کی طرف جارہا ہے، یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ كُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ یُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّكُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّكُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کو مسخر فرمایا، ہر ایک مدت مقررہ کے مطابق چلتا ہے، وہ کاموں کی تدبیر فرماتا ہے، نشانیوں کو واضح طور پر بیان فرماتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرلو۔۴۳؎

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ كُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى۔ ۴۴

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج کو اور چاند کو مسخر فرمایا ہر ایک مقررہ وقت کے لیے چلتا ہے۔

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ كُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفَّارُ۔ ۴۵

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کو مسخر فرمایا، ہر ایک وقت پر مقرر تک جاری ہے، خبردار وہ زبردست ہے بڑا بخشنے والا ہے۔

قیامت کی ایک نشانی (سورج کا مغرب سے طلوع ہونا):

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا، تو لوگ یہ دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن ان کا اس وقت ایمان لانا انھیں کوئی فائدہ نا دے گا۔۴۶؎

جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو اس وقت خروج دابۃ الارض ہوگا۔

حفاظ ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں، مغرب سے طلوع آفتاب کے وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، اسی وقت دابۃ الارض کا ظہور ہوگا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمۡ يَكُ يَنۡفَعُهُمۡ اِيۡمَانُهُمۡ لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ قَدۡ خَلَتۡ فِىۡ عِبَادِهٖ‌ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الۡكٰفِرُوۡنَ

۴۷؎ ترجمہ۔ سو ان کے ایمان نے انکو کچھ نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور اس موقع پر کفر کرنے والے خسارہ میں رہ گئے۔

حضرت صفوانؓ نے توبہ اور معافی سے متعلق ایک حدیث بیان فرماتے ہوئے بتایا! اللہ نے مغرب میں ایک دروازہ رکھا ہے، جو اس وقت سے کھلا ہوا ہے جب سے اللہ نے زمین اور آسمان کو تخلیق فرمایا ہے، اس دروازے کی چوڑائی ستر سالوں کی مسافت پر محیط ہے تاہم یہ دروازہ مغفرت اللہ نے کھول کر رکھا ہے اور یہ دروازہ اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع نا ہو جائے۔ اور یہ وہ دروازہ ہے جس سے جانے والی توبہ کو اللہ قبول فرماتا ہے۔ ۴۸؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِيَهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَوۡ يَاۡتِىَ رَبُّكَ اَوۡ يَاۡتِىَ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ‌ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنۡفَعُ نَفۡسًا اِيۡمَانُهَا لَمۡ تَكُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ كَسَبَتۡ فِىۡۤ اِيۡمَانِهَا خَيۡرًا‌ ؕ قُلِ انْتَظِرُوۡۤا اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ۔ ۴۹

ترجمہ۔ یہ لوگ بس اس بات کا انتظار کرتے ہیں کے ان کے پاس فرشتے آجائیں یا آپ کا رب آجائے یا آپ کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آجائے جس دن آپ کے رب کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آجائے گی تو کسی شخص کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرما دیجئے کہ تم انتظار کرو۔ ہم انتظار کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور صحابہ سے فرمایا! اے اللہ کے بندوں اللہ کی طرف توبہ کرو، عنقریب تم سورج کو مغرب کی طرف سے دیکھو گے، جب ایسا ہوگا تو توبہ روک لی جائے گی۔ نامہ اعمال لپیٹ لیا جائے گا اور ایمان ختم ہوجائے گا۔لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس کی کوئی نشانی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نشانی یہ ہے کے تمہاری رات تین راتوں کے بقدر طویل ہوجائے گی، وہ لوگ جاگیں گے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں تو وہ اللہ کے لئے نماز پڑھیں گے پھر وہ اپنی نمازوں کو پورا کریں گے اور رات ابھی تک ختم نہیں ہوگی وہ لوگ لیٹیں گے یہاں تک کے جب بیدار ہوں گے تو رات اپنی جگہ پر ہوگی، جب وہ اس کو دیکھیں گے تو وہ خوف کریں گے کہے بہت بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے جب صبح کریں گے تو ان پر سورج کا طلوع ہونا لمبا ہوجائے گا اس درمیان کہ وہ اس کا انتظار کر رہے ہوں گے کے اچانک ان پر مغربی طرف سے سورج طلوع ہوگا جب ایسا ہوگا تو کسی جان کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا اگر وہ اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔۵۰؎

اہل علم کے نزدیک یہ دروازے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ Interconnected ہیں

حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کی ایک بڑی نشانی میں سے بڑی نشانی سورج کا مغرب سے نکلنا ہے، پھر اس کے بعد زمین کا جانور نکلے گا اور اس میں سے جو بھی نشانی پہلے ظاہر ہوگی دوسری نشانی اس کے فوراً بعد ظاہر ہوجائے گی۔

مغرب سے سورج نکلنے سے قبل آسمان کا افق ایک گول حلقے کی مانند ہوجائے گا جس کے اندر سے سورج طلوع ہوگا۔۵۱؎

سورج کے مغرب سے نکالنے کے حوالے سے قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

قَالَ اِبۡرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاۡتِىۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِهَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىۡ كَفَرَ ۔۵۲

ترجمہ۔ابراہیم علیہ السلام نے کہا! بے شک میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو، تم اس

کو مغرب سے نکال لاؤ، تو (یہ سن کر) اس کے ہوش اڑ گئے۔

سورج پرستی/سورج کی عبادت کا تاریخی پس منظر:

آج سے تقریباً 12,000 سال قبل نیولیتھک دور میں سورج نے انسان کو اپنے سحر میں گرفتار کرتے ہوئے لوگوں کی مکمل توجہ حاصل کر لی، کیونکہ سورج روشنی اور زندگی کی نوید دیتا، فصلوں کے پکنے میں اپنا کردار ادا کرتا دوسری جانب رات کی تاریکی، خوف، اداسی اور غم کو دور کرتا چنانچہ سورج نے بے شمار تہذیبوں، سلطنت، مذاہب اور فلسفے پر اپنے گہرے اثرات مرتب کئے، قدیم مذاہب میں بادشاہ وقت کو سورج دیوتا کا بیٹا مانا جاتا جس طرح سے سورج دنیا میں اپنی روشنی اور حرارت سے حکمرانی کرتا ہے بالکل اسی طرح سے بادشاہ وقت بھی کیونکہ سورج کا بیٹا ہے چنانچہ بادشاہ وقت سورج دیوتا سے طاقت اور توانائی حاصل کرتا۔

سورج کی عبادت قدیم ادوار میں ایشیاء سے لے کر مصر تہذیب تک وسطی امریکہ میں مایان اور ایزٹیک تہذیبوں سے لے کر جنوبی امریکہ میں انکا لوگوں تک رائج رہی۔

ا۔قدیم بابل (عراق) میں سورج پرستی:

مورخین عراق کی قدیم وادی میسوپوٹامیا کو دنیا میں سب سے پہلا آفتاب پرستی کا مرکز قرار دیتے ہیں۔ ابتداء میں عراق چھوٹی چھوٹی کئی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اور ہر ریاست میں الگ دیوتا اور مذہب تھا لیکن آگے چل کر بابلیوں کے یہاں بڑے دیوتاؤں میں سورج دیوتا شمس اور مردوک سمجھے جانے لگے جبکہ مردوک دیوتا کی شکل بیل سے مشابہہ ہے اور اس کو زمین کا دیوتا تصور کیا جاتا ہے چنانچہ جب حمورابی نے اپنا مجموعہ قوانین مرتب کیا تو اس نے ابتدائی کلمات میں اس بات کا اقرار کیا کے یہ قانون خود میری ذاتی اختراع نہیں بلکہ سورج دیوتا شمس کا ودیعت کردہ ہے اگرچہ بابلی سورج کو عظیم دیوتا مانتے اور اس کی مختلف شبیہات بھی بناتے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ علامتیں متروک ہوتی گئیں اور شمس دیوتا کے لئے (۲۰) کا عدد لکھا جانے لگا چنانچہ ۲۰ نمبر شمس دیوتا کی نمائندگی کا مظہر تصور کئے جانے لگا۔

بابل کی کھدائی کے دوران ملنے والے کتبات سے یہ معلوم ہوتا ہے کے اہل بابل تقریباً 5000 دیوی اور دیوتاؤں کی عبادات کرتے قدیم بابل میں موجود ہر شہر کا الگ خدا ہوتا 'ار' شہر کا خدا رب البلد ننار (چاند دیوتا) تھا تاہم حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کے بابل کے قدیم شہر 'ار' میں پیدا ہوئے جن کی قوم زبردست مظاہر پرست تھی انھوں نے اپنی قوم کو اس مظاہر پرستی اور سورج، چاند ستاروں کی عبادت سے سختی سے روکا۔ ۵۳

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًاۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۔ ۵۴

ترجمہ۔ جب اس پر رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک ستارہ دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ ستارہ غروب ہوگیا تو یوں کہا کہ میں غائب ہوجانے والوں سے محبت نہیں رکھتا، پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہوگیا تو کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں سے ہوجاتا، جب (ابراہیم) نے سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا! یہ میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب سورج غروب ہوگیا تو کہا اے میری قوم میں ان چیزوں سے بری ہوں، جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔

بابلی سورج، چاند، ستاروں، اجرام فلکی اور دیگر قدرتی چیزوں کی عبادات کیا کرتے وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی کی خاطر ان پر مال وزر، سونا، چاندی، غلہ، اناج، اور شراب کے چڑھاوے چڑھاتے اور اپنی مصیبتوں میں انھیں پکارتے اور ان سے مدد طلب کرتے یہی وجہ تھی کے وہ بیماری، پریشانی، فصل کی خرابی، زمینی آسمانی آفات وبلیات اور دیگر تمام مواقعوں پر اپنے دیوتاؤں کے حضور اپنی حاجات کو نہایت عاجزی سے پیش کرتے اس کے ساتھ ہی مختلف دیوی دیوتا جن

میں محبت کی دیوی 'عشتار' (جو بعد میں وینس کہلائی) اس کی بھی عبادت کی جاتی اور ہر سال اس کے اعزاز میں موسم بہار کے آغاز میں جشن منایا جاتا زمین کے دیوتا مردوک کی شکل (بیل کے جیسی تھی) اس کا بھی سالانہ جشن منایا جاتا جس میں تمام لوگوں کی شرکت ضروری تھی بالکل اسی طرح سے آسمان کا دیوتا آنو جو آسمان سے بارش برساتا اگر وہ غضب ناک ہو کر تیز ہوائیں اور طوفان بپا کرتا تو اہل بابل اس کے آگے جھک کر اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے چڑھاوے چڑھاتے اور ان چڑھاؤں کو چڑھانے کے دوران مذہبی پروہت کچھ مذہبی اشلوک بھی پڑھا کرتے۔

اہل بابل نے علم نجوم میں بھی کئی کمالات دکھائے جو سینہ بہ سینہ اگلی نسلوں تک منتقل ہوتے گئے بابلی ستاروں کی چال سے انسانوں کی قسمت، ان کی زندگی پر اس کے سعد و نحس اثرات، بحری جہاز اور قافلوں کے راستوں کا تعین کرتے اس کے ساتھ ساتھ وہ ان ستاروں اور سیاروں سے وابستہ دیوی دیوتاؤں کی پوجا بھی کیا کرتے تاہم ان لوگوں نے اپنی عمارتوں کی تعمیر میں ان سات ستاروں اور ان کی شبیہات کو شامل کیا بابلی سورج، چاند اور ستاروں کی نہ صرف عبادات کرتے بلکہ آسمان پر چاند کی گھٹتی بڑھتی شکل سے بھی پیشن گوئیاں اخذ کرتے جیسے کے ابتدائی تاریخوں کے چاند (ہلال) کو بادشاہ کے لئے سعد، دشمنوں پر فتح مندی اور ظفر مندی کی علامت تصور کیا جاتا اسی طرح سے سورج اور چاند گرھن کے انسانی زندگی پر اثرات کو بھی اہمیت حاصل تھی۔ ماہر نجوم اپنی پیشن گوئیوں کے سبب اہل دربار میں شہنشاہوں، امراء اور وزراء کے قریب سمجھے جاتے اور سعد پیشن گوئیوں کے نتیجے میں قیمتی انعامات کے مستحق قرار پاتے یہی نہیں بلکہ اہل بابل نے علم ہئیت میں بھی کافی دسترس حاصل کی اور آسمان اور اس پر موجود ستاروں کی تصویر کشی اور ان سے نتائج اخذ کئے بخت نصر کے دور حکومت میں علم فلکیات نے کافی ترقی کی جبکہ ماہرین ہئیت نے چاند اور سورج کے مدار کا خاکہ ترتیب دیتے ہوئے بارہ بروج کے منطقوں کو بھی ترتیب دیا اور وہ ستاروں اور سیاوروں کے فرق سے بھی واقف ہوئے۔

اہل بابل نے چار موسموں کو دریافت کرتے ہوئے ان مہینوں کا تعین کیا اور سال کو بارہ قمری مہینوں میں تقسیم کیا ان کے حساب کے مطابق سال کے ۳۵۴ دن تھے جنھیں وہ مختلف مہینوں میں

شمار کرتے اسی طرح سے انھوں نے ایک مہینے کو چار ہفتوں میں تقسیم کیا ایک منٹ میں ۶۰ سیکنڈز کو بھی ترتیب دیا اس کے علاوہ انھوں نے پانی اور سورج سے چلنے والی گھڑیاں بھی بنائیں۔

۲۔قدیم مصر میں سورج پرستی:

مصر میں مذہب کی حیثیت ہر چیز سے بلند و بالا تھی تاہم اس کے اثرات نے تمام شعبہ ہائے زندگی کو نہایت گہرائی سے متاثر کیا تھا اگر چہ مصریوں کے مذہبی اعتقادات میں کوئی یکسانیت اور تسلسل نہ تھا وہ بہت سے خداؤں کی پوجا کرتے یہی نہیں بلکہ ان کے ہر شہر اور خطے کا خدا بھی علیحدہ تھا اور ایک اندازے کے مطابق! پورے مصر میں اس وقت دو ہزار دوسو سے زائد خداؤں کی کسی نہ کسی طور پر عبادت کی جاتی تھی ان خداؤں میں سب سے بڑا خدا۔راع عمون تھا جس کو مصری سورج کا دیوتا مانتے تھے اس خدا کا سب سے بڑا مندر میمفس کے پاس ہیلی پولس میں تھا جو آگے چل کر پورے مصر کا مذہبی مرکز بنا۔

دنیا کی تخلیق سے متعلق بھی ان کے نظریات کچھ عجیب تھے ان کا یہ ماننا تھا کے ابتداء میں آسمان اور دریائے نیل باہم ایک گنبد کی شکل میں تھے جس میں ان کے خداؤں کی ارواح رہا کرتیں جبکہ خلاء میں ایک گائے بھی تھی جو زمین کی دیوی 'ایتھر' تھی جس کے قدموں تلے ساری دنیا ہے جب یہ گائے اپنا ایک پاؤں اٹھاتی ہے تو زمین میں زلزلے آتے ہیں ایتھر کا شکم دس ہزار ستاروں سے مزین ہے۔

قدیم مصریوں کا یہ بھی ماننا ہے کے سورج دیوتا راع عمون از خود پانی سے پیدا ہوا اس کے بعد ہوا کا دیوتا 'شو' اور نمی کی دیوی 'تیفنت' کو پیدا کیا گیا پھر انھی کے باہم اختلاط سے زمین کا دیوتا 'گیب' اور آسمان کی دیوی 'نت' پیدا ہوئے پھر ان کی اولادوں میں مزید دیوی دیوتا پیدا ہوئے جن کے نام عوسیرس عیسیس،سیتھ اور نیفشت ہیں،سیتھ نے جلن وحسد کی بنیاد پر اپنے بھائی عوسیرس کو قتل کردیا (یہ واقعہ ہابیل کا قابیل کے ہاتھوں قتل سے مشابہہ ہے) پھر عیسیس نے عوسیرس کو دوبارہ زندگی دی چنانچہ وہ مردوں کی دنیا کا بادشاہ بنا پھر عیسیس سے ہورس پیدا ہوا جس نے اپنے چچا سیتھ کو شکست دے کر مصر میں متحدہ حکومت کی بنیاد ڈالی لہٰذا انھی نظریات کی بنیاد پر مصر میں آسمانی بادشاہت کے تصور نے فروغ پایا مصر پر حکومت کرنے والا ہر فرعون عوسیرس کا بیٹا تصور کیا جاتا تھا

مزید یہ کے سورج دیوتا اس قدر اہمیت اختیار کر گئے کہ تمام فرعون سورج دیوتا کے فرزند گردانے جاتے۔

اس کے ساتھ ساتھ اہل مصر درختوں، جانوروں اور قدرتی مظاہر کی بھی عبادات کیا کرتے یعنی ان کا ذہن جس چیز سے متاثر ہوتا (خوف یا محبت) تو وہ اس کی خوشنودی کی خاطر اس کی عبادت شروع کر دیتے چنانچہ مصر کے تمام حکمرانوں نے ان بے شمار دیوی اور دیوتاؤں کے خوبصورت اور عظیم الشان منادر تعمیر کروائے۔۵۵؎

مصر کا ایک فرعون جس کا نام اخناتون تھا اس نے دن کے دیوتا (آتن) کی عبادت کے نظریے کو رائج اور عام کیا اور اس مقصد کے لئے اس نے آتن دیوتا کے منادر بھی تعمیر کروائے جبکہ اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس نے بذات خود ایک بھجن بھی تیار کیا اخناتون نے حکم دیا کہ تمام دیوتاؤں سے قطع نظر صرف اور صرف آتن کی ہی عبادت کی جائے۔۵۶؎

قدیم مصر میں سورج دیوتا کی عبادت بھی لازمی حیثیت کی حامل تصور کی جاتی ہے ان کے عقیدے کے مطابق سورج ایک آسمانی گائے کا ایک سنہرا بچہ ہے جو روز زندہ ہوتا ہے اور روز مرتا ہے جبکہ کبھی کبھی سورج کو عقاب سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہیلی پولس کے پروہتوں نے اوسیرس دیوتا کو سورج دیوتا ہی قرار دیا ہے اسی نظریے کے تحت وہ اپنے تمام فرعونوں کو بھی سورج دیوتا کی اولاد تصور کرتے ہیں اور وہ فرعون ان کے بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے معبود بھی ہوتے ہیں جن کی عزت و تکریم کسی عظیم دیوتا سے کم نہیں ہوتی۔ مصری سورج دیوتا کو آمن اور آتم بھی کہتے ہیں چنانچہ قدیم مصری سورج کو ہی خالق عالم تصور کرتے تھے جبکہ مصر کا بادشاہ اپنے آپ کو سورج دیوتا کا بیٹا کہا کرتا۔

مصریوں کے یہاں اپنے دیوی اور دیوتاؤں کی خوشنودی کے حصول کے لئے ان کے چرنوں میں قیمتی ہیرے جواہرات کے علاوہ انسانی قربانی اور اس کے خون کے چڑھاوے کو پیش کرنے کی بھی بڑی مضبوط روایت موجود تھی اور اس ضمن میں کنواری اور خوبصورت لڑکیوں کا انتخاب کیا جاتا تھا اور انھیں سورج دیوتا کے مندر میں بھینٹ چڑھایا جاتا تھا تاہم مصر کا ایک فرعون عامن حوطب دوم نے شام سے لائے گئے قیدیوں کو قتل کر کے ان کے خون کو خود اپنے ہاتھوں سے عامون راع کے

قدموں میں نذر کیا تھا۔

۳۔اہل سومیر میں سورج پرستی:

اہل سومیر بنیادی طور پر بت پرست تھے اوران کے کئی دیوی دیوتا تھے جن سے یہ اپنی حاجات طلب کیا کرتے چنانچہ جس شے سے یہ خوف محسوس کرتے اس کی عبادت شروع کردیتے تاکہ اس کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں لہٰذا ہوا، پانی،سمندر،دریا، میٹھے پانی،کھارے پانی اورسورج دیوتا کی عبادت بڑے شوق سے کی جاتی جبکہ ان کے یہاں کے بادشاہ اپنے آپ کو ان دیوتاؤں کا بیٹا سمجھتے تھے۔۵۷؎

۴۔اشورقوم میں سورج پرستی:

قوم اشورسورج کی عظمت اوراس کے پر شکوہ جلال سے بے حد متاثر تھے، چنانچہ ان کے یہاں سورج دیوتا کی پوجا بڑے اہتمام سے کی جاتی،اشوریوں کا یہ ماننا تھا کے تمام دنیا بھوت پریت اور شیطانی طاقتوں سے بھری ہے لہٰذا جنتر منتر اور پوجا پاٹ کے ذریعے ہی ان بری شیطانی قوتوں سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔۵۸؎

۵۔قوم سبا کی سورج پرستی:

قوم سبا یمن میں آباد ایک قوم تھی جس کے عروج کا زمانہ گیارہ سوق م تھا اگرچہ اس قوم کا شہرہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دور سے ہی تھا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں آپ کی جانب سے ملکہ سبا کو دین اسلام کی دعوت دی گئی ،جس کو اس نے قبول کیا بعدازاں ملکہ کی دیکھا دیکھی پوری قوم سبا بھی حلقہ اسلام میں داخل ہوگئی۔

قوم سبا سورج پرست تھی اس جانب قرآن کریم کی یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے!

وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ ۵۹

ترجمہ۔(ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کے میں نے قوم سبا) کو اس حالت میں پایا کے وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔

٦۔آریا قوم میں سورج پرستی:

قدیم آریا قوم سورج پرست تھی، یہ قوم 4000 سال قبل ترکمنستان سے کوہ ہمالیہ کے شمالی اور مغربی دروں کے راستے پنجاب میں وارد ہوئی اور پنجاب کے شہر جہلم میں انھوں نے پڑاؤ ڈالا، یہ قوم فطری مظاہر سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کیا کرتی، دوسری جانب اس قوم کے مذہبی پیشواؤں نے ٹلہ کو سورج پرستی کا گڑھ بنایا تاہم ٹلہ جوگیاں نامی علاقہ جہلم کے جنوب مغرب کی جانب براستہ دینہ میں ۳۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

٧۔فارسی قوم (ایران) میں سورج پرستی:

قدیم فارس (ایران) میں سورج دیوتا 'متھرا' کی بھی عبادت کی جاتی شاید اس کی وجہ یہ تھی کے سورج کے طلوع ہوتے ہی ہر منظر صاف، روشن اور چمکدار اور ہر سو اجالا پھیل جانے کے ساتھ ہی حرکت، حرارت، سکون، اطمینان، خوشی اور روشنی کا احساس اجاگر ہوجاتا لیکن سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ہی قدیم انسان اندھیرے، خوف، تاریکی، سکوت، تمام دلفریب مناظر کا نگاہوں سے اوجھل ہوجانے اور ساری کائنات پر ایک سناٹے کا راج کے قیام کے سبب ہمیشہ سے ہی خوفزدہ رہا لہٰذا قدیم انسان نے سورج کی حرارت اور روشنی کی وجہ سے اس کی عبادت شروع کی اگرچہ یہ بتانا ناممکن ہے کے اس نے سورج کی عبادت کیوں کی لیکن قرائین یہی بتاتے ہیں کے اس کی ممکنہ وجوہات یہی تھیں۔ ٦٠ے

٨۔قدیم روم میں سورج پرستی:

اہل روم مذہبی اعتبار سے بت پرست تھے اور اس ضمن میں وہ اہل یونان سے بے حد متاثر تھے اگرچہ ان کے دیوی دیوتاؤں کے نام یونانی دیوی دیوتاؤں سے الگ تھے لیکن ان کے یہاں بھی کثرت سے بت پرستی کی جاتی چنانچہ اولین ادوار میں سورج، جوپیٹر، مارس، کوئرنس کی نا صرف عبادت کی جاتی بلکہ ان کی بے حد تعظیم بھی بجالائی جاتی، اہل روم جوپیٹر دیوتا کو زمین کا محافظ سمجھتے اور مارس دیوتا (مریخ) کو جنگ سے تشبیہ دی جاتی تاہم دشمنوں سے جنگ کی صورت میں اس سے

مدد طلب کی جاتی، اس کے نام کے تہوار منائے جاتے، چند جانور جو کے مارس دیوتا سے منسوب تھے جن میں بھیڑیا اور ہد ہد شامل تھے انھیں بھی مقدس مانا جاتا اور ایک درجے میں ان کی بھی عبادت کی جاتی یہی نہیں بلکہ مارس دیوتا کسانوں اور ان کے کھیت کھلیانوں کے رکھوالے کی حیثیت سے بھی قابل تعظیم تھا چنانچہ اہل روم کا یہ ماننا تھا کے مارس دیوتا ہمیں آسمانی اور زمینی آفتوں، دشمنوں، بلاؤں اور بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے چنانچہ اس کی عبادت تو زندگی کا لازمی جز ہے اسی طرح سے ہرکلیس کو بلند مرتبہ، عزت اور دولت کا دیوتا مانا جاتا لہٰذا اس کی بھی باقاعدگی سے عبادت کی جاتی تاکہ مالی مشکلات سے دور رہا جاسکے اور گھروں اور کاروبار میں دولت کی فراوانی قائم ودائم رہے۔[۶۱]

۹۔قدیم چین میں سورج پرستی:

قدیم چین میں بھی مظاہر پرستی کا عام رواج تھا اور وہ آسمان، سورج، چاند، ستاروں اور آسمانی بجلی کے سحر اور خوف میں مبتلا تھے چنانچہ وہ ان مظاہر قدرت کی عبادت اور پوجا کیا کرتے۔[۶۲]

۱۰۔قدیم جاپان میں سورج پرستی:

قدیم جاپان کی تہذیب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کے وہاں بھی مظاہر قدرت کی عبادات کی جاتی، چنانچہ جاپانی زبان میں شنتو سے مراد 'دیوتاؤں کا راستہ' ہے جاپانی مذہب اور مسلک جس کا آغاز قبل از تاریخ ادوار میں ہوا اور جاپان کی تاریخ میں طویل عرصے تک اہم قومی حیثیت کا حامل رہا اپنے ابتدائی دور میں شنتو نامی مذہبی اعتقادات اور دساتیر کے نظام کا کوئی نام نہ تھا اور نہ ہی اس میں کوئی طے شدہ اخلاقی اصول یا صحائف تھے اگرچہ پوجا روحوں (کامی) کے وسیع وعریض معبدوں تک مرکوز تھی فطری دنیا کے مجسم پہلوؤں مثلاً آسمان، زمین، اجرام فلکی اور طوفانوں کی شبیہوں کی پوجا کی جاتی۔

چھٹی صدی عیسوی میں جاپان کے دیسی مذہب کو بدھ مت اور کنفیوشس مت سے ممیز کرنے کی خاطر شنٹو کا نام دیا گیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے شنٹو پر نہایت تیزی سے بدھ مت نے غلبہ پالیا، شنٹو

عقیدے کے مطابق شہنشاہ کی حاکمیت الوہی حق تھی کیونکہ شہنشاہ کو سورج دیوی اما تیراسوامیکامی کی اولاد مانا جاتا ہے لہٰذا جاپانیوں کو دیوتاؤں کی نسل سے ہونے کے باعث دیگر لوگوں سے افضل مانا جاتا ہے تاہم یہ شہنشاہ ساری دنیا کا حکمران بھی تصور کیا جاتا ہے۔ ۶۳

۱۱۔آزٹک قوم کی سورج پرستی:

آزٹک قوم بھی فطری قوتوں پر بے حدانحصار کیا کرتی اور انھیں بطور دیوتا پوجا کرتے، تاہم اس قوم کا سب سے بڑا اسر دیوتا سورج دیوتا تھا جسے جنگ کا دیوتا بھی کہا جاتا تھا۔ ۶۴

زہرہ یعنی وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہوکر مشرق میں غروب ہوتا ہے:

وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہوکر مشرق میں غروب ہوتا ہے اور یہاں سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں زمین کے (122) دنوں یعنی تقریباً ۴ ماہ کا عرصہ درکار رہوتا ہے، زہرہ کا ایک دن زمین کے (243) دنوں کے برابر ہے یعنی تقریباً ۸ ماہ۔

یہ اللہ کی شان ہے کے سیارہ زہرہ پر سورج مغرب سے طلوع ہوتا ہے لیکن اس کائنات میں کئی ایسے سربستہ مقامات ہیں جہاں سورج اللہ کے حکم سے کسی بھی سمت سے طلوع ہوتا ہو، اللہ کے لئے یہ کیا مشکل ہے، کل بادشاہت اسی کی ہے اور وہ جو چاہے وہ کرسکتا ہے۔

وَ السَّمَآءِ / آسمان:

وَ السَّمَآءِ ، یعنی آسمان اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے، جس کا ذکر قرآن کریم میں تقریباً 310 مرتبہ کیا گیا ہے، سورہ الشّمس میں بھی اللہ تعالیٰ آسمان کے اوصاف بیان فرمارہے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا ۔۶۵

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی اور اس کی جس نے اس کو بنایا۔

آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے:

ابتداء میں زمین اور آسمان باہم ملے ہوئے تھے۔اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۔٦٦

ترجمہ۔آسمان اور زمین آپس میں باہم ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے انہیں جدا کیا۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ ۔٦٧

ترجمہ۔پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا۔

دخان:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! دخان ایک دھواں ہے لیکن یہ وہ دھواں نہیں جس کو ہم دھواں سمجھتے ہیں، اصل میں قدرت نے کاربن (Carbon) کو سب سے پہلے بنایا اور قرآن نے اس کو دخان کا نام دیا اگر قدرت اس دخان یعنی دھوئیں کو نا بناتی تو شائد کائنات نہ ہوتی بالفاظ دیگر اس کائنات کی بنیاد کارب یعنی دخان پر قائم ہے یعنی ایک ایسا دھواں جو جالی دار ہے یہ جالی دار دھواں بقیہ تمام ایٹمز کو پھیلا کر الجھا دیتی ہے، یہ کاربن کی ایک جالی ہے جس میں تمام ایٹمز جمع ہوجاتے ہیں، آسان الفاظ میں کائنات میں پائے جانے والے تمام الیکٹران اور پروٹان کو کاربن نے ہی جمع اور اکھٹا کر رکھا ہے چنانچہ کاربن کو ایک قوت کا ایک راز بھی کہا جاسکتا ہے۔٦٨ ؎
حضور قلندر بابا اولیا مزید فرماتے ہیں! قرآن کریم میں کاربن کی جگہ لفظ دخان استعمال کیا گیا ہے لیکن تصوف کی زبان میں دخان کو روفان کہا جاتا ہے یعنی کاربن سے سینکڑوں ایٹم بنتے ہیں جن کے خواص ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں لیکن یہ بات اہم ہے کے وہ ایک زنجیر کی کڑی ہیں جسے دخان کہا گیا ہے، دوسری جانب یہی کاربن، دخان یا روفان ہی دراصل کل کائنات کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔٦٩ ؎

دو دنوں میں آسمان کی تخلیق:

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ

زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۔۷۰

ترجمہ۔(اللہ) نے دودن کے اندر آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔

یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا ۔۷۱

ترجمہ۔کیا تم لوگوں کی تخلیق زیادہ سخت کام ہے یا آسمان کی؟

یقینا آسمانوں کی تخلیق بہت بڑا اور مشکل کام ہے، جس میں کوئی کلام نہیں ہے، لہٰذا اللہ نے انسان کو جو مختصر قوت دی ہے، اس پر اسے تکبر سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ آسمان اور کائنات کی دوسری قوتیں انسان سے کہیں زیادہ قوی تر ہیں۔

ہر عمارت قوت اور باہم سہارے کے قائم رہتی ہے چنانچہ آسمان کا وسیع تر نظام بھی مضبوط بنیادوں پر استوار ہے، دوسری جانب آسمان پر موجود ستارے اور سیارے ایک منظم نظام میں بندھے ہیں، کوئی معمولی کائناتی گرد یا ستارے اور سیارے کی چال میں بال برابر فرق بھی دیکھنے میں نہیں آتا ہر شے اپنے اپنے مدار میں اللہ کے حکم سے اپنی گردش کے عمل میں محوسفر ہے۔

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۔۷۲

ترجمہ۔اللہ نے آسمان کو تخلیق کیا، جس کی چھت خوب بلند فرمائی۔

وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۔۷۳

ترجمہ۔پھر (آسمان) کا توازن قائم کیا، اور اس کی رات ڈھانکی اور اس کا دن نکالا۔

آسمان دنیا کی مخلوقات:

۵۔فرشتے، ملائکہ سماوی اور حاملان عرش آسمانی دنیا کی مخلوقات ہیں جن کی حرکات وسکنات ہر سمت ہے، تاہم انسان اپنی ظاہری آنکھ سے فرشتوں کو مشاہدہ نہیں کرسکتا۔

۶۔جنات کا تعلق بھی آسمانی دنیا سے ہے، ان کا تولیدی نظام ہے، اور ان کی اولاد بھی پیدا ہوتی ہے

اوران پر موت بھی وارد ہوتی ہے۔

قرآن کریم کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوئی کے اللہ تعالی نے زمین کو چار دنوں جبکہ آسمان کو دو دنوں میں تخلیق کیا یعنی مندرجہ بالا زمینی اورآسمانی مخلوقات کی درجہ بندی اوران کی تخلیقی عمل سے یہ کلیہ تو با آسانی سمجھ میں آ گیا، کے کائنات کو اللہ نے چھ دنوں میں تخلیق فرمایا، قابل ذکر نکتہ یہ ہے کے یہ تمام مخلوقات مکان یعنی Space ہیں جبکہ ان کے درمیان واقع خلاء کو Time یعنی زمان کہتے ہیں۔

کائنات کی چھ حالتیں مل کر ہی زمان ومکان کو وجود میں لاتی ہیں، تاہم تصوف کی اصطلاح میں اس کو چھ یوم کہا گیا، دوسری جانب تمام کہکشانی نظام میں بھی یہی اصول اور قانون کارفرما ہے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ لَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ ۴۷

ترجمہ۔اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، جبکہ اس سے پہلے اُس کا عرش پانی پر تھا۔۔تاکہ تم کو آزما کر دیکھے تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اب اگر اے محمدؐ، تم کہتے ہو کہ لوگو، مرنے کے بعد تم دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے تو منکرین فوراً بول اُٹھتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگری ہے۔

اَلَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ ۴۵

ترجمہ۔وہی تو ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو چھ دنوں میں تخلیق کیا، پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا، رحمٰن کے متعلق سوال اس کی خبر رکھنے والے سے پوچھ۔

قرآن کریم کی مندرجہ بالا سورہ پر تفکر سے یہ عقدہ بھی کھلتا ہے کے زمین اور آسمان کے درمیان کھربوں مخلوقات آباد ہیں جو چھ ایام کا حصہ ہیں۔

اللہ تعالی عرش پر متمکن ہوا سے مراد یہ علم اللہ نے انسان کو عطا فرمایا کیونکہ عرش پر تین مخلوقات تھیں
ا۔ ملائکہ۔ ۲۔ جنات۔ ۳۔ انسان۔

اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو فرشتوں اور جنات کو حکم دیا کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، چنانچہ فرشتوں نے اللہ کے حکم کے مطابق آدم کو سجدہ کردیا لیکن ابلیس جس کا تعلق جنات کی نسل سے تھا اس نے انکار کردیا، اگرچہ یہ واقع عرش پر پیش آیا۔

حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے خلیفہ اور نائب کے منصب پر فائز ہیں، اللہ نے انھیں علم الاسماء عطا فرمایا تاہم علم الاسماء کی بناء پر وراثت میں اللہ تعالی کے نائبین کا سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالی قرآن کریم کی اس آیت میں اسی جانب اشارہ ہے!

رحمٰن کے متعلق سوال اس کی خبر رکھنے والے سے پوچھ۔ یعنی اللہ کے نائب اور خلیفہ سے اللہ سے متعلق پوچھو۔

آسمانی گزرگاہیں:

اہم ترین نکتہ یہ ہے کے کائنات اور آسمان سے زمین پر آمدورفت کا سلسلہ بھی کئی ہزار سالوں پر محیط ہے جبکہ اس کے بڑے واضح اشارے بھی موجود ہیں، تاہم انسان اور بالخصوص مسلمان کے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہیں، ضرورت صرف درست طرز فکر اور مثبت زاویے سے اشیاء کائنات کے مطالعے کی ہے، اگر قرآن کی طرز فکر کے مطابق انسان اللہ کی آیات اور دلائل کا مطالعہ کرے گا تو اللہ کے پیغامات باآسانی سمجھ میں آتے چلے جاتے ہیں۔

ذیل میں انھی گزرگاہوں، دروازوں، سرنگوں، راستوں، سبب، پھاٹک، حبک، سبل اور گزرگاہوں کی وضاحت قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں کی جارہی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔۷۶

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۔۷۷

ترجمہ۔(اللہ) نے دو دن میں ساتھ آسمان بنادیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب حکم بھیج دیا، اور ہم نے قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دے دی اور حفاظت کی چیز بنادی یہ تقدیر ہے عزیز کی علیم کی۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۔۷۸

ترجمہ۔بے شک ہم نے تمہارے اوپر سات طرائق پیدا کیے ہیں اور ہم مخلوق سے بے خبر نہیں۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔۷۹

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا؟ اللہ نے ایک کے اوپر ایک کس طرح سے سات آسمان پیدا کئے۔

یہاں تہہ در تہہ آسمان سے مراد وہ شعوری صلاحیتیں ہیں جو اللہ تعالی نے انسانوں کو ودیعت کی ہیں یہاں سات تہوں والے آسمانوں یا زمین سے مراد یہ ہے کے ہر تہہ ایک مکمل نظام ہے اور ہر نظام میں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایسا ضابطہ حیات جس کا ایک دوسرے سے تصادم نہیں ان سب کا رشتہ خالق کائنات کے ساتھ قائم ہے لہذا کل اشیاء کائنات اور ان میں موجود مخلوقات اس بات کا علم اور یقین رکھتی ہیں کے اللہ ہی ہمارا خالق و مالک ہے اور وہ اللہ کی حمد و ثناء اور اس کی شکر گزاری کرتی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔۸۰

ترجمہ۔ ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تمھیں ان کی پاکی بیان کرنے کا شعور نہیں۔

اسی خیال کی وضاحت کرتے ہوئے شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں!

قلندشعور ہماری رہنمائی کرتا ہے کے ہم کائناتی تخلیقی فارمولوں کے تحت اپنے اندر ہر قسم کی غیر مرئی (Invisible) صلاحیتوں کو اپنے ارادے اور اختیار سے متحرک کر سکتے ہیں ایک انسان جب اپنے اندر دور کرنے والی بجلی، نسمہ یا اوراء سے واقف ہو جاتا ہے تو وہ بجلی کے بہاؤ کو روک بھی سکتا ہے اور اپنے اندر زیادہ سے زیادہ والٹیج کا ذخیرہ بھی کر سکتا ہے اور اس ذخیرہ سے وہ ماورائی دنیا میں بغیر کسی وسیلے کے پرواز بھی کر سکتا ہے۔ الیکٹریسٹی کے ذخیرے کے بعد اس کے اندر ایسی سکت پیدا ہو جاتی ہے کے وہ اپنے ارادے اور اختیار سے آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاتا ہے، اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی زمین کی طرح کہکشاں میں بے شمار زمینیں آجاتی ہیں، جس طرح سے وہ اپنی زمین پر آباد اللہ کی مخلوق کو دیکھتا ہے بالکل اسی طرح سے وہ اس کائنات میں موجود کھربوں دنیاؤں کا مشاہدہ بھی کرتا ہے، جس طرح سے ایک فلم سینکڑوں اور ہزاروں اسکرینز پر دیکھی جا سکتی ہے اسی طرح سے کائنات کی تمثیل لوح محفوظ سے ڈسپلے ہو رہی ہے کائنات میں موجود ہر زمین ایک اسکرین ہے لاشعور بیدار ہو جاتا ہے تو یہ ساری کائنات ایک فلم اور کائنات میں کھربوں زمینیں اسکرین نظر آتی ہیں۔ جو کچھ اس زمین پر ہو رہا ہے بالکل اسی طرح سے کائنات میں موجود دوسری تمام زمینوں پر بھی یہ نظام جاری وساری ہے۔ ۸۱؎

آسمان کے اوصاف:

آسمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے آسمان کے شگاف اور اس کے نشیب وفراز کو مرتب کیا اور اس کی درازوں کو کشادگی سے ملاتے ہوئے انھیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا ہے اور اللہ کے احکامات کو لانے لے جانے والوں یعنی (اترنے اور چڑھنے والوں) کے لئے آسمان کی بلندی اور دشوار گزاریوں کو آسان کر دیا ابھی جب آسمان

دھوئیں کی شکل میں تھا تو جب اللہ نے انھیں پکارا تو ان کے تسمے آپس میں متصل ہونے لگے پھر اللہ نے ان کے بند دروازوں کو آپس میں یک بستہ ہونے کے بعد کھول دیا اور ان کے شگافوں کے درمیان نگہبان مقرر کر دئے۔ اللہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب و غریب مخلوق کو پیدا کیا جن سے آسمان کے وسیع راستوں کے گوشے گوشے کو بھر دیا اور اس کی فضاء کی وسعتوں کے کونے کونے کو چھلکا دیا تاہم ان وسیع اطراف کی پنہائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چار دیواروں اور عظمت کے گہرے حجاب اور بزرگی اور جلال کے پردوں میں ان کی حمد و ثناء کی گونج دوسری جانب تجلیات نور کی فراوانیاں جو نگاہوں کو خیرہ کر دیں باالفاظ دیگر نگاہ کی کیا مجال جو ان نظاروں کا تحمل کر سکیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے ان فرشتوں کو الگ الگ صورتوں اور پیمانوں پر پیدا فرمایا اگرچہ وہ بال و پر رکھتے ہیں (لیکن ان کی صورتیں الگ ہیں) یہ فرشتے اللہ کے جلال اور عزت کی تسبیح کرتے ہوئے اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ نے انھیں وہاں اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے امر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی جانب بھیجا ہے، وہ ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہیں ،معرفت خداوندی ان کے سینوں کی تہوں میں جمے ہیں، ان پر ہیبت و جلال خداوندی چھائی ہوئی ہے، ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ سے آگے نکل گئے ہیں یہ سفید جھنڈوں کی مانند ہیں جو فضاء کی وسعت کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ان فرشتوں کو اللہ کی عبادت نے مشغول کر رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر شے سے بے نیاز اور بے فکر ہیں انھیں اللہ کی معرفت اور یقین کامل حاصل ہے وہ اللہ کی نعمتوں کے متمنی اور ہر غیر سے بے نیاز ہیں کیونکہ وہ معرفت کی شیرنی کو چکھ چکے ہیں اور وہ عبادات کے والہانہ شوق میں مبتلا ہیں۔ ۸۲؎

اسی حوالے سے حضرت علیؓ کا قول ہے!

اے لوگو! میں زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ ۸۳؎

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ! جس کو ہم آسمان جانتے ہیں یہ آسمان نہیں بلکہ خلاء ہے۔ ۸۴؎

آسمانوں اور کہکشاؤں میں آنے جانے کے راستوں سے متعلق قرآنی آیات:

کائنات اور آسمان میں آنے جانے کے راستے اور گزرگاہیں بھی ہیں، ان ہی راستوں اور گزرگاہوں سے متعلق ارشادات خداوندی!

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ۔ ۸۵

ترجمہ۔ آسمان کی قسم جس میں راستے ہیں۔

عربی زبان میں الْحُبُكِ سے مراد راستے اور گزرگاہیں ہیں یعنی زیر نظر آیت میں اللہ نے آسمانی لہردار اور بل کھاتے ہوئے راستوں کی قسم کھائی ہے۔

آسمانی دروازے یا گزرگاہیں:

قرآن کریم میں نہایت وضاحت سے آسمان کے دروازوں کا ذکر بھی موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا۔ ۸۶

اور آسمان کھول دیا جائے گا حتیٰ کے وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا۔ ۸۷

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۸۸

ترجمہ۔ اللہ جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لیے کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں۔ وہ زبردست اور حکیم ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ۔ ۸۹

ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے

نا کہ میں داخل ہو جائے۔ اور ہم ایسے ہی مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ۔ ۹۰

اور اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ اُن پر کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے بھی لگیں۔

وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ۔ ۹۱

ترجمہ۔ اور (راستوں میں) نشانات بنا دیئے اور لوگ ستاروں سے بھی راستے معلوم کرتے ہیں۔

ابن الکواء نے امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم سے مجرہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا! وہ آسمان کا ابھرا ہوا حصہ ہے اور اسی سے آسمان کے دروازے کثرت سے برسنے والے پانی کے ساتھ کھولے جاتے ہیں، پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی،

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ۔ ۹۲

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ۔ ۹۳

ترجمہ۔ ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔

یعنی اس دن سے پہلے آسمان نے کثرت سے بارش نہیں برسائی اور نہ اس کے بعد مگر بادلوں سے اور اس دن آسمان کے دروازے پانی کے ساتھ بغیر بادلوں کے کھول دیئے گئے تو دونوں پانی آپس میں مل گئے۔ ۹۴؎

زمین کی گردش کے دوران بے شمار زمین و آسمان کے کائناتی دروازے کھل جاتے ہیں، ان دروازوں کے پیچھے حیرت انگیز دنیائیں آباد ہیں، تاہم کچھ دروازے ایسے بھی ہیں جن کے کھلنے پر چیزیں ان کے اندر ہمیشہ کے لئے چلی جاتی ہیں جبکہ کچھ دروازے ایسے بھی ہیں جن کے کھلنے سے کچھ چیزیں اپنی دنیاؤں سے نکل کر ہماری دنیاؤں میں آجاتی ہیں، ہر دروازے کے پیچھے ایک الگ جہان ہے جہاں منفرد چیزیں ہیں، اگرچہ ہر دروازے کی فطرت اور اس کی نوعیت دوسرے تمام دروازوں سے الگ ہے، لیکن اہل علم حضرات کا یہ ماننا ہے کے ان دروازوں تک رسائی کے لئے درست سمت کا معلوم ہونا بے حد ضروری ہے اگر انسان درست سمت کا دارک حاصل کر لے تو

ممکن ہے وہ ان دروازوں کے راز تک رسائی حاصل کر لے۔

ورم ہول کی تعریف (Definition of Wormhole):

ورم ہول ایک ایسا نظریاتی پل ہے جو زمان و مکان کے دو مختلف حصوں کو براہ راست جوڑتا ہے۔ اس تصور کے تحت، زمان و مکان ایک تانے بانے کی طرح ہے جس میں ورم ہول ایک شارٹ کٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو دور دراز مقامات کو ورم ہول کے ذریعے فوری طور پر جوڑا جا سکتا ہے۔

ورم ہول کا تصور پہلی بار 1935 میں البرٹ آئن سٹائن اور ناتھن روزن نے پیش کیا تھا۔ انہوں نے عمومی نظریہ اضافیت کے تحت یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ کائنات میں زمان و مکان کی تانے بانے میں کچھ ایسے مقامات ہو سکتے ہیں جہاں دو دور دراز مقامات ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں۔ ان مقامات کو ورم ہول کہا جاتا ہے۔

ورم ہول زمان و مکان کی مختلف جگہوں کو براہ راست جوڑتا ہے، جو فاصلے کو کم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر زمین سے کسی دور دراز کہکشاں تک کا فاصلہ کئی لاکھ نوری سال کا ہے، تو ورم ہول کے ذریعے یہ فاصلہ لمحوں میں طے کیا جا سکتا ہے۔

ورم ہول ایک ٹیوب یا سرنگ کی طرح ہوتی ہے جو زمان و مکان کی مختلف حصوں کو جوڑتی ہے۔ یہ ٹیوب ایک شارٹ کٹ کے طور پر کام کرتی ہے جو دو مختلف مقامات کے درمیان سفر کو آسان بناتی ہے۔

کچھ نظریات کے مطابق، ورم ہول کے ذریعے وقت میں سفر بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر ورم ہول کے دونوں مقامات مختلف زمانوں میں واقع ہوں، تو اس کے ذریعے ماضی یا مستقبل میں سفر کیا جا سکتا ہے۔

ورم ہول کی اہمیت:

ورم ہول کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اگر ورم ہول کا وجود ثابت ہو جاتا ہے، تو اس سے کائنات کے

سفر اور وقت کی نوعیت کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملے گی۔

کائنات کا سفر:

ورم ہول کے ذریعے کائنات کے مختلف حصوں کا سفر بہت آسان ہوسکتا ہے۔ دو دور دراز مقامات کو ورم ہول کے ذریعے فوری طور پر جوڑا جا سکتا ہے، جو کہ عام طور پر ممکن نہیں ہے۔ اس سے کائنات کی مزید دریافت اور تحقیق میں مدد ملے گی۔

وقت کا سفر:

ورم ہول کے ذریعے وقت میں سفر بھی ممکن ہوسکتا ہے۔ اگر ورم ہول کے دونوں مقامات مختلف زمانوں میں واقع ہوں، تو اس کے ذریعے ماضی یا مستقبل میں سفر کیا جا سکتا ہے۔
اس سے وقت کی نوعیت کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملے گی۔

سات آسمانوں کی سائنسی تعبیر:

سات آسمانوں سے متعلق اہل علم حضرات نے کچھ توجیہات بیان کی ہیں۔
ترکی کے نامور محقّق ڈاکٹر ہلوک نور باقی کے مطابق کائنات متنوّع مقناطیسی تہوں کی عکاسی کرتی ہے۔
۱۔ پہلی اور مرکزی تہ بے شمار ستاروں سے بننے والی کہکشاؤں اور اُن کے گروہوں پر مشتمل ہے۔
۲۔ دُوسری تہ بہت سی مِقناطیسی خصوصیات کی حامل ہے، جو قواسرز (quasars) پر مشتمل ہے، جنہیں ستاروں کے بیج بھی کہہ سکتے ہیں۔ قواسرز کائنات کے قدیم ترین اَجرام ہیں جو بہت زیادہ ریڈ شفٹ چھوڑتے ہیں۔
۳۔ اُس کے گرد تیسری مِقناطیسی پٹی ہے جو کائنات کے سِفلی مقامات کو اپنے حلقے میں لئے ہوئے ہے۔

سب سے اندرونی دائرہ اور خاص طور پر اپنا نظامِ شمسی اپنے تمام سیاروں کے خاندان سمیت ہمارے لئے زمین پر رہتے ہوئے سب سے آسان قابلِ مُشاہدہ علاقہ ہے، اس نظام کی اندرونی

ساخت تین الگ الگ مِقناطیسی میدانوں پر مُشتمل ہے۔
ہر سیارہ ایک مِقناطیسی میدان کا مالک ہے، جو اُس سیارے سے اِردگرد واقع ہوتا ہے۔ پھر اُس کے بعد نظامِ شمسی کے اِمتزاج سے تمام سیارے ایک دُوسری مقناطیسی پٹی تشکیل دیتے ہیں، دوسری جانب نظامِ شمسی اپنی کہکشاں کے ساتھ ایک الگ وسیع وعریض مِقناطیسی علاقے کی بنیاد رکھتا ہے۔ واضح رہے کہ کم ازکم ایک کھرب ستارے یا سورج تو صرف ہماری کہکشاں (Milky Way) میں شامل ہیں۔ مزید اعلیٰ سطح پر آس پاس واقع کہکشائیں کلسٹرز (کہکشاؤں کے گروہ) کے ایک اور مِقناطیسی میدان کا باعث بن جاتی ہیں۔
چنانچہ جیسے ہی آسمان کی طرف نظر کی جاتی ہے تو وہ سات ایسی مِقناطیسی پٹیوں میں گھرے ہوتے ہیں جو خلاء کی بیکرانی میں پسپائی اِختیار کرچکی ہوں۔ اگر زمین سے کائنات کی وُسعتوں کی طرف نظر دَوڑائی جائے تو سات آسمان درج ذیل ترتیب میں واقع ہیں۔

۱۔ پہلا آسمان:

پہلا آسمان وہ خلائی میدان، جس کی بنیاد نظامِ شمسی کے ساتھ رکھی گئی ہے۔
پہلی آسمانی تہ۔۔۔کم وبیش 65 کھرب کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہے۔

۲۔ دُوسرا آسمان:

دوسرا آسمان کہکشاں کا خلائی میدان ہے، یہ وہ مِقناطیسی میدان ہے جسے مِلکی وے کا مرکز تشکیل دیتا ہے۔
دُوسری آسمانی تہ۔۔۔جو ہماری کہکشاں کا قطر بھی ہے۔۔۔ایک لاکھ 30 ہزار نوری سال وسیع ہے۔

۳۔ تیسرا آسمان:

تیسرا آسمان ہمارے مقامی کلسٹر (کہکشاؤں کے گروہ) کا خلائی میدان ہے۔
تیسری آسمانی تہ۔۔۔جو ہمارا مقامی کلسٹر ہے۔۔۔20 لاکھ نوری سال کی حدُود میں پھیلی ہوئی

ہے۔

۴۔ چوتھا آسمان:

چوتھا آسمان کائنات کا مرکزی مِقناطیسی میدان ہے، جو کہکشاؤں کے تمام گروہوں کے مجموعے سے تشکیل پاتا ہے۔
چوتھی آسمانی تہ۔۔۔ جو کہکشاؤں کے تمام گروہوں کا مجموعہ ہے، اور کائنات کا مرکز تشکیل دیتی ہے۔
یہ 10 کروڑ نوری سال قطر پر محیط ہے۔

۵۔ پانچواں آسمان:

پانچواں آسمان اُس کائناتی پٹی پر مشتمل ہے جو قواسرز (quasars) بناتے ہیں۔
پانچویں آسمانی تہ۔۔۔ایک ارب نوری سال کی مسافت پر واقع ہے۔۔

۶۔ چھٹا آسمان:

چھٹا آسمان پھیلتی ہوئی کائنات کا میدان ہے، جسے رِجعتِ قہقری کی حامل (پیچھے ہٹتی ہوئی) کہکشائیں بناتی ہیں۔
چھٹی آسمانی تہ۔۔۔20 ارب نوری سال دُور ہے۔

۷۔ ساتواں آسمان:

ساتواں آسمان سب سے بیرونی میدان ہے، جو کہکشاؤں کی لامحدود بیکرانی سے تشکیل پاتا ہے۔
ساتویں آسمانی تہ۔۔۔اُس سے بھی کئی گنا آگے ہے، جس کا اَندازہ کرنا محال ہے۔
اِن سات تہ در تہ آسمانوں کا ذِکر قرآنِ کریم میں 14 سو سال قبل کر دیا گیا۔
ایک آسمان سے دُوسرے آسمان تک کا جسمانی سفر ناممکن ہے، جس کا پہلا سبب روشنی سے کئی گنا زیادہ بے تحاشا رفتار کا عدم حصول ہے اور اُس کا دُوسرا سبب کائنات میں ہر سُو بکھری مِقناطیسی

قوّتوں پر نوعِ اِنسانی کا حاوِی نہ ہوسکنا ہے۔ ان آسمانوں کی حدُود سے گزرنے کے لئے ضروری ہے کہ رَوشنی سے زیادہ رفتار حاصل کی جائے، روشنی کی رفتار کا حصول چونکہ مادّی اَجسام کے لئے قطعاً ناممکن ہے اِس لئے اِس کا دُوسرا مطلب یہ ہوا کے 'مادّے کی دُنیا سے نجات' حاصل کی جائے۔ ایسا عظیم سفر مادّی اَجسام سے تو ممکن نہیں البتہ رُوح اپنے اِرتقائی مراحل سے گزرنے کے بعد ایسا کرنے پر قادِر ہوسکتی ہے۔

لامُتناہی اَبعاد:

سات آسمانوں کے بارے میں لامُتناہی اَبعاد کا تصوّر بھی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ مختلف آسمانوں میں موجود عالمِ مکاں مختلف اَبعاد کا حامل ہوتا ہے۔ اِس لحاظ سے سات آسمانوں کا تصوّر سات جدا جدا خلائی تسلسل کے تصوّر کو بھی شامل ہے۔
محققین اور اہل علم اِن لامتناہی اَبعاد کو سمجھنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

زمین کی تخلیق:

زمین کی تخلیقات کے حوالے سے قرآن کریم میں بے شمار آیات موجود ہیں!
اسی حوالے سے سورہ الشّمس میں بھی ارشاد خداوندی ہے!

وَالۡاَرۡضِ وَمَا طَحٰـهَا ۔٩٥

ترجمہ۔قسم ہے زمین کی اور قسم ہے اس کی جس نے اسے بچھایا۔

دو دنوں میں زمین کی تخلیق:

خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَ تَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ‌ۚ ۔٩٦

ترجمہ۔(اللہ نے زمین کو دو دنوں میں بنادیا؟ وہی تو سارے جہان والوں کا رب ہے۔

وَالۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰـهَا ۔٩٧

ترجمہ۔(آسمان کی تخلیق) کے بعد (اللہ نے) زمین کو بچھایا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے متعلق سوال کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اتوار اور پیر کے دن اللہ نے زمین کو بنایا اور منگل کے دن پہاڑ بنائے اور ان میں نفع بخش چیزیں بنائی گئیں، بدھ کے دن درخت، پانی، بنجر زمین بنائی گئی اور شہر آباد کئے گئے چنانچہ یہ چار دن ہوئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلۡ اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَ تَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَ جَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ مِنۡ فَوۡقِهَا وَ بٰرَكَ فِيۡهَا وَ قَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِىۡۤ اَرۡبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ۔۹۸

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے کیا تم اس ذات کا کفر کرتے ہو،جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا،تم اس کے لئے شریک تجویز کرتے ہو جو رب اللعالمین ہے،اس نے زمین پر پہاڑ بنادے اور زمین میں برکت رکھ دی،اور اس نے زمین میں ان کی غذائیں مقرر کردیں، چار دن میں یہ کام مکمل ہو گئے پوچھنے والوں کے لئے۔

دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے منسوب ہے اللہ تعالی نے سب سے پہلے اتوار اور پیر کو دو دنوں میں زمین کو بنایا اور اس کے باشندوں کی روزی چار دنوں میں مقدر فرمائی، پہاڑ نصب کئے، دریا جاری کئے، درخت لگائے اور سمندر رواں کئے اور یہ منافع منگل اور بدھ دو دنوں میں بنائے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ! پھر اس نے آسمان کی جانب قصد کیا اور فرمایا ہو جا حالانکہ وہ دھواں تھا تو اسے اور زمین کو فرمایا کہ ! تم دونوں حاضر ہو جاؤ خواہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے،ان دونوں نے کہا ہم خوشی سے حاضر ہوئے تو ان کو دو دنوں میں پورے سات آسمان بنادئے۔حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ نے فرمایا یہ دو دن جمعرات اور جمعہ تھے۔۹۹

خلاصہ یہ ہے اللہ تعالی نے اتوار اور پیر کو زمین بنائی اور منگل اور بدھ کو اللہ نے زمین میں پہاڑ نصب فرمائے، دریا جاری فرمائے اور درخت اگائے۔جمعرات اور جمعہ کو آسمان بنایا اور ہفتے کا

دن فراغت کا تھا چنانچہ یہودی ہفتے ے دن کی چھٹی کرتے ہیں۔

سات زمینیں:

اللہ نے اس کائنات کو تخلیق فرمایا اور قرآن کریم میں اپنی تخلیق کردہ زمینوں اور آسمانوں یعنی سات کائناتوں کا بھی ذکر فرمایا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔۱۰۰

ترجمہ۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور اتنی ہی زمینوں کو پیدا کیا، ان سب میں احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تا کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر شیء پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو احاطۂ علمی میں لیے ہوئے ہے۔

وَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔۱۰۱

ترجمہ۔ پھر ہم نے (مریم) میں اپنی روح پھونک دی اور اس کو اور اس کے بیٹے (عیسیٰ) کو عالمین کے لئے نشانی بنادیا ہے۔

اس آیت میں لفظ عالمین کا استعمال کیا گیا ہے جو کے قابل غور امر ہے۔

علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد الحنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ) لکھتے ہیں جمہور کا مختار یہ ہے کے یہ سات زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر منطبق ہیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اور زمین کی موٹائی بھی ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اور آسمانوں کی مسافت اور ان کی موٹائی بھی اسی طرح ہے اور ہر زمین میں اللہ کی مخلوق رہتی ہے یا فرشتے اور جن رہتے ہیں۔

الماوردی نے کہا اس بناء پر اسلام کی تبلیغ صرف اوپر والی زمین کے ساتھ خاص ہے۔ ۱۰۲

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بیٹھے

ہوئے تھے اس وقت ان کے سروں پر سے ایک بادل گزرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بادل ہے اور یہ زمین کے کونے ہیں اللہ تعالی اس بادل کو اس قوم کی طرف بھیج رہا ہے جو شکر نہیں کرتی اور نہ ہی اس کو پکارتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کے تمھارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ پہلا آسمان ہے یہ محفوظ چھت ہے اور موج مکفوف ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو کے تمھارے درمیان اور اس آسمان کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارے درمیان اور اس آسمان کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کے اوپر دو آسمان ہیں اور ان کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے حتی کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آسمانوں کو گنا اور ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! کیا تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا اس کے اوپر عرش ہے اور اس کے اور آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو تمھارے نیچے کیا ہے؟ تو صحابہ نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ زمین ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے نیچے ایک اور زمین ہے اور ان دو زمینوں کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم کسی شخص کو زمین سے باندھ کر سب سے نچلی زمین تک لٹکا دو تو وہ اللہ پر گرے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْم ۔۱۰۳

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔۱۰۴

ترجمہ۔دو دن میں سات آسمان بنا دیئے گئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا گیا۔

ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کیا ہے جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھا کے اچانک ایک لمبا شخص آیا اور اس نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا کے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں کیونکہ زمین والے ان سوالات کے جوابات نہیں جانتے ہیں سوائے ایک یا دو انسانوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو چاہو وہ پوچھ لو، اس شخص نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مخلوق ہے، اس شخص نے پوچھا پھر اس کے نیچے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زمین ہے، اس شخص نے پوچھا! اور اس کے نیچے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مخلوق ہے، اس شخص نے پوچھا اس کے نیچے کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زمین ہے، اس شخص نے پھر پوچھا اور اس کے نیچے کیا ہے؟ یہاں تک کے ساتوں زمین کا ذکر آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! چٹان ہے پھر اس شخص نے پوچھا اس چٹان سے نیچے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مچھلی ہے، پھر اس شخص نے پوچھا اس مچھلی کے نیچے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پانی، پھر اس شخص نے پوچھا پانی کے نیچے کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تاریکی، پھر اس شخص نے پوچھا اس تاریکی کے نیچے کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہوا، پھر اس شخص نے پوچھا ہوا کے نیچے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گیلی مٹی، اس شخص نے پھر پوچھا اس گیلی مٹی کے نیچے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مخلوق کا علم ختم ہو گیا، اس کا علم خالق کے پاس ہے، اس شخص نے کہا! بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ کہا ہے میں گواہی دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیلی مٹی کے نیچے کوئی دعویٰ کرتے تو، تو میں جان لیتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جادوگر یا جھوٹے ہیں میں گواہی دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا! کیا تم جانتے ہو یہ شخص کون تھے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔۱۰۵؎

عبد بن حمید وابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کی ہے آیت ن (قلم۔۱) دراصل ایک مچھلی ہے جس پر زمین ہے۔۱۰۶؎

عبد بن حمید وابن المنذر نے مجاھد سے روایت کیا ہے آیت ن (القلم۔۱)۔ترجمہ۔ن سے مراد ساتویں زمین کے نیچے موجود مچھلی ہے۔

عبد بن حمید نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، ن سے مراد وہ مچھلی ہے جس پر اللہ نے زمین کو بچھایا ہے۔۱۰۷؎

مجاہد (تابعی) نے کہان سے مراد وہ مچھلی ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے اور اس مچھلی پر سات زمینیں قائم ہیں۔

مقاتل نے کہا اس مچھلی کا نام بہموت ہے۔۱۰۸؎

ابوظبیان اور واقدی نے اس مچھلی کا نام لیوث بیان کیا ہے جبکہ عب نے اس مچھلی کا نام لوثوث لکھا ہے۔

ایک دوسرے قول کے مطابق اس مچھلی کا نام بلھموث ہے۔۱۰۹؎

حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ نے فرمایا! جس شخص نے کسی پر ظلم کر کے اس کی زمین چھینی تو اس کے گلے میں اتنی اور سات زمینوں کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔۱۱۰؎

۱۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہیں اور نوح کے مثل نوح ہیں اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔۱۱۱؎

زمین/Earth:

نظامِ شمسی میں زمین تیسرا بڑا سیارہ ہے، سورج سے زمین کا اوسط فاصلہ (۱۵۰) ملین کلومیٹر

ہے ماہرین ارضیات نے زمین کی عمر بیان کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کے زمین اندازاً (5-4.5) بلین سال پہلے وجود میں آئی، زمین پر ایک دن اندازاً ۲۴ گھنٹوں کا ہے کیونکہ زمین ایک دن میں اپنے محور پر ایک مرتبہ گردش کرتی ہے اور اس کا یک چکر ۲۳ گھنٹوں ۵۶ سیکنڈز پر محیط ہے، زمین پر ایک چاند ہے نظام شمسی کرہ ارض ہی وہ واحد سیارہ ہے جہاں بکثرت آکسیجن پائی جاتی ہے تاہم کرہ ارض پر آکسیجن کے پیدا ہونے کا عمل تقریباً (۲۰۰۰۰ ملین سال قبل) بیکٹر یاز نے شروع کیا، زمین پر بلند بالا پہاڑ، گلیشر ز، مقناطیسی میدان، آتش فشاں پہاڑ، سمندر، دریا، جنگلات، صحراء اور کھیت کھلیان پائے جاتے ہیں۔

ماہرین نے کرہ ارض پر اب تک کی سب سے قدیم چٹان جو دریافت کی ہے اس کی عمر اندازاً (3.900) ملین برس قبل بتائی جاتی ہے۔

زمین پر اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے (ایک لاکھ چوبیس ہزار) انبیاء کرام اور پیغمبر کرام بھیجے جنھوں نے یہاں موجود بنی نوع انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت فرمائی نیز للہ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو کتاب اور صحائف بھی عطا فرمائے، کرہ ارض پر کئی تہذیب اور تمدن نے بھی جنم لیا اگرچہ بے شمار تہذیبیں، ان کے رسم ورواج، قاعدے قوانین، مذاہب اور زبانیں مٹ گئیں لیکن اب بھی کچھ قدیم تہذیبوں کے آثار دنیا میں باقی ہیں، زمین پر ایک چاند ہے۔

قسم ہے نفس انسانی کی:

سورہ الشّمس کی ساتویں آیت میں اللہ تعالی نے نفس انسانی کی قسم کھائی اس کے بعد اس کو درست کرنے والے یعنی اپنی قسم کھائی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ نَفۡسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۔ ۱۱۲

ترجمہ۔ قسم ہے نفس کی، اور قسم ہے اس کی جس نے اس کو درست بنایا۔

نَّفۡسٍ کی تعریف:

کئی مفسرین، محدثین، علماء اور فضلاء نے نَّفۡسٍ انسانی کی تعریف کرنے کی کوشش کی ہے جو درج

ذیل ہے۔

صاحب تاج العروس نے لکھا ہے نفس کے بہت سے معنی ہیں۔

نَفّسِ ۔ یہ لفظ انسانی شخصیت کی ظاہری اور باطنی پہلوؤں کے مجموعہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے

نَفّسِ ۔ سے مراد وہ شخصی توانائی ہے جو اچھے اور برے میں تمیز پیدا کرتی ہے جیسے عام طور پر شعور اور احساس بھی کہا جاتا ہے

نَفّسِ ۔ سے مراد عقل، علم اور قلب بھی ہے۔

نَفّسِ ۔ یہ عین الشیئ ء کے معنوں میں بھی ہے جیسے کے جاء نی الملیک بنفسہ یعنی بادشاہ میرے پاس بنفس نفیس آیا۔

نَفّسِ ۔ کو عظمت، بڑائی، ہمت، غیرت ارادہ کے معنوں میں بھی سمجھا جاتا ہے۔

نَفّسِ ۔ سے ایک لفظ انفس بھی نکلا ہے جس کے معنی انسان کا خود اپنا آپ یا بھائی بند کے بھی ہیں انگریزی زبان میں اس کے لئے مناسب الفاظ Myself, Yourself or Himself ہیں۔

نَفّسِ ۔ کے معنی خون کے بھی ہیں چنانچہ نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو کے بچے کی ولادت کے بعد خواتین کو آتا ہے اور یہ خود ولادت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

نَفّسِ ۔ سے مراد سانس لینے کا عمل بھی ہے یعنی تنفس اور نفس کی جمع انفاس بھی ہے۔

نَفّسِ ۔ کے معنی وسعت اور کشادگی کے بھی ہیں۔

نَفّسِ ۔ کے ایک معنی ہلکی اور نرم ہوا کے بھی ہیں۔

نَفّسِ ۔ کے معنی ایک کش اور ایک گھونٹ کے بھی ہیں۔

نَفّسِ ۔ یہ طویل چیز کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

نَفّسِ ۔ سے ایک لفظ نفیس یعنی مال کثیر بھی نکلا ہے اور شئ نفیس سے مراد وہ عمدہ چیز جس کی طرف انسان لپک کر جائے۔

نَفّسِ ۔ سے ایک لفظ 'تنفس الصبح' بھی نکلا ہے جس کے معنی ہیں صبح کا واضح اور روشن ہو جانا۔

نَفّسِ ۔ سے ایک لفظ نافس اور تنافس بھی نکلا ہے جس کے معنی کسی اچھے کام میں ایک دوسرے

سے بڑھ جانے کی کوشش۔

نَّفْسِ۔کے معنی عندی (میرے پاس) کے بھی ہے۔

تاج العروس نے اس کی مثال کے لئے سورہ المائدہ کی آیت تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ۔کا حوالہ بھی پیش کیا۔ترجمہ۔اۓ میرے رب جو کچھ میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے لیکن جو کچھ تیرے پاس ہے میں اسے نہیں جانتا ہوں۔ ۱۱۳؎

نَّفْسِ۔سے مراد عقوبت یا سزا اعمال کے بھی ہیں جیسے ویحذرکم اللہ نفسہ۔اس آیت کے یہ معنی نہیں ہیں کے اللہ تمھیں اپنے آپ یا اپنی ذات سے ڈراتا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کے اللہ تمھیں اپنے قانون مکافات کی رو سے مرتب ہونے والے تباہ کن نتائج سے محتاط رہنے کی تاکید کرتا ہے۔

قرآن کریم میں لفظ 'نفس' کو انسانی ذات یا Human Personality کے لئے بھی استعمال کیا گیا جسے اقبال خودی (Self) کہتے ہیں۔

اس نَّفْسِ کو کچھ لوگ انا یا I am ness یا Ego بھی کہتے ہیں۔ ۱۱۴؎

المنجد میں نَّفْسِ کی تعریف اس طرح سے بیان کی گئی ہے نفس سے مراد انسان کی عقل، علم اور قلب ہے۔ ۱۱۵؎

نفس کی اقسام:

قرآن کریم نے نَّفْسِ انسانی کی تین اقسام بیان کرمائی ہیں تاہم اہل علم اور صوفیاء کرام نے بھی نَّفْسِ انسانی کی ان اقسام پر سیر حاصل بحث کی ہے۔قرآن کریم کے مطابق درج ذیل تین اقسام کے نفوس انسان کے اندر پائے جاتے ہیں۔

۱۔نَّفْسِ امارہ (حیوانی وجود)۔

۲۔نَّفْسِ لوامہ (روح ملکوتی)۔

۳۔نَّفْسِ مطمئنہ (راضی بہ رضا رہنے والا)۔

نَّفْسِ لوامہ:

ا۔نَّفْسِ لوامہ کو(روح ملکوتی) روحانی وجوداور نفس ناطقہ کہا گیا جبکہ قرآن کریم میں

وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ۔۱۱۶

ترجمہ۔انسان میں اللہ نے اپنی پھونک دی۔

انگریزی میں اس کو Devine Spark کہتے ہیں ،قرآن کریم میں اللہ نے نفس لوامہ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا ہے!

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۔۱۱۷

ترجمہ۔قسم ہے نفس لوامہ (ملامت کیے ہوئے) نفس کی قسم۔

نفس لوامہ انسان کو بلندیوں کی جانب لے جاتا ہےاور اسے اللہ کا فرمانبردار،اطاعت گزار اور مقرب بناتا ہے،اسی اعلیٰ روحانی صلاحیت کی وجہ سے انسان میں حق و باطل کو سمجھنے کی صلاحیت بیدار ہوتی ہے، یہ روحانی یا ملکوتی نور سے معمور ہوتی ہے جو انسان کو زمین سے نہیں آسمان سے ملتی ہے چنانچہ اس کی لپک ہمیشہ اللہ کی جانب ہوتی ہے یعنی ہر انسان کے اندر ایک بڑا داعیہ ہر وقت موجود ہوتا ہے جو اس کو بلندی کی جانب لے جانا چاہتا ہے،انسان کو حیوانیت سے ممتاز کرنے والی یہی روح ملکوتی ہے جو دنیا کے ہر انسان کے وجود میں کام کرتی ہے، یہ روح ملکوتی انسان کو عقل وشعور سے آراستہ کرتی ہے اور اسی کی وجہ سے انسان وحی والہام اور پیغام خداوندی کو موصول کرنے کے قابل ہوتا ہم یہی وصف انسان کو اعلیٰ امور کی جانب متوجہ کرتا ہوئے برے کاموں سے روکتا ہے اگرچہ صوفیاء کرام نے ان دونوں وجود کے مابین ایک اور حقیقت یعنی ’قلب‘ کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔

مشہور ماہر نفسیات فرائیڈ نے انسانی شخصیت کے تین طبقات یا Levels کا تعین کیا ہے اگرچہ اس کے نظریات گمراہ کن ہیں لیکن قابل تحسین ان معنوں میں ہیں کے فرائیڈ نے انسانی شخصیت کے ان تین پہلوؤں کا نا صرف تجزیہ یا مشاہدہ پیش کیا ہے بلکہ اس پر سیر حاصل بحث بھی کی ہے، نفس لوامہ کو عرف عام میں ضمیر بھی کہا جاتا ہے تاہم تزکیہ نَّفْسِ کی مختلف مشقوں ،عبادات اور غور فکر اور

اپنے اعمال کی درستگی کے بعد یہ نفس سدھر جاتا ہے اور اس میں سے سرکشی کم یا ختم ہو جاتی ہے کیونکہ ضمیر اسے گناہوں پر مسلسل ملامت کرتا ہے جس کے سبب وہ درست راستے کا تعین کر لیتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۔ ۱۱۸

ترجمہ۔ (انسان) کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا۔

مفسرین اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کے ایسا انسان جو جائز ناجائز ذرائع سے مال کماتا ہے یعنی بدی اور حرام خوری بھی کی لیکن اس کے ساتھ ہی مساجد کو چندے یا غرباء و یتمیٰ اور دارالعلوم کی سرپرستی بھی جاری رکھی نَّفْسِ لوامہ پر کبھی شہوت کا غلبہ ہوتا ہے تو کبھی وہ اس سے باز بھی آجاتا ہے یعنی اچھائی اور برائی کی دونوں کیفیات ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔

امیرالمومنین حضرت علیؓ کی نظر میں نَّفْسِ کی تعریف:

نَّفْسِ کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں نفس کی خواہشات بہت دیر سے دل سے باہر نکلتی ہیں جبکہ نفس ہمیشہ انسان کو گناہ کی طرف مائل کرتا رہتا ہے۔

مومن کی پہچان یہ ہے کے وہ صبح اور شام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے۔

انسان کا نفس ہمیشہ اسے برائی کی جانب لے جاتا ہے، سوائے اس کے جس پر اللہ کی رحمت ہو۔ مومن سینے کی وسعت کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے جبکہ اپنے نفس کے اعتبار سے سب سے چھوٹا۔ اپنی ذات میں شیطان کے لئے کوئی حصہ نہ چھوڑو اور نا ہی اپنے نفس کی جانب اس کے لئے کوئی راستہ کھلا چھوڑو۔

خواہشات نفسانی کی مخالفت اور اپنے دین کا دفاع کرتے رہو چاہے تمھاری عمر کی صرف ایک ہی ساعت ہی کیوں نہ باقی ہو۔

بہترین اعمال وہ ہیں کے جن کی انجام دہی پر تم نے اپنے نفس کو آمادہ اور مجبور کر دیا۔

مومن جب کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو پہلے اپنی ذات میں اس کے بارے میں غور وفکر کر لیتا ہے پس اگر وہ مفید ہوئی تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر وہ بری ہوئی تو وہ اسے چھپا لیتا ہے جو شخص اپنے نفس

کے عیبوں کو دیکھے گا وہ دوسروں کے عیبوں کو بھول جائے گا۔
کتنا اچھا حال ہے اس شخص کا جس کے پاس اپنی ذات ہی ایسی مصروفیت ہو جو اسے دوسروں سے دور رکھے۔۱۱۹ے

نفس انسانی میں فسق وفجور اور تقویٰ کا القاء:

اللہ تعالی نے نفس انسانی میں خیر وشر دونوں قوتیں رکھی ہیں، انسان کو علم، عقل اور ارادے کے ساتھ پیدا فرمایا ہے، اس کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے تا کہ انسان کو صحیح اور غلط کی پہچان کروائی جا سکے۔
تاہم یہ بھی قابل غور امر ہے کے انسان کی تقدیر کو اللہ تعالی نے دنیا بنانے سے 50,000 سال قبل تخلیق کر لیا تھا، اور یہ بھی طے ہو چکا کے آیا اس کا ٹھکانہ جنت میں ہے یا دوزخ میں ہے، لیکن دنیا کے تمام مسلمانوں پر فرض ہے کے وہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور اس احکامات الہیہ کے نفاذ کے لئے سب سے پہلے ہاتھ سے برائی کو روکنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی جرائم کی روک تھام کے لئے سخت قوانین کا نفاذ بے حد ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلامی جزا اور سزا کا تصور کے نفاذ کے لئے وہ تمام افراد ذمہ دار اور جواب دہ ہیں جن کو اللہ تعالی اپنی اس زمین پر اقتدار اور اختیار عطا فرمایا۔
دوسری جانب ہر مسلمان مرد وعورت اپنی اپنی حدود وقیود اور اختیارات کے پیش نظر اللہ کے دین کے نفاذ میں اپنی مکمل کوشش کرتے رہیں گے، یعنی اپنے حصے کے کام کو نہایت ایمانداری سے ادا کرنا۔
نفس انسانی کی Programming میں اللہ تعالی نے فسق وفجور بھی Install کیا ہے اور تقویٰ بھی Install کیا ہے، تاہم انسانی طبع اور فطرت کا رجحان کسی ایک کا انتخاب کرتا ہے۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۔۱۲۰

ترجمہ۔ پھر اس کا فجور اور اس کا تقوی اس کو القاء کر دیا۔
ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، آیت فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۔ سے مراد اللہ تعالی نفس انسانی

میں اللہ کی اطاعت اور نافرمانی کو القاء کر دیا ہے۔۱۲۱؎

عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم بیان کرتے ہیں ،آیت۔فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا۔سے مراد اللہ تعالی نے قلب انسانی میں تقویٰ اور سرکشی دونوں ہی جذبات کو پیدا فرمایا ہے۔۱۲۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ، بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب یہ آیت فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا۔پڑھتے ، یہ دعا فرماتے:

اللھم اٰت نفسی تقواھا انت ولیھا و مولاھا و خیر من زکاھا۔

ترجمہ۔اے اللہ تو میرے نفس ،کو اس کے مقدور کا تقویٰ نصیب فرما تو اس کا کارساز ہے اور تو ہی اس کا مولی ہے تو بہتر وہ جس نے اس کا تزکیہ کیا۔۱۲۳؎

ہدایت یافتہ فلاح پا گئے:

اللہ تعالی نے جس کو ہدایت دے دی ، اس نے دنیا اور آخرت کی فلاح اور کامیابی حاصل کر لی ، جبکہ جو سرکش ، نافرمان اور فسق و فجور میں مبتلا رہا اس کو اللہ تعالی نے خاک میں ملا دیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۔۱۲۴

ترجمہ۔بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اس کو پاک کیا۔

وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۔۱۲۵

ترجمہ۔وہ شخص نامراد ہوا جسے (اللہ) نے خاک میں ملا دیا۔

عبد بن حمید نے کلبیؒ ، باین کرتے ہیں ،آیت قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا۔سے مراد وہ شخص کامیاب ہوگیا جس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا اور وہ نامراد ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے خاک میں دبا دیا۔۱۲۶؎

عبد بن حمید نے حسنؒ بیان کرتے ہیں ، آیت قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا۔سے مراد بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے آپ کو نیک اعمال کے ساتھ پاک کر لیا اور اس کی اصلاح کر لی ، جبکہ وہ

شخص نامراد ہو گیا جس کو اللہ نے ہلاک اور گمراہ کر دیا۔۱۲۷؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا۔ سے مراد اللہ نے جس شخص کو خسارے یا نقصان میں ڈال دیا۔۱۲۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! آیت قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا۔ سے مراد وہ نفس کامیاب ہو گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا، جبکہ وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا سے مراد وہ نفس نامراد ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر خیر سے محروم کر دیا۔۱۲۹؎

قوم ثمود کی سرکشی:

اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی سرکشی کے حوالے سے کئی مقامات پر اس واقعہ کا بیان فرمایا ہے، اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ بِطَغۡوٰىهَا ۔۱۳۰

ترجمہ۔ ثمود نے اپنی سرکشی کے سبب جھٹلایا۔

اِذِ انۡۢبَعَثَ اَشۡقٰىهَا ۔۱۳۱۔

ترجمہ۔ جبکہ اس کا سب سے زیادہ بدبخت شخص اٹھ کھڑا ہوا۔

فَقَالَ لَهُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقۡيٰهَا ۔۱۳۲

ترجمہ۔ اللہ کے رسول نے ان سے فرمایا! اونٹنی اور اس کے پانی کی باری سے خبردار رہنا۔

فَكَذَّبُوۡهُ فَعَقَرُوۡهَا ۙ فَدَمۡدَمَ عَلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِذَنۡۢبِهِمۡ فَسَوّٰىهَا ۔۱۳۳

ترجمہ۔ انہوں نے اللہ کے رسول کو جھٹلایا پھر اس اونٹنی کو قتل کر دیا، پھر اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا۔

وَلَا يَخَافُ عُقۡبٰهَا ۔۱۳۴۔

ترجمہ۔ (اللہ) کو ان کے انجام کا کوئی خوف نہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۲۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۔
۳۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔ص۔۱۶۸۹۔سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۳۔
۵۔ روزنامہ ایکسپریس کراچی۔اشاعت،۱۶،فروری۔۲۰۱۱ء۔
۶۔اردو گلوب۔
۷۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۳۔
۸۔سورہ یونس۔آیت۔۵۔
۹۔سورہ الفرقان۔آیت۔۶۱۔
۱۰۔سورہ نوح۔آیت۔۱۶۔
۱۱۔سورہ اللیل۔آیت۔۲۔
۱۲۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۱۔
۱۳۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۸۔
۱۴۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۳۔
۱۵۔ترجمان القرآن۔
۱۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۳۔
۱۷۔سورہ رعد۔آیت۔۲۔
۱۸۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۔
۱۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۲۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۔
۲۱۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۔
۲۲۔سورہ الشّمس۔آیت۔۲۔
۲۳۔سورہ الشّمس۔آیت۔۳۔
۲۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۸۔
۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت

۲۷۔سورہ یٰسین ۔آیت ۔۳۸۔
۲۸۔سورہ کہف ۔آیت ۔۸۶۔
۲۹۔الدرالمنشو رالتفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۰۔الدرالمنشو رالتفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔سورہ کہف ۔آیت ۔ ۸۴۔
۳۲۔سورہ کہف ۔آیت ۔۸۵۔
۳۳۔سورہ کہف ۔آیت ۔۸۶۔
۳۴۔سورہ کہف ۔آیت ۔ ۸۴۔
۳۵۔سورہ تکویر۔آیت ۔۱۔
۳۶۔ابن ابی الدنیافی الاہوال وابن ابی حاتم۔
۳۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۸۔الدرالمنشو رالتفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔الدرالمنشو رالتفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔الدرالمنشو رالتفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۱۔الدرالمنشو رالتفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۲۔سورہ یٰسین ۔آیت ۔۳۸۔
۴۳۔سورہ رعد۔آیت ۔۲۔
۴۴۔سورہ فاطر۔آیت ۔۱۳۔
۴۵۔سورہ زمر۔آیت ۔۵۔
۴۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۷۔سورہ مومن ۔آیت ۔۸۵۔
۴۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۴۹۔سورہ انعام ۔آیت ۔۱۵۸۔
۵۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۱۔الدرالمنشو رالتفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔سورہ بقرہ۔آیت ۔۲۵۸۔
۵۳۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۵۴۔سورہ انعام ۔آیت ۔۷۶۔۷۸۔

۵۵۔عہد قدیم مشرق ومغرب۔سید سراج الاسلام۔ص۔۶۶۔انٹرنیشنل پریس کراچی۔۱۹۵۹ء۔
۵۶۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔ص۔۵۲۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۵۷۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۵۸۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۵۹۔سورہ نمل۔آیت۔۲۴۔
۶۰۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۶۱۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۶۲۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۶۳۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۶۴۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۶۵۔سورہ الشمّس۔آیت۔۵۔
۶۶۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۰۔
۶۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۱۔
۶۸۔افکار برخیا۔مرتب۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد۔
۶۹۔افکار برخیا۔مرتب۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد۔
۷۰۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۷۱۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۷۔
۷۲۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۸۔
۷۳۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۹۔
۷۴۔سورہ ھود۔آیت۔۷۔
۷۵۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۹۔
۷۶۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۷۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۷۸۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۷۔
۷۹۔سورہ نوح۔آیت۔۱۵۔
۸۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔
۸۱۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۶۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۸۲۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۸۹۔ص۔۲۶۱۔۲۶۴۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۸۳۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۱۸۷۔ص۔۵۰۴۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

۸۴۔وقت ۔مرتب۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۲۵۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۸۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۷۔
۸۶۔سورہ النباء۔آیت ۔۱۹۔
۸۷۔سورہ النباء۔آیت۔۱۹۔
۸۸۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۔
۸۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۰۔
۹۰۔سورہ حجر۔آیت۔۱۴۔
۹۱۔سورہ نحل۔آیت۔۱۶۔
۹۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۳۔سورہ قمر۔آیت۔۱۱۔
۹۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۵۔سورہ الشمس۔آیت۔۶۔
۹۶۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۹۔
۹۷۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۰۔
۹۸۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۹۔۱۰۔
۹۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۰۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۰۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۱۔
۱۰۲۔حاشیہ القونوی علی البیضاوی۔قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ)۔ج۔۹۔ ص۔۱۴۷۔دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ۔
۱۰۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔
۱۰۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۱۰۵۔ الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۰۶۔الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۰۷۔الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۰۸۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۱۰۹۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۱۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۱۲۔سورہ الشمس۔آیت۔۷۔

۱۱۳۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۱۴۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ص۔۱۶۴۴۔مطبوعہ۔ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۱۵۔المنجد۔لوئیس معلوف الیسوعیؒ(متوفی۔۱۸۶۷ء)۔ص۔مطبوعہ۔المطبعہ الغاثولیکہ بیروت۔۱۹۲۷ء۔
۱۱۶۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔
۱۱۷۔سورہ قیامت۔آیت۔۲۔
۱۱۸۔سورہ البلد۔آیت۔۶۔
۱۱۹۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۸۱۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔
۱۲۰۔سورہ الشّمس۔آیت۔۸۔
۱۲۱۔الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۲۲۔الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۲۳۔الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۲۴۔سورہ الشّمس۔آیت۔۹۔
۱۲۵۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۰۔
۱۲۶۔ الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۲۷۔الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۲۸۔الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۲۹۔دیلمی۔
۱۳۰۔ سورہ الشّمس۔آیت۔۱۱۔
۱۳۱۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۲۔
۱۳۲۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۳۔
۱۳۳۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۴۔
۱۳۴۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۵۔

۹۲۔سورہ وَالَّیْلِ (رات)

نام:

وَ الَّیْلِ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی رات کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ وَ الَّیْلِ مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۲۱ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔سورہ الیل میں اللہ نے رات کی قسم اٹھائی ہے۔
۲۔مومنین اور کفار کا ذکر۔
۳۔انفاق فی سبیل اللہ نا کرنے پر وعید۔
۴۔آخرت میں دنیا کا مال ومتاع انسان کے کچھ کام نا آئے گا۔
۵۔اللہ کی رضا کی خاطر مال خرچ کرنے پر انعام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازوں میں سورہ وَ الَّیْلِ کی تلاوت فرماتے۔[۱]

قسم ہے وَ الَّیۡلِ (رات) کی:

وَ الَّیۡلِ یعنی رات اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے، جس کی اللہ تعالی نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر قسم کھائی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الَّیۡلِ وَ مَا وَسَقَ۔ ۲

ترجمہ۔رات کی قسم اوران چیزوں کی قسم جن کورات نے سمیٹ لیا۔

وَ الَّیۡلِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ل۔ی۔ل) سے مشتق ہے۔

الَّیۡلِ یا الَّیۡلِۃ۔کے معنی رات کے ہیں ،یعنی جو غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کا وقت اللیل کہلاتا ہے۔

صاحب محیط نے لکھا کے وَ الَّیۡلِ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔

جبکہ سریانی زبان میں الَّیۡلِ کو لَّیۡلِیا بھی کہا جاتا ہے۔

الَّیۡلِ کی جمع لیال اور للیالی ہے۔ ۳

اللہ نے اس سورہ میں وَ الَّیۡلِ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

وَ الَّیۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ۔ ۴

ترجمہ۔قسم ہے رات کی جب وہ پھیل جائے۔

وَ الَّیۡلِ۔اللہ کی ایک مخلوق اور ایک نعمت عظمی ہے، جو اللہ نے انسانوں کے آرام کے لئے تخلیق فرمائی ہے۔

وَ الَّیۡلِ۔اللہ کی ایک نشانی بھی ہے،قرآن کریم میں متعدد آیات میں وَ الَّیۡلِ کا ذکر کیا گیا ہے۔

رات یا شب،غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے درمیان وقت کی مدت ہے۔ یہ شام کے بعد کے وقت کو کہا جاتا ہے۔رات کا متضاد دن ہے۔رات کے وقت کے آغاز اور اختتامی نکات کئی عوامل کی بنیاد پر مختلف ہوتے ہیں مثلاً موسم،عرض البلد،طول البلد اور منطقۂ وقت وغیرہ۔

پاکستان ، بھارت ، نیپال اور بنگلہ دیش میں پہر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، دراصل ایک پہر تین گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے چنانچہ اسی نسبت سے ایک دن اور رات میں آٹھ پہر ہوتے ہیں ،لیکن

آریائی تقویم میں ایک دن اور رات کے صرف پانچ پہر ہوتے ہیں۔
آٹھ پہر کو سنسکرت زبان میں آٹھ پار کہتے ہیں، آٹھ پہر جن میں سے چار پہر دن کے اور چار پہر رات کے ہیں۔

دن کے چار پہر:

۱۔ دھمی/نور پیر دا ویلا: (صبح چھ بجے سے نو بجے تک)۔صبح صادق/صبح کاذب/شفق/طلوع آفتاب۔ یک پہر۔
۲۔ دوپہر/ چھاہ ویلا: (صبح نو بجے سے دوپہر بارہ بجے تک)۔صبح۔ دوپہر۔
۳۔ پیشی ویلا: (دوپہر بارہ بجے سے تین بجے تک)۔۔ روشن روز۔ سہہ پہر۔
۴۔ دیگر/ ڈیگر ویلا: (تین بجے سے شام چھ بجے تک)۔ چار پہر۔

رات کے چار پہر:

۱۔ نماشاں/ شاماں ویلا: (شام چھ بجے سے رات نو بجے تک)۔شفق۔ شام۔ غروب آفتاب۔
۲۔ کفتاں ویلا: (نو سے بارہ بجے تک۔ رات کا یہ پہر اس وقت شروع ہوتا ہے جب رات کی تاریکی اور گہرا اندھیرا ہر جانب پھیل جائے)۔ رات۔
۳۔ آدھ رات ویلا: (رات بارہ بجے سے صبح تین بجے تک)۔ آدھی رات۔
۴۔ سرگی/ اسور ویلا: (صبح تین بجے سے صبح چھ بجے تک)۔شفق۔ ضحیٰ۔
نوٹ: ویلا کے معنی وقت ہے، برصغیر پاک وہند میں گجر، راجپوت، آرائیں، اور جاٹ وقت کے لئے لفظ ویلا استعمال کرتے ہیں۔

رات کے حواس:

رات کا ایک حرکی تصور (dynamic view) ہے، جس کو قرآن کریم نے بارہا بیان کیا ہے اگرچہ یہ علامات یا Symbols ہیں، تاہم ان علامات کی مدد سے انسان زندگی کے وسیع میدان میں بے شمار چیزوں کو سیکھتا اور سمجھتا ہے، دوسری جانب رات کے اوقات چونکہ آرام اور سکون سے

متعلق ہیں چنانچہ انسان ان اوقات میں آرام کرتا ہے جبکہ کئی اہل علم ایسے بھی ہیں جو ان اوقات میں تحقیق ، جستجو تفکر اور تدبر کرتے ہیں جبکہ بے شمار عابدین، زاہدین ، عارفین ان اوقات میں عبادات کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔

رات کا طول بھی اپنے اندر غور وفکر کے چند پہلو رکھتا ہے، تاہم ہر رات کی طوالت ایک جیسی نہیں ، جبکہ ازل سے ابد تک کی ہر رات دوسری رات سے قطعاً مختلف ہے، یہ محض ایک طبعی حقیقت ہی نہیں بلکہ اس امر واقعہ کی معنویت کے پہلو بے شمار ہیں۔

رات کی گراں باری ہر فرد کے لیے مختلف ہے، جو اپنے مقاصد کو سمجھتے ہیں، وہ ان قیمتی اوقات میں خلوص نیت کے ساتھ مصروفِ کار رہتے ہیں لیکن، جن کی نگاہ اپنے مقاصد سے ہٹ گئی ، یہ وقت ان کے لئے روز قیامت حسرت اور یاس بن جائے گا۔

وقت، تاریخ اور زمانے کے تغیّرات کا یہ شعور انسان کے لیے بڑا قیمتی سرمایہ ہے اور شب و روز کی گردش کا ہر لمحہ اسی کا درس دیتا ہے، اگر یہ احساس نا ہو تو انسان نا کامیابیوں میں علم اور برداشت کا مظاہرہ کر سکے اور نا ہی نا کامیوں میں صبر اور وقار کا اظہار، نا فتح مندیاں اس کو متکبر کریں اور نا شکست اس کو مایوس کریں، نا آسودگی میں وہ راہِ اعتدال پر قائم رہ سکے اور نا تنگ دستی میں وہ خود شکنی و خود کُشی کی راہ پر گامزن ہو سکے، اسی گردشِ ایام پر غور وفکر انسان میں شعورِ زمان (Time Consciousness) پیدا کرتا ہے اور اسے یہ سکھاتا ہے کے وہ محض ایک لمحہ حال (Moment in Time) میں زندگی نہ گزارے بلکہ پورے جادۂ وقت (Time Stream) کو اپنی نگاہ میں رکھے۔ اسلام صبر، قناعت، شکر اور مجاہدے کی جن اقدار کا درس دیتا ہے، ان کو صرف اسی ذہنی پس منظر میں سمجھا جا سکتا ہے اور اسی فضا میں ان پر عمل ہو سکتا ہے۔

سیّد قطب شہیدؒ نے اپنی معرکہ آرا تفسیر فی ظلال القرآن میں تحریر فرمایا ہے:

گردش لیل ونہار کے نظام پر غور وفکر، قرآنِ مجید کا ایک اہم موضوع ہے۔ رات اور دن کے بدلنے کا یہ نظام مسلسل چل رہا ہے اور اس کے اندر ایک لمحے کا تغیّر وتبدل رُونما نہیں ہوا ہے۔ اس سے وہ ناموسِ کائنات اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے، جو اس کائنات میں کارفرما ہے۔ اس ناموسِ کائنات

پر غور وفکر سے اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کے اللہ تعالیٰ کس باریکی کے ساتھ اس نظام کو چلا رہا ہے۔

قرآنِ کریم اپنے مؤثر اندازِ بیان کے ساتھ ان مناظر کے ان اثرات کو تازہ کر دیتا ہے، جو بالعموم مانوس ہونے کی وجہ سے انسانی ذہن اور یادداشت سے مٹ گئے ہوتے ہیں، مگر آیاتِ قرآنی کے مطالعے کے بعد انسان ان مناظر کو ایک نئے احساس کے ساتھ دیکھتا ہے اور ہر بار ان سے بالکل نیا تاثر لیتا ہے۔ ذرا یہ بات ذہن میں لایئے کہ اگر انسان گردش لیل ونہار کو پہلی مرتبہ دیکھے تو اس کا تاثر کیا ہو؟ لیکن انسانی احساس اور ادراک، دن اور رات کی گردش کے مناظر کو دیکھتے دیکھتے بجھ سا گیا ہے، حالاں کہ رات اور دن کے اس نظام نے اپنی خوب صورتی اور انوکھے پن میں کسی چیز کی کمی نہیں پیدا ہونے دی۔

درحقیقت انسان اس کائنات سے غافلوں کی طرح گزرتا ہے، جس کی وجہ سے وہ زندگی کی ایک بڑی مسرت اور خوشی کو گنوا دیتا ہے، جس وجہ سے اس کائنات کی حقیقی خوب صورتی اس کی نظروں سے اوجھل ہوجاتی ہے۔ قرآن کریم کا یہ عظیم کمال ہے کے وہ انسان کی بجھی ہوئی حِس کو تازہ کرتے ہوئے انسان کے چھپے ہوئے شعور اور خوابیدہ احساسات کو تجدید وتوانائی بخشتا ہے۔

کل اشیاء کائنات میں اللہ کی صنعت کاری اور اسی پروردگار کے روشن نشانات موجود ہیں، جس میں بنی نوع انسانیت کے لئے بے شمار عبرتیں ہیں، دوسری جانب انسانی فطرت، کائناتی فطرتِ کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

تاہم کائنات کی گہری معرفت کے نتیجے میں انسان کو اللہ کا عرفان حاصل ہوجاتا ہے، یہی وجہ ہے کے قرآن کریم بار بار تفکر، تدبر اور اشیاء کائنات پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ ۵

وَالنَّهَارِ/دن:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے بے شمار مقامات پر رات اور دن کا ذکر فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى۔ ٦

ترجمہ۔ قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔

دن اللہ کی باشعور مخلوق ہے، دن کے بھی حواس ہیں، وہ ادراک و آگہی رکھتی ہے، وہ بھی زندگی کا احساس لئے ہوئے ہے جب ہی قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتے ہیں!

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ۔ ۷۔

ترجمہ۔ قسم ہے صبح کی! جب وہ سانس لے۔

صبح سانس لیتی ہے، عام طور پر ایک دن اور رات کے آٹھ پہر ہوتے ہیں، اور ہر پہر تین گھنٹوں پر محیط ہوتا ہے۔

وَالنَّهَار۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ن۔ ھ۔ ر) سے مشتق ہے۔

نَّهَر۔ کے بنیادی معانی کھلنے یا کھولنے کے ہیں۔ (ابن فارس)

نَّهَر۔ کی جمع النَّهَار ہے۔

نَّهَر۔ کے معانی فراخی، کشادگی، کثرت، وافر اور روشنی کے بھی ہیں۔

وَالنَّهَار۔ کے معانی دن کے ہیں۔ ۸؂

الصُّبْحِ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ص۔ ب۔ ح) سے مشتق ہے۔

الصُّبْحِ۔ کے معنی سرخ رنگ کے ہیں، کیونکہ الصُّبْحِ کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے یعنی اس میں شفق کی آمیزش ہوتی ہے۔

مصُبَّاح۔ عربی زبان میں چراغ کو کہتے ہیں، کیونکہ چراغ کی روشنی بھی سرخ ہوتی ہے۔

الصُّبْحِ۔ فجر یا دن کا ابتدائی حصہ ہوتا ہے۔

الصُّبْحِ۔ اس وقت افق طلوع شمس کی وجہ سے سرخ ہوتا ہے۔ ۹؂

عربی زبان میں دن کے ابتدائی حصہ کو الصُّبْحِ کہا جاتا ہے، جبکہ دن کو وَالنَّهَار کہا جاتا ہے، تاہم انگریزی زبان میں دن کو Day کہا جاتا ہے، دن وقت کی اکائی ہے، تاہم زمین پر ایک دن 24 گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ ایک دن میں 400.86 ثانیے ہوتے ہیں۔ دن سورج کے حوالے سے زمین کی مکمل گردش کا وقت ہے۔ صبح، دوپہر، سہ پہر، شام

اور رات، دن کے حصے ہیں۔

دیگر سیاروں پر دن کا دورانیہ الگ لگ ہے جیسے زھرہ پر ایک دن آٹھ ماہ پر مشتمل ہوتے جبکہ زھرہ پر سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوتا ہے۔

مجموعی طور پر 24 گھنٹوں کا یہ سفر ایک دن کہلاتا ہے۔ گریگورین کیلنڈر کی رو سے دن کا آغاز رات کے 12 بجے سے ہوتا ہے۔

خود اس زمین پر موجود مختلف خطوں اور ممالک میں دن اور رات کا دورانیہ مختلف ہے، جیسے قطب شمالی میں دن کی روشنی ڈرامائی حد تک کم ہوتی ہے بلکہ وہاں لگ بھگ 24 گھنٹے تاریکی کا ہی راج ہوتا ہے۔

اس کے مقابلے میں خط استوا کے شمال میں 85 میل دور واقع سنگاپور میں رہنے والوں کو کوئی خاص فرق محسوس نہیں ہوتا، کیونکہ وہاں جون کے مقابلے میں دسمبر میں سورج غروب ہونے کے وقت میں محض 9 منٹ کی کمی آتی ہے یعنی وہاں پورا سال لگ بھگ 12 گھنٹے کا دن ہوتا ہے۔

پیرس میں 8 گھنٹے 14 منٹ طویل دن ہوتا ہے اور لگ بھگ 16 گھنٹے طویل رات ہوتی ہے۔

سال کے مختصر ترین دن کو راس الجدی یا winter solstice کہا جاتا ہے۔

گزشتہ 6 ماہ یعنی 22 جون سے پاکستان سمیت شمالی نصف کرے میں دن کے دورانیے میں کمی آرہی تھی مگر اب معاملہ الٹا ہو جائے گا یعنی دن کا دورانیہ بتدریج بڑھنے لگے گا۔

راس الجدی کے حوالے سے کہا جاتا ہے کے یہ بنیادی طور پر موسم سرما کے آغاز کا پہلا دن ہے جس کا آغاز پاکستان سمیت کچھ ممالک میں 21 جبکہ کچھ میں 22 دسمبر کو ہوگا۔ یہ وہ موقع ہوتا ہے جب سورج سب سے زیادہ جنوب میں ہوتا ہے اور برج جدی سے گزر رہا ہوتا ہے۔ جنوبی نصف کرے میں صورتحال الٹ ہوتی ہے جہاں 21 یا 22 دسمبر سال کا طویل ترین دن ہوگا۔

اس خطے میں ارجنٹینا، نیوزی لینڈ اور جنوبی افریقا جیسے ممالک موجود ہیں جہاں دنیا کی محض 10 فیصد آبادی مقیم ہے۔

شمالی نصف کرے میں سال کا سب سے چھوٹا دن 20 سے 24 دسمبر کے درمیان ہوتا ہے، مگر 21 یا 22 دسمبر زیادہ عام تاریخیں ہیں۔

امریکی ریاست الاسکا کے علاقے Nome میں تو سورج کی روشنی 3 گھنٹے 54 منٹ تک ہی نظر آتی ہے جس کے بعد 20 گھنٹے طویل شب کا آغاز ہو جاتا ہے۔

اس کے مقابلے میں اسلام آباد میں صبح 7 بج کر 8 منٹ پر سورج طلوع ہو کر شام 5 بج کر 3 منٹ پر غروب ہو جاتا ہے، یعنی 9 گھنٹے 55 منٹ میں۔ لاہور میں یہ دورانیہ 10 گھنٹے ایک منٹ جبکہ کراچی میں 10 گھنٹے 35 منٹ ہوگا۔

ایسا ہوتا اس لئے ہوتا ہے، کیونکہ ہماری زمین سورج کے گرد گھومتی ہے تو راس الجدی کے موقع پر سورج قطب جنوبی کی جانب جھکا ہوتا ہے اور شمالی نصف کرے سے دور ہوتا ہے تو یہاں سردیوں کا آغاز ہوتا ہے، اس وجہ سے دن کا دورانیہ گھٹ جاتا ہے جبکہ موسم گرما میں اس سے الٹ ہوتا ہے۔

شمالی نصف کرے کے خطوں میں اگلے تین دنوں تک طلوع آفتاب کا وقت یہی رہے گا، البتہ سورج غروب ہونے کا وقت تبدیل ہوتا جائے گا۔

نر اور مادہ:

اللہ تعالیٰ نے نر اور مادہ یعنی مذکر اور مونث کو تخلیق کیا ہے جبکہ مختلف مخلوقات کی نسل کو نر اور مادہ کے ملاپ سے ہی آگے بڑھایا ہے۔

انسان، نباتات، حیوانات، جنات، پرندے، نادیدہ اشیاء اور شیاطین میں مذکر اور مونث دونوں اصناف پائی جاتی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ۔ ۱۰

ترجمہ۔ قسم ہے اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔

مذکر: نر اسم ہوتا ہے جیسے مرد، باپ، بیل، بیٹا۔

مونث: مادہ اسم ہوتا ہے جیسے عورت، ماں، گائے، بیٹی۔

انسانوں میں مذکر و مونث:

اللہ تعالی نے انسانوں کے جوڑے تخلیق فرمائے تاکہ نسل انسانی کی بقاء ہو سکے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔(اللہ) کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کے پاس آرام کرو اور تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا فرمادی۔ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر کرتے ہیں۔

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ اَمۡشَاجٍ۔ ۱۲

ترجمہ۔بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے۔

وَّ خَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا۔ ۱۳

ترجمہ۔تمھیں مردوں اور عورتوں کے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا ہے۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّ صِہۡرًا ؕ وَ کَانَ رَبُّکَ قَدِیۡرًا۔ ۱۴

ترجمہ۔وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا پھر اس نے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے۔

جنات میں مذکر اور مونث:

اللہ تعالی نے جنات میں بھی مذکر اور مونث تخلیق فرمائے ہیں، اور ان کے یہاں بھی جوڑے ہیں۔

ابوالجن طارہ نوس:

حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے پہلے انسان اور ابوالبشر ہیں اس کے ساتھ ہی وہ تمام انسانوں کے

باپ بھی ہیں بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد یعنی ابوالجن طارہ نوس ہیں قوم اجنہ میں بھی توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے اوران کے یہاں بھی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں۔ ۱۵ ؎

ہماری زمین ابتدا میں آگ کے ایک دہکتے ہوئے گولے کی مانند تھی لہٰذا اس دور میں یہاں جنات آباد تھے کیونکہ جنات کو اللہ تعالی نے آگ سے تخلیق فرمایا ہے اور ان کی جسمانی ساخت اور صلاحیت ایسی ہے جو کے اس گرم ترین ماحول کی حرارت کو با آسانی برداشت کرتی تھی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۔ ۱۶

ترجمہ۔اس سے پہلے ہم نے جنات کو دھوئیں والی آگ سے پیدا کیا

سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں! جنات اجسام عاقلہ ہیں جن پر ناریت غالب ہے اور اس کی دلیل میں ارشاد خداوندی ہے!

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۔ ۱۷

ترجمہ۔جنات کو خالص آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری (متوفی ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں! الجن جان کی ایک قسم ہے اس کو جن اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ انسانی آنکھوں سے مخفی ہوتی ہے جبکہ الجان سے مراد جنوں کا باپ جس کو اللہ تعالی نے آگ سے پیدا فرمایا اور پھر اس سے اس کی نسل اور ذریت کو آگے بڑھایا یہ زمین میں ہزاروں سالوں سے آباد تھے لیکن جب انھوں نے زمین پر فساد اور خونریزی کی تو پھر اللہ تعالی نے زمین پر فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے زمین کو صاف کیا۔ ۱۸ ؎

اللہ تعالی نے جب فرشتوں کے سامنے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر فرمایا تو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا کے یہ زمین پر خونریزی کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کے تمام جنات، الجان کی اولادیں ہیں وہ شیاطین نہیں ہیں ان میں مومنین اور کافرین بھی ہیں انھیں بھی موت آتی ہے اور وہ اپنے اعمال کی بنیاد میں داخل جنت اور جہنم بھی ہوں گے آپ نے مزید کہا کے تمام شیاطین ابلیس کی اولادیں ہیں جنھیں ابلیس

کے ساتھ ہی موت آئے گی۔۱۹ے

درختوں میں مذکر و مونث:

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ہر شے کا جوڑا پیدا فرمایا ہے جس کی وجہ سے افزائش نسل کا سلسلہ کامیابی سے جاری ہے درختوں میں بھی نر اور مادہ دونوں جنس پائی جاتی ہیں جبکہ ان کی Fertilization اور Pollination بھی ہوتی ہے جب ہی ان کی افزائش ممکن ہے، اگر چہ کچھ پھولوں کے اندر ہی Male,Female sex organs پائے جاتے ہیں کچھ درخت کی شاخیں اور کچھ درخت تنہا Male یا Female ہوتے ہیں اگر چہ یہ حیران کن نظام فطرت ہے جو عقل انسانی کو حیران کرنے کے لئے کافی ہے انسانوں اور دیگر جانداروں کی طرح سے درختوں اور پودوں کے جوڑے اور پھر ان جوڑوں سے ان کی اولاد، خاندان، عزیز و اقارب اور دوست احباب کا ہونا اللہ کی شان کریمی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ وَ فِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔۲۰

ترجمہ۔ ہر قسم کے پھلوں میں سے دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے بے شک ان میں ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں قدرت کی نشانیاں ہیں اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے قطعے ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں ہیں اور دوشاخی کھجوریں ہیں ان کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ان میں سے بعض کو بعض پر مزے میں بڑھا دیتے ہیں بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں قدرت کی نشانیاں ہیں۔

وَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ۔ ۲۱

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

وَّ خَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا ۔ ۲۲

ترجمہ۔ہم نے ہی نر اور مادہ پیدا کئے ہیں۔

وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی ۔ ۲۳

ترجمہ۔اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے مختلف نباتات کے جوڑے پیدا کئے۔

وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیۡہَا زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ ۔ ۲۴

ترجمہ۔اللہ نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے ہیں۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۔ ۲۵

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے اور اس روئیدگی سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے۔اور ان کی جانوں سے بھی اور ان چیزوں سے بھی جنھیں وہ نہیں جانتے ہیں۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کے پپیتے کا تنہا درخت پھل نہیں دیتا ہے تو باغبان اس کے قریب دوسرا پپیتے کا درخت لگاتے ہیں تو کچھ ہی دنوں کے بعد ان درختوں میں پھل لگ جاتے ہیں کیونکہ جنسی اعتبار سے اللہ تعالی نے پپیتے کے درخت کو تین جنسی اقسام میں پیدا کیا ہے

یعنی Male and Female Hermaphroidite ہیں۔

اسی طرح سے کھجور کے درخت میں بھی Female,Male شاخیں ہوتی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ نَخِیۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّ غَیۡرُ صِنۡوَانٍ یُّسۡقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعۡضَہَا عَلٰی بَعۡضٍ فِی الۡاُکُلِ ۔ ۲۶

ترجمہ۔اور کھجوریں دو شاخی ہیں جنھیں ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے لیکن ہم ان میں بعض کو بعض پر مزے میں بڑھا دیتے ہیں۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ اَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡاَنۡعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزۡوَاجٍ۔۲۷

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے ہیں۔

اَفَلَا يَنۡظُرُوۡنَ اِلَى الۡاِبِلِ كَيۡفَ خُلِقَتۡ۔۲۸

ترجمہ۔کیاوہ اونٹ ی طرف نہیں دیکھتے؟(کیسا عجیب اورنافع)ہے۔

وَمِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۔۲۹

ترجمہ۔ہم نے ہرشے کاجوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

بیکٹر یاز،جراثیم اوروائرس میں مذکرومونث:

ماہرین کے مطابق!سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں غیرمرئی مخلوقات بھی اس کائنات میں پائی جاتی ہیں جن کو عام آنکھ سے دیکھنا ناممکن ہے اس مخلوق کو دیکھنے کے لئے خوردبین اور سپر لینز کی ضرورت پڑتی ہے تاہم اللہ کی یہ نادیدہ مخلوق بھی ازل سے اس کائنات میں موجود ہے ان کی بھی شکل صورت، عادات ومزاج، خاندان، بیماریاں پھیلانے کامنظم نظام،موت وحیات،تولیدی نظام اورنرومادہ دونوں جنسیں پائی جاتی ہیں ہے ماہرین کے مطابق!جب کسی انسان کی موت واقع ہوجاتی ہے تو یہ نادیدہ مخلوق مردہ جسم پر کچھ بائیولوجیکل اورکیمیکل چینجز لانے کا سبب بنتے ہیں چنانچہ جسم میں ملنے والے ان نادیدہ اورغیرمرئی بیکٹر یاز کا معائنہ کرکے ڈاکٹرز پوسٹ مارٹم کے ذریعےموت کےدرست وقت کاتعین کرلیتے ہیں۔۳۰؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ۔۳۱

ترجمہ۔(اللہ)وہ چیزیں بھی پیدا کرتا ہے جنھیں تم نہیں جانتے۔

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَۙ وَمَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ۔۳۲

ترجمہ۔ان چیزوں کی قسم جوتم کونظر آتی ہیں اوران چیزوں کی قسم جوتم کونظرنہیں آتی ہیں۔

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰۤى۔۳۳

ترجمہ۔اس ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کئے۔

الشَّیاطینِ میں مذکر ومونث:

مجاہد بیان کرتے ہیں! اللہ نے ابلیس کی داہنی ران میں ذکر اور بائیں ران میں فرج بنائی ہے، تاہم الشَّیطٰنِ اپنی دونوں رانوں کو ملا کر جماع کرتا ہے اور دن میں دس انڈے دیتا ہے اور ہر انڈے سے ۷۰ الشَّیطٰنِ اور ۷۰ الشَّیطٰنِہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ بچوں کی طرح چہچہاتے ہوئے اڑ جاتے ہیں۔ ۳۴؎

الشَّیطٰنِ کی کل اولادوں کی تعداد تو معلوم نہیں لیکن اس کی کچھ مشہور اولادیں درج ذیل ہیں۔

۱۔لاقس۔ ۲۔دلہان۔ یہ دونوں طہارت اور نماز میں وسوسہ پیدا کرتے ہیں۔

۳۔مرۃ۔

۴۔زلنبور۔ یہ لوگوں کے دلوں میں بازاروں کی محبت کو کومزین کرتا ہے، سامان کی جھوٹی تعریف اور جھوٹی قسمیں کھلوانے کی ذمہ داری اسی الشَّیطٰنِ کی ہے۔

۵۔بتر۔ یہ مشکل اور پریشانی میں لوگوں سے آہ وزاری، ماتم اور منہ پر طماچے اور گریبان چاک کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

۶۔اعور۔ یہ لوگوں کو زنا کاری پر ابھارتا ہے اور مردوں اور عورتوں کے جنسی اعضاء میں پھونک مار کر انھیں شہوت کی جانب آمادہ اور برانگیختہ کرتا ہے۔

۷۔مطروس۔ جھوٹی افواہیں اور خبریں پھیلانا اور لوگوں میں خوف وہراس بڑھانے کی ذمہ داری اسی الشَّیطٰنِ کی ہے۔

۸۔داسم۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بغیر سلام کئے داخل ہوتا ہے تو یہ الشَّیطٰنِ بھی اس شخص کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے درمیان لڑائی اور جھگڑے کو بڑھاتا ہے۔ ۳۵؎

۹۔خنزرب۔ تلاوت قرآن میں حائل ہونے والا الشَّیطٰنِ۔

عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، میری اور میری تلاوت قرآن کے درمیان الشَّیطٰن حائل ہوجاتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اس الشَّيۡطٰنِ کا نام خنزب ہے، جب تم اس کو محسوس کرو تو تم اعوذ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ' پڑھ لیا کرو اور اپنی بائیں جانب تین بار تھک تھکا دیا کرو۔ ۳۶

حضرت امام جعفر صادقؑ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سب سے پہلے دین کے معاملے میں اپنی رائے سے قیاس کیا وہ ابلیس تھا، اللہ تعالی نے اس سے فرمایا! آدم کو سجدہ کرو، اس نے کہا! میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے جبکہ اس کو خاک سے بنایا ہے، سو جس نے دین میں اپنی رائے سے قیاس کیا اس کو اللہ تعالی قیامت کے دن ابلیس کے ساتھ اکھٹا کریں گے۔ ۳۷

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدینہ میں جنات کی ایک جماعت اسلام لاچکی ہے اگر تم ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو اس کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو مار دو کیونکہ وہ الشَّيۡطٰنہے۔ ۳۸

اہل سعادت اور اہل شقاوت:

دنیا میں اہل سعادت اور اہل شقاوت دونوں ہی موجود ہیں، اللہ تعالی نے انسان کو علم، عقل اور ارادے کے ساتھ پیدا فرمایا ہے، چنانچہ فطری رجحان اور میلان جس قسم کا ہوتا ہے انسان سے اسی قسم کے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔

مثلاً ایک جماعت میں ۸۰ طالب علم ہیں جن کو ایک ہی استاد پڑھاتا ہے لیکن طلباء کی طرز فکر، میلان، رجحان اور علمی جستجو کو دیکھ کر استاد کو اس بات کا بخوبی علم ہوجاتا ہے کے کون سا طالب علم نمایاں نمبروں سے کامیاب ہوگا اور کون سا طالب علم امتحان میں ناکام ہوجائے گا۔ دنیا میں انسان کا معاملہ بھی یہی ہے، صالح طرز فکر کے بندے نیک اعمال کی طلب اور جستجو میں لگے رہتے ہیں جبکہ اہل شقاوت کو گناہوں میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ۔۳۹۔

ترجمہ۔ بے شک تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَ اتَّقٰى ۔۴۰

ترجمہ۔جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا۔

وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ۔۴۱۔

ترجمہ۔اور حسنات (اچھی باتوں) کو سچ جانا۔

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ۔۴۲

ترجمہ۔تو ہم اس کے لیے راحت والی خصلت کو آسان کردیں گے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں، ہم ایک جنازہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا ٹھکانہ جنت یا دوزخ میں نا لکھا ہو، صحابہ کرامؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا ہم اس لکھے پر بھروسہ نہ کرلیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمل کرتے رہو ہر ایک کے لیے وہ عمل آسان کردیا گیا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، اگر وہ اہلِ سعادت میں ہے تو اس کے لیے اہلِ سعادت کا عمل آسان کردیا گیا اور اگر وہ اہلِ شقاوت میں ہے تو پھر اس کے لیے اہلِ شقاوت کا عمل آسان بنا دیا گیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ۴۳

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَ اتَّقٰى وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ۔

البخل۔ بخل۔ کنجوسی:

اللہ کے دیے ہوئے مال میں بخل اور کنجوسی کرنا، ایک گناہ عظیم ہے، جس کی قرآن کریم نے بارہا سخت سے مذمت فرمائی ہے، کیونکہ ضرورت مندوں پر مال کو ناخرچ کرنے سے کئی اخلاقی، ذہنی اور نفسیاتی مسائل اور جرائم میں اضافہ ہوتا ہے، یہی وجہ اسلام مال کو ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کی بارہا ترغیب دیتا ہے اور انسان کا یہ عمل اللہ سے قرب کا ایک ذریعہ بھی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰى ۔۴۴

ترجمہ۔اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی اختیار کی۔

وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۔۴۵

ترجمہ۔اور الحسنیٰ کو جھٹلایا۔

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۔۴۶

ترجمہ۔تو ہم اس کے لئے جہنم کے راستے کو آسان کر دیں گے۔

وَ مَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۔۴۷

ترجمہ۔جس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا جب وہ برباد ہونے لگے گا۔

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۔۴۸

ترجمہ۔واقعی ہمارے ذمہ راہ کا بتلا دینا ہے۔

وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَ الْاُوْلٰى ۔۴۹

ترجمہ۔اور ہمارے ہی قبضہ میں ہے آخرت اور دنیا۔

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۔۵۰

ترجمہ۔تو میں تمہیں ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکا ہوں۔

لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۔۵۱

ترجمہ۔اس میں وہی بدبخت داخل ہوگا۔

الَّذِيْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ۔۵۲

ترجمہ۔جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔

البَخِلَ:

بَخِلَ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ب۔خ۔ل) سے مشتق ہے۔۵۳؎

البَخِلَ۔سے مراد اپنی حاصل شدہ چیزوں کو ان مواقع پر خرچ کرنے سے روکنا جہاں ان کو خرچ کرنے کی ضرورت ہو۔

بَخِلَ۔کی دو اقسام ہیں۔۱۔انسان اپنی چیزوں کو خرچ کرنے سے گریز کرے۔

۲۔انسان دوسروں کو خرچ کرتے ہوئے دیکھ نا سکے۔۵۴؎

بَخِلَ۔ سے مراد اشیاء کو روک لینا۔ ۵۵؎

ارشادات خداوندی:

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ
اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۔۵۶

ترجمہ۔ جو لوگ خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو (بھی) بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے ان کو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۔۵۷

ترجمہ۔ جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پروا رہا۔

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُۚ
وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُۚ وَ
اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ۔۵۸

ترجمہ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو، پس تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو وہ صرف اپنی جان سے ہی بخل کرتا ہے، تو وہ۔ اپنی جان کی طرف سے بخل کرتا ہے، اور اللہ غنی ہے تم محتاج ہو، اور اگر تم روگردانی کرو گے تو اللہ تمہارے بدلہ دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ پھر بھی مجھ پر درود نا بھیجے۔ ۵۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آدمی میں پائی جانے والی سب

سے بری چیز انتہاء کو پہنچی ہوئی بخیلی اور سخت بزدلی ہے۔ ۶۰

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! خیرات کو مت روکو ورنہ تمھارا رزق بھی روک لیا جائے گا۔ ۶۱

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، کبھی ایسا نہیں ہوا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے وہ دینے سے انکار کیا ہو۔ ۶۲

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر روز جب بندہ صبح اٹھتا ہے تو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک فرشتہ کہتا ہے ائے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے ائے اللہ! جو شخص صدقات واجبہ کو روکے اس کے مال کو تلف کردے۔ ۶۳

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! کنجوسی تمام ترعیوب کی جامع ہے۔ اور یہ ایک ایسی برائی ہے جو تمام برائیوں کی جانب آدمی کی رہنمائی کرتی ہے۔

مجھے کنجوس کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کیونکہ اس کی جانب ایسی فقیری نہایت سرعت اور تیزی سے بڑھتی جس سے وہ بھاگتا ہے۔ تونگری اس کے ہاتھ سے چلی جاتی ہے جس کو وہ بہت چاہتا ہے اور وہ دنیا میں فقیری کی طرح زندگی بسر کرتا ہے لیکن آخرت میں اس کا محاسبہ مالداروں کی طرح کیا جائے گا۔ ائے بیٹا! کنجوس کی دوستی سے بچو کیونہ وہ تمھاری شدید حاجت کے وقت میں تم سے الگ ہوجائے گا۔

مردوں کے کچھ خصائل جوان کے لئے نہایت نقصان دہ ہیں لیکن وہی خصائل عورتوں کے لئے بہتر ہیں جس میں تکبر، بخل اور بزدلی شامل ہے۔

ا۔ متکبر عورت جلدی غیر کے قابو میں نہیں آئے گی۔ ۲۔ بخیل عورت اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی۔ ۳۔ بزدل عورت ہر اس نقصان دہ چیز سے بھاگے گی جس سے اس کی آبرو کو کوئی خطرہ لاحق ہو۔ بہت زیادہ بیماریاں بخل کی علامت ہیں۔

کنجوس اپنا مال اپنے وارثوں کے لئے جمع کرتا ہے۔ کنجوسی باعث ملامت ہے۔

بخیل کو یہ خبر دے دو کے اس کا مال کسی حادثے یا اس کے مرنے کے بعد وارثوں کے حوالے ہوجائے گا۔ بخل وحرص کے ساتھ کوئی نیکی نہیں۔ کنجوس اور لالچی شخص کبھی وسیع القلب نہیں ہوسکتا چاہے وہ ڈھیر ساری دولت ہی کیوں نا پالے۔ کنجوس کے پاس دولت کا جمع ہونا دوطرح کے قحط میں سے ایک طرح کا قحط ہے۔ کنجوس کا وہی دوست ہوسکتا ہے جس نے اس کا تجربہ نا کیا ہو۔

کنجوس کا کسی سخی انسان پر غیظ وغضب اس کی کنجوسی سے زیادہ تعجب خیز ہے۔

اپنے مشوروں میں بخیل اور کنجوس کو ہرگز شامل نا کرو کیونکہ وہ تم سے فضیلت کو الگ کر کے فقر کو قریب کردے گا۔ بخیل کے لئے کوئی مروت نہیں۔ کنجوسی نا کرو ورنہ تم فقیر ہو جاؤ گے۔

اشراف کے ساتھ کنجوسی کتنا بدترین بخل ہے۔

اپنے پاس موجود اشیاء کے مقابلے میں جس نے کسی محتاج کے ساتھ کنجوسی کی اس پر اللہ غضبناک ہوتا ہے۔ جس نے خود اپنے آپ سے کنجوسی برتی وہ دوسروں کے ساتھ اس سے کہیں زیادہ کنجوسی برتے گا۔

اگر تم بخل کو کسی آدمی کے روپ میں دیکھتے تو اس کی مکروہ شکل دیکھ کر ہر انسان اپنی آنکھ کو بند کرلیتا اور ہر دل اس سے نفرت کرتا۔ کنجوس اور حریص کا کوئی دوست نہیں۔

آسائشات کے زوال کا ایک سبب محتاج کو کچھ نا دینا ہے۔

کنجوس اپنی دولت میں سے اپنے لئے بھی بہت کنجوسی کرتا ہے لین اپنی دولت کو اپنے وارثوں کے سپرد کر کے جاتا ہے۔ بخل کی کثرت انسان کی مردانگی اور اخوت کو تباہ کر دیتی ہے۔

دو خصائل مومن میں جمع نہیں ہوسکتے۔ ۱۔ بداخلاقی۔ ۲۔ بخل۔

بدترین بخل مستحق کو دولت نا دینا ہے۔

مخلوقات میں اللہ تعالی سے سب سے زیادہ دور مال دار کنجوس ہوتا ہے۔

کنجوس کو دنیا میں مذمت جبکہ آخرت میں عذاب اور ملامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

کنجوس بہت جلد فقر میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ۶۴؎

اہم نکتہ:

امیر المومنین حضرت علی فرماتے ہیں کے بہت ساری بیماریوں کی اصل وجہ بخل یعنی کنجوسی ہے۔
امیر المومنین کا اشارہ جسمانی، روحانی، ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں کی جانب ہے۔
اسلام نے ایک نہایت سادہ سا اصول بیان فرمایا ہے کے جو چیز تمھاری ضرورت سے زائد ہے اس پر اب غریبوں اور ضرورت مندوں کا حق ہے۔
کنجوس شخص اللہ کا ناشکرا اور اللہ کی نعمتوں کا بے قدرا ہوتا ہے دوسری جانب وہ معاشرے میں کئی جرائم کا بھی ایک سبب بنتا ہے۔جس طرح سے کسی جگہ پر اگر پانی کھڑا ہو جائے تو وہ بدبو، تعفن اور کئی امراض کا سبب بنتا ہے بالکل اسی طرح سے اگر کسی جگہ روپیہ پیسہ جمع کر لیا جائے اور اس کی حرکت کو روک دیا جائے تو وہ بھی کئی اخلاقی بیماریوں کی وجہ بن سکتا ہے جیسے کنجوس انسان جب حق داروں پر خرچ نہیں کرے گا تو خاندان اور گھر میں موجود افراد خانہ میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوگی ،لوگ ایسے شخص سے بدظن ہونے کے بعد نفرت کرنے لگیں گے والدین، بیوی، بچے اور دیگر رشتے دار جن کا حق ہے کے ان کی ضروریات پوری کی جائیں وہ کنجوس شخص کے ظلم اور اس کے رویے سے بے چینی اور شدید گھٹن محسوس کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ اکثر یہی افراد خانہ یا رشتے دار اس کنجوس شخص سے روپیہ ہتھیانے کے لئے اس کو قتل ، اغوا یا پھر جائیداد کے کاغذات پر کسی بہانے سے دستخط بھی کروا لیتے ہیں بسا اوقات گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھا دیتا ہے اور اپنے ہی گھر کی مخبری کرتے ہوئے چوری یا ڈکیتی بھی کروا دیتا ہے۔
قابل غور امر یہ ہے کے جس مشکل سے وہ پائی پائی جوڑ کر اپنے خزآنے میں اضافہ کرتا ہے اور اپنی اور اہل خانہ کی ضروریات سے پہلو تہی کرتا ہے مرنے کے بعد یہی مال انھی رشتے داروں اور ورثاء کے پاس چلا جاتا ہے۔

جود و سخا (سخاوت):

اللہ کے دئے ہوئے مال کو اللہ کی مخلوق پر خرچ کرنا ایک نہایت مستحسن عمل ہے، اور اسلام اس عمل

کی نہایت پذیرائی کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى۔ ٦٥

ترجمہ۔(جہنم) کی آگ سے متقی کو دور رکھا جائے گا۔

الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ۔ ٦٦

ترجمہ۔جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہوجائے۔

وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ۔ ٦٧

ترجمہ۔اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کے جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو۔

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ۔ ٦٨

ترجمہ۔مگر(وہ) صرف اپنے رب عظیم کی رضا جوئی کے لئے (مال) خرچ کر رہا ہے۔

وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ۔ ٦٩

ترجمہ۔اور یہ شخص عنقریب خوش ہوجائے گا۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا:

جودوسخا:

جواد۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ج۔و۔د) سے مشتق ہے۔ ۷۰

الجید۔عربی زبان میں نہایت عمدہ چیز کو کہتے ہیں۔

جودہ۔سے مراد عمدہ ہونا ہے۔

اجادہ۔سے مراد اسے عمدہ بنایا۔

الجواد۔سے مراد سخی۔ ۷۱

الجودی۔ایک پہاڑ کا نام ہے، اس پہاڑ اس سلسلہ کوہ میں واقع ہے جو آرمینیا کو میسوپوٹیمیا سے جدا کرتا ہے تاہم اسی پہاڑ پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری تھی۔

جواد۔ اعلیٰ درجے اور عمدہ نسل کا نہایت برق رفتار گھوڑا، جس کی تیز رفتاری کی مثال محال ہو۔

جواد۔ کی جمع الجیاد ہے۔

الجیاد۔ سے مراد اصیل اور تیز رفتار گھوڑوں کے ہیں۔ ۲۷ے

ارشاد خداوندی:

اِذۡ عُرِضَ عَلَیۡہِ بِالۡعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الۡجِیَادُ۔ ۷۳

ترجمہ۔ جب اس کے سامنے پچھلے پہر سدھے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ۹۰۰۰۰ درھم آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو تقسیم کروا دیا یہاں تک کے وہ ساری رقم اسی دن تقسیم کر دی گئی تاہم تقسیم کے بعد ایک شخص آیا اس نے بھی طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میرے نام پر قرض لے لو پھر جب میرے پاس ہوگا تو میں ادا کر دوں گا۔ ۷۴ے

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے حد سخی تھے اور سخاوت میں کوئی ان کا مدِ مقابل نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تو فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے لیکن بادشاہوں سے زیادہ فیاض اور سخی تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر فوراً اس شخص کو عطا فرمائی۔

ماہ رمضان کے آخری عشرے میں آپ نہایت سخاوت اور فیاضی فرماتے تاہم ماہ صیام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھلائی اور نفع رسانی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کا مظاہرہ فرماتے۔ ۷۵ے

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ سخی نہیں دیکھا خاص کر

ماہ صیام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت بہت ہوتی تھی۔۷۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا، اے ابوذر! مجھے یہ گوارا نہیں کے میرے پاس احد کے پہاڑ جتنا سونا ہو اور اس میں سے ایک اشرفی بھی تین دن تک میرے پاس بچے سوائے اس کے جو ادائے قرض ہو، اے ابوذر! میں اس مال کو اپنے دونوں ہاتھوں سے خلق خدا میں تقسیم کر کے اٹھوں۔۷۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں کے برابر بھی اونٹ اور بکریاں ہوتیں تو میں سب کے سب تقسیم کر دیتا اور تم مجھے بخیل اور بزدل نہ پاتے۔۷۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کے سخاوت کی انتہاء موجودہ اشیاء کو دینا ہے۔

جود وسخا انسان کی عزت کی نگہبان ہے۔

جسے جزا کی امید ہوگی وہ صاحب عطیات اور تحائف ہوگا۔

موجودہ اشیاء کو دینا سخاوت کی انتہا ہے۔

جس نے اپنی دولت عطا کی گویا اس نے اپنے نفس اور جان کو عطا کیا۔

بہترین اور نیک اعمال تنگ دستی میں سخاوت، غصہ میں سچ اور باوجود قدرت کے معاف کر دینا ہے۔سخی دنیا میں قابل ستائش اور آخرت میں کامیاب ہے۔

جواد اور سخی وہ ہے جو ان چیزوں کو بھی بانٹ دے جن میں کنجوسی برتی جاتی ہے۔

کریم النفس لوگوں کی روش سخاوت ہے۔

انسان کی سخاوت اسے دشمنوں میں بھی محبوب بنا دیتی ہے جبکہ اس کا بخل اس کو اس کی اولاد میں بھی قابلِ نفرت بنا دیتا ہے۔

سخاوت وہ عطا ہے جو سوال سے پہلے ہو کیونکہ سوال کے بعد عطا شرمندگی یا مذمت کے خوف سے ہوتی ہے۔

سخی افراد کے پاس مال کا جمع ہو جانا نعمت کی فراوانی کے دو حصوں میں سے ایک ہے۔

دنیا میں لوگوں کے سردار سخی افراد ہوں گے۔

سخاوت کے ذریعے گناہ مٹ جاتے ہیں اور دلوں میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

سخاوت کا مطلب تم اپنی دولت کو بانٹنے والے اور دوسروں کی دولت سے بچنے والے بنو۔

حد درجہ سخاوت انسان کے دوستوں میں اضافے کا سبب ہے جبکہ سخاوت کی وجہ سے انسان کے دشمن بھی صلح جو ہو جاتے ہیں۔

اگر سخاوت کسی انسان کے روپ میں ہوتا تو وہ نہایت حسین، جمیل، وجیہہ اور خوبصورت انسان ہوتا جسے دیکھ کر لوگ خوش ہوتے۔

سخاوت کے ذریعے لوگ سردار بن جاتے ہیں اور سب سے بڑی سخاوت لوگوں تک ان کا حق پہنچا دینا ہے۔۷۹

اہم نکتہ:

جود و سخا اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے تاہم اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کو اس عظیم نعمت سے سرفراز فرماتا ہے، سخاوت یعنی اللہ کے دئے ہوئے مال کو اس کے بندوں پر خرچ کرنا ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے تاہم سخی انسان کی سخاوت سے اس کے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور اس کے دوستوں میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے، اللہ کے مال کو اللہ کی مخلوق پر خرچ کرنے سے روپے پیسے میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوتا ہے اور ایسا انسان جو سخی اور صلہ رحم ہو اللہ اس کے رزق اور عمر میں اضافہ فرماتے ہیں۔ ایسے تمام افراد جن کو اللہ نے اس صفت سے آراستہ فرمایا ہے وہ ذہنی، دماغی اور نفسیاتی اعتبار سے قابلِ رشک صحت کے مالک ہوتے ہیں۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۷۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ تکویر۔آیت۔۱۷۔
۵۔ظلال القرآن۔سید قطب شہید۔مکتبہ المصریہ۔
۶۔سورہ اللیل۔آیت۔۲۔
۷۔سورہ تکویر۔آیت۔۱۸۔
۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۔سورہ اللیل۔آیت۔۳۔
۱۱۔سورہ روم۔آیت۔۲۱۔
۱۲۔سورہ دہر۔آیت۔۳۔
۱۳۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۱۴۔سورہ الفرقان۔آیت۔۵۴۔
۱۵۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان ۔۲۰۰۴ء۔
۱۶۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۷۔
۱۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۵۔
۱۸۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۱۹۔مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران۔
۱۹۔ النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔ج۔۶۔ص۔۱۰۹۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۲۰۔سورہ رعد۔۳۔۴۔
۲۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۲۲۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۲۳۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۵۳۔
۲۴۔سورہ رعد۔آیت۔۳۔
۲۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔
۲۶۔سورہ رعد۔۴۔
۲۷۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۔
۲۸۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۷۔
۲۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۳۰۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۹۰۸۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۳۱۔سورہ النحل۔آیت۔۸۔

۳۲۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۳۸۔۳۹۔
۳۳۔سورہ الیل۔آیت۔۳۔
۳۴۔تفسیر صاوی۔علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ج۔۳۔ص۔۲۴۔دار الکتب العربی۔
۳۵۔تفسیر صاوی۔علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ج۔۳۔ص۔۱۷۔دار الکتب العربی۔
۳۶۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۳۷۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۹۷۔دار الکتاب العربی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۳۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۹۔سورہ اللیل۔آیت۔۴۔
۴۰۔سورہ اللیل۔آیت۔۵۔
۴۱۔سورہ اللیل۔آیت۔۶۔
۴۲۔سورہ اللیل۔آیت۔۷۔
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۴۔سورہ اللیل۔آیت۔۸۔
۴۵۔سورہ اللیل۔آیت۔۹۔
۴۶۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۰۔
۴۷۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۱۔
۴۸۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۲۔
۴۹۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۳۔
۵۰۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۴۔
۵۱۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۵۔
۵۲۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۶۔
۵۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۵۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۶۔سورہ النساء۔آیت۔۳۷۔
۵۷۔سورہ اللیل۔آیت۔۹۔
۵۸۔سورہ محمد۔آیت۔۳۸۔
۵۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۶۱۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۲۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۳۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۴۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۶۵۔ سورہ الیل۔ آیت۔ ۱۷۔
۶۶۔ سورہ الیل۔ آیت۔ ۱۸۔
۶۷۔ سورہ الیل۔ آیت۔ ۱۹۔
۶۸۔ سورہ الیل۔ آیت۔ ۲۰۔
۶۹۔ سورہ الیل۔ آیت۔ ۲۱۔
۷۰۔ لغات القرآن۔ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۷۱۔ لغات القرآن۔ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۷۲۔ لغات القرآن۔ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۷۳۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۳۱۔
۷۴۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۷۵۔ خصائل نبوی۔
۷۶۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۷۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۸۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۹۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔

۹۳۔سورہ وَ الضُّحٰی (چمکدار دن)

نام:

وَ الضُّحٰی۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی چمکدار دن کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ وَ الضُّحٰی مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۱ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت جندب ؓ بیان کرتے ہیں،ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور دو یا تین راتیں قیام نہ کر سکے،تو ابولہب کی بیوی نے رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کے تیرا شیطان تجھ کو چھوڑ گیا ہے،ہم نے اسے دو یا تین راتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب نہیں دیکھا،اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں

وَ الضُّحٰی وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی۔

ترجمہ۔قسم ہے الضُّحٰی (صبح صادق کی روشنی) کی ،۔قسم ہے رات کی جب وہ قرار پکڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا ہے اور نا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے زار ہوا ہے۔۱؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ الضُّحٰی نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ پر میرے رب نے احسان فرمایا اور میں اس کا اہل ہوں کے میرا رب مجھ پر احسان کرے۔۲؎

مضامین:

۱۔سورہ والضحیٰ میں اللہ نے صبح صادق کی روشنی کی قسم کھائی ہے۔

۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احوال مبارک بیان کیا ہے۔

۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کے انعامات کا ذکر کیا گیا ہے۔

۴۔اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نا چھوڑا ہے اور نا ہی وہ ان سے ناراض ہیں۔

وَ الضُّحٰی: (صبح صادق کی روشنی):

صبح صادق کی ورشنی کو عربی زبان میں وَ الضُّحٰی کہتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الضُّحٰی۔۳۔

ترجمہ۔قسم ہے الضُّحٰی (صبح صادق کی روشنی) کی۔

وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی۔۴

ترجمہ۔قسم ہے رات کی جب وہ قرار پکڑے۔

مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی۔۵

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردگار نے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا ہے اور نا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بےزار ہوا ہے۔

الضُّحٰی۔سورج کی وہ پہلی کرن ہے جو سورج سے زمین کو پہنچتی ہے، اگرچہ اردو یا کسی بھی زبان میں اس لفظ الضُّحٰی کا ترجمہ ناممکن ہے۔وَ الضُّحٰی۔سورج کی وہ روشنی ہے، جس کی پیدائش ایک لاکھ ستر ہزار سال قبل ہو چکی، یہ روشنی پونے دو لاکھ سال سے سورج میں مقید ہے، جبکہ یہ وہ روشنی کے ذرات یعنی فوٹونز ہیں جو اللہ کے حکم سے زمین پر اپنا سفر شروع کر دیتی ہیں، تاہم اس روشنی کی چمک بڑی دلفریب اور دلکش ہوتی ہے، یہ اردو زبان میں صبح کاذب جبکہ انگریزی زبان میں Zodiacal light کہتے ہیں۔

صبح کاذب سے مراد وہ سفیدی ہے جو رات کے آخری حصے میں صبح صادق سے کچھ دیر پہلے آسمان

کے مشرقی کنارے پر عمودی شکل میں اوپر کو اٹھتی ہے، صبح صادق سے پہلے آسمان کے درمیان میں ایک دراز سفیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے پھر یہ سفیدی صبح صادق کی وجہ سے غائب ہوجاتی ہے اسے صبح کاذب کہتے ہیں۔

الضُّحٰی۔کا زمین پر پہنچنے سے قبل آسمان کا رنگ نیلا ہوجاتا ہے، تاہم 4000 سال قبل ملاح اسی وقت اپنی کشتیاں سمندر میں نکالتے کیونکہ وہ آسمان کی اس نیلی روشنی کو کشتیاں چلانے کا صحیح وقت سمجھتے تھے، دوسری جانب اس وقت زمین اور آسمان کے مابین فرق محسوس کیا جاسکتا ہے، جبکہ دنیا بھر میں صبح کے اس پہر کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے جبکہ مصوروں نے بھی اس وقت کو پینٹ کرکے شاہکار امر کئے ہیں ،انگریزی زبان میں آسمان کی اس کیفیت کو Twilight time کہا جاتا ہے۔

الضُّحٰی۔روشنی کی وہ قسم ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً 7000 رنگ بدلنے کی صلاحیت رکھی ہے، یہ خوبصورت رنگ وہ آسمان پر ہر روز بکھیرتی ہے۔

جس وقت الضُّحٰی۔آسمان پر اپنے رنگ بکھیر رہی ہوتی ہے اسی وقت افق پر مغرب کی سمت ایک نیلے رنگ کی پٹی نمودار ہوتی ہے لیکن یہ پٹی دراصل زمین کا اپنا ہی عکس ہے، جس کو انگریزی میں Earth's shadow بھی کہا جاتا ہے۔

قرآن کریم نے زمین کے اس عکس کے حوالے سے ارشاد فرمایا!

اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوۡ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلۡنَا الشَّمۡسَ عَلَيۡهِ دَلِيۡلًا ۔٦

ترجمہ۔کیا تو نے اپنے رب کی طرف نظر نہیں کی، جس نے کیسے سایہ کو پھیلایا، اگر وہ چاہتا تو اس کو ٹھہرائے رکھتا۔ پھر ہم نے آفتاب کو اس پر علامت مقرر کیا۔

ایوب بن موسیٰ ؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيۡفَ مَدَّ الظِّلَّ سے مراد کیا تم نہیں دیکھتے کے اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو سایہ بنادیا، یہ صبح کی نماز سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کے درمیان ہوتا ہے۔

آیت۔ ثُمَّ قَبَضۡنٰهُ اِلَيۡنَا قَبۡضًا يَّسِيۡرًا ۔ ۷؎

ترجمہ۔ پھر ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا۔ ۸؎

ابراہیم تیمی ضحاک ؒ اور ابو مالک غفاری ؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ كَيۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۔ سے مراد وہ سایہ جو طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک ہو۔ آیت۔ ثُمَّ جَعَلۡنَا الشَّمۡسَ عَلَيۡهِ دَلِيۡلًا ۔ ترجمہ۔ پھر ہم نے سورج کو اس سایہ پر دلیل بنا دیا۔

آیت۔ ثُمَّ قَبَضۡنٰهُ اِلَيۡنَا قَبۡضًا يَّسِيۡرًا ۔ ت

ترجمہ۔ پھر ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ اَلَمۡ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيۡفَ مَدَّ الظِّلَّ سے مراد ہے فجر کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے (سایہ کو کیسے بڑھایا)۔ ۹؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ اَلَمۡ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۔ سے مراد کیا تو نے نہیں دیکھا جب تو نے فجر کی نماز پڑھی تو سورج کے طلوع ہونے سے لے کر اس کے غروب ہونے تک ایک سایہ ہوتا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ اس پر سورج کو دلیل بنا کر بھیجتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سائے کو قبض کر لیتا ہے۔ ۱۰؎

سائنسی تحقیق کے مطابق زمین کا یہ سایہ خلاء میں 14,000,00 (چودہ لاکھ) میل تک پھیلا ہوا ہے۔ الضُّحیٰ۔ کے زمین تک پہنچنے سے قبل افق پر ایک اورنج یا جامنی رنگ کی پٹی نمودار ہوتی ہے، جس کو انگریزی زبان میں The Belt of Venus کہتے ہیں، اس کے بعد بتدریج طلوع آفتاب کا وقت شروع ہوجاتا ہے، تاہم یہی وہ وقت ہے جب انسانی آنکھ افق پر پہلی مرتبہ الضُّحیٰ کو دیکھتی ہیں، اس وقت الضُّحیٰ کا رنگ اورنج ہوتا ہے۔

سائنسی زبان میں اس وقت کو God rays یا Sunbeams کہتے ہیں، تاہم یہ Sunbeams یا الضُّحیٰ سب سے پہلے پہاڑ کی چوٹیوں پر پڑتی ہے، اس کو انگریزی زبان میں Alpenglow بھی کہتے ہیں، تاہم الضُّحیٰ بتدریج پھیلتی اور سایے بناتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا ۔۱۱

ترجمہ۔اللہ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے ان میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو سایہ والی ہیں۔

قسم ہے شفق کی:

شفق اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے، جو اللہ کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شفق کی قسم کھائی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ ۔۱۲

ترجمہ۔قسم ہے شفق کی۔

الشفق ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش ۔ف ۔ق) سے مشتق ہے۔

الشفق ۔ سے مراد وہ سرخی جو غروب آفتاب کے وقت افق پر پھیلتی ہے پھر کچھ دیر کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔

راغب اصفہانی لکھتے ہیں، شفق سے مراد افق کی وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے وقت، دن کی روشنی کی رات کی تاریکی میں ملنے کو کہتے ہیں، نیز کنارے کو بھی شفق کہا جاتا ہے۔

ابن فارس لکھتے ہیں، شفق سے مراد کسی چیز میں رقت یا کمزوری کے ہیں۔

الشفق ۔الشفقہ ۔ سے مراد کسی کی بے حد خیر خواہی کے نتیجے میں کسی ڈر یا خوف کا دل میں بیٹھ جانا کہیں یہ نا ہو جائے کہیں وہ نا ہو جائے۔مشفق ۔ سے مراد خیر خواہ، ہمدرد۔

شفیق ۔ سے مراد بے حد نرم دلی، گداز اور محبت میں کمزوری کی علامت۔

ثوب شفق ۔ سے مراد کمزور کپڑا۔ ۱۳؎

شفق کو انگریزی زبان میں Twilight بھی کہا جاتا ہے، یعنی زمین کے ماحول میں ہلکی روشنی جو سورج کے افق سے نیچے جانے کے بعد نظر آتی ہے، اگرچہ اس وقت سورج غروب ہو چکا ہوتا ہے تاہم طلوع سحر اور غروب آفتاب کے وقت افق کی وہ روشنی جس میں سرخ رنگت نمایاں ہو وہ شفق کہلاتی ہے۔

شفق ۔طلوع سحر کے وقت بادنسیم کے جھونکے اور آسمان کی متغیر رنگت کو شفق کہتے ہیں، اس وقت

روشنی افق یعنی Horizon سے نمودار ہوتی ہے، جو سورج کے نکلنے تک بتدریج بڑھتی اور پھیلتی ہے،اس روشنی کو اردو میں اور عربی زبان میں شفق جبکہ انگریزی زبان میں Twilight کہا جاتا ہے۔

شفق دراصل طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب کے بعد نمایاں ہونے والی وہ روشنی ہے جو سورج کی شعاعوں کے باعث اس وقت پھیلتی ہے جب سورج افق سے نیچے ہوتا ہے، جیسے جیسے سورج افق سے غروب ہونے کی جانب مائل ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے یہ روشنی افق پر نظر آتی ہے حتیٰ کے سورج افق سے 18 درجے زاویے سے نیچے جا کر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

شفق ۔کو دنیائے اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ طلوع سحر اور غروب آفتاب کے وقت سے نمازوں کے اوقات کا تعین کیا جاتا ہے۔

شفق کی اقسام:

شفق کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

۱۔شفق مدنی (Civil Twilight)۔ ۲۔شفق بحری (Nautical Twilight)۔

۳۔شفق فلکی (Astronomical Twilight)

۱۔شفق مدنی (Civil Twilight):

شفق مدنی سے مراد افق کی وہ روشنی ہے، جب سورج کے 6 درجے زاویے تک موجود ہوتا ہے،تو یہ روشنی شفق مدنی کہلاتی ہے، شفق کی اس روشنی میں آسمان پر موجود ستارے اور سیارے نظر آتے ہیں ،دوسری جانب افق اور زمینی اجسام میں با آسانی تمیز بھی کی جاسکتی ہے

اس وقت مصنوعی روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

۲۔شفق بحری (Nautical Twilight)۔

سورج کے افق سے 6-12 درجے کے درمیان موجودگی پر جو روشنی دکھائی ہے اس کو شفق بحری کہا جاتا ہے، کیونکہ اس وقت جہازران یعنی Sailors افق اور مشہور ستاروں کی مدد سے اپنی سمت

کا تعین با آسانی کرتے ہیں جبکہ زمینی اشیاء بھی پہچانی جاتی ہیں، تاہم مصنوعی روشنی کی کسی حد تک ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ شفق فلکی (Astronomical Twilight)

سورج کے افق سے 18-12 درجے کے درمیان موجودگی پر افق پر نظر آنے والی روشنی شفق فلکی کہلاتی ہے، اس حالت میں روشنی صرف افق پر ہی موجود ہوتی ہے لہٰذا اس وقت مصنوعی روشنی کی لازماً ضرورت ہوتی ہے۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ جہاں شفق فلکیات کی سمت کے تعین میں اہم کردار ادا کرتی ہے وہیں نمازوں یعنی تہجد کے اختتام اور فجر کی ابتداء کی نوید سناتی ہے جبکہ غروب آفتاب کے وقت عصر کے اختتام اور مغرب کی ابتداء یعنی اب دن رات میں ڈھل گیا کی خبر سناتی ہے۔

قرآن کریم کی سورہ انشقاق میں اللہ نے شفق کی قسم کھائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ۔ [۱۴]

ترجمہ۔ قسم ہے شفق کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی:

مندرجہ بالا سطور میں الضُّحٰی اور الشَّفَقِ کے بکھرنے اور پھیلنے کی جو منظر کشی کی گئی ہے، یہ ایک فطری حسن اور اور اللہ کی قدرت کاملہ کی اٹل نشانیاں ہیں جو ہر دن ایک نئی شان کے ساتھ افق پر جلوہ افروز ہوتی ہیں۔

اس فطری حسن کو بیان کرنے کے در پردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی ہے جو اللہ تعالی نے فرمائی، تاکہ ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر سے بوجھ کو مٹایا جا سکے، فطری طور پر جب انسان تنہا اور اداس ہوتا ہے تو قدرت کے حسین نظارے اور دل آویز آفاقی پیغامات سے انسان اپنے غم بھول جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فطرت کی منظر کشی کے ساتھ ساتھ آفاقی پیغام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا!

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ ۱۵۔

ترجمہ۔آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نا وہ آپ ﷺ سے بے زار ہوا ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ ۱۶

ترجمہ۔آخرت آپ کے لیے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ ۱۷

ترجمہ۔عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو دے گا سو آپ خوش ہو جائیں گے۔

حضرت سعید بن جبیرؒ کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،آیت۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

آپ ﷺ کی رضا تو یہ ہے کے آپ ﷺ کی ساری امت جنت میں داخل ہو۔ ۱۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،آیت۔وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى سے مراد محمد ﷺ اس بات سے راضی نہیں ہوں گے جب تک ان کی امت میں سے ایک آدمی بھی دوزخ میں ہوگا۔ ۱۹؎

حسنؒ بیان کرتے ہیں،آیت وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى سے مراد شفاعت ہے۔ ۲۰؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہم اہل بیت ہیں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا پر آخرت کو پسند فرمایا اور چن لیا ہے آیت۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ ۲۱

جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ،حضرت فاطمہؓ الزہرا کے پاس تشریف لائے،جو اونٹ کے اون کی چادر اوڑھے چکی میں آٹا پیس رہی تھیں،آپ ﷺ نے فرمایا! اے فاطمہ! جلدی کرو اور دنیا کی مشقت اور تکلیف کو آخرت کی نعمتوں کے لیے برداشت کرو۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰ ۔۲۲

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰ۔ سے مراد روز قیامت آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو اتنا دے گا کے آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے، اور وہ جنت ہے۔ ۲۳

دریتیم:

یتیم ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ی۔ت۔م) سے مشتق ہے۔

الیتم ۔سے مراد اکیلا اور تنہا رہ جانا۔

الیتیم ۔عربی زبان میں اس ریتیلی زمین کو بھی کہتے ہیں جو اپنے اردگرد کی زمینوں سے الگ تھلگ اور منفرد ہو۔

المیتم ۔سے مراد تنہا اور اکیلی۔

دریتیم ۔نہایت قیمتی جواہر، نہایت قیمتی موتی، بڑا موتی جو بے نظیر ہو، ایسا قیمتی موتی جو اپنی نوعیت کا ایک ہی ہو۔ ۲۴

یتیم ۔بن باپ کے بچے کو یتیم اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اکیلا اور تنہاء رہ گیا۔۔

یتیم ۔اُس کمسن بچے کو کہتے ہیں جس کے سر سے باپ کا سایۂ عاطفت اٹھ جائے۔

اور جس بچے کی ماں انتقال کر جائے اسے عربی میں عَجِی کہتے ہیں۔

یتیم ۔سے مراد تنہا رہ جانے والا یا ایسا شخص جس کی طرف سے غفلت برتی جائے۔

یتیم ۔عظیم ترین شخص، یکتا اور بے مثل شخص، اس سے مراد رسول اللہ ﷺ بھی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت جس وقت ہوئی اس سے قبل آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ انتقال کر چکے تھے، یعنی آپ ﷺ یتیمی کی حالت میں دنیا میں تشریف لائے، آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کی والدہ جناب سیدہ آمنہ اور آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے کی، تاہم جب ان دونوں شخصیات کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ کی کفالت اور پرورش آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے فرمائی۔ یتیمی کی اسی کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے!

اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى ۔ ۲۵

ترجمہ۔کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر ٹھکانا دیا۔

فَاَمَّا الۡيَتِيۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡ ۔ ۲۶ ۔

ترجمہ۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم پر سختی نا کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت یافتہ بنایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے ہدایت اور رہنمائی عطا فرمائی، انھیں اپنی نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا، نیز بنی نوع انسانیت کے لئے انھیں اعلیٰ معیار اور روشن مثال بنایا، چنانچہ قیامت تک آنے والے افراد چاہے ان کا تعلق کسی بھی مزہب اور ملت سے ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کر کے کامیابی حاصل کرتے رہیں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۔ ۲۷

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبر پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت دی۔

الھدایۃ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ھ۔د۔ی) سے مشتق ہے۔

ھدی۔کے بنیادی معانی نمایاں اور روشن کے ہیں۔

ھدی۔سے مراد آگے آگے چلنا یا آگے آگے ہونا۔

ھادیہ۔سے مراد وہ ابھری ہوئی سمندری چٹان جو دور سے نظر آئے۔۲۸

ابن فارس نے ھدی کے دو معانی بیان کئے ہیں۔

۱۔راستہ بتانے کے لئے آگے ہونا۔ ۲۔ھدیہ یعنی تحفہ بھیجنا۔

ھادٍ۔سے مراد ہر شے کے اگلے حصہ کیونکہ اگلا حصہ دور سے سب سے پہلے نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کے جانور کی گردن کو عربی زبان میں الھادی کہتے ہیں کیونکہ جانور کی گردن باقی جسم کے مقابلے میں پہلے اور نمایاں ہوتی ہے۔

ھدی۔اس جانور کو بھی کہتے ہیں جو حج کے موقع پر بیت اللہ میں قربانی کو لے جایا جائے اور اس کی

عزت وتکریم کی جائے۔

ھدیہ۔اس تحفے کو کہتے ہیں جو بغیر کسی معاوضہ کے دیا جائے یعنی ضرورت سے قبل ہی تحفے میں کسی چیز کا حاصل ہو جانا۔

ھدیٰ۔سے مراد راستے کی پہچان کروانا، راستے کی وضاحت کرنا، راہنمائی کرنا۔

ھدی۔کے ایک معانی رہنما کے بھی ہیں۔۲۹

سیدی ھادِ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ۔۳۰

ترجمہ۔وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر غالب کردے خواہ مشرکین کو ناگوار ہو۔

هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ۔۳۱

ترجمہ۔اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے اور اللہ (اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر) کافی گواہ۔

هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۔۳۲

ترجمہ۔وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے، خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

مندرجہ بالا آیت قرآن کریم میں تین مقامات پر بالکل اسی انداز سے نازل ہوئی ہے اور اس آیت میں ایک لفظ تو کجا ایک نقطے کا فرق بھی نہیں ہے جبکہ قرآن کریم میں یہ آیت کسی دوسری پیغمبر کے لئے نازل نہیں کی گئی۔مندرجہ بالا آیات پر تفکر سے یہ نکتہ واضح ہوا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ نے دو چیزوں کے ساتھ بھیجا۔۱۔الہدیٰ۔۲۔دین حق۔

ا۔ الہدیٰ: الہدی قرآن کریم میں وسیع ترین معانی میں مستعمل ہوا ہے یعنی کل کائنات میں موجود ہر مخلوق کی ہدایت۔

۲۔ دین حق: دین اسلام دین حق ہے کیونکہ اس میں سچائی کے سوا کوئی دوسری بات نہیں۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ ۳۳

ترجمہ۔ لوگوں کو ہدایت بخشنے کی ذمہ داری تم پر نہیں ہدایت تو اللہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا تاہم جن کے قلوب کو اللہ نے ہدایت کے لئے چنا انھوں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت اور رہنمائی سے استفادہ کیا۔

ارشادات خداوندی:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ ۳۴

ترجمہ۔ (قرآن) یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے متقین کے لئے جو غیب پر ایمان لائے۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى۔ ۳۵

ترجمہ۔ بے شک اللہ کی ہدایت جو ہے وہی ہدایت ہے۔

وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ۔ ۳۶

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کا سیدھا راستہ ہے، بے شک ہم نے واضح طور پر ان لوگوں کے لئے آیات بیان کردی ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔

ترجمہ۔ لوگو! تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس روشن دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمھاری طرف روشنی بھیج دی ہے جو تمھیں صاف صاف راستہ دکھانے والی ہے اب جو لوگ اللہ کی بات مان

لیں گے اور اس کی پناہ ڈھونڈیں گے تو اللہ ان کو اپنی رحمت اور اپنے فضل وکرم کے دامن میں لے لے گا اور اپنی طرف آنے کا سیدھا راستہ ان کو دکھا دے گا۔ ۳۷

اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوۡمٍ ھَادٍ ۔۳۸

ترجمہ۔تم تو محض خبردار کرنے والے (منذر) ہو اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما (ھادٍ) ہے۔

یہ سچ ہے کے کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں اے پروردگار! جب تو ہمیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَ ھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ ۔۳۹

ترجمہ۔اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو کج نہ کر دیجئے اس کے بعد کہ آپ نے ہم کو ہدایت دی، اور ہمیں اپنے پاس سے بڑی رحمت عطا فرمایئے، بیشک آپ بہت بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔

لَیۡسَ عَلَیۡکَ ھُدٰىھُمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۔۴۰

ترجمہ۔لوگوں کو ہدایت بخشنے کی ذمہ داری تم پر نہیں ہدایت تو اللہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ ھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ ۔۴۱

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! تم جسے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

اِنَّا ھَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا ۔۴۲

ترجمہ۔ہم نے (انسان) کو راستہ دکھایا، اب خواہ وہ شکر گزار بنے یا کفر کرنے والا۔

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا وَّ اِبۡرٰھِیۡمَ وَ جَعَلۡنَا فِیۡ ذُرِّیَّتِھِمَا النُّبُوَّۃَ وَ الۡکِتٰبَ فَمِنۡھُمۡ مُّھۡتَدٍ ۚ وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡھُمۡ فٰسِقُوۡنَ

ترجمہ۔ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان دونوں کی نسلوں میں نبوت اور کتاب رکھ دی پھر ان کی

اولاد میں کچھ نے ہدایت اختیار کی اور بہت سے فاسق ہو گئے۔ ۴۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخدا اگر تمھارے سبب سے اللہ کسی ایک انسان کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ۴۴؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! ہدایت اندھے پن کو دور کر دیتی ہے۔

جو انسان پرہیز گاری کا درخت لگاتا ہے وہ انسان ہدایت کا پھل کھاتا ہے۔

اے لوگو! ہدایت کے راستے میں اہل ہدایت کی کمی سے وحشت زدہ نا ہو جانا۔

جسے اللہ کی ہدایت حاصل ہو جاتی ہے وہ اپنے مخالفین سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔

جس پر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے وہ ہدایت کیسے پا سکتا ہے؟

خوش قسمت ہے وہ انسان جس نے ہدایت کے دروازے بند ہونے سے پیشتر ہی ہدایت حاصل کر لی۔ جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے ہدایت چاہی وہ گمراہ ہو گیا۔ جو جان لیتا ہے وہ ہدایت پالیتا ہے۔ ہدایت نجات کا ذریعہ ہے۔

ہدایت کے حصول کے لئے اللہ کے مطیع اور ہدایت یافتہ بندوں سے رجوع اور ان کی زیارت کرو اور ولایت رکھنے والوں سے ہدایت طلب کرو۔ جو انسان صبر اور یقین کا لباس زیب تن کر لیتا ہے وہ ہدایت پا جاتا ہے۔

تمھارا بہترین دوست وہ ہے جو تمھاری ہدایت کے لئے تمھاری رہنمائی کرے، تقویٰ کی راہ دکھائے اور تمھیں خواہشات نفسانی سے روکے۔ جس نے تقویٰ کو اپنے قلب کا شعار بنالیا وہ ہدایت پالیتا ہے۔

وہ انسان ہدایت یافتہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اور اپنے گناہوں سے ڈرے۔

جو انسان اپنے آپ اور اپنے امور کو اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولوالامر کے حوالے کر دیتا ہے وہ

ہدایت پا جاتا ہے۔ ۴۵؎

اہم نکتہ:

اللہ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے، جنھوں نے اللہ کے پیغامات کو بنی نوع انسانیت تک پہنچائے تمام الہامی کتابوں، صحائف اور قرآن کریم میں اللہ نے انسانوں کو دین و دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کے اصول بیان فرمائے ہیں جن پر عمل کر کے انسان اللہ کا مقرب اور پسندیدہ بن سکتا ہے۔

ہدایت ایک خوش نصیبی ہے اگر یہ انسانوں کو حاصل ہو جائے تو وہ دنیا کا خوش قسمت ترین انسان بن جاتا ہے، اور ہدایت انسان وک بے شمار مشکلات، بلاؤں، وباؤں اور ہر قسم کی بیماریوں سے بھی محفوظ و مامون رکھتا ہے کیونکہ ہدایت یافتہ افراد اللہ کی رضا میں راضی رہتے ہیں چنانچہ ان کی یہی سعادت مندی ان کو کئی مشکلات سے نکال دیتی ہے۔

غنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے اپنے فضل سے غنی فرمایا، اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا خاندان یعنی باپ، دادا، پردادسب کے سب بین الاقوامی تجارت سے وابستہ تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سخاوت کا مظاہرہ فرماتے اور سب کچھ ضرورت مندوں میں تقسیم فرما دیا کرتے، دوسری جانب قبیلہ قریش کی نہایت متمول صاحب ثروت خاتون جناب سیدہ خدیجۃ الکبری نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نکاح کا پیغام بھجوایا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا، اللہ تعالی نے جناب سیدہ خدیجہؓ کو دینِ اسلام کی کی مضبوطی کے لئے اپنے مال کو غریب، نادار اور غلاموں کی رہائی کی توفیقات عطا فرمائیں چنانچہ اسی جانب قرآن کریم اشارہ کر رہا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی۔ (۸)۔

ترجمہ۔ اللہ نے آپ کو نادار پایا تو مالدار بنا دیا ہے۔

الغنی۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (غ۔ن۔ی) سے مشتق ہے۔
الغنی۔سے مراد حاجات سے بے نیازی۔تونگری۔آسودگی۔
غنا۔کی ضد فقر ہے۔
غنی۔کے بنیادی معانی کافی ہونا۔۴۶
قرآن کریم میں اسم مبارک الغنی اکیس (۲۱) مرتبہ آیا ہے ۷ مرتبہ تنہا اور ۱۰ مرتبہ اسم حمید کے ساتھ۔
الغانیہ۔سے مراد نہایت خوبصورت عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو ظاہری زیبائش سے مستغنی ہو یعنی اس کا حسن اتنا بے مثل ہو کے اس کو آرائش وزیبائش کی کوئی حاجت نہ رہے۔
اغنیٰ۔سے مراد مستغنی کے ہیں۔۴۷
الغناء۔سے مراد کفایت کے بھی ہیں۔
الغناء۔عربی زبان میں گانے کو بھی کہتے ہیں۔
الغنی۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معنی ہر چیز سے بے پرواہ۔۴۸

ارشادات خداوندی:

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ۔۴۹
ترجمہ۔اللہ بے نیاز (غنی) اور بردبار ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔۵۰
ترجمہ۔اللہ بے نیاز (غنی) اور بہترین صفات سے متصف ہے۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ۔۵۱
ترجمہ۔تمھارا رب بے نیاز (غنی) ہے اور مہربانی اس کی عادت ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔۵۲
ترجمہ۔اللہ بے نیاز (غنی) ہے اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔۵۳

ترجمہ۔ جو منکر ہوا، تو اللہ بے نیاز (غنی) ہے عالمین سے۔

وَاِنۡ یَّتَفَرَّقَا یُغۡنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنۡ سَعَتِہٖ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیۡمًا ۔۵۴

ترجمہ۔ اگر زوجین ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو اللہ اپنی وسیع قدرت سے ہر کو دوسرے کی محتاجی سے بے نیاز کر دے گا۔

وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَلَقَدۡ وَصَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَاِیَّاکُمۡ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ وَاِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَنِیًّا حَمِیۡدًا ۔۵۵

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ کا ہے تم سے پہلے جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی انھیں بھی یہی ہدایت تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کے اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو لیکن اگر تم نہیں مانتے تو نہ مانو آسمان اور زمین کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہی ہے اور وہ بے نیاز (غنی) ہے اور ہر تعریف کا وہ مستحق ہے۔

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ۔۵۶

ترجمہ۔ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے وہ سب اسی کا ہے بے شک وہی غنی اور حمید ہے۔

قَالَ ہٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ ۟ۖ لِیَبۡلُوَنِیۡۤ ءَاَشۡکُرُ اَمۡ اَکۡفُرُ ؕ وَمَنۡ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیۡ غَنِیٌّ کَرِیۡمٌ ۔۵۷

ترجمہ۔ (سلیمان نے کہا!) جو کوئی شکر ادا کرتا ہے اس کا شکر اس کے اپنے لئے ہی مفید ہے اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز (غنی) اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔

وَمَنۡ جَاہَدَ فَاِنَّمَا یُجَاہِدُ لِنَفۡسِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۵۸

ترجمہ۔ جو کوئی بھی مجاہدہ کرے گا وہ اپنے لئے ہی کرے گا۔ بے شک اللہ عالمین سے بے نیاز (غنی) ہے۔

وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ۔۵۹

ترجمہ۔ جو کفر کرے تو حقیقت میں اللہ بے نیاز (غنی) اور آپ اپنے میں محمود ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۔ ۶۰

ترجمہ۔ لوگو! تم ہی اللہ کے محتاج ہو۔ اللہ تو غنی اور حمید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ سخی نہیں دیکھا خاص کر ماہ صیام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت بہت ہوتی تھی۔ ۶۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا! اے ابوذر!ؓ مجھے یہ گوارا نہیں کے میرے پاس احد کے پہاڑ جتنا سونا ہو اور اس میں سے ایک اشرفی بھی تین دن تک میرے پاس بچے، سوائے اس کے جو ادائے قرض ہو اے ابوذرؓ! میں اس مال کو اپنے دونوں ہاتھوں سے خلق خدا میں تقسیم کر کے اٹھوں۔ ۶۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! شریف ترین بے نیازی آرزؤں کو ترک کرنا ہے۔

گرانقدر بے نیازی عقل ہے۔

سب سے بڑی بے نیازی یہ ہے کے لوگوں کے پاس موجود اشیاء سے تم کو کوئی سروکار نہ ہو۔

قناعت سے بڑھ کر کوئی خزانہ نہیں۔

اللہ تعالی نے اغنیاء کے اموال میں فقراء کی خوراک رکھی ہے۔

فراخی رزق جس جانب رخ کئے ہو تم بھی اسی جانب متوجہ اور شرکت کرو کیونکہ اس طرح دولت کے حصول کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، عفت اور پاکدامنی کے ساتھ کسی کام میں مشغول ہونا گناہ کے ساتھ دولت مند ہونے سے بہتر ہے۔ دنیا اور آخرت کی بھلائی دو چیزوں میں ہے۔ ا۔ دولت مندی۔ ۲۔ پرہیزگاری۔

دنیا اور آخرت کی برائی بھی دو چیزوں میں ہے۔ ا۔ ناداری۔ ۲۔ گناہ۔

مال و دولت کی موجودگی میں اگر کوئی انسان اللہ کی جانب متوجہ نہیں ہوتا تو اس کی یہ دولت اس کے

لئے کسی ناداری سے کم نہیں۔

بہترین سلطنت اور دولت یہ ہے کے انسان بادشاہوں سے بے نیاز رہے۔

غنا اور فقیری کے ذریعے مردوں کے جواہر اوراوصاف معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

تونگری کا اظہار شکر کے ذریعے ہوتا ہے۔

دولت انسان کو سردار نا ہونے کے باوجود سرداری عطا کرتی ہے۔

مال و دولت کی مستی سے اللہ کی پناہ طلب کرو کیونکہ اس مستی سے بہت دیر میں افاقہ ہوتا ہے۔

دو چیزوں کی قدر و قیمت صرف وہی شخص جانتا ہے جس سے یہ چیزیں چھن گئی ہیں۔

ا۔دولت۔ ۲۔طاقت۔

بہت کم ایسے اغنیاء ہیں جو اپنے مال و دولت سے غرباء کی مدد اور ان کی حاجت روئی کرتے ہیں جو بھی لوگوں سے بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس انسان کو دولت مند اور بے نیاز کر دیتا ہے۔ ۶۳؎

اہم نکتہ:

مال و دولت اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اللہ اپنے بندوں کو جب دولت سے نوازتا ہے تو اس مال میں غریبوں اور ضرورت مندوں کا حصہ بھی موجود ہوتا ہے، جبکہ قانون قدرت یہ ہے کے اللہ تعالی رزق کمزوروں کی وجہ سے دیتا ہے اللہ کی زمین پر اللہ کے بے شمار بندے ایسے بھی ہیں جو غریب، بیمار کمزور، ضعیف، خواتین، بیٹیاں، بیوہ، طلاق یافتہ، اپاہج اور معصوم افراد ہیں جن کی وجہ سے اللہ بارش برساتا ہے اور امراء کے رزق میں ان کا رزق بھی شامل کر دیا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے امیر المومنین حضرت علیؑ کا ارشاد ہے!

اللہ تعالی نے اغنیاء کے اموال میں فقراء کی خوراک رکھی ہے۔

نفسیاتی اعتبار سے مال و دولت انسان کے لئے اس وقت نعمت اور سکون کا ذریعہ بن جاتا ہے جب وہ مالا و دولت حلال ذریعہ سے حاصل کی جائے اور اس کو ضرورت مندوں پر خرچ کیا جائے لیکن دوسری جانب یہی مال و دولت انسان کے لئے جہنم کا ایک گڑھا اس وقت بن جاتا ہے جب یہ حرام

ذرائع سے حاصل کر کے اس کو اللہ کی نافرمانیوں میں اڑا دیا جائے۔
معلوم ہوا یہی دولت انسان کے لئے جنت اور جہنم دونوں بن سکتی ہے۔

سائل کو نا جھڑکیں:

سائل (سوال کرنے والا) ضرورت مند شخص کی حاجت روائی کی قرآن کریم میں بار بار تاکید کی گئی ہے، اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس بات کا پابند فرما رہے ہیں کے اگر کوئی ضرورت مند آئے تو اس کے مسئلے کو حل کیا جائے اس کے ساتھ ترش روی یا سختی کا رویہ نا رکھا جائے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ۔٦٤۔

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل کو نا جھڑکیے۔

سائل کو دینے کی ترغیب کے متعلق احادیث:

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ! اے ابن آدم ! تو (لوگوں پر) خرچ کر، میں (تجھ پر) خرچ کروں گا۔٦٥۔
حضرت ابو امامہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابن آدم ! اگر تو ضرورت سے زائد چیز کو خرچ کر دے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روک کر رکھے تو یہ تیرے لئے برا ہے اور اگر تیرے پاس بہ قدر ضرورت مال ہو تو تجھ کو ملامت نہیں کی جائے گی اور دینے کی ابتداء اپنے اہل وعیال سے کر۔٦٦۔
حضرت ام حبیبہ ؓ بیان کرتی ہیں ! میں نے عرض کیا ! یا رسول اللہ ! کسی دن میرے دروازے پر سائل کھڑا ہوتا ہے حتیٰ کے مجھے حیاء آتی ہے اور میرے پاس اسے دینے کے لئے کوئی چیز نہیں ہوتی، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے اسے دے دو، خواہ وہ بکری کا جلا ہوا پایا ہو۔٦٧۔
حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں، حضرت ام سلمہ ؓ کو کچھ گوشت ہدیہ کیا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوشت

پسند تھا انہوں نے خادمہ سے کہا! اس کو گھر میں رکھ دو شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو تناول فرمائیں خادمہ نے اس کو گھر کے طاق میں رکھ دیا اس اثناء میں ایک سائل نے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا !صدقہ دو، اللہ تمہارے مال میں برکت دے، گھر والوں نے کہا اللہ تمہیں برکت دے، وہ سائل چلا گیا بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا! اے ام سلمہ! تمہارے پاس کچھ کھانے کی چیز ہے؟ اور انہوں نے خادمہ سے کہا، جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ گوشت لا کر دو، وہ گئی تو اس طاق میں گوشت نہیں تھا، ایک پتھر کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہی وہی گوشت ہے جو اب پتھر کی شکل میں تبدیل ہو گیا ہے کیونکہ تم نے سائل کو یہ گوشت نہیں دیا تھا۔ ٦٨ ؎

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر مساکین جھوٹ نہ بولیں تو ان کو رد کرنے والا فلاح نہ پائے۔ ٦٩ ؎

حضرت حسین بن علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سائل کے لئے حق ہے، خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ ٧٠ ؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا! تم میں جس کی بھی کوئی حاجت ہو وہ مجھ لکھ کر دے تا کہ میں تمھارے چہروں پر مانگنے کی ذلت نا دیکھ سکوں۔

اللہ کے سوا کسی سے سوال نا کرو کیونکہ اگر اس نے تمھیں عطا کر دیا تو وہ تمھیں عزت دار بنائے گا اور اگر اس نے ہاتھ روک لیا تو بھی وہ تمھاری عزت کی حفاظت کرے گا۔

اللہ تعالی سے سوال کرو کیونکہ وہ دعا اور سوال کو پسند فرماتا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کے تم نے اللہ سے سوال کیا لیکن وہ چیز تمھیں نا ملی لیکن اللہ نے تمھیں اس سے کہیں اچھی چیز عطا فرما دی۔

سائل کو بغیر عطا کئے نا بھیجو۔ کثرت سوال باعث ملامت ہے۔

اگر تم چاہتے ہو کے تمھاری بات مانی جائے تو صرف اتنا ہی سوال کرو جو استطاعت میں ہو۔ ٧١ ؎

اہم نکتہ:

سوال کرنے میں بذات خود کوئی قباحت نہیں ہے لیکن اصل سوال یہ ہے کے سوال کیا کس سے جارہا ہے؟ اگر بندہ اللہ سے سوال کرتا ہے اور اپنے دکھ درد کو اللہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے اللہ سے مدد مانگتا ہے تو پھر ایسا انسان اللہ کو بہت محبوب ہے کیونکہ اللہ سے دعا یا سوال کرنا اللہ کو بے حد پسند ہے کیونکہ اس کا نفسیاتی پہلو یہ ہے کے انسان کو یہ یقین کامل ہوتا ہے کے اس کی حاجات کو سوائے اللہ کے کوئی دوسرا پورا نہیں کرسکتا ہے دوسری جانب اگر یہی سوال کوئی شخص کسی انسان سے کرے اور اس انسان کو ہی اپنا کفیل، محب، نجات دہندہ اور سفارشی سمجھے تو یہ شرک کی ایک قسم ہے کیونکہ دنیا کی کوئی طاقت اور انسان کسی کی کوئی مدد نہیں کر سکتے جب تک اللہ نا چاہے اور نا ہی کسی کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں جب تک اللہ نا چاہے چنانچہ لوگوں سے سوال کرنا اللہ کو سخت ناپسند ہے اور یہ گناہ ہے۔

لوگوں سے سوال کرنے کا ایک نفسیاتی پہلو یہ بھی ہے کے اللہ نے انسان کو چونکہ اشرف المخلوق تخلیق فرمایا ہے لہٰذا ہر انسان کی شخصیت کا ایک وقار بھی ہے اللہ کو یہ بات سخت ناپسند ہے کے کائنات کی سب سے اشراف مخلوق اپنا شخصی وقار داؤ پر لگا کر اپنی ساکھ کو نقصان پہنچائے چنانچہ جیسے بھی حالات ہوں انسان کو صرف اور صرف اللہ کے ساتھ وابستہ رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی شکر گزاری کرنا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بارہا اللہ کی نعمتوں کو نا صرف تذکرہ فرمایا بلکہ اس کی شکر گزاری کی بھی بارہا تلقین اور تاکید کی گئی۔

یہ اللہ کا دیا ہوا اصول ہے جو کے قرآن کریم میں بھی مذکور ہے کے کے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی شکر گزاری سے نعمتوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نعمتوں کی شکر گزاری کا حکم دیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۔ ۲۷

ترجمہ۔اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کیجیے۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ سے مراد ہر حال میں اپنے رب کا احسان کا ذکر کیا کرو۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رب نے جو نبوت کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نعمت عطا کی ہے اس کا ذکر کرتے رہیے۔۳۷؎

حضرت امام حسن بن علیؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ سے مراد جب انسان کسی خیر کو پہنچے یعنی کوئی نیک عمل کرے تو اپنے بھائیوں کو بیان کر۔۷۴؎

حضرت انس بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منبر پر فرمایا جو تھوڑا شکر ادا نہیں کرتا وہ زیادہ شکر بھی ادا نہیں کرتا اور جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اور اللہ کی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور اس کو چھوڑ دینا ناشکری ہے، جبکہ جماعت رحمت ہے۔۷۵؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص کپڑے پہن کر بوسیدہ کردے پھر اس کا ذکر بطور شکر لوگوں کے سامنے کرے یعنی اللہ نے اس کو لباس عطا فرمایا، تو اس نے یقینی طور پر اللہ کا شکر ادا کیا، اور جس شخص نے اللہ کی نعمتوں کو چھپایا تو یقینی طور پر اس نے اللہ کی ناشکری کی۔۷۶؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس کے ساتھ نیکی کی جائے یعنی جس پر احسان کی جائے تو اسے چاہیے کے اس کا بدلہ دے، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو چاہیے کے اس کا ذکر کرے، بے شک جس نے اس کا ذکر کیا تو یقیناً اس نے اس کا شکر ادا کیا۔۷۷؎

سعید بن منصور نے حضرت عمر بن العزیزؒ سے روایت کیا، بے شک نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے۔۷۸؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۔دیلمی۔

۳۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۱۔
۴۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۲۔
۵۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۳۔
۶۔سورہ فرقان۔آیت۔۴۵۔
۷۔سورہ فرقان۔آیت۔۴۶۔
۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۱۔سورہ النحل۔آیت۔۸۱۔
۱۲۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۶۔
۱۳۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۴۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۶۔
۱۵۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۳۔
۱۶۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۴۔
۱۷۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۵۔
۱۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۹۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۱۔ مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۲۲۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۴۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۵۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۶۔
۲۶۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۹۔
۲۷۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۷۔
۲۸۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصریہ۔

۲۹۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۳۔
۳۱۔سورہ الفتح۔آیت۔۲۸۔
۳۲۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۳۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۲۔
۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۔۳۔
۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۲۰۔
۳۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۶۔
۳۷۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۵۔
۳۸۔سورہ رعد۔آیت۔۷۔
۳۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۔
۴۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۲۔
۴۱۔سورہ القصص۔آیت۔۵۶۔
۴۲۔سورہ الدھر۔آیت۔۳۔
۴۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۶۔
۴۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۵۰۰۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۳۔
۵۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۷۔
۵۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۳۔
۵۲۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۸۔
۵۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔
۵۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۰۔
۵۵۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۱۔
۵۶۔سورہ الحج۔آیت۔۶۴۔
۵۷۔سورہ النمل۔آیت۔۴۰۔
۵۸۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۔

۵۹۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۲۔
۶۰۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۵۔
۶۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۶۳۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۶۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)۔مطبوعہ دارالنفائس بیروت۔
۶۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۶۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۷۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۲۹۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔۔
۷۲۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۱۱۔
۷۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۷۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۷۔ المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۷۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۴۔سورہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ (کھولنا)

نام:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی کھولنے کے ہیں یعنی (اَ نَشۡرَحۡ) کھولنے کو کہتے ہیں،اس سورہ کا دوسرا نام سورہ اَنَشۡرَحۡ بھی ہے۔

اس سورہ میں نَشۡرَحۡ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک کو اللہ نے علم وحکمت سے کشادہ فرمادیا۔

شانِ نزول:

سورہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۸ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کی جانب سے کشادگی اور نعمتوں کا بیان۔

۲۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک کا بیان۔

۳۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی ہر لمحہ بلندی کا بیان۔

۴۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے بوجھ کو ہلکا کرنے کا بیان۔

۵۔ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔

۶۔بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔

شرح صدر:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَۙ ۔۱

ترجمہ۔(اے نبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول نہیں دیا؟

شرح صدر سے مراد اشیاء کی حقیقت کا کھل جانا، ایمان کی روشنی سے قلب کا منور ہو جانا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنۡ يَّهۡدِيَهٗ يَشۡرَحۡ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ‌ۚ وَمَنۡ يُّرِدۡ اَنۡ يُّضِلَّهٗ يَجۡعَلۡ صَدۡرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ‌ؕ كَذٰلِكَ يَجۡعَلُ اللّٰهُ الرِّجۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۔۲

ترجمہ۔بے شک اللہ جسے ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے، اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اُس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا بھینچتا ہے کہ (اسلام کا تصوّر کرتے ہی) اُسے یوں معلوم ہونے لگتا ہے گویا اس کی رُوح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔اس طرح اللہ (حق سے فرار اور نفرت کی) ناپاکی اُن لوگوں پر مسلّط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

انسان کی دو اقسام:

اللہ تعالیٰ نے دو طرح کے انسان تخلیق فرمایا ہیں۔۱۔مومنین۔۲۔کافرین۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ فَمِنۡكُمۡ كَافِرٌ وَّمِنۡكُمۡ مُّؤۡمِنٌ‌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۔۳

ترجمہ۔وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا سو تم میں بعض کافر ہیں اور بعض مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

ا۔ مومنین:

مومنین اللہ کے ہدایت یافتہ بندے ہیں، ان کے قلوب ایمان سے منور ہیں چنانچہ ان کے قلوب میں اللہ تعالی حق و باطل کی پہچان رکھ دیتے ہیں، وہ اللہ کے نور سے دیکھتے، سوچتے اور سمجھتے ہیں، ان کو ایک قوت فواد عطا کی جاتی ہے، اشیاء کائنات کی حقیقت ان پر کھول دی جاتی ہے۔

شرح کا اصلی معنی ہے ''وسیع کرنا'' ہے، یہاں اس سے مراد یہ ہے کے اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں نور پیدا فرماتے ہیں، یہاں تک کے انسان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو جاتا ہے۔ [۴]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام نے شرح صدر سے متعلق پوچھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! اس سے مراد وہ نور ہے جو مومن کے دل میں ڈالا جاتا ہے جس سے اس کا دل کھل جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی، کیا اس کی کوئی نشانی ہے جس سے اس کی پہچان ہو سکے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہاں، (اس کی تین نشانیاں ہیں)۔

ا۔ آخرت کی طرف رغبت۔ ۲۔ دنیا سے نفرت۔ ۳۔ موت سے قبل اس کی تیاری۔ [۵]

امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں، جسے جنت کے لیے پیدا کیا گیا اس کے لیے عبادت کے اسباب آسان کر دیئے جاتے ہیں۔

صدر کے لغوی معنی ہیں ''سینہ'' مگر یہاں شرح صدر سے مراد سینہ کی کشادگی نہیں بلکہ فکری افق میں کشادگی ہے۔ اس کشادگی کی صورت میں فکر و ذہن میں حقائق کے لیے گنجائش پیدا ہو جاتی ہے۔ افق ذہن میں وسعت سے ذہن آفاقی ہو جاتا ہے۔ مشکلات کا صحیح خدوخال سامنے آجاتا ہے جس کی وجہ سے انسان مشکلات سے مرعوب نہیں ہوتا۔

اس لیے رسالت کا بار گراں دوش رسول پر رکھتے ہوئے شرح صدر کے ذریعے آنے والی مشکلات کے لیے رسولوں کو تیار کیا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۔ ٦

ترجمہ۔کیا ہم نے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا؟

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَۃِ قُلُوۡبُھُمۡ مِّنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۔۷

ترجمہ۔کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا، اور وہ اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے۔

(اُس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس نے اِن باتوں سے کوئی سبق نہ لیا؟) تباہی ہے اُن لوگوں کے لے جن کے دل اللہ کی نصیحت سے اور زیادہ سخت ہو گئے، وہ کھُلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

شرح صدر کے حوالے سے ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

شرح صدر ایک نور ہے جو اللہ قلب مؤمن میں ڈال دیتا ہے۔۸؎

مؤمن کی فہم وفراست سے ہوشیار رہو کیونکہ وہ نورِ خدا کی روشنی میں دیکھتا ہے۔۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بندہ مومن پیدا ہوتا ہے اور ایمان کی حالت میں زندگی گزارتا ہے اور ایمان کی حالت میں فوت ہوجاتا ہے اور ایک بندہ کافر پیدا ہوتا ہے اور کفر کی حالت میں مرجاتا ہے اور ایک بندہ ایک زمانے تک بدبختی کے عمل کرتا ہے، پھر اس کو موت پالیتی ہے اس حالت میں جس کے ساتھ وہ لکھا ہوتا ہے اور وہ بدبختی کی حالت میں ہی مرجاتا ہے ایک اور بندہ کچھ وقت تک بدبختی کے عمل کرتا ہے پھر اسے اس کے مطابق موت آجاتی ہے جو اس کے لیے لکھا ہوتا ہے اور وہ سعادت مند ہوکر مرجاتا ہے۔۱۰؎

حدیث کا مفہوم ہے، جب نورِ ایمان کسی کے سینہ میں داخل ہوجاتا ہے تو اس کا سینہ کشادہ ہوجاتا ہے، پھر وہ اسلام کے تمام احکامات کو قبول کرتا ہے اور ان کی ادائی میں پیش آنے والی دشواری بھی اسے آسان محسوس ہوتی ہے۔۱۱؎

۲۔کافرین:

حق کا انکار کرنے والا کافر کہلاتا ہے، کائنات کی سب سے بڑی حقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات

کا اقرار کرنا، اس کو اپنا معبود سمجھنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نا کرنا ہے، لیکن کافر مسلسل اللہ کا انکار کرتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالی اس کے قلب کو سیاہ اور تاریک کر دیتے ہیں، ایسا شخص حق کو دیکھتا ہے لیکن اس کا انکار کرتا ہے، یہی اہل شقاوت ہیں جو داخل جہنم کئے جائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خادوندی ہے!

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا چاہتا ہے، تو اس کا سینہ تنگ، اور بھینچ دیا جاتا ہے تا کہ دعوت دین اس پر نہایت شاق گزرے۔ ۱۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو پیدا فرمایا اور ارشاد فرمایا! یہ جنت کے لئے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

پھر ایک اور مخلوق کو پیدا فرمایا اور فرمایا! یہ جہنم کے لئے ہیں اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مخلوق کی نشانی بیان فرمائی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ بندے کو شرحِ صدر کی توفیق دے اور اسے حلاوتِ ایمان سے بھر دے تو وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عظیم نعمت عطا فرمائی ہے۔ ۱۳؎

امام غزالیؒ فرماتے ہیں! جسے جہنم کے لیے پیدا کیا گیا اس کے لیے گناہ کے اسباب آسان کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دل میں شیطان کا حکم مُسلّط کیا جاتا ہے کیونکہ وہ طرح طرح کی باتوں سے بیوقوف لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت والا ہے لہٰذا تمہیں کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، تمام لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے لہٰذا تم ان کی مخالفت نہ کرو، زندگی بہت طویل ہے لہٰذا انتظار کرو کل توبہ کر لینا، جیسا کے ارشاد خداوندی ہے!

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۔ ۱۴

ترجمہ۔ وہ ان لوگوں سے وعدے کرتا اور انہیں اُمیدیں دلاتا ہے، مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں ہیں۔

شیطان کا سارا کاروبار ہی وعدوں اور امیدوں کے بل پر چلتا ہے۔ وہ انسان کو انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر جب کسی غلط راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو اس کے آگے سبز باغ پیش کر دیتا

ہے۔ کسی کو انفرادی لطف ولذت اور کامیابیوں کی امید، کسی کو قومی سربلندیوں کی توقع، کسی کو نوع انسانی کی فلاح وبہبود کا یقین، کسی کو صداقت تک پہنچ جانے کا اطمینان، کسی کو یہ بھروسہ کہ نہ خدا ہے نہ آخرت، بس مرکر مٹی ہوجانا ہے، کسی کو یہ تسلی کہ آخرت ہے بھی تو وہاں کی گرفت سے فلاں کے طفیل اور فلاں کے صدقے میں بچ نکلوگے۔ غرض جو جس وعدے اور جس توقع سے فریب کھا سکتا ہے اس کے سامنے وہی پیش کرتا ہے اور پھانس لیتا ہے۔

شرح صدر نعمت عظمیٰ:

شرح صدر اللہ کی طرف سے مومنین کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے، علماء لکھتے ہیں شرح صدر اللہ کی وہ نعمت اور خاص عنایت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانشراح کی پہلی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ایک بہت بڑے احسان کے طور پر کیا ہے، چنانچہ ہر مسلمان کو شرحِ صدر کے لیے دعا کرنی چاہیے اے ہمارے ربّ! تُو ہمارے دلوں کو نورِ ایمان سے منور فرما اور ہمارے سینے کو اسلام کے لیے کھول دے۔ اللہ تعالیٰ سے باطنی بصیرت مانگنی چاہیے، جب ایک انسان میں ایسی بصیرت پیدا ہوجاتی ہے تو اس کی اندرونی کیفیت نیکی کے جذبات سے سرشار ہوجاتی ہے اور پھر اسے دین کے کسی حکم سے دل میں تنگی محسوس نہیں ہوتی۔ دل کی کیفیت ہی بدل جاتی ہے۔ اللہ کا ارادہ جسے ہدایت دینے کا ہوتا ہے اس پر نیکی کے راستے آسان ہوجاتے ہیں یعنی اللہ ان کے سینے اسلام کی طرف کھول دیتا ہے اور انہیں اپنا نور عطا فرماتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَحَبَّبَ اِلَيۡكُمُ الۡاِيۡمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ وَكَرَّهَ اِلَيۡكُمُ الۡكُفۡرَ وَ الۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوۡنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنادیا اور اسے تمہارے قلوب میں مزین کردیا اور کفر اور فسوق اور نافرمانی کو تمہارے نزدیک مکروہ بنادیا ہے یہ لوگ ہدایت والے ہیں۔

دنیا میں رائج تمام مذاہب میں دین اسلام کو یہ مقام حاصل ہے کہ وہ کائنات کے خالق ومالک کے نزدیک مقبول وپسندیدہ دین ہے۔

قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۙ۔ ۱۶

ترجمہ۔موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرا سینہ کھول دیجئے۔

یہاں شرح صدر سے مراد انسان کا حوصلہ بلند ہونا یعنی بڑی سے بڑی مہم پر جانے اور سخت کام کو انجام دینے کی اہلیت اور نبوت کی عظیم ذمہ داریاں سنبھالنے کی ہمت کا پیدا ہونا شرح صدر سے مراد ہر قسم کے ذہنی خلجان اور تردد سے پاک ہوکر اس بات پر پوری طرح مطمئن ہوجانا ہے کہ اسلام کا راستہ ہی برحق ہے اور وہی عقائد، وہی اصول اخلاق وتہذیب وتمدن، اور وہی احکام و ہدایات بالکل صحیح ہیں جو اسلام نے انسان کو دیے ہیں۔

اسلام ہی انسان کا اصل راہ بر ہے، اور اسی پر اس کی نجات کا دارومدار بھی ہے، مگر اس حقیقت کو وہی سمجھ سکتا ہے جسے شرحِ صدر نصیب ہوجائے، جس کے سینہ میں اسلام و ایمان کا نور داخل ہوجائے، لیکن اللہ پاک یہ انعام ہر ایک کو نہیں دیتے، بل کہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے، جسے ہدایت سے نواز دیتے ہیں، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں، اور پھر جیسے ہر چیز کو پہچاننے کا ایک خاص معیار ہے، اسی طرح جس کے سینہ میں نورِ ایمانی داخل ہوگیا اس کے پہچاننے کا بھی ایک خاص معیار ہے۔

اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوجھ کو ہلکا فرمایا:

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصب رسالت اور نبوت پر فائز فرماتے ہوئے بھاری ذمہ داریاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمائیں۔

دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی ذمہ داریاں اس قدر گراں بار تھیں کے گویا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر ہی توڑ دی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں۔

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ۔۱۷۔

ترجمہ۔ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا۔

الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ۔۱۸

ترجمہ۔جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔

تبلیغ دین کی شدید مشکلات:

اشاعت دین کی سخت ترین ذمہ داری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے نہایت احسن انداز سے ادا فرمایا ابتداء میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت چھپ کر کی جاتی تھی لیکن پھر حکم ہوا کے اعلانیہ تبلیغ کرو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق ! سن ۴ نبوی میں اپنے قریبی رشتہ داروں کی ایک دعوت کی جس کو دعوت ذوالعشیر ہ کہتے ہیں طعام سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو اللہ کا پیغام پہنچایا جس کو سن کر وہاں پر موجود لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تضحیک وتذلیل کی ان میں پیش پیش ابولہب تھا۔

ابولہب نے کہا! 'تبا لک' یعنی۔تم پر تباہی ہو،اس کے جواب میں اللہ تعالی نے سورہ لہب کو نازل فرمایا!ارشاد خداوندی ہے!

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ وَّ امۡرَاَتُہٗ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ۔۱۹

ترجمہ۔ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہوگیا اس کو اس کے مال اور کمائی نے کوئی فائدہ نہ دیا وہ عنقریب سخت شعلوں والی آگ میں داخل کیا جائے گا اور اس کی عورت بھی لکڑیوں کا گھٹا سر پر اٹھائے ہوئے،اس کے گلے میں رسی ہے کھجور کی چھال کی۔

اس وقت حضرت علیؓ کم سن تھے وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مدد کا یقین دلا رہے تھے ابتداء میں کفار عرب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہیں کی کیونکہ وہ متعدد خداؤں کو پوجنے کے عادی تھے لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کی بھی عبادت کر لی جائے گی لیکن معاملہ وہاں الجھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار عرب سے یہ کہا ! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : یعنی نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ۔کلمہ طیبہ کا پہلا حرف لا نے مخالفت کی ابتدا کر دی کیونکہ کفار یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ اگر اتنے خداؤں کا انکار کر دیا اور اگر ان کا عتاب نازل ہوا تو ہم اس سے کیسے بچ سکیں گے ۳۶۰ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خدا کی تو گنجائش نکلتی ہے لیکن ایک کی

خاطر ۳۶۰ کو چھوڑ نا عقل سے باہر ہے اسلام کی تعلیمات سے سب سے زیادہ متاثر غریب اور مظلوم طبقہ ہوا لہٰذا غلاموں اور کنیزوں نے اسلام لانے میں پہل کی کیونکہ اسلام سراسر انھی کے حقوق کی بات کررہا تھا جبکہ سب سے زیادہ مزاحمت طبقہ اشرافیہ نے کی کیونکہ ان کے مفادات پر اسلام نے سب سے پہلے کاری ضرب لگائی۔مشرکین مکہ نے اسلام کی مخالفت میں ہر ممکن اقدامات کئے اسلام لانے والے غلاموں اور کنیزوں کو سخت سزائیں دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال ودولت کا لالچ دیا گیا نیز ایک مرتبہ تو کفار ایک سال اللہ کی اور دوسرے سال ان کے معبودوں کی عبادت تک کے لئے تیار ہو گئے تھے جس پر سورہ الکافرون کا نزول ہوا!

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَ لَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔۲۰

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے !اے کافرو ! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کروں گا اس کی جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کررہا ہوں۔لہٰذا تمھارے لئے تمھارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

مقاطعہ منجانب قریش:

قریش مکہ نے جب یہ دیکھا کے مسلمان آرام سے ہجرت حبشہ کر چکے اور اسلام بھی خوب پھل پھول رہا ہے اور قبیلہ بنو ہاشم کے لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہے نبی مانیں یا نہ مانیں لیکن ان کو اور ان کے اصحاب کو تحفظ فراہم کرتے ہیں لہٰذا قبیلہ قریش نے سوائے ابولہب کے تمام بنو ہاشم کا معاشی بائیکاٹ کر دیا اب نہ تو ان سے خرید وفروخت کی جائے گی اور نہ ہی ان کی مدد اور رشتہ ناطے طے کئے جائیں گے چنانچہ ایک عہد نامہ لکھا گیا جس پر چالیس سے زیادہ سردان قریش نے دستخط کئے لہٰذا اس مقاطعہ کے بعد تمام بنی ہاشم شعب ابی طالب جو کے ایک گھاٹی تھی وہاں جمع ہو کر ایک ساتھ رہنے لگے یہ واقعہ سات نبوی کا ہے اور یہ مقاطعہ تین برس تک قائم رہا ان تین

سالوں میں مسلمان سخت اذیت میں مبتلا رہے لیکن مسلمانوں کے کچھ خیر خواہ انھیں چوری چھپے اناج اور دیگر اشیاء بھیج دیا کرتے تھے لیکن ابو جہل تاک میں لگا رہتا تھا کہ مسلمانوں کی مدد نہ ہو سکے پھر تین سال گزرنے کے بعد مسلمانوں کے جو حامی تھے انھیں خود ہی یہ خیال اذیت پہنچاتا تھا کہ ہم تو پیٹ بھر کر کھائیں لیکن ہمارے رشتے دار بھوکے رہیں چنانچہ مسلمانوں کے حامیوں نے سرداران قریش سے بحث و تکرار کے بعد بلا آخر اس معاہدے کو پھاڑ ڈالا یہ واقع نبوت کے دسویں سال کا ہے اس مقاطعہ کے نتائج قریش کے حق میں تو کیا نکلتے الٹا مسلمانوں نے لوگوں کی زیادہ توجہ اور ہمدردی حاصل کر لی۔

عام الحزن:

عام الحزن کے معنی ہیں غم کا سال۔ نبوت کے دسویں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب اور اس کے تین دن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ انتقال کر گئیں یہ دونوں ہی شخصیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاون و مددگار تھیں اور ان دونوں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشاعت اسلام میں مضبوطی فراہم کی۔

سفر طائف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو عزیز شخصیات دنیا سے جا چکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد دل برداشتہ تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کی جانب سفر کا قصد کیا تا کہ بنو ثقیف کو دعوت اسلام دی جا سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے پا پیادہ سفر پر نکلے اور راستے میں آنے والے تمام قبائل کو دعوت اسلام دیتے ہوئے طائف پہنچے یہاں کے روساء اور امراء متکبر اور سر پھرے تھے کیونکہ اول تو ان کی بڑی بڑی زمینیں اور جاگیریں تھیں دوم وہ سود خوری میں حد سے بڑھ چکے تھے بے حد مال و دولت نے ان کے دماغ آسمان پر پہنچا دئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے تینوں سردار جن کا تعلق بنو ثقیف سے تھا اور وہ آپس میں بھائی بھی تھے۔ جن کے نام ۱۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر۔ ۲۔ مسعود بن عمرو بن عمیر۔ ۳۔ حبیب بن عمرو

بن عمیر تھے کو اسلام کی دعوت دی جس کو سن کر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا مضحکہ اڑایا اور اوباش نوجوانوں سے کہا کے ان کی خبر لیں چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ پر آوازیں کسیں اور ان پر پتھر برسائے آپ ﷺ پر اتنے پتھر برسائے گئے کہ آپ ﷺ لہولہان ہو گئے آپ ﷺ کے جوتے خون سے بھر گئے اور آپ ﷺ نے ایک باغ میں پناہ لی اللہ کے حکم سے جبرائیل امین جبکہ دوسری روایت میں ہے کے ملک جبال نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاظر ہوئے اور فرمایا کے اگر آپ ﷺ حکم دیں تو طائف کی وادی جو کے چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھری ہے ان پہاڑوں کو آپس میں ٹکرادوں اور اس وادی اور اس میں لوگوں کا وجود قیامت تک باقی نہ رہے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا! میں بددعا دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا مجھے یقین ہے، ان لوگون کی آیندہ نسل میں مسلمان پیدا ہوں گے جو دین اسلام کی خدمت کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشن گوئی کچھ سالوں کے بعد سچ ثابت ہوئی اور محمد بن قاسم جو کہ فاتح سندھ ہیں انھی کے ذریعے سندھ سے اسلام ہندوستان میں داخل ہوا۔ محمد بن قاسم کا تعلق طائف کے قبیلہ بنو ثقیف تھا یہ وہی قبیلہ تھا جس کے اوباش نوجوان رسول اللہ ﷺ پر پتھر برسا رہے تھے ان ہی نوجوانوں کی نسل میں اللہ نے محمد بن قاسم کو پیدا فرمایا تاہم صرف ایک فرد واحد کی وجہ سے آج اس خطے یعنی پاکستان اور ہندوستان دونوں کو ملا کر تقریباً ۵۰ کروڑ سے زائد مسلمان آباد ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا کیا آپ ﷺ پر احد کے دن سے بھی زیادہ کوئی سخت دن گزرا ہے؟ جس پر رسول اللہ ﷺ نے کہا! ہاں یوم عقبہ (طائف کا دن)۔۲۱؎

رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہر لمحہ بلند ہو رہا ہے:

اللہ تعالی اپنی رحمت اور محبت خاص سے رسول اللہ ﷺ کے ذکر کو ہر دم بلندی عطا فرما رہے ہیں قرآن کریم میں اس سے متعلق ارشادات موجود ہیں، لیکن روز مرہ کی متعدد مثالیں بھی موجود ہیں۔ جیسے ہر اذان میں، بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں اذان، پریشانی یا خوف کے

وقت کی اذان، تمام فرض، سنت، نوافل، شکرانے، نماز کسوف وخسوف واستسقاء اور جنازہ میں اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر بھی جاری ہے اور رہے گا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ ۲۲

ترجمہ۔ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے! ہمارے رب نے یہ پوچھا ہے کے میں نے کس طرح سے تمھارے ذکر کو ارفع کیا ہے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ بہتر جانتا ہے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالی یہ فرماتے ہیں !جب، جب میرا ذکر کیا جائے گا تو اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ ۲۳؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں۔آیت۔وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ ۲۴؎

ترجمہ۔ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا۔

روایت میں ہے کے جب بھی اللہ کا ذکر کیا جائے گا اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی کیا جائے گا۔یعنی۔

أَشْهَدُ أَن لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، أَشْهَدُ أَن لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ۔ ۲۵

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

ترجمہ۔ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا۔

سے مراد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر دنیا اور آخر میں بلند فرما دیا، تاہم ہر خطیب، تشہد پڑھنے والا اور نمازی۔

أَشْهَدُ أَن لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، أَشْهَدُ أَن لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ لازمی پڑھتاھے۔ ۲۶

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی بلندی کا یہ عالم ہے کے کائنات کے ہر مقام پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر جاری وساری ہے، قرآن کریم کی متعدد آیات ہین کے کائنات کی ہر شے اللہ کی تسبیح، عبادت، حمد وثناء اور اس کو صبح وشام سجدہ کرتی ہے، دوسری جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کائنات کی ہر شے مجھے رسول جانتی ہے اور وہ میری رسالت کے دائرے میں ہے، چنانچہ پوری دنیا میں ہر وقت کسی نا کسی اذان یا نماز کا وقت جاری رہتا ہے دوسری جانب مسلمان دنیا کے طول وعرض میں اللہ کی عبادت، ذکر الٰہی، دورود وسلام اور نماز کی ادائے گی کرتے ہیں، جیسے پہاڑ کی بلندی پر، فضاؤں میں، ہواؤں میں، سمندر، دریاؤں میں، جنگلات، بیاباں اور صحرا میں کیونکہ مسلمان بذریعہ جہاز، ٹرین، بس، گاڑی اور دیگر ٹرانسپورٹ کے ذرائع سے سفر کرتے ہیں اور نماز کے وقت وہ اپنی نمازیں دوران سفر بھی ادا کرتے ہیں، اس اعتبار سے اس کائنات میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جس میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جاری نا ہو۔

یہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے مدارس، مساجد، اسکول، کالجز، یونیورسٹی اور ریسرچ سینٹرز میں دین اسلام سیکھا اور سمجھا جاتا ہے، ان اداروں میں قرآن کریم اور احادیث نبوی کے دروس کا اہتمام کیا جاتا ہے، گھروں میں، کاروباری مراکز، اسپتال، گزرگاہوں الغرض مسلمان اپنی زبانوں کو اللہ کی توفیق سے ذکر الٰہی سے تر رکھتے ہیں اور اسی کی عبادت اور اسی سے مدد مانگتے ہیں

ہر مشکل کے بعد آسانی ہے بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے:

اللہ تعالی کا یہ قانون قدرت اور اپنے بندوں سے محبت ہے کے اللہ تعالی نے ہر مشکل کے بعد آسانیاں رکھی ہیں، دنیا کا کوئی انسان بھی چاہے وہ امیر ہو یا غریب یکے بعد دیگرے اس کا واسطہ مشکلات اور آسانیوں جاری رہتا ہے، یہاں تک کے اس کی ملاقات اللہ تعالی سے ہوجاتی ہے، دوسری جانب اللہ تعالی انسان کو صرف اتنی ہی مشکل اور پریشانیاں دیتے ہیں جس کو انسان آسانی سے برداشت کرسکے، انسان کو اس کی کی استطاعت سے بڑھ کر بوجھ نہیں دیا جاتا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ ۔ ۲۷

ترجمہ۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۔۲۸۔

ترجمہ۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا سے مراد ایک مشکل دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی۔۲۹۔

حسنؒ بیان کرتے ہیں، جب یہ آیت۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ نازل ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

تم خوش ہو جاؤ تمہارے پاس آسانی آگئی، ایک مشکل دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی۔۳۰۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک پتھر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گر تنگی آجائے اور وہ اس پتھر میں داخل ہو جائے تو یقیناً آسانی بھی آئے گی، یہاں تک کے جو اس پتھر میں داخل ہوا وہ اللہ کی دی ہوئی آسانی سے اس سے نکل بھی جائے گا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۔۳۱

فراغت کے بعد اللہ کی عبادت اور ذکر الٰہی کی ریاضت میں لگ جاؤ:

اللہ تعالیٰ حکم فرما رہے ہیں کے جب بھی مصروفیت سے فراغت ہو تو اللہ کی یاد اور عبادت میں لگ جاؤ، اور پوری یکسوئی سے اللہ کی جانب متوجہ رہو۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۔۳۲

ترجمہ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہو جایا کریں تو ریاضت کیا کیجیے۔

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۔۳۳

ترجمہ۔ اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔

ترجمہ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوجایا کریں تو ریاضت کیا کیجیے۔
یعنی جب آپ نماز سے فارغ ہوجائیں تو دعا میں مشغول ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور اس کی طرف رغبت کریں۔ ۳۴؎

حضرت عبد ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔
ترجمہ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوجایا کریں تو ریاضت کیا کیجیے۔
سے مراد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا! جب تو اپنی نماز سے فارغ ہوجائے اور تشہد پڑھ لیں تو اپنے رب کی طرف متوجہ ہوجائیں اور اللہ سے اپنی حاجات طلب کرو۔ ۳۵؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔
ترجمہ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوجایا کریں تو ریاضت کیا کیجیے۔
سے مراد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوجائیں تو دعا میں مشغول ہوجائیں۔ آیت۔
وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔
ترجمہ۔ اپنے رب سے مانگنے میں راغب ہوجائیں۔ ۳۶؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فاذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔۔ ترجمہ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوجایا کریں تو ریاضت کیا کیجیے۔ یعنی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوجائیں، تو قیام اللیل یعنی (تہجد) میں لگ جائیں۔ ۳۷؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔ ترجمہ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوجایا کریں تو ریاضت کیا کیجیے۔ سے مراد دعا میں اللہ سے مانگنے میں محنت کیجئے۔ ۳۸؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔
ترجمہ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوجایا کریں تو ریاضت کیا کیجیے
سے مراد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوجائیں تو اپنے رب کی طرف دعا کرنے میں راغب ہوجائیں۔ ۳۹؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ۔آیت ۔۱۔
۲۔سورہ انعام ۔آیت ۔۱۲۵۔
۳۔سورہ تغابن ۔آیت ۔۲۔
۴۔الصاوی علےٰ تفسیر جلالین ۔علامہ جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر ۔بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت ۔۱۴۱۸ھ
۶۔سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ۔آیت ۔۱۔
۷۔سورہ زمر ۔آیت ۔۲۲۔
۸۔بحار الانوار ۔الشیخ محمد باقر المجلسی ۔مکتبہ انتشارات اسلامیہ۔
۹۔الاصول من الکافی ۔شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران۔
۱۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور ۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۔مفہوم حدیث۔
۱۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور ۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔الصاوی علےٰ تفسیر جلالین ۔علامہ جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر ۔بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔سورہ النساء ۔آیت ۔۱۲۰۔
۱۵۔سورہ الحجرات ۔آیت ۔۷۔
۱۶۔سورہ طٰحٰہ ۔آیت ۔۲۵۔
۱۷۔سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ۔آیت ۔۲۔
۱۸۔سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ۔آیت ۔۳۔
۱۹۔سورہ لہب ۔آیت ۔۱۔۵۔
۲۰۔سورہ الکافرون ۔آیت ۔۱۔۶۔
۲۱۔صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۲۲۔سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ۔آیت ۔۴۔
۲۳۔تفسیر القران العزیز ۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۴۔سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ۔آیت ۔۴۔
۲۵۔شعب الایمان ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۶۔تفسیر القران العزیز ۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۲۷۔سورہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ۔آیت۔۵۔
۲۸۔سورہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ۔آیت۔۶۔
۲۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۲۔سورہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ۔آیت۔۷۔
۳۳۔سورہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ۔آیت۔۸۔
۳۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۵۔سورہ التِّیۡنِ (انجیر)

نام:

التِّیۡنِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی انجیر کے ہیں،اس سورہ میں بلدالامین یعنی مکہ مکرمہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

شانِ نزول:

سورہ التِّیۡنِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۸ ہیں جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا کہ سورہ التِّیۡنِ مکہ میں نازل ہوئی۔[۱]

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سفر میں تھے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی اور اس کی دو رکعات میں سے ایک میں آیت وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ پڑھی میں نے کبھی اتنی اچھی قراءت نہیں سنی۔[۲]

حضرت عبداللہ بن یزیدؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورہ وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ پڑھی۔[۳]

مضامین:

۱۔انسان اللہ کی بہترین تخلیق یعنی (احسن تقویم) ہے۔

۲۔اللہ نے اپنی بہترین تخلیق (انسان) کو اسفل سافلین میں پھینک دیا۔

۳۔جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ دوبارہ اپنے اصل منصب یعنی جنت میں داخل کر دئے

جائیں گے۔

۴۔اہل ایمان کے اجر کا بیان۔

۵۔منکرین جہنم کے نچلے گڑھے میں پھینک دیئے جائیں گے۔

انجیر/زیتون اور طور سینین کی قسم:

اللہ تعالیٰ سورہ التِّیْنِ میں قسم کھائی ہے انجیر، زیتون اور طور سینین کی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ۔[۴]

ترجمہ۔قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی۔

وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ۔[۵]

ترجمہ۔قسم ہے طور سینین کی۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ التِّیْنِ نازل ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہت خوش ہوئے یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے بھی بہت خوشی اور فرحت کا اظہار فرمایا۔

جب ہم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے سورہ التِّیْنِ کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا!

آیت۔وَ التِّیْنِ۔سے مراد شام کے شہر ہیں۔[۶]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَ التِّیْنِ۔ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی وہ مسجد جو آپ نے جودی پہاڑ پر بنائی۔[۷]

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَ التِّیْنِ۔سے مراد دمشق کا پہاڑ ہے۔[۸]

آیت۔وَ الزَّیْتُوْنِ سے مراد فلسطین کے شہر ہیں۔[۹]

آیت۔وَ الزَّیْتُوْنِ۔سے مراد ہے بیت المقدس۔[۱۰]

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَ الزَّیْتُوْنِ۔سے مراد وہ پہاڑ جس پر بیت المقدس ہے۔[۱۱]

آیت۔وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ سے مراد وہ پہاڑ جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔

آیت ۔وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ سے مراد ہے طور کی مسجد۔
قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت ۔وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۔ سے مراد شام کا پہاڑ، جو بہت متبرک، خوبصورت اور درختوں والا ہے۔ ۱۲؎

سعید بن منصور نے ابوحبیب الحارث بن محمدؒ سے روایت کیا ہے کے چار پہاڑ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدس ہیں۔

۱۔طور زیتا۔ ۲۔طور سینا۔ ۳۔طور تینا اور۔ ۴۔طور تیما جبکہ ارشاد خداوندی ہے! آیت ۔وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ۔ سے مراد قسم ہے انجیر کی، زیتون کی، طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی۔ طور زیتا بیت المقدس ہے، طور سینا طور پہاڑ ہے، طور تینا دمشق ہے اور طور تیما مکہ ہے۔ ۱۳؎

وَ التِّیۡنِ /انجیر کے خواص اور فوائد:

Olive کے درخت کو اردو میں زیتون، پشتو میں شوان (Showan)، براہوی میں کھٹ (Khat)، پنجابی، سندھی، سرائیکی میں کاؤ (kow)، عربی میں وَ التِّیۡنِ ،یمنی میں بلس، سنسکرت ، ہندی، مرہٹی اور گجراتی میں انجیر کہا جاتا ہے جبکہ سائنسی طور پر اسے Ficus carica کے نام سے جانا جاتا ہے۔

انجیر کا شمار قدیم اور باعزت پھلوں میں کیا جاتا ہے تاہم آسمانی صحائف میں بھی اس پھل کا ذکر موجود ہے،قدرت نے انسانوں کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں جن میں سے پھل، سبزیاں، میوہ جات وغیرہ شامل ہیں،ان میوہ جات میں ایک انجیر بھی شامل ہے اور انجیر جنت کا پھل بھی کہلاتا ہے۔ یہ نازک پھل کہلاتا ہے اور پکنے کے بعد خود بخود ہی گر جاتا ہے اور اسے دوسرے دن تک محفوظ رکھنا بھی مشکل ہوتا ہے۔اس کے استعمال کی بہترین صورت اسے خشک کھانا ہے۔

انجیر کے اندر پروٹین، معدنی اجزاء شکر، کیلشیم، فاسفورس پائے جاتے ہیں۔ دونوں انجیر یعنی خشک اور تر میں وٹامن اے اور سی کثیر مقدار میں ہوتے ہیں جبکہ وٹامن بی اور ڈی قلیل مقدار میں ہوتے ہیں۔ان اجزاء کے پیشِ نظر انجیر ایک انتہائی مفید غذائی دوا کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے۔اس لیے

عام کمزوری اور بخار میں بھی اس کا استعمال اچھے نتائج دیتا ہے۔

انجیر اپنے اندر انسانی صحت کے لیے بہت مفید اثرات رکھتی ہے۔ جنت کا میوہ کہلائے جانے والی انجیر کو چاہے خشک کر کے کھایا جائے یا تازہ پھل کی صورت میں، اس کے اندر موجود بے شمار وٹامنز، منرلز اور فائبر صحت مند و توانا رکھنے میں ہر صورت میں مددگار رہتے ہیں۔

انجیر کا پھل دراصل شہتوت کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا انوکھا میٹھا ذائقہ دیگر پھلوں سے قدرے مختلف ہوتا ہے۔

انجیر کو تازہ حالت میں کھایا جائے تو چبانے میں نرم محسوس ہوتی ہے اور خوردنی بیجوں سے بھرے ہونے کے باعث دانے دار اور کُرکری (کرنچی) ہوتی ہے۔

تازہ انجیر نازک ہوتی ہے اور زیادہ عرصے تک رکھی نہیں جا سکتی۔ اس لیے انھیں محفوظ رکھنے کے لیے اکثر خشک کیا جاتا ہے۔

اگر اسے سُکھا کر استعمال کیا جائے تو اس سے ایک ایسا میٹھا اور غذائیت سے بھرپور خشک میوہ نکلتا ہے جس سے سارا سال لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔

انجیر کی متعدد قسمیں ہیں جن میں سے سبھی رنگ اور ساخت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ ان کی منفرد خصوصیت ایک چھوٹی کلی کی طرح اس کا کھلنا ہے۔ اس کے اوپری حصے میں اوسٹیول (ostiole) کہتے ہیں جو پھل کی نشوونما میں مدد کرتا ہے۔ انجیر کی قدرتی مٹھاس کو ریفائن چینی سے پہلے میٹھے کے طور پر استعمال کیا جانا عام تھا۔

ماہرین کے مطابق یہ اینٹی آکسیڈ ینٹ خصوصیات کی حامل ہوتی ہے، اس سے بلند فشار خون یا بلڈ پریشر کو کنٹرول رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے اس میں منرلز کی بڑی مقدار شامل ہوتی ہے جبکہ یہ وزن کو کنٹرول کرنے اور نظام ہضم کو بہتر رکھنے میں بھی مددگار رہتا ہے۔

صدیوں سے ان کے منفرد، میٹھے ذائقے اور ان کے متعدد صحت سے متعلق فوائد کی وجہ سے پسند کیے جاتے رہے ہیں۔ یہ پھل، جس کا لطف تازہ یا خشک کیا جا سکتا ہے، ضروری غذائی اجزاء سے بھرا ہوا ہے۔

انجیر کمزور اور دبلے لوگوں کے لیے قدرت کی نعمت ہے۔ انجیر جسم کو پرکشش اور چہرے کو سفید و

سرخ رنگت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ دلکش بھی بناتی ہے۔
اگر آپ اپنے پیٹ کا نظام بہتر رکھنا چاہتے ہیں تو اپنی غذا میں انجیر کا استعمال کرنا شروع کر دیں۔ اس کی خصوصیات میں سے ایک ہاضمے کو بہتر کرنا ہے کیونکہ اس میں قدرتی فائبر کی بڑی مقدار شامل ہوتی ہے۔
انجیر کن لوگوں کے لیے مفید ہے اور اسے کس صورت میں احتیاط سے استعمال کرنا چاہیے، اس مضمون میں انہی باتوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

وَ الزَّیۡتُوۡنِ / زیتون کے خواص اور فوائد:

زیتون کا درخت بنی نوع انسان کی تاریخ کا ایک قدیم ترین درخت ہے یہ ہمیشہ لمبی عمر، امن، ہم آہنگی، نمو، پائیداری، حکمت و دانائی، عزت و تکریم اور دوستی کی علامت رہا ہے۔ زیتون کا سدا بہار درخت ہزاروں سال تک زندہ رہ سکتا اور پھل دیتا ہے۔ یہ اونچائی میں 8 سے 15 میٹر (26 سے 49 فٹ) تک جا سکتا ہے۔ بحیرہ روم کے مضافاتی علاقوں میں یہ آبائی طور پر پایا جاتا ہے۔
شمالی لبنان کے ایک گاؤں بیچ لیح (Bechealeh) میں زیتون کے ۱۶ ایسے درخت موجود ہیں جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کے یہ درخت تقریباً 4000 سال قدیم ہیں جبکہ روایت ہے کے تاریخی اعتبار سے یہ وہی درخت ہیں جن کا تعلق حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے ثابت ہوتا ہے جب حضرت نوح علیہ السلام نے ایک فاختہ کو خشکی کی تلاش میں بھیجا تو وہ ایک زیتون کی ٹہنی اپنی چونچ میں دبا کر لائی چنانچہ یہ 61 زیتون کے درخت اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تاہم لبنان میں اس تاریخی زیتون کے درخت کو The sister olive trees of Noah کہا جاتا ہے۔
زیتون کے درخت کا تذکرہ آسمانی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ قرآن پاک میں اسے مبارک درخت کہا گیا ہے۔ جبکہ کتابِ مبین میں سات بار زیتون کا ذکر آیا ہے۔ بائبل میں اسے شجر حیات کا نام دیا گیا ہے۔
احادیث مبارکہ میں اس کے تیل کو علاج کی غرض سے کھانے اور مساج میں استعمال کی ترغیب دی

گئی ہے۔

دنیا بھر میں زیتون کی کاشت کے لئے استعمال ہونے والا زرعی رقبہ سالانہ ایک سے ڈیڑھ فیصد کی شرح سے بڑھ رہا ہے۔

اقوام متحدہ کے عالمی ادارہ خوراک وزراعت کے مطابق 2018 میں دنیا بھر میں ایک کروڑ 5 لاکھ 13 ہزار 3 سو 20 ہیکٹر رقبہ زیتون کے زیر کاشت تھا جو 2000ء کے مقابلے میں 26 فیصد زائد رقبہ ہے۔

اس کاشتہ رقبہ سے 2018ء میں دو کروڑ 10 لاکھ 66 ہزار 62 ٹن زیتون کا پھل حاصل ہوا۔ جو 2000ء کے مقابلے میں 35 فیصد زیادہ پیداوار تھی۔ اسپین دنیا میں سب سے زیادہ زیتون کے کاشتہ رقبہ، پھل کی پیداوار اور اس سے کشید شدہ تیل تیار کرنے والا ملک ہے۔

2018 میں عالمی سطح پر زیتون کے کاشتہ رقبہ کا 25 فیصد، دنیا میں پیدا ہونے والے زیتون کے پھل کا 47 فیصد اور 2018-19 میں انٹرنیشنل اولیو کونسل کے مطابق زیتون کے تیل کی عالمی پیداوار کے 56 فیصد کا حامل صرف اکیلا اسپین تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ زیتون کے تیل کا استعمال بھی اسپین میں ہی ہے جو 2018-19ء کے دوران 5 لاکھ 15 ہزار ٹن رہا یہ مقدار عالمی استعمال کا 18 فیصد بنتی ہے۔

زیتون کا پھل بحیرہ روم کے خطے کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں اہم زرعی جنس کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ یہ سبز، ارغوانی، گہرا بھورا، سیاہ اور یہاں تک کہ گلابی رنگ کا بھی ہوسکتا ہے۔ جس میں 20 سے 30 فیصد تک تیل ہوتا ہے۔

اس لیے اس پھل کی 90 فیصد پیداوار تیل حاصل کرنے غرض سے مصرف میں لائی جاتی ہے جبکہ 10 فیصد دیگر استعمال میں آتی ہے۔ ہر درخت اوسطً 20 سے 30 کلوگرام زیتون کی پیداوار دیتا ہے جبکہ ایک کلو زیتون کا تیل تیار کرنے کے لیے اچھی قسم کے 4 سے 6 کلو زیتون کی ضرورت ہوتی ہے۔

زیتون کے درخت کا راز دو چیزوں میں پوشیدہ ہے ایک اس کا پھل اور دوسرا اس کا بڑے پیمانے پر زیرزمین جڑ کا نظام جو بعض صورتوں میں چالیس فٹ تک پھیلاؤ اور 20 فٹ تک گہرائی کا حامل

ہوسکتا ہے۔ جڑیں اتنی وسیع اور مضبوط ہوتی ہیں کے خشک سالی کے وقت جب دوسرے درخت مر جاتے ہیں تو زیتون کا درخت پھر بھی زندہ کھڑا رہتا ہے کیونکہ جب انہیں آسمان سے اپنی ضرورت کے مطابق پانی نہیں ملتا تو وہ زمین کے اندر گہرائیوں سے پانی کھینچ لیتے ہیں۔

ان جڑوں کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ وہ درخت کو ہزاروں سالوں تک زیتون تیار کرنے کے قابل بناتی ہیں۔

درخت ایسے لگتے ہیں کے جیسے ان میں کوئی زندگی باقی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس میں زیتون کی پیداوار ہوتی رہتی ہے۔

اس کے علاوہ زیتون کے درخت کے ماحولیاتی فوائد اسے اور زیادہ ممتاز کر دیتے ہیں۔ یہ درخت صحرا کو بڑھنے اور پھیلنے سے روکتا ہے۔ زمین کو کٹاؤ سے بچاتا ہے اور مٹی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ فلسکشن کرنے کی صلاحیت کا بڑھاتا ہے۔ اسی طرح زیتون کا پھل اور اس کا تیل انسانی صحت کی بہتری کے حوالے سے بھی بہت موثر کردار ادا کرتا ہے۔ زیتون اور اس کا تیل روایتی کھانے کی وہ مصنوعات ہیں جو ہزاروں سالہ تاریخ کی حامل ہیں۔

زیتون کا تیل پولیفینول (polyphenols) (انسانی خلیات اور جسم کو نقصان دہ کیمیائی مواد سے بچانے والا ایک مادہ) سے مالا مال ہے۔ یہ قدرتی اینٹی آکسیڈینٹ (anti.oxidants) ،صحت مند مونوسریٹڑیٹڈ (monosaturated) چربی اور اولیک ایسڈ (oleic acid) جیسا کہ اومیگا 6 اور اومیگا 3 سے بھرپور ہوتا ہے۔ زیتون کا تیل وٹامن A، E، K، اور B کا بھرپور ذریعہ ہے جبکہ اس میں سوڈیم، پوٹاشیم، میگنیشیم، آئرن، فاسفورس اور آیوڈین بھی موجود ہوتے ہیں۔

زیتون کا تیل طبی لحاظ سے بہت فائدہ مند ہے، زیتون کے تیل میں موجود بھاری مقدار میں میکرو نیوٹریشن، فیٹی ایسڈ اور وٹامن موجود ہوتے ہیں جو اسے ایک صحت مند غذا بناتی ہے۔

یہ دل کی شریانوں کی بیماریوں، کولیسٹرول اور بلڈ پریشر کو کم کرنے، عمر بڑھنے کے اثر کو کم کرنے، پٹھوں کی کمزوری، موٹاپے کو کنٹرول کرنے، جوڑوں کے درد میں افاقہ، نیند نہ آنے جیسے مسائل کے علاوہ دماغی صلاحیت پر بھی مثبت اثرات مرتب کرتا ہے یہ مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے میں مدد کرتا ہے۔ زیتون کے پتوں کا قہوہ پولن الرجی، دمہ اور کھانسی کے مریضوں کے لیے پیغام شفا ہے۔

خوراک کے علاوہ اس کا استعمال ادویات اور کاسمیٹکس کی تیاری میں بھی ہوتا ہے۔

زیتون کا تیل طبی لحاظ سے بہت فائدہ مند ہے، زیتون کے تیل میں موجود بھاری مقدار میں میکرو نیوٹریشن، فیٹی ایسڈ اور وٹامن موجود ہوتے ہیں جو اسے ایک صحت مند غذا بناتی ہے۔

نہار منہ ایک کھانے کا چمچ زیتون کا تیل کو پینا اپنے اندر بے شمار فوائد سموئے ہوئے ہے۔

خالی پیٹ زیتون کے تیل کا ایک چمچ پینا ان خلیات کو نقصان سے بچاتا ہے جو کینسر کا باعث بن سکتے ہیں، اسی طرح یہ آنتوں کے نظام کو ٹھیک کر کے قبض سے نجات دلانے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

زیتون کے تیل کی مدد سے ذیابیطس، کولیسٹرول اور بلڈ گلوکوز کی سطح کم ہوتی ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ ذیابیطس کے مریضوں کیلئے یہ غذا کافی فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔

زیتون کا تیل جسمانی ورم میں کمی کے لیے دردکش ادویات کی طرح ہی کام کرتا ہے، ایک تحقیق کے مطابق کچھ کھانے کے چمچ زیتون کا تیل کسی دردکش دوا جتنا اثر رکھتا ہے اور یہ قدرتی علاج ہے جس کا کوئی نقصان نہیں۔

وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ /طور سینا:

طور سینا مقدس پہاڑ وادی ایمن میں واقع ہے جو آج کی جغرافیائی تقسیم کے اعتبار سے ملک شام میں ہے، جسے طور سینا اور طور سینین بھی کہا جاتا ہے۔ یہی وہ مقدس پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تجلی کا دیدار ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مدین سے اپنے آبائی علاقے مصر کی جانب محو سفر تھے کے راستے میں وادیٔ سینا پڑی سخت سردی کا موسم تھا تو آپ نے رک کر اپنی اہلیہ صفورہ (Safurah) سے فرمایا تم لوگ یہاں رکو میں سردی سے بچاؤ کا کوئی بندوبست کرتا ہوں قریب ہی پہاڑ کے دامن سے ایک درخت میں سے آگ چھن کر دکھائی دے رہی ہے، بہت ممکن ہے کے میں وہاں سے آگ کا کوئی انگارہ لے آؤں تا کہ تم سینک لو۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، سینین حبشہ کی زبان میں حسن اور خوبصورتی کو کہتے

ہیں۔ ۱۴؎

۱۔ضحاک نے سینین کو نبطی لفظ قرار دیا ہے جس کے معنی ہیں خوبصورت یا اچھا۔

۲۔مقاتل نے کہا ہے جس پہاڑ پر پھل دار درخت ہوں اس کو نبطی زبان میں سینین اور سیناء کہتے ہیں۔

۳۔عکرمہ کا قول ہے کہ وہ خط جہاں طور واقع ہے اس کو سینین اور سیناء کہتے ہیں۔

۴۔بعض نے اس کو سریانی لفظ کہا ہے جس کے معنی ہیں گھنے درختوں کا پہاڑ۔

۵۔ایک روایت کے مطابق سینین حبشی زبان کا لفظ ہے۔

۶۔کلبی نے کہا ہے اس کا معنی درخت ہے یعنی درختوں والا پہاڑ۔

۷۔بعض نے کہا کے یہ ایک خاص پتھر ہے، اس قسم کے پتھر کوہ طور کے قریب تھے۔ ۱۵؎

اس لیے طور کی اضافت سینین کی طرف کر دی گئی، تاہم علماء کے نزدیک عکرمہ کا قول صحیح تر ہے جس خطے میں کوہ طور واقع ہے اور ترکیب اضافی کے مطابق طور سینین کا مطلب ہوگا سینین کے خطہ میں واقع کوہ طور۔

سینین دراصل جزیرہ نما سینا ہی کا دوسرا نام ہے، اب یہ سارا علاقہ جس میں کوہ طور واقع ہے مصر کے قبضہ میں ہے، اور صحرائے سینا کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

طور ایک سلسلۂ کوہ کا نام ہے جو خلیج سوئز اور خلیج عقبہ کے درمیان ایک تکون سی بناتا ہے۔مغرب کی طرف خلیج سوئز کے ذریعے یہ مصر اور مشرق کی طرف خلیج عقبہ کے ذریعے بلاد عرب سے الگ کرتا ہے۔اس کے اضلاع ایک سو چالیس میل لمبے ہیں۔شمال کی جانب اس کی اونچائی بہت کم ہے اور جگہ جگہ ریت کے تودے ہیں لیکن جنوبی سمت اس کی چوٹیاں نو ہزار فٹ تک بلند ہیں اور یہ حصہ سرسبز اور شاداب ہے طور سینین سے فلسطین کی حدود تک تیہ کا میدان ہے۔اس پہاڑ پر جو بحیرۂ قلزم سے زیادہ دور نہیں ہے الامن یا ابلیم کے مقام سے لوگ چڑھا کرتے تھے۔

یہاں ایک بار بنی اسرائیل نے پڑاؤ ڈالا تھا، جس کے قریب وادیٔ طوٰی ہے جہاں حضرت موسیٰؑ فرعون کے پاس جانے سے قبل اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کر چکے تھے۔اسی مناسبت سے اب یہ پہاڑ جبل موسیٰؑ بھی کہلاتا ہے۔اس کے شمال کی جانب ایک وادی ہے جس کا نام وادیٔ

شعیب ہے۔ اس جگہ 5000 فٹ بلندی پر خانقاہ کیتھائن واقع ہے جسے غالباً جسٹن اول نے 550ء کے لگ بھگ طور سینا کے راہبوں کی حفاظت کے لیے تعمیر کروایا تھا۔١٦

ایک روایت میں ہے کہ ان راہبوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خط موجود تھا جس میں ان راہبوں کو امان دی گئی تھی۔

الطور نام سے یہاں ایک چھوٹا سا قصبہ موجود ہے جو جبل موسیٰ کے جنوب مغرب میں خلیج سوئز کے کنارے راس محمد سے پچاس میل کے فاصلے پر آباد ہے۔ اس کے مضافات میں کھجور کے بڑے بڑے نخلستان ہیں۔ یہ جزیرہ نمائے سینا کی اہم بندرگاہ تھی مگر جب پرتگالیوں نے ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کرلیا تو اس علاقے کی اہمیت بتدریج کم ہوتی گئی اور اب یہ صرف ماہی گیروں کا علاقہ جانا جاتا ہے

کتب تواریخ میں اس پہاڑ سے متعلق کئی حقائق موجود ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ صلیبی جنگوں کے زمانے میں اس پہاڑی کی چوٹی پر موجود قلعہ پر صلاح الدین ایوبی نے قبضہ کرلیا تھا جسے ملک العادل نے 1217ء میں از سرِ نو تعمیر کروایا صلیبیوں نے اسی سال اس پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوئے پھر بیبرس نے عکاس پر حملہ کرنے کے لئے اس کو اپنا مرکز بنایا۔

اس مقدس پہاڑ کا نام آتے ہی بہت سے تاریخی اور مذہبی حقائق از خود اذہان میں ابھرتے ہیں مثلاً یہ وسیع و عریض بلند پہاڑ ہے، یہاں موسیٰؑ اللہ سے ہم کلام ہوئے، 40 راتوں کا اعتکاف کیا، منصب نبوت پر فائز ہوئے، توریت عطا ہوئی، اللہ نے قرآن حکیم میں اس کی قسمیں کھائیں۔ یہیں پر حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں پر ظہور فرمایا۔ صلیبی جنگوں کا حصہ رہا اتنی خصوصیات کا حامل اور کوئی پہاڑ نہ رہا جب ہی دنیا کی 3 بڑی اقوام یہودی، عیسائی اور مسلمانوں میں یہ یکساں طور پر مقدس ہے۔

طور زیتا بیت المقدس ہے، طور سینا طور پہاڑ ہے، طور تینا دمشق ہے جبکہ طور تیما مکہ ہے۔

قسم ہے الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ کی (مکہ کی):

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ۔١٧

ترجمہ۔قسم ہے بلد الامین (شہر مکہ کی)۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت وہذا البلد الامین سے مراد ہے مکہ۔۱۸؎

ابن عساکر بیان کرتے ہیں، آیت۔وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ۔سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔۱۹؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے البلد الامین کے بارے میں دریافت کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ مکہ مکرمہ ہے۔۲۰؎

شہر مکہ کی قسم:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔۲۱

ترجمہ۔قسم ہے اس شہر کی۔

وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔۲۲

ترجمہ۔آپ اس شہر میں حلال ہونے کی حالت میں داخل ہونے والے ہیں۔

مکہ۔عربی زبان کا لفظ ہے یہ لفظ پورے حرم کعبہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

مکہ۔کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے تاہم علماء کرام نے درج ذیل کچھ معانی بیان کئے ہیں۔

۱۔مکہ۔کو مکہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ گناہوں کو مٹاتا اور فنا کر دیتا ہے۔

۲۔مکہ۔میں پانی کی کمی تھی چنانچہ یہاں کے باشندے مکہ کے پانی کو چوس یا نکال لیتے لہٰذا اس وجہ سے بھی اس شہر کو مکہ کہا جاتا ہے۔

۳۔عربی زبان میں مک کے معانی جذب کرنے یا کھینچنے کے ہیں چونکہ یہ شہر لوگوں کو اپنی جانب کھینچتا ہے لہٰذا اسی مناسبت سے اس کو مکہ کہا جاتا ہے۔۲۳؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بِبَطْنِ مَكَّةَ۔۲۴۔

ترجمہ۔مکہ کے وسط میں۔

۴۔بک یا مک۔کا مطلب اژدھام یا ہجوم کے بھی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ ۲۵

ترجمہ۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو اللہ کی عبادت کے واسطے لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ بہت بابرکت ہے اور تمام (عالمین) یعنی جہان والوں کی ہدایت کا سبب ہے بکہ اور مکہ۔ ایک ہی شہر کے دو نام ہیں چونکہ باء اور میم دونوں ہی قریب المخرج ہیں لہٰذا مکہ اور بکہ دونوں ہی کہنا درست ہے۔

بک۔ کے ایک معانی دھکا دینے کے بھی ہیں تاہم مکہ مکرمہ کثرت اژدھام کے سبب لوگ ایک دوسرے کو دھکیل رہے ہوتے ہیں۔

بکہ۔ یا مکہ۔ شہر میں بڑے بڑے حکماء، امراء اور بادشاہ اپنی گردنیں جھا کر عاجزی سے پیش ہوتے ہیں اس لئے بھی اس شہر کو بکہ کہتے ہیں۔

بکہ۔ کی وجہ تسمیہ بکاء سے بھی ماخوذ ہے چنانچہ یہاں لوگ اللہ کے حضور اپنی بکاء یعنی گریہ اور آہ وزاری پیش کرتے ہوئے گناہوں سے معافی طلب کرتے ہیں۔

۵۔ مکاک یا مکاکہ۔ عربی زبان میں ہڈی کے مغز یا گودے کو کہتے ہیں جو کے ہڈی کے وسط میں ہوتا ہے اس اعتبار سے مکہ شہر دنیا کے تمام شہروں کے وسط میں واقع ہے اور اس شہر کو فضیلت، عزت، عظمت اور حرمت حاصل ہے دیگر تمام شہروں کے مقابلے میں باالفاظ دیگر یہ شہر تمک العظم (ہڈی کے گودے) کی حیثیت رکھتا ہے۔

تمک الذنوب۔ مکہ شہر میں کیا جانے والا عمرہ یا حج انسانوں کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اس اعتبار سے بھی اس شہر کو مکہ کہا جاتا۔ ۲۶

حجاز میں آبادی کا آغاز:

عرب اقوام(Arab Nation):

مورخین نے نسلی اعتبار سے عرب اقوام کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

عرب بائدہ(Arab Baeyeda):

عرب بائدہ وہ قدیم عرب قبائل اور قوم ہیں جو اب ناپید ہیں پچھلی سطور میں ان کا ذکر موجود ہے تاہم اس قوم سے متعلق ضروری تفصیلات کہیں دستیاب نہیں اس قوم میں شامل عاد، ثمود، طسم، جدیس اور عمالقہ وغیرہ۔

عرب عاربہ(Arab Areba)

عرب عاربہ وہ عرب قبائل ہیں جو یعرب بن یشجب بن قحطان کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں انھیں قحطانی قبائل بھی کہا جاتا ہے عرب عاربہ یعنی قحطانی عرب کا اصل گھوارہ ملک یمن تھا اور یہ اور ان کے قبائل یہیں سے پھلے پھولے اور بڑھے ان میں سے دو قبائل۔

ا۔حمیر۔ ۲۔کہلان زیادہ مشہور ہیں۔

عرب مستعربہ(Arab Mustarba):

عرب مستعربہ وہ عرب قبائل ہیں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں انھیں عدنانی عرب بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ سے مراد مکہ ہے، جبکہ آیت وَ اَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ۔ یعنی اے محمد ﷺ آپ کے لیے حلال ہے کہ آپ اس شہر میں قتال کریں لیکن آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے حلال نہیں۔ ۲۷؎

ابن مردویہ نے ابو برزہ اسلمیؓ سے روایت کیا میری موجودگی میں یہ آیت۔

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ وَ اَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ۔

نازل ہوئی میں باہر نکلا تو میں نے عبداللہ بن خطل کو اس حال میں پایا کے وہ کعبہ پردوں سے لپٹا ہوا تھا تو میں نے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اسے قتل کر دیا۔ ۲۸؎

وَ اَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ۔ ۲۹

ترجمہ۔آپ اس شہر میں حلال ہونے کی حالت میں داخل ہونے والے ہیں۔۔

اللہ نے اس آیت میں شہر مکہ کی قسم کھائی، اگر چہ اہل مکہ شہر مکہ کا پس منظر بخوبی جانتے تھے کے ایک بے آب و گیاہ وادی میں سنسان پہاڑوں کے درمیان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور ایک شیر خوار بچے کو یہاں لاکر بسایا، پھر بیت اللہ کی تعمیر کی، اور حج کی منادی کی جبکہ دور دور تک کوئی اس منادی کا سننے والا بھی نا تھا، بلا آخر یہ شہر تمام عرب کا مرکز بنا اور ایسا حرم قرار پایا کے صدیوں تک اس سرزمین جہاں کوئی آئین نا تھا وہ امن کا مرکز ٹھہری۔

شہر سے مراد مکہ ہے، جہاں بیت الحرام واقع ہے، یہ پہلا وہ گھر ہے، جو صرف اللہ کی عبادت کے لئے اس زمین پر بنایا گیا ہے، تا کہ یہاں لوگ آزادی سے آجاسکیں اور امن سے رہ سکیں، یہاں آکر، وہ اسلحہ پھینک دیں، اپنے ذاتی جھگڑے ایک طرف رکھ دیں، عداوتوں کو بھلا دیں اور اس میں نہایت امن سے ملیں، یہ وہ مقام ہے جہاں کسی کا کسی پر اسلحہ اٹھانا حرام ہے، صرف انسان ہی نہیں بلکہ یہاں کے پرندوں اور درختوں کو چھیڑنا اور نقصان پہنچانا بھی حرام ہے، اگر چہ اس شہر مکہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی نسبت حاصل ہے، آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے والد ہیں جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اہل عرب کے جد اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت افزائی فرماتے ہوئے، اس شہر کی قسم اٹھائی، شہر مکہ قابل عزت واحترام ہونے کے ساتھ ساتھ عزت وعظمت واحتشام کا مرکز بھی ہے، اگر چہ اس شہر کی حرمت کی قسم میں گہرے اشارے موجود ہیں کیونکہ مشرکین مکہ اس گھر کی حرمت کو پامال کرتے، جبکہ اس شہر کے حیوانات اور نباتات بھی پر امن تھے، لیکن مسلمانوں کو اذیت دی جاتی۔

جس وقت اس شہر محترم کی قسم کھائی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس شہر میں موجود تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ واحد نبی، رسول اور پیغمبر ہیں جو مکہ میں پیدا ہوئے اس سے پیشتر کوئی بھی پیغمبر مکہ میں پیدا نہیں ہوا حتیٰ کے حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی مکہ میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ شیر خوارگی میں اپنی والدہ کے ساتھ یہاں آکر مقیم ہوئے۔

ارشاد خداوندی:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى

لِّلْعٰلَمِيْنَ ٣٠

ترجمہ۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو اللہ کی عبادت کے واسطے لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ بہت بابرکت ہے اور تمام (عالمین) یعنی جہان والوں کی ہدایت کا سبب ہے

فضائل مکہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! انا مکی یعنی میں مکی ہوں۔ ۳۱

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، فتح مکہ کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ شہر کو مخاطب کر کے فرمایا! اے مکہ! تو کتنا خوبصورت شہر ہے اور مجھے تجھ سے بے حد محبت ہے، اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں کسی اور جگہ سکونت نہ اختیار کرتا۔ ۳۲

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراءؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے بارے میں فرمایا! اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمین کا سب سے بہتر قطعہ ہے، اور تو اللہ کے نزدیک اللہ کی زمین کا سب سے محبوب حصہ ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں یہاں سے کبھی نہ نکلتا۔ ۳۳

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومیؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ امت اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک کے وہ مکہ کی حرمت کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے، اور جب لوگ اس کی تعظیم کو ترک کر دیں گے تو وہ ہلاک کر دئے جائیں گے۔ ۳۴

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیت اللہ کا حج اور عمرہ یاجوج اور ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی ہوتا رہے گا۔ ۳۵

ایک دوسری روایت جس کو ابان اور عمران نے قتادہ سے روایت کیا ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک بیت اللہ کا حج بند نہ ہو جائے۔ ۳۶

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کعبہ کو دو پتلی ٹانگوں والا ایک حبشی نقصان پہنچائے گا۔ ۳۷

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میری نظروں کے سامنے وہ پتلی ٹانگوں والا سیاہ آدمی ہے جو خانہ کعبہ کے ایک ایک پتھر کو اکھاڑ کر پھینکے گا۔۳۸؎

اللہ نے انسان کو بہترین ساخت پر تخلیق فرمایا:

انسان اللہ کی ایک عظیم تخلیق ہونے کے ساتھ ساتھ اشراف المخلوق بھی ہے، اللہ نے انسان کو بے مثال جسمانی، روحانی، دماغی، ذہنی اور نفسیاتی صلاحیتوں کے ساتھ خلق فرمایا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۔۳۹

ترجمہ۔ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں خلق کیا ہے۔

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، آیت ۔لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۔

سے مراد اللہ نے انسان کو جوان اور مضبوط پیدا کیا۔

عبد بن حسنؒ بیان کرتے ہیں، آیت ۔لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۔

سے مراد ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا فرمایا۔۴۰؎

ابوالعالیہؒ بیان کرتے ہیں، آیت ۔لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۔ سے مراد اللہ نے انسان کو حسین صورت میں پیدا فرمایا۔۴۱؎

انسان اس کائنات میں اللہ کی تخلیق کا شاہکار عظیم ہے، انسان کی تخلیق پر اللہ کا فخر اور انسان کو کائنات میں پائی جانے والی دیگر مخلوقات پر فضیلت یقیناً اپنے اندر کئی معانی رکھتی ہے انسان کے وجود خاکی میں اللہ نے اپنی روح پھونکی اور انسان کو اللہ نے اپنی نیابت اور خلافت کے لئے چنتے ہوئے کل کائنات اس کے لئے مسخر فرمادی اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تمھیں ہم نے اپنی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا ہے اللہ تعالی نے انسان کو بے شمار اختیارات سے نوازتے ہوئے قوانین قدرت بھی اس پر آشکار فرمادئے۔

دنیا کے پہلے فرد حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے کل کائنات کے تمام علوم یعنی علم اسماء عطا فرمائے اسی مناسبت سے آدم کی اولاد بھی اپنے باپ کی وراثت کی اولین حق دار ٹھہرتے ہوئے بے شمار علوم

وفنون اور حکمتوں سے نوازدی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو غور وفکر، ارادے، یقین اور علم الاسما سے مشرف فرمایا اور اس کی روح میں بے شمار صلاحیتوں کو پوشیدہ اور مستور فرما دیا۔ روح کا ہر تقاضا اللہ کی ذات کے لئے ہے کیونکہ روح اللہ کی ذات سے قریب ہے جس پر اللہ کی محبت کی نظر ہے۔

انسان کیا ہے؟

ا۔ وجود انسانی کی تخلیق دو عناصر سے مل کر ہوئی ہے۔

ا۔ انسان کا خاکی وجود جیسے اللہ نے مٹی سے تخلیق کیا ہے۔

۲۔ اور انسان کا روحانی وجود یعنی انسان کے خاکی وجود میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی اور انسان جیتا جاگتا ہو گیا۔

انسان اپنی پیدائش سے لے کر مرنے تک ہمہ وقت علم وعمل میں مصروف رہتا ہے اگرچہ علم وعمل کا یہ سلسلہ ناختم ہونے والا ہے جس کا تسلسل تا عمر جاری وساری رہتا ہے بعض اوقات یہ سیکھنے کا عمل غیر محسوس طور پر اس کی زندگی اور معمولات کا حصہ ہوتے ہیں تاہم علم انسان کے اندر ارادہ پیدا کرتا ہے جو بلا آخر عمل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

انسان کی تعریف:

انس۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔

لغت میں انس سے مراد بشر کے ہیں۔

ابن فارس کے مطابق! انس کے بنیادی معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔

انس۔ کے برعکس 'جن' کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔

انس۔ کے ایک معنی دیکھنے اور محسوس کرنے کے بھی ہیں۔ ۴۲ے

قرآن کریم میں انسان کے لئے 'بشر' کا لفظ بھی آیا ہے تاہم عمومی حیثیت میں انسان اور بشر مترادف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! جب مشاہدات اور تجربات نے یہ فیصلہ کر دیا کے گوشت پوست کا جسم لباس ہے اور وہ اصل انسان نہیں

ہے تو پھر یہ تلاش کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے کے اصل انسان کیا ہے اور وہ کہاں چلا گیا؟ ۴۳ ؎
جدید سائنسی تحقیق کے مطابق ایک مکمل انسان ۱۲۶ عناصر اور مرکبات سے مل کر بنتا ہے یعنی جتنے بھی عناصر مل کر کسی مادہ کی تشکیل و تخلیق میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں وہ تمام اجزائے ترکیبی انسانی تخلیق میں بھی کارفرما ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ اس حوالے سے فرماتے ہیں! مٹی میں جتنے عناصر موجود ہیں وہی تمام عناصر انسانی جسم میں بھی کم وبیش پائے جاتے ہیں۔

مقام انسانیت کی وضاحت میں رومی کہتے ہیں تمام تصوف عالیہ کا لب لباب یہ ہے کے خدا انسان کے اندر موجود ہے لیکن انسان کی بے بصری نے اس کو محجوب کر رکھا ہے خدا کو خارج میں ڈھونڈ نے کی ضرورت نہیں اگر انسان اپنی خودی کی لامتناہی ممکنات اور اس کی لامحدود قوتوں سے آگاہ ہو جائے تو اس جہان میں بھی کوئی محتاجی محسوس نہ ہو ایک مقام پر آپ نفس اور جسم کی وضاحت کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں انسان کی صورت اور ساخت تو جسمانی ہے لیکن اس کی ماہیت روحانی ہے انسان دو عالمین میں بیک وقت زندگی گزارتا ہے 1۔ عالم مادی۔ 2۔ عالم روحانی۔ عالم روحانی زمان ومکان کی قید سے آزاد اور ماوراء ہے آپ کہتے ہیں جس طرح سے انسان عمر کی ایک منزل سے دوسری منزل تک آتے آتے بدل جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی غذا بھی بدل جاتی ہے یعنی (بچہ دودھ پیتا ہے لیکن بتدریج ٹھوس غذا پر آجاتا ہے) بالکل اسی طرح سے اس کی عقلی اور روحانی ترقی بھی بتدریج ہوتی ہے جبکہ روحانی ترقی کے ہر درجے میں اس کی غذا کو لازمی بدل جانا چاہئے۔ ۴۴ ؎

انسان کو اس دنیا میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے اور اس کو دیگر مخلوقات پر شرف اور فوقیت بھی حاصل ہے انسان مکلف ہے اس کے حواس دیگر دو مخلوقات یعنی فرشتوں اور جنات کے مقابلے میں کمزور ہیں دیگر مخلوقات کی طرح انسان کی بھی جسمانی خدوخال، اعضاء اور شکل وصورت ہے جیسے انسان کی مخروطی آنکھیں، کھڑی ناک اور گول یا کتابی چہرہ ہوتا ہے عام طور پر قد پانچ یا چھ فٹ تک دراز ہوتا ہے انسان مرکب لہروں کا مجموعہ ہے لہٰذا اس کے جسم میں دہری برقی رو دوڑتی ہے اس کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی غذا کا انحصار اناج، پھول، پتے، گوشت اور پانی پر

ہے یہی نہیں بلکہ وہ ایک گھنٹے میں اندازاً تین میل کی مسافت بھی طے کرسکتا ہے۔
علماء کرام یہ لکھتے ہیں شیطان نے تکبر کیا یعنی اس نے اپنے آپ کو آگ اور آدم کو خاک سے تعبیر کیا کیونکہ آگ کا مزاج گرم خشک ہے جبکہ خاک کا مزاج سرد خشک ہے آگ زندگی کی حرارت اور جوانی کی گرم جوشی کی جانب اشارہ کرتی ہے جبکہ خاک موت، بڑھاپے اور سناٹے کی طرف اشارہ کرتی ہے اسی طرح سے آگ بلندی جبکہ خاک پستی کی جانب ہے چنانچہ ابلیس اپنی اسی سوچ کی وجہ سے راندہ درگاہ ہوا علماء کرام نے یہ لکھا ابلیس نے آگ کی صرف ایک علت مادی بیان کی جبکہ مٹی کو آگ پر دس فضیلتیں حاصل ہیں۔
۱۔ آگ اشیاء کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے جبکہ مٹی اشیاء کو تلف یا ضائع نہیں کرتی۔
۲۔ مٹی میں انسانوں، جانوروں، پرندوں اور بے شمار نادیدہ مخلوقات کا رزق پیدا ہوتا ہے جبکہ آگ میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی۔
۳۔ مٹی میں ڈالا گیا ایک دانہ ایک شجر سایہ دار بنتا ہے جس میں نا جانے کتنے پھل، پھول اور اناج پیدا ہوتا ہے جس کا حساب رکھنا ناممکنات میں سے ہے اس کے برعکس آگ اشیاء کو بڑھانا تو کجا وہ اشیاء کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔
۴۔ آگ کو ہر حال میں مٹی کی حاجت ہے کیونکہ زمین کے بغیر آگ کا کوئی وجود نہیں۔
۵۔ اللہ تعالی نے زمین کے بکثرت فوائد قرآن کریم میں بیان کئے ہیں مثلاً زمین کو بچھونا بنایا گیا ہے۔ ۴۵؎
زمین کو زندوں اور مردوں کے لئے سمیٹنے والا بنایا گیا ہے اور اس میں بلند و بالا پہاڑ پیدا کئے گئے ہیں۔ ۴۶؎
زمین میں تمھارے نفع کی چیزوں کو پیدا کیا گیا ہے۔ ۴۷؎
لیکن زمین کے برخلاف قرآن کریم میں اکثر مقامات پر آگ کو عذاب قرار دیا گیا ہے۔
۶۔ اللہ نے زمین کو برکت والا فرمایا ہے۔ ۴۸؎
حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے۔ ۴۹؎

اللہ نے آدم کو زمین پر اپنا نائب اور خلیفہ بنایا اور اس کو اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا اور انھیں تمام اسماء کا علم بھی خود سیکھایا۔

خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ:

ابن فارس کے مطابق لفظ خَلِيْفَةً کے تین بنیادی معنی ہیں۔

۱۔ایک چیز کا دوسری چیز کے بعد آنا اور اس کی جگہ لے لینا۔

۲۔آگے کی ضد یعنی پیچھے۔ ۳۔تغیر و تبدل۔

خلفۃ ان پتوں کو بھی کہتے ہیں جو کے پت جھڑ کے بعد درخت پر نکلیں ایک دوسرے کے بعد آنے اور ان کی جانشینی کے لئے بھی خلفۃ استعمال کیا جاتا ہے جیسے کے قرآن کریم میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً ۔۵۰

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے رات اور دن کو اس طرح سے بنایا کے ایک کے بعد دوسرا آتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۔۵۱

ترجمہ۔جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔

اس آیت میں موجود لفظ 'خَلِيْفَةً' کا ترجمہ نائب یا قائم مقام کے کیا جاتا ہے جو کے ایک غلط ترجمہ ہے کیونکہ قرآن کریم میں حضرت آدم کو کہیں بھی خَلِيْفَةً اللہ (اللہ کا خَلِيْفَةً) نہیں کہا گیا بلکہ انھیں خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ کہا گیا یعنی اللہ کی زمین پر خلافت کی ذمہ داری ادا کرنے والا خَلِيْفَةً کی جمع ہے خلفاء یا خلائف ہے۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو انھوں نے اپنے بھائی ہارون سے کہا!

اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ ۔۵۲

ترجمہ۔میری غیر موجودگی میں میری قوم کے جانشین بنو۔

قابل غور نکتہ ہے کوئی شخص کسی کی موجودگی میں خَلِيْفَةً نہیں بن سکتا بلکہ اس کی عدم موجودگی میں

خواہ وہ زندہ ہو یا مر چکا ہو خلافت کی ذمہ داری نبھا سکتا ہے،اس کی جانشینی یا اس کی جگہ لے سکتا ہے انگریزی زبان میں اس کے لئے Successor کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے ذات باری تعالیٰ ہر جگہ اور ہمہ وقت موجود ہے اور کسی اعتبار سے بھی اس کی غیر موجودگی ثابت نہیں لہٰذا یہ تصور ہی سراسر باطل ہے کیونکہ جو خود بہ نفس نفیس موجود ہوگا پھر اس کے خَلِیْفَةً کے کیا معنی؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ خَلِیْفَةً اللہ نہیں بلکہ خَلِیْفَةً الرسول تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد انھوں نے ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کے فرائض ادا کئے بیعت خلافت کے بعد کسی نے آپ کو خَلِیْفَةً اللہ کہہ کر پکارا تو آپ نے کہا میں خَلِیْفَةً اللہ نہیں بلکہ میں خَلِیْفَةً الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ ۵۳؎

لہٰذا یہ بات طے ہوگئی کے انسان اس دنیا میں اللہ کی جانشینی کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے قائم کردہ قاعدے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے اور ان قوانین کو اللہ کی زمین پر نافذ کرنے کے لئے آیا ہے اگر آدم علیہ السلام کو خَلِیْفَةً فِی الْاَرْض کہا گیا ہے تو وہ صرف اسی لئے کہا گیا کے وہ دنیا میں اپنے سے پہلی مخلوق کی جانشینی کی ذمہ داری نبھانے آئے ہیں۔

اب جہاں تک نیابت کا تعلق ہے تو اس کے معنی اختیارات کو تفویض کرنا یعنی Power Delegate کرنا کائنات کا کل اختیار و اقتدار صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دنیا میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کو خدائی اختیارات یعنی Divine Rights حاصل ہوں لہٰذا یہ بات طے ہوگئی کے چاہے انسان اس دنیا اور کائنات میں ترقی کے کتنے ہی منازل کیوں نہ طے کرلے لیکن اس کو کسی بھی مقام پر قوانین الٰہی کے اختیارات تفویض نہیں کئے گئے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ ۵۴

ترجمہ۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کے میں گارے (طین) سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ

بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ ۵۵

ترجمہ۔(فرشتوں) نے کہا، کیا آپ زمین میں ایسوں کو بسائیں گے جو اس میں فساد اور خونریزی کریں گے؟ حالانکہ ہم آپ کی تعریف کے ساتھ تسبیح اور تقدیس بھی کرتے ہیں، فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ١ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔(اللہ) نے آدم کو تمام نام بتادئے پھران چیزوں کو فرشتوں پر پیش کر کے فرمایا کے مجھے ان چیزوں کے نام تو بتاؤ؟ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو؟

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔ ۵۷

ترجمہ۔(فرشتے) بولے کے آپ پاک ہیں، ہمیں اس سے زیادہ کچھ علم نہیں، جتنا آپ نے ہمیں سیکھا دیا کچھ شک نہیں کے آپ ہی جاننے والے اور حکمت والے ہیں۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ١ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ١ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ١ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔ ۵۸

ترجمہ۔(اللہ) نے فرمایا اے آدم انھیں ان چیزوں کے نام بتاؤ، جب آدم نے انھیں ان چیزوں کے نام بتائے تو (اللہ) نے فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کے میں آسمان اور زمین میں چھپی باتیں جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو۔

اس نظریے کے تجزیے میں شیخ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں اللہ تعالی کی عظمت و ربوبیت اور خالقیت کے اظہار کے لئے ضروری تھا کے کوئی مخلوق ایسی ہو جو حکمت کائنات کے رموز سے واقف ہو اور واقفیت کے لئے لازم تھا کہ مخلوق ان صفات کی حامل ہو جو کائنات کی تخلیق میں کام کر رہی ہیں، اس مقصد کے لئے اللہ نے انسان کو اپنی صفات پر تخلیق کیا اور اسے ان صفات کا علم

عطا کر کے خلافت اور نیابت سے سرفراز کیا۔ ۵۹؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔ ۶۰

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی کی صورت کو برامت کہو کیونکہ ابن آدم کو اللہ تعالی نے اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے۔ ۶۱؎

مندرجہ بالا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تناظر میں اللہ نے انسان کو اپنے ہی پرتو پر پیدا کیا ہے اور تمام انسان بھی خرد یعنی ذہانت (Intellect) خوش گفتار (Power of Speach) اور آزاد رضا (Free Will) کے حامل ہیں تاہم یہ صفات صرف انسانوں کو ہی ودیعت کی گئی ہیں کسی اور مخلوق کو نہیں کیونکہ انسان تخلیقی ہستی ہے جبکہ ارتقاء اس کا فطری تقاضا۔

اقبال کہتے ہیں! جب انسان اپنے گرد و پیش کی قوتوں میں کشش محسوس کرتا ہے تو وہ ان کو اپنی ضروریات کے مطابق ڈھالنے کی قوت بھی رکھتا ہے جب وہ قوتیں اس کے لئے سدراہ بن جاتی ہیں تو وہ اپنے باطن کی گہرائی میں ایک بہت وسیع دنیا تعمیر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جس میں وہ لا محدود مسرت اور روحانی فیضان محسوس کرتا ہے اس کا مقدر بہت کٹھن اور وجود بہت کمزور بالکل گلاب کی پنکھڑی کی مانند ہے اس کے باوجود کوئی بھی حقیقت اتنی طاقتور، اتنی ولولہ خیز اور اتنی خوبصورت نہیں جتنی انسان کی روح چنانچہ اس کے انسان ہونے کی گہرائی میں (جیسا کے قرآن نے تصور دیا) ایک تخلیقی حرکت اور ایک ابھرتی ہوئی روح ہے جو ارتقاء کے عمل میں ایک کیفیت سے دوسری کیفیت کی جانب پرواز کرتی ہے اور انسان کے لئے مقسوم ہے کہ وہ کائنات کے ارتقاء میں اپنی تقدیر کی تشکیل بلکہ کائنات کی تکمیل اور ترقی میں اپنا کردار ادا کرے اس کے ساتھ ساتھ وہ کائناتی قوتوں کے ساتھ مطابقت پیدا کرتے ہوئے انھیں اپنا مطیع و فرمانبردار بھی بنائے جس کے نتیجے میں اللہ بندے کا مددگار بن جائے گا بشرطیکہ انسان اپنے اندر اس کی ابتداء کی جراءت

پیدا کر سکے ۶۲؎

بقول اقبال!

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی خودی کی خلوتوں میں کبریائی

زمین و آسمان و کرسی و عرش خودی کی زد میں ہے ساری خدائی 63

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں اللہ نے آدم اور جنات کو با اختیار بنایا اور انھیں نیکی اور بدی کے اختیار کی آزادی دی اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں کے بدی اور شیطان کے وجود سے دنیا کو پاک کر دے لیکن اس طرح انسان کے با اختیار ہونے کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ۶۴؎

انسان کی اقسام:

اللہ تعالی نے دنیا میں تین طرح کے انسان تخلیق فرمائے ہیں جن کی اقسام درج ذیل ہے۔

۱۔مادیت پسند انسان(Primitive human being):

اس قسم کا انسان دنیاوی مال ومتاع کے پیچھے ساری عمر بھاگتا رہتا ہے اس کو اس بات کی قطعی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کے مال جائز ذرائع سے حاصل کیا جارہا ہے یا ناجائز ذرائع سے تاہم آخرت سے متعلق اس کا نظریہ یہی ہوتا ہے کے جب کی جب دیکھی جائے گی۔

۲۔لوگوں پر حکمرانی کرنے والا(Intellectual human being):

اس قسم کے انسان بھی مادیت پسند ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کے وہ لوگوں پر حکمرانی کریں اور لوگ ان کے احکامات کے پابند رہیں وہ لوگوں کو ذلیل ورسوا کرنے کے مواقع کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے،ان پر احسانات جتانا،ان کو ذلیل کرنا اور ان کی بے عزتی کرنے سے انھیں ایک روحانی سکون کا احساس حاصل ہوتا ہے بنیادی طور پر یہ لوگ حاسد،دنیادار،لالچی اور نہایت متکبر ہوتے ہیں۔

۳۔روحانی انسان(Spiritual man) :

انسانوں کی یہ قسم مال و دولت کے حصول کے لئے محنت اور جدو جہد تو کرتے ہیں لیکن اس کے پیچھے ان کا یہ نظریہ ہوتا ہے کے اللہ کو مانگنے والا ہاتھ پسند نہیں اور اللہ محنت اور حق حلال کمانے والے کو پسند کرتا ہے اور انھیں دوست رکھتا ہے چنانچہ وہ رزق حلال کو عبادت سمجھ کر کرتے ہیں لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے ان کی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں اس کے ساتھ ان کے پاس جو صلاحیتیں ہوتی ہیں انھیں خلق خدا کی خدمت میں سرف کرتے ہیں یہ انسانیت کی بھلائی کے کام کرتے ہیں اس کے ساتھ علم کے حصول اور اس کی ترویج و اشاعت کا کام بھی بدستور کرتے رہتے ہیں ۔ یہ آخرت کی فکر میں محو رہتے ہیں اور اس کی تیاری میں اپنی تمام توانائیاں سرف کرتے ہیں اور دنیاوی اور غیر نصابی سرگرمیوں سے اجتناب کرتے ہوئے اپنے مقاصد کی جانب گامزن رہتے ہیں ان لوگوں کے ذہن میں رزق حلال کا حصول ،لوگوں کی مدد اور علم کا حصول ہوتا ہے ایسے تمام لوگ روحانی انسان یا Spiritual man کہلاتے ہیں تاہم روزمرہ کی زبان میں انھیں مسلمان کہا جاتا ہے ۔۶۵؎

انسان کی پیدائش کے طریقے:

قرآن کریم میں انسان کی پیدائش کی چار طریقے مذکور ہیں ۔

۱۔پہلا طریقہ۔(حضرت آدم علیہ السلام) کی پیدائش:

آدم کو اللہ تعالی نے مٹی سے پیدا کیا اس کا مٹی کا ایک پتلا بنایا اور اس میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی ۔ارشاد خداوندی ہے!

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ۔۶۶

ترجمہ۔ پھر اس نے انسان کو ٹھیک کیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! اللہ تعالی نے جمعہ کے دن کی آخری ساعتوں یعنی عصر اور مغرب کے درمیان آدم کو پیدا کیا ۔۶۷؎

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا تو ابلیس نے ان کے اردگرد گھوم کر انھیں اچھی طرح سے دیکھا اور یہ جان لیا کے انسان کا جسم اندر سے کھوکھلا ہے لہٰذا اس کا اپنے آپ پر قابو پانا مشکل ہے۔ ۶۸؎

انسان کے خاکی وجود کو زمین یعنی پستی سے جبکہ اس کے روحانی وجود کو آسمان کی بلندیوں سے نسبت ہے لہٰذا مرنے کے بعد انسان کا خاکی وجود دنیا میں ہی رہ جاتا ہے اور مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے جبکہ اس کی روح آسمانوں میں پرواز کر جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالی نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ ۶۹؎

آدم کو اللہ نے اپنی صورت پر پیدا کرنے کی توجیہہ:

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیان کردہ اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں اللہ کی صورت سے مراد اللہ کا ذہن اور اس کا فواد ہے اللہ نے کل کائنات کو تخلیق فرمایا ہے چنانچہ اللہ نے انسان کے اندر علم الاسماء کی شکل میں اپنا ذہن منتقل فرمایا ہے تاہم یہ علم اسماء، علوم اسمائے الٰہیہ کہلاتے ہیں ورنہ اللہ ظاہری شکل وصورت اور نقش ونگار کے اعتبار سے پاک اور ماوراء ہے اللہ نور کا بحر بیکراں ہے اللہ کے ساتھ انسان کی ذہنی ہم آہنگی ان دونوں کو ایک دوسرے سے قریب لے آتی ہے۔

بقول شاعر!

سنتا ہوں سرنگوں تھے، فرشتے میرے حضور
میں جانے اپنی ذات کے کس، مرحلے میں تھا

۲۔ دوسرا طریقہ۔ (حضرت حوا علیہ السلام) کی پیدائش:

دوسرے انسان حضرت حوا کی پیدائش کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ

خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً۔

ترجمہ۔اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے دنیا میں بہت سے مرد اور عورت پھیلائے۔

یہاں قرآن یہ کہہ رہا ہے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا ہے یعنی نوع انسانی کی تخلیق کی ابتداء ایک فرد سے ہوئی دوسرے مقام پر قرآن اس کی تشریح کرتے ہوئے اس پہلے انسان کو حضرت آدم کے نام سے متعارف کروایا اگر چہ قرآن کریم نے اس کی تفصیلی کیفیت کا ذکر نہیں کیا لیکن دیگر الہامی کتب جیسے کے بائبل کی کتاب پیدائش اور تالمود میں اس کی تفصیل درج ہے یعنی تالمود اور کتاب پیدائش میں یہ کہا گیا کے حضرت آدم جنت میں تنہائی محسوس کرتے تھے لہٰذا ایک دن ان پر گہری نیند طاری کردی گئی اور جب وہ بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنے پہلو میں ایک نہایت خوبصورت خاتون کو پایا تاہم گہری نیند سوتے ہوئے ان کی سیدھے ہاتھ کی تیرہویں پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش عمل میں آئی لیکن قرآن نے حضرت حوا کی پیدائش کی کیفیت کو بیان نہیں کیا لیکن قابل غور بات یہ ہے کے آدم کی طرح حوا کے بھی ماں اور باپ نہیں تھے اور انھوں نے بھی بچپن اور لڑکپن کا دور نہیں دیکھا اور جب وہ پیدا ہوئیں تو وہ ایک نوجوان اور خوبصورت خاتون تھیں اور آدم ان کے باپ نہیں بلکہ شوہر تھے۔

محققین کی رائے ہے کے قرآن کریم صرف حوا کی تخلیق کا ذکر نہیں کر رہا ہے بلکہ عورت کی تخلیق کے متعلق اس حقیقت کا اظہار کر رہا ہے کے وہ بھی مرد ہی کے وجود کا ایک حصہ ہے تمام اشیاء کائنات دو رخوں پر قائم ہیں ایک ان کا ظاہری رخ جبکہ دوسرا ان کا باطنی رخ جو کہ چھپا ہوا اور مستور ہے ۔آدم کے اندر عورت کا وجود چھپا ہوا تھا جب اللہ تعالی نے حکم دیا تو وہ ظاہر ہو گیا اسی طرح سے حوا کی بیٹی یعنی مریم کے اندر بھی ایک مرد کا وجود پوشیدہ تھا جب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے ممکن ہوسکی،عورت کا ظاہری رخ جو کہ ہمیں نظر آتا ہے وہ اس کے ظاہری خدوخال اور حسن و جمال سے مرکب ہے لیکن اس کے باطنی رخ میں ایک مرد چھپا ہے اسی طرح سے مرد کے باطنی رخ میں ایک ادھورا وجود عورت کا بھی پایا جاتا ہے لہٰذا یہ طے پایا کے افزائش نسل اور جنسی

کشش کا قانون انھی دو رخوں پر قائم ہیں یعنی مرد و عورت کے باطنی رخوں کو ایک دوسرے کی طلب ہوتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۔۱

ترجمہ۔وہی ہے اللہ جس نے تم کو تن واحد سے پیدا کیا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔۲

ترجمہ۔اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کے اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر یکا یک تم زمین میں پھیلتے چلے جارہے ہو اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کے اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی،یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

پھر یہ بھی کہا گیا!

وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۔۳

ترجمہ۔ہم نے تمہیں جوڑے پیدا کیا ہے۔

یہاں غور طلب امر یہ ہے کے مرد اور عورت کا جوڑا دراصل ایک معجزہ اور حکمت سے بھرپور کرشمہ ہے کیونکہ مرد اور عورت کی جسمانی اور نفسیاتی ساخت میں بڑا واضح فرق پایا جاتا ہے لیکن یہ اللہ کی شان ہے کہ اس واضح فرق اور اختلاف کے باوجود نسل انسانی کا سلسلہ نہایت توازن کے ساتھ ہزارہا سال سے جاری وساری ہے یہاں جوڑے سے مراد صرف مرد و عورت کا جوڑا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے کو جوڑے کی شکل میں تخلیق کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔۴؎

ترجمہ۔ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرسکو۔

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۔۵؎

ترجمہ۔ہم نے تم کو جوڑے جوڑے پیدا کیا۔

الشفع (جفت جوڑے) کو کہا جاتا ہے اس سے مراد حضرت آدم اور حوا ہیں جبکہ وتر سے مراد اللہ کی ذات ہے۔

۳۔تیسرا طریقہ (حضرت عیسیٰ ابن مریم) کی پیدائش:

تخلیق انسانی کا تیسرا طریقہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا تھا جس کے بارے میں ارشادات خداوندی ہیں!

وَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔۶؎

ترجمہ۔اس عورت (مریم) کو یاد کرو جس نے اپنی عزت کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس کو اور اس کے بیٹے کو تمام عالمین کے لئے نشانی بنا دیا۔

وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۔۷؎

ترجمہ۔عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کی سو ہم نے اس کے چاک گریبان میں اپنے پاس سے روح پھونک دی۔

یہاں قابل غور بات یہ کے حضرت مریم، حضرت عیسیٰ کی ماں ہیں اور حضرت عیسیٰ کے باپ نہیں تاہم وہاں آدم کے پتلے میں اللہ نے اپنی روح پھونکی اور یہاں مریم کے وجود میں اللہ نے اپنی روح پھونکی۔

۴۔چوتھا طریقہ (عام انسانوں کی پیدائش):

ابتدا میں ہم نے پیدائش انسانی کے تین طریقے ذکر کئے جس کی مثال اس پوری دنیا میں صرف

ایک ہی ہے یعنی آدم، حوا اور عیسیٰ ابن مریم تاہم اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے پھر کسی دوسرے انسان کو پیدا نہیں فرمایا لیکن ایک چوتھا طریقہ جو کثرت میں نظر آتا ہے وہ عام انسانوں کی پیدائش کا ہے جس میں والدین اور پھر ان کی اولادیں اور پھر ان کی اولادیں وغیرہ تو افزائش نسل کے اسی طریقہ کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمام انسانوں کو حضرت آدم، حوا، یا حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح پیدا کرسکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ پسند کیا کے انسانوں کی بہترین تعلیم وتربیت کے لئے والدین کی موجودگی ضروری ہے چنانچہ یہی طریقہ ہمیں کثرت میں نظر آتا ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق دنیا میں ہر سیکنڈ میں (۴) بچے پیدا ہوتے ہیں اور ہر منٹ میں تقریباً (۲۵۰ سے ۲۴۰) تک بچوں کی پیدائش عمل میں آتی ہے اسی طرح سے ہر گزرنے والے گھنٹے میں تقریباً (360,000) بچے دنیا میں آتے ہیں۔

ایکولوجی گلوبل کے مطابق ایک سال میں تقریباً (۱۳۰) ملین بچے دنیا میں پیدا ہوتے ہیں

مٹی سے انسان کی تخلیق:

انسان کی تخلیق میں بنیادی عنصر مٹی ہے اللہ نے تمام انسانوں کی تخلیق مٹی سے فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ۔۷۸

ترجمہ۔ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ۔۷۹

ترجمہ۔(ہم نے) فرشتوں سے کہا! میں مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں۔

خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ۔۸۰

ترجمہ۔ہم نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا اور پھر نطفے سے۔

انسان کی تخلیق میں مٹی بحیثیت غالب عنصر کے موجود ہے اور قرآن کریم نے خود مختلف مقامات پر اس کی نشاندہی فرمائی ہے۔

ا۔تراب۔۔۔۔۔۔۔تراب سے مراد خاک ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ۔۸۱

ترجمہ۔(انسان) کو ہم نے مٹی (تراب) سے بنایا۔

۲۔طین۔۔۔۔۔۔۔۔مٹی اور پانی سے تیار کیا ہوا گارا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ طِيْنٍ ۔۸۲

ترجمہ۔انسان کی پیدائش کو مٹی (طین) سے شروع کیا۔

۳۔طین لازب۔۔۔۔۔۔۔لیس دار گارا کافی دیر پڑے رہنے سے مٹی میں جو لیس پیدا ہوتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۔۸۳

ترجمہ۔بے شک ہم نے انسان کو لیس دار مٹی (طین لازب) سے بنایا۔

۴۔حماٍ مسنون۔۔۔۔۔۔۔وہ لیس دار گارا جس میں بدبو پیدا ہوجائے عربی زبان میں حماٍ اس سیاہ کیچڑ کو کہتے ہیں جس کے اندر بدبو پیدا ہوجائے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۔۸۴

ترجمہ۔میں، بدبودار مٹی کے سوکھے ہوئے گارے (حماً مسنون) سے ایک بشر پیدا کررہا ہوں۔

۵۔صلصالٍ من حماٍ مسنون کالفخار۔۔۔۔۔۔۔۔وہ سڑا ہوا گارا جو سوکھنے لے بعد پکی ہوئی مٹی کے ٹھیکرے جیسا ہوجائے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۔۸۵

ترجمہ۔انسان کو (ہم نے) ٹھیکری جیسے سوکھے اور سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

بشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔مٹی سے تخلیق شدہ انسان جس میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں! انسانی جسم میں وہ تمام اجزا اور عناصر پائے جاتے ہیں جو کے مٹی میں موجود ہیں اگرچہ ان عناصر کی انسانی جسم میں مقداروں کا فرق ممکن ہے سائنسدانوں نے تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے مٹی میں کل عناصر کی تعداد (۱۰۲) سے زائد ہے، امام جعفر صادقؑ نے مزید فرمایا کے انسانی جسم میں چار عناصر سب سے زیادہ ہیں، آٹھ عناصر کم اور آٹھ

عناصر بہت معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

سائنسدانوں نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے وہ چار عناصر جو انسانی جسم میں سب سے زیادہ ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔آکسیجن۔۲۔کاربن ڈائی آکسائیڈ۔۳۔ہائیڈروجن۔۴۔نائٹروجن۔

وہ آٹھ عناصر جو انسانی جسم میں کم ہیں۔

۱۔میگنیشئیم۔۲۔سوڈیم۔۳۔پوٹاشیئم۔۴۔کیلشئیم۔۵۔فاسفورس۔۶۔کلورین۔

۷۔سلفر۔۸۔آئرن۔

وہ آٹھ عناصر جو انسانی جسم میں بہت معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

۱۔مولیڈیم۔۲۔سیلینئیم۔۳۔فلورین۔۴۔کوبالٹ۔۵۔میگنیز۔۶۔تانبا۔

۷۔آیوڈین۔۸۔زنک۔

مندرجہ بالا عناصر کی انسانی جسم میں شناخت اور مقدار کا تعین کوئی ایک دو دن کا کام نہیں بلکہ اس کام کا سہرا فرانسسی اور آسٹرین سائنسدانوں کے سر ہے جنھوں نے اس کام کا آغاز اٹھارہویں صدی عیسوی میں پوسٹ مارٹم کے ذریعے کیا پوسٹ مارٹم کی راہ میں بھی کئی مذہبی روکاوٹیں حائل تھیں جبکہ مشرقی مما لک میں تو ایک عرصے تک اس کا کوئی رواج نہ تھا دوسری جانب یورپین مما لک میں آرتھوڈکسی، کیتھولکی اور پروٹسٹنٹ فرقے بھی پوسٹ مارٹم کے سخت مخالف تھے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے صدیوں پہلے انسانی جسم میں ان اجزا کی مقدار کا درست تعین فرما دیا تھا تاہم سائنسدان برسوں کی تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے۔

اب دنیا میں پایا جانے والا کوئی بھی انسان جس کا تعلق کسی بھی رنگ و نسل، ملک اور قوم سے ہو چاہے وہ سفید فام ہو یا سیاہ فام قدرت نے اس کے جسم میں عناصر کی مقدار اسی طرح سے قائم فرمائی ہے جو کے اوپر بیان کئے جا چکے۔

اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ:

اسفل سافلین سے مراد نہایت بری جگہ یعنی دنیا ایک نہایت برا مقام ہے جہاں اللہ تعالی نے اپنی

اعلیٰ تخلیق کو کچھ وقت تک کے لئے بھیج دیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ۔ ٨٦

ترجمہ۔پھر ہم نے اسے اسفل سافلین میں پھینک دیا۔

ذیل میں اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ کی پانچ تفاسیر پیش کی جارہی ہیں۔

ا۔سید قطب شہید لکھتے ہیں!

ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ۔ترجمہ۔پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین حالت کی طرف۔ اس قدر نیچے کے بہائم بھی اس سے بلند نظر آنے لگے، وہ ایسے انسانوں کے مقابلے میں سیدھی راہ پر نظر آنے لگے کیونکہ وہ فطرت پر قائم ہوتے ہیں، ان کو اللہ کی تسبیح وتہلیل کا الہام ہوتا ہے اور وہ اس کرہ ارض پر جس مقصد کے لئے پیدا کیے گئے ہیں اسے پورا کرتے رہتے ہیں حالانکہ اس انسان کو دوسرے بہائم کے مقابلے میں نہایت ہی اچھی ساخت پر پیدا کیا گیا تھا، لیکن یہ رب تعالیٰ کا انکار کرنے لگا اور ایسے گہرے گڑھے میں گرا کہ اس سے زیادہ اور کوئی گہرائی اور گراوٹ نہ رہی۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِيۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ

ترجمہ۔انسان کو بہترین ساخت پر تخلیق کیا۔

یعنی اپنی فطرت اور اپنی صلاحیتوں کے لحاظ سے وہ بہترین تھا۔

ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ۔

ترجمہ۔پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین حالت کی طرف۔

جب اس نے اپنی فطرت کو اس سطح سے گرا دیا جو اس کے لئے رب تعالیٰ نے مقرر کی تھی اور یہ تشریح کر دی تھی کے اس خط سے نیچے گراوٹ ہے اور اوپر انسانیت اور فطرت ہے۔٨٧

٢۔ابوالعلیٰ مودودی لکھتے ہیں!

اسفل سافلین سے مراد بڑھاپے کی وہ حالت کی ہے جس میں انسان اپنے ہوش حواس کھو بیٹھتا ہے وہ اس آیت کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ مگر جن لوگوں نے اپنی جوانی اور تندرستی کی حالت میں

ایمان لا کر نیک اعمال کیے ہوں ان کے لیے بڑھاپے کی اس حالت میں بھی وہی نیکیاں لکھی جا ئیں گی اور انہی کے مطابق وہ اجر پائیں گے۔ان کے اجر میں اس بات پر کوئی کمی نہ کی جائے گی کہ عمر کے اس دور میں ان سے وہ نیکیاں صادر نہیں ہوئیں۔اور جو مفسرین اسفل سافلین کی طرف پھیرے جانے کا مطلب جہنم کے ادنی ترین درجہ میں پھینک دیا جانا لیتے ہیں ان کے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ایمان لا کر عمل صالح کرنے والے لوگ اس سے مستثنٰی ہیں، وہ اس درجہ کی طرف سے مناسبت نہیں رکھتے جو جزاوسزا کے برحق ہونے پر اس سورت میں کہا گیا ہے ہمارے نزدیک آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جس طرح انسانی معاشرے میں یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ اخلاقی پستی میں جو گرنے والے لوگ گرتے گرتے سب نیچوں سے نیچ ہو جاتے ہیں، اسی طرح یہ بھی ہر زمانے کا عام مشاہدہ ہے کہ جو لوگ خدا اور آخرت اور رسالت پر ایمان لائے اور جنہوں نے اپنی زندگی عمل صالح کے سانچے میں ڈھال لی وہ اس پستی میں گرنے سے بچ گئے اور اسی احسن تقویم پر قائم رہے جس پر اللہ نے انسان کو پیدا کیا تھا، اس لیے وہ اجر غیر ممنون کے مستحق ہیں، یعنی ایسے اجر کے جو نہ ان کے استحقاق سے کم دیا جائے گا، اور نہ اس کا سلسلہ کبھی منقطع ہو گا۔۸۸ے

۳۔ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں!

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ۔

ترجمہ۔پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین حالت کی طرف۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس عظیم المرتبت مخلوق کی روح کو اس کے جسد خاکی میں رکھ کر نیچے دنیا میں بھیج دیا لیکن واضح رہے کے اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر جہالت کی تاریکی میں نہیں بلکہ ہدایت کے اجالے میں بھیجا تھا۔پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کامیابی اور ناکامی کے راستوں کا شعور بھی عطا کیا' اس کی فطرت میں نیکی و بدی کی تمیز بھی ودیعت کی اور وقتاً فوقتاً وہ براہ راست ہدایات بھی بھیجتا رہا۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ط ۔۸۹

ترجمہ۔تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو فراموش کر دیا جس کی پاداش میں اللہ نے

انہیں اپنے آپ سے ہی غافل کر دیا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اب اگر وہ اپنے شرفِ انسانی کو بھلا کر محض حیوانی سطح پر زندگی بسر کرتا رہے اور خود کو حیوان ہی سمجھتا رہے تو یہ اس کی مرضی ہے۔

اس فلسفے کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی سرشت حیوانی وجود کے تقاضوں کے اعتبار سے انسان میں کچھ کمزوریاں اور خامیاں پائی جاتی ہیں' لیکن اپنی فطرت روح کے لحاظ سے یہ بہت اعلیٰ اور عظیم المرتبت مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی روح کو اس کے حیوانی جسم میں متمکن فرما کر اسے دنیا میں بھیجا تو اس کا ارفع و اعلیٰ روحانی وجود اس کے حیوانی جسم میں قید ہو کر گویا اسفل نچلی مخلوق کی سطح پر آ گیا۔

چنانچہ دنیوی زندگی میں اس کے سامنے اصل ہدف یہ ہے کے وہ اپنے شعور اور اللہ تعالیٰ کی فراہم کردہ ہدایت کے مطابق راستہ اختیار کرے' اس راستے کے تقاضے پورے کرنے کے لیے محنت کرے اور اسفل سطح سے اوپر اٹھ کر اپنی اصل عظمت اور حقیقی منزل کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔۹۰؎

۴۔علامہ عبدالکریم اسری لکھتے ہیں!

انسان جو اشرف المخلوقات ہے لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتا جو اپنی قدم النظیر صلاحیتوں کو غلط استعمال کرتا ہے اور عقل و بصیرت کے سارے چراغ گل کر دیتا ہے اور ہوائے نفس کی پیروی میں لگ جاتا ہے یا اپنے خالق اور مالک کی فرمانبرداری سے منہ موڑ لیتا ہے اور اس کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیتا ہے تو اسے اس جرم کی سزا بھی بڑی سخت دی جاتی ہے۔ وہ بے شعور اور بے سمجھ حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔۹۱؎

۵۔علامہ عبدالرحمن کلیانی لکھتے ہیں!

بنی نوع انسان کی اکثریت ایسی ہی تھی جو احسن تقویم پر برقرار رہنے کے بجائے اسفل السافلین کی پستی تک جا پہنچی۔ پھر انہی قوموں پر اللہ کے عذاب آتے رہے اور وہ تباہ و برباد ہوتی رہیں۔ نبی ہمیشہ اس وقت مبعوث کیے جاتے ہیں جب کوئی قوم اسفل السافلین کی پستیوں میں جا گرتی ہے پھر ان انبیاء پر بھی تھوڑے ہی لوگ ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔ پھر ان ایمان لانے والوں اور

اعمال صالح بجالانے والوں کی نسلیں بھی بعد میں انتشار، شرکیہ عقائد یا ایسے عقائد و اعمال میں مبتلا ہو جاتی ہے جو ایمان بالآخرت کو عملاً باطل بنا دیتے ہیں اور صرف وہی لوگ محفوظ رہتے ہیں جو انبیاء پر صحیح طور پر ایمان لاتے، صحیح عقائد پر قائم رہتے اور انہیں عقائد کے مطابق نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ یہی لوگ اس صفت احسن تقویم کا حق ادا کرتے ہیں، جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا تھا اور انہی لوگوں کے لیے اخروی نجات اور غیر منقطع اجر ہوگا۔ ۹۲؎

صالحین کے اجر کبھی منقطع نا ہوں گے:

صالحین سے مراد اللہ کے ہدایت یافتہ، پرہیز گار، متقی اور نیک بندے ہیں، جن کے دلوں میں خوف خدا جاگزین رہتا ہے اور وہ گناہوں اور اللہ کی نافرمانی سے ہمیشہ بچتے ہیں، اور نیک اعمال کی جانب ہمہ وقت اگمزن رہتے ہیں۔ ایسے ہی قدسی نفوس افراد کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ۔ ۹۳

ترجمہ۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے سو ان کے لیے ثواب ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔

بیماری و سفر کی وجہ سے متروک اعمال پر ثواب:

حضرت ابوموسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب بندہ خیر اور نیکی کے راستہ پر ہو پھر وہ بیمار ہو جائے یا سفر پر نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہ عمل لکھ دیتے ہیں جو وہ گھر میں کیا کرتا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْن۔ ان کے لیے لازوال اجر ہے۔ ۹۴؎

حضرت ابوموسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب بندہ بیمار ہو جائے یا سفر پر نکلے تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے وہی اجر لکھ دیتے ہیں جو وہ حالت صحت اور مقیم ہونے کی حالت میں کیا کرتا تھا۔ ۹۵؎

حضرت انس ؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت:

فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ۔

کے بارے میں فرمایا کہ وہ اجر منقطع نہیں ہوتا جو دائیں طرف والا فرشتہ لکھتا ہے اگر اس نے نیک اعمال کیا تو اسے دائیں طرف والا فرشتہ لکھتا ہے اور اگر وہ کمزوری کی وجہ سے وہ عمل نہ کر سکے، تو بھی اس کے لیے وہ نیک عمل دائیں طرف والا لکھ دیتا ہے اور بائیں طرف والا فرشتہ رک جاتا ہے اور وہ برائی نہیں لکھتا اور جس شخص نے قرآن پڑھا ہے اسے ارذل العمر کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا تاکہ وہ جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانے۔٩٦؎

ابن عساکر نے مکحولؒ سے روایت کیا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب بندہ بیمار ہو جاتا ہے تو بائیں طرف والے فرشتے سے کہا جاتا ہے اپنی قلم کو اٹھالے یعنی کوئی گناہ نہ لکھ اور دائیں طرف والے سے کہا جاتا ہے کے تو اس کا وہ نیک عمل جو وہ کیا کرتا تھا کیونکہ میں اس کو خوب جانتا ہوں اور میں نے اس کو قید کر رکھا ہے۔٩٧؎

شداد بن اوسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب مومن بندوں میں سے کوئی بندہ کسی آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے پھر وہ اسی آزمائش اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہے، تو وہ اپنے لیٹنے کی جگہ سے گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر اٹھتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا۔ اور رب عزوجل فرماتے ہیں! بے شک میں نے ہی اس کو روک رکھا ہے اور میں نے ہی اس کو آزمائش میں مبتلا کیا پس تم اس کے لیے وہ لکھتے رہو جو تم اس سے پہلے اس کی صحت کی حالت میں لکھا کرتے تھے۔٩٨؎

حاکم الحاکمین:

اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے، کل کائنات میں اسی کا حکم چلتا ہے اور سب پر اختیار کل اسی کا ہے، اسی کی حکومت اور بادشاہت ہے اور کل مخلوقات اسی کی فرمانبردار اور محکوم ہیں سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ۔٩٩

ترجمہ۔ پھر کون سی چیز تجھ کو قیامت کے بارے میں منکر بنا رہی ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۔١٠٠

ترجمہ۔ کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے۔

عبد بن حمید نے صالح ابو الخلیل ؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اس آیت ۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ پر پہنچتے تھے تو فرماتے، سبحان فبلی (پاک ہے تیری ذات، تو بلاشبہ قادر ہے) کیونکہ آپ حُكْمِ الْحٰكِمِيْنَ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، جو شخص آیت ۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ پڑھے تو اس کو چاہیے کے وہ کہے! آیت ۔ بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ۔

(بے شک میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں) ۔١٠١ے

اَلْحُكْمِ ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح ۔ ک ۔ م) سے مشتق ہے۔

اَلْحُكْمِ ۔ کے معنی اس کائنات میں اللہ کی مکمل حاکمیت اور بادشاہت کا قیام ۔ ١٠٢ے

قرآن کریم میں اسم اَلْحُكْمِ ۔ (ا) مرتبہ آیا ہے۔

عربی زبان میں الحکمۃ سے مراد گھوڑے کی لگام یعنی منہ زور گھوڑے کو اس کی لگام سے ذریعے سے قابو کرنا۔

حَاكِم ۔ کے معنی فیصلہ کرنے والا یا جس کا حکم چلتا ہو اور لوگ اس کے حکم کے تابع ہوں اور اس کی تابعداری کی جائے ۔ ١٠٣ے

اَلْحُكْمِ ۔ کے معنی ایسا شخص جو فیصلہ کرنے میں بالکل بااختیار ہو یعنی جس کے پاس قانون کے نفاذ کے کل اختیارات موجود ہوں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۔١٠٤

ترجمہ۔اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتے داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتے داروں میں سے مقرر کرو وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۔۱۰۵

ترجمہ۔کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں؟ حالانکہ (اللہ) نے پوری تفصیل کے ساتھ تمھاری طرف کتاب نازل کردی ہے۔

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔۱۰۶

ترجمہ۔تمھارے رب کی بات سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے کوئی اس کے فرامین کو تبدیل نہیں کرسکتا۔

الحکمۃ ۔کے معنی فیصلے میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا۔یعنی فریقین اور معاملے کی حدود وقیود کا تعین کرتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کرنا۔اسی اعتبار سے حکیم اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو حکمت اور ادنش کے ساتھ ہر چیز کو بالکل درست انداز سے اس کے اصل مقام پر تناسب اور توازن کے ساتھ رکھ دے یا قائم کردے یعنی نہایت بہترین انداز سے معاملات کو سرانجام دینا۔

ابن فارس نے کہا کے حکمت کو حکمت اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ وہ جہالت اور نادانی کی باتوں کو روکے۔۱۰۷؎

حکم ۔کے ایک معنی کسی چیز کا کسی مقام پر جم جانا، رک جانا اور مستحکم ہوجانا ہے۔اسی وجہ سے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شے کا ایک مقام متعین کرکے اس کو اس کی قائم کردہ حدود میں روکے رکھتی ہے اور اس کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۔۱۰۸

ترجمہ۔(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حکیم وعلیم ہستی کی جانب سے پا رہے ہیں۔
تمام اختلافی امور میں درست فیصلے کو بھی حکیم کہا جاتا ہے اسی اعتبار سے اللہ ایک اسم الحکیم ہے کیونکہ وہ کائنات کو درست اور ٹھیک راستے پر چلاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو درست تناسب اور توازن کے ساتھ نا صرف پیدا کیا بلکہ اپنے قوانین کی لگام بھی ڈالی اللہ کی آیات محکم ہیں یعنی اپنی جگہ پر صاف، واضح اور اٹل۔
ابن حصار فرماتے ہیں کے الحکم اللہ رب العزت کی ایک صفت ہے جو تمام اعلیٰ صفات اور اسمائے الحسنیٰ کے معانی کے لئے جامع ہے۔
الحکم۔کے معانی فیصلہ کرنے والا تاہم کل کائنات میں صرف اور صرف اسی عظیم ہستی کا حکم چلتا ہے۔۱۰۹؎

اسم اَلحَکَمِ کا نظام کائنات میں کردار:

کل نظام کائنات میں ہر جگہ اللہ کا حکم اترتا ہے چاہے وہ سات زمینیں ہوں یا سات آسمان اور ان میں رہنے والی تمام مخلوقات اللہ کے احکامات کی پابند ہیں یہ کائنات اتنی وسیع ہے کے اس کی وسعت کا اندازہ عقل انسانی کے لئے ناممکن ہے۔

بے شمار کائناتی زمینیں اور ان پر بسنے والے انسان:

یہ دنیا صرف ایک عالم ہے اس جیسی نا جانے کتنی دنیائیں اور ہیں جن کا انسان کو شعور وادراک نہیں
امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں! آسمان کے ستاروں میں اسی طرح سے شہر آباد ہیں جس طرح سے کرہ ارض پر۔
حضرت امام جعفر صادقؒ اسی قول کی توثیق میں فرماتے ہیں کہ! تمھارے اس پرجوش سورج اور چاند کے علاوہ بھی کئی سورج اور چاند نظام شمسی میں موجود ہیں جن میں کثیر مخلوق آباد ہے لیکن تمھیں

ان کا شعور وادراک ہے کیونکہ تمھارا علم ابھی اس مقام پر نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۱۰

یعنی تمام تعریفیں اس کے لئے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ۔ ۱۱۱ ۔

ترجمہ۔ قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ۱۱۲

ترجمہ۔ اللہ کے لئے ہر چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے، ہر قسم کے جاندار اور فرشتے سب سجدہ کرتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام احمد رضا بریلوی اپنی تفسیر کنز الایمان میں لکھتے ہیں!

ان زمینوں میں بھی وحی اترتی ہے۔ ۱۱۳ ؎

یعنی اللہ کا حکم وحی کی صورت میں ان زمینوں پر بھی اترتا ہے۔

کائنات کا ایک خاکہ درج ذیل ہے۔

ایک کتاب المبین۔

ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔

ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔

ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔

ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے۔ اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔

یہ محض قیاس آرائی ہے کے انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی ہے انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں

اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں وہاں بھی بھوک، پیاس، خواب و بیداری، نفرت، محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر باالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے اور ٹوٹتے ہیں اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں اگر چہ ہر نظام میں الگ الگ ارض وسماوات، حیوانات، نباتات اور انس وجن ہیں۔ ۱۱۴؎

لوح محفوظ کتاب المبین کا ایک ورق ہے کتاب المبین عالم ارواح ہے جبکہ عالم ارواح وہ عالم ہے کے جب اللہ نے 'کن' کہا تو اس کا ظہور عمل میں آ گیا تاہم موت کے بعد کی زندگی دراصل اسی عالم ارواح کی جانب پیش قدمی ہے۔ ۱۱۵؎

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کے عالمین کی دو اقسام ہیں۔ ۱۔عالم کبیر ۲۔عالم صغیر

۱۔عالم کبیر۔۔۔۔۔۔۔۔آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ عالم کبیر ہے۔

۲۔عالم صغیر۔۔۔۔۔۔اور انسان کے وجود میں بھی ایک دنیا بستی ہے جو عالم صغیر کہلاتی ہے۔

وھب بن منبہ سے مروی ہے کے اٹھارہ ہزار عالمین ہیں اور دنیا ان میں سے ایک عالم ہے۔ ۱۱۶؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کے اللہ تعالی نے چالیس ہزار عالمین پیدا فرمائے جبکہ یہ دنیا شرق سے غرب تک ایک عالم ہے

مقاتل نے کہا کے اسی ہزار عالمین ہیں چالیس ہزار خشکی میں اور چالیس ہزار سمندر میں۔

ابو العالیہ سے مروی ہے کے جن ایک عالم ہیں۔انس ایک عالم ہے۔ان کے سوا زمین کے چار زاوئے ہیں اور ہر زاوئے میں پندرہ سو عالمین ہیں۔ ۱۱۷؎

کتاب المبین اور لوح محفوظ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ۱۱۸

ترجمہ۔خشک وتر سب ایک کھلی کتاب (کتاب المبین) میں لکھا ہوا ہے۔

وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَ
لَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔۱۱۹

ترجمہ۔آسمان اور زمین کی ذرہ برابر کوئی چیز چھوٹی بڑی ایسی نہیں جو تیرے رب کی نگاہ سے پوشیدہ ہو یہ سب کتاب المبین میں درج ہے۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ
مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔۱۲۰

ترجمہ۔زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کے وہ کہاں رہتا ہے اور وہ کہاں سونپا جاتا ہے یہ سب کچھ کتاب المبین میں درج ہے۔

وَ مَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔۱۲۱

ترجمہ۔آسمان اور زمین کی کوئی پوشیدہ شے ایسی نہیں جو کتاب المبین میں نہ لکھی ہو۔

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ
مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔۱۲۲

ترجمہ۔(اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہے اور نہ ہی زمین میں نہ ذرے سے بڑی اور نہ اس سے چھوٹی یہ سب ایک کتاب المبین میں درج ہے۔

معلوم ہوا کے اتنی وسیع کائنات میں اللہ کی مکمل بادشاہت، سرداری اور کل اجارہ داری ہے یہی نہیں وہاں اللہ کا حکم اور وحی بھی اترتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ
بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ

بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔۱۲۳
ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمینوں کی قسم بھی انھی کی مانند ہیں ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے۔
(یہ بات تمھیں اس لئے بتائی جارہی ہے) تا کہ تم یہ جان لو کے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔
حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کے مجھے یہ ڈر ہے کے اگر میں نے اس آیت کی تفسیر بیان کردی تو تم میں سے اکثر کافر ہوجاؤ گے (یعنی یقین نہ کرو گے) تاہم جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا !ان میں سے ہر زمین میں نبی ہیں تمھارے نبی جیسے ۔آدم ہیں تمھارے آدم جیسے ،نوح ہیں تمھارے نوح جیسے،ابراہیم ہیں تمھارے ابراہیم جیسے،اورعیسیٰ ہیں تمھارے عیسیٰ جیسے۔ ۱۲۴؎
اس روایت کے کئی راوی ہیں جن میں ابن جریر،ابن ابی حاتم ،حاکم ،کتاب الاسماء والصفات میں بیہقی ،ذہبی،ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو نقل یا ہے جبکہ علامہ آلوسی نے اس روایت کے حوالے سے بیان کیا ہے!
اس روایت کو صحیح ماننے میں عقلاً کوئی شے مانع نہیں جبکہ تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی مزید فرماتے ہیں!
ابن بابویہ نے امام جعفر صادقؒ سے کتاب توحید میں طویل حدیث روایت کرتے ہوئے فرمایا شاید تو یہ گمان کرتا ہے کے !اللہ نے تمھارے سوا کسی بشر کو پیدا نہیں کیا؟ اللہ کی قسم اللہ تعالی نے دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰۰) آدم پیدا فرمائے اور تم ان آدم کے آخری آدم کی اولاد ہو۔ ۱۲۵؎
اس بحث کو ئی اہل علم حضرات نے اٹھاتے ہوئے اپنے معلوم علم کی بنیاد پر اس پر مباحثہ کیا ہے چنانچہ 'فتوحات مکیہ' میں شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے مشاہدات اور مکاشفات کو بیان کرتے ہوئے اور اپنے سفر حج کا حال لکھتے ہوئے یہ لکھا ہے!
سفر حج میں دوران طواف انھیں ایک ایسی جماعت نظر آئی (جس کی وضع قطع دوسروں سے کچھ

مختلف تھی) انھی میں سے کسی شخص نے محی الدین ابن عربی سے یہ کہا کے میں تمھارے اجداد میں سے ہوں تو اس پر محی الدین ابن عربی نے ان سے پوچھا کے آپ کی وفات کو کتنا عرصہ گزر چکا؟ جس پر انھوں نے کہا کہ! میری وفات کو تقریباً ۴۰۰۰۰ سال گزر چکے یہ سن کر محی الدین ابن عربی کو بڑی حیرت ہوئی اور انھوں نے کہا کے بوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کو تو ابھی ۷۰۰۰ سال سے زائد وقت نہیں گزرا پھر بھلا آپ کی وفات کو ۴۰۰۰۰ برس کیسے گزر سکتے ہیں؟ یہ سن کر اس شخص نے محی الدین ابن عربی سے کہا کے تم کون سے آدم کی بات کر رہے ہو؟۔ ۱۲۶

کائنات میں دو مخلوقات مکلف ہیں۔ ۱۔ انسان۔ ۲۔ جنات۔

جبکہ (کائنات کے ہر سیارے اور حضیرے پر انسان، جنات اور فرشتے موجود ہیں)۔

ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْر۔ ۱۲۷

ترجمہ۔ اللہ چن لیتا ہے رسولوں کو فرشتوں میں سے اور جنوں میں سے اور انسانوں میں سے۔

وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَ لِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ ۱۲۸

ترجمہ۔ (جنات اور انسان) دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کے درجے ان کے اعمال کے لحاظ سے ہیں تا کہ اللہ ان کے لئے کا پورا پورا بدلہ ان کو دے۔ ان پر ظلم ہر گز نہ کیا جائے گا۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ۔ ۱۲۹

ترجمہ۔ ہم نے ہر نبی کے دشمن انسان اور دشمن جن بنائے ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْر۔ ۱۳۰

ترجمہ۔ ہر امت میں اللہ کے ڈرانے والے آئے ہیں۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ ۱۳۱

ترجمہ۔ ہر امت کے لئے ایک رسول ہے۔ پھر جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آجاتا ہے تو اس کا فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ چکا دیا جاتا ہے اور اس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا۔

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔ ۱۳۲

ترجمہ۔ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اسی قوم کی بولی بولتا ہوا بھیجا تاکہ وہ رسول ان سے بیان کرے، پھر اللہ جسے چاہتا ہے بھٹکا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، ہدایت بخشتا ہے، وہ بالا دست اور حکیم ہے۔

اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ ۔ ۱۳۳

ترجمہ۔اللہ اپنی رسالت رکھنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلٌ ۔ ۱۳۴

ترجمہ۔ ہر امت کے لئے ایک رسول ہے۔

حقیقت یہ ہے کے اللہ اپنے فرامین کی ترسیل کے لئے ملائکہ میں سے بھی پیغام رساں منتخب کرتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ ۱۳۵

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اپنے لئے رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رحمت اللعالمین جیسی صفات کا ذکر فرمایا ہے

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔ ۱۳۶

ترجمہ۔تمام حمد وثناء اس کے لئے ہے جو عالمین کا رب ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۔ ۱۳۷

ترجمہ۔ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۔ ۱۳۸

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب لوگوں کے لئے بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔

ارشادات خداوندی:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ۔ ۱۳۹

ترجمہ۔حکومت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں، وہی امر حق بیان کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ۔ ۱۴۰

ترجمہ۔حکم (اللہ) کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا۔ ۱۴۱

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں رکھتا۔

لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ۱۴۲

ترجمہ۔اس کا حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ۔ ۱۴۳

ترجمہ۔حکم صرف اللہ ہی کا ہے جو عالی مرتبہ اور بڑائی والا ہے۔

وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ ۱۴۴

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے۔ جو کچھ ہمارے آگے اور پیچھے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے، ہر چیز کا مالک وہی ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۴۵

ترجمہ۔بے شک اسی کی خلق اور اسی کا امر ہے، وہ بڑا بابرکت ہے، اللہ تمام عالمین کا رب ہے۔

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ۔ ۱۴۶

ترجمہ۔اللہ ہی کا اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡد۔ ۱۴۷

ترجمہ۔بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

وَ ھُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ۔ ۱۴۸

ترجمہ۔وہ سب سے بہتر حاکم ہے۔

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ۔ ۱۴۹

ترجمہ۔کیا اللہ سب حاکموں پر حاکم نہیں؟

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ ؕ وَ لَوۡ اٰمَنَ اَہۡلُ الۡکِتٰبِ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ مِنۡہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ اَکۡثَرُہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ ۱۵۰

ترجمہ۔اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانیت کی ہدایت واصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے۔تم نیکی کا حکم دیتے ہو' بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اہل کتاب ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا۔اگرچہ ان میں کچھ لوگ ایماندار بھی پائے جاتے ہیں مگر ان کے بیشتر افراد نافرمان ہیں۔

وَ لۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔ ۱۵۱

ترجمہ۔چاہئے کے تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے برائی سے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ہانی بن یزیدؓ سے روایت ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کے ایک شخص کی کنیت ابو الحکم ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ !حکم کا کل اختیار تو اللہ کے پاس ہے پھر بھلا تم نے اپنی کنیت ابوالحکم کیوں رکھی؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا کے تمھارے کتنے بیٹے ہیں

اس شخص نے جواب دیا کے تین بیٹے ہیں جن کے نام۔شریح، مسلم اور عبداللہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کے ان میں سے بڑا کون ہے؟ تو اس شخص نے بتایا کے میرے بڑے بیٹے کا نام شریح ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اپنی کنیت ابوشریح رکھ لو۔ ۱۵۲؎

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

میں گواہی دیتا ہوں ے اللہ ایسا حکم ہے جو حق و باطل کو الگ الگ کرتا ہے۔ ۱۵۳؎

میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے خدا کو پہچانا (یعنی انسان کئی تدابیر اختیار کرتا اور بہت کچھ سوچتا ہے لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ کی مرضی اور اس کا حکم ہے) انسان کا ایمان جتنا زیادہ ہوگا اس کا قضاء وقدر (اللہ کی مرضی اور اس ے احکامات) پر ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے اور عبرتیں اس پر آسان ہوتی چلی جاتیں ہیں اور جو قضاء وقدر (اللہ کی مرضی اس کے حکم) پر یقین رکھتا ہوگا وہ مصیبت پر بہت زیادہ آہ وزاری نہیں کرے گا تاہم جو تقدیر (اللہ کے احکامات) پر غضب ناک ہوتا ہے وہ پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے، تمھاری تقدیر میں جو کچھ بھی لکھا جاچکا ہے اس پر کوئی شے غالب نہیں آسکتی۔ ۱۵۴؎

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ! رب العزت! میں جان گیا کے جیسا تو چاہتا ہے ویسے ہی کرنے میں عافیت ہے اور مجھے حقیقی مسرت بھی اسی سے حاصل ہوتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔ ۱۴۱۸ھ
۴۔سورہ التین۔آیت۔۱۔
۵۔سورہ التین۔آیت۔۲۔
۶۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۸۔تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی (متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دارالفکر۔بیروت۔
۹۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۰۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۔تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی (متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دارالفکر۔بیروت۔
۱۲۔تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر (متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دارالفکر۔بیروت۔
۱۳۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔شاہکار انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔مکتبہ الفیصل ،پبلیشرز۔لاہور۔
۱۷۔سورہ التین۔آیت۔۳۔
۱۸۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۹۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔سورہ البلد۔آیت۔۱۔
۲۲۔سورہ البلد۔آیت۔۲۔
۲۳۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۴۔سورہ الفتح۔آیت۔۲۴۔
۲۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۶۔
۲۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۹۔سورہ البلد۔آیت۔۲۔
۳۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۶۔
۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم۔
۳۳۔جامع ترمذی۔ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔المکتبہ الرشیدیہ دہلی۔
۳۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۹۔سورہ التین ۔آیت ۔۴۔
۴۰۔ الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۱۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۲۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ص۔۲۷۵۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۴۳۔ماہنامہ قلندر شعور۔
۴۴۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۱۳۱۔۱۵۹۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۴۵۔سورہ النبا۔آیت۔۶۔
۴۶۔سورہ المرسلات۔آیت۔۲۵۔۲۷۔
۴۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۹۔
۴۸۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۹۔۱۰۔
۴۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت
۵۰۔سورہ الفرقان۔آیت۔۶۲۔
۵۱۔ سورہ البقرہ۔آیت۔۳۰۔
۵۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۲۔
۵۳۔ابوبکر صدیق (اردو ترجمہ)۔محمد حسین ہیکل۔ص۔۵۸۳۔اسلامی کتب خانہ۔
۵۴۔سورہ ص۔آیت۔۱۷۔
۵۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۰۔
۵۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۱۔
۵۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۲۔
۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۳۔
۵۹۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۴۰۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۶۰۔سورہ التین۔آیت۔۴۔
۶۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
62.The Reconstruction of Religious Thought in Islam,Dr Mohammad Iqbal, Publishers, Iqbal Academy Lahore Pakistan,p 9-10.
۶۳۔کلیات اقبال (اردو ترجمہ۔بال جبرائیل)۔ڈاکٹر محمد اقبال۔ص۔۸۳۔خزینہ علم وادب لاہور۔

۶۴۔فقیر کی ڈاک۔ص۔۱۸۹۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۶۵۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۸۳۔جہانگیر بکس۔لاہور۔
۶۶۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔
۶۷۔الجامع الصحیح مسلم ۔ ابوالحسن مسلم بن الحجاج النیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب المنافقین ۔ رقم الحدیث ۔ ۲۷۔مکتبہ دارالاسلام الریاض۔۲۰۰۰ء۔
۶۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ ۔
۶۹۔ صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔رقم الحدیث ۔ ۶۲۲۷۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۷۰۔سورہ النسا۔آیت۔۱۔
۷۱۔سورہ انعام۔آیت۔۹۸۔
۷۲۔سورہ روم۔آیت۔۲۰۔۲۱
۷۳۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۷۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۷۵۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۷۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۹۱۔
۷۷۔سورہ تحریم۔آیت۔۱۲۔
۷۸۔سورہ الحجر۔آیت۔۶۲۔
۷۹۔سورہ ص۔آیت۔۱۷۔
۸۰۔سورہ الحج۔آیت۔۵۔
۸۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۹۔
۸۲۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۸۳۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۱۱۔
۸۴۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۸۔
۸۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۴۔
۸۶۔سورہ التین۔آیت۔۵۔
۸۷۔تفسیر ظلال القرآن۔سید محمد قطب شہید (متوفی ۱۳۸۵ھ)مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ
۸۸۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔مکتبہ ترجمان القرآن لاہور۔
۸۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۹۔
۹۰۔تفسیر بیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔مکتبہ۔انجمن خدام القرآن۔لاہور۔
۹۱۔تفسیر عروۃ الوثقیٰ۔علامہ عبدالکریم اسریٰ۔مکتبہ۔۔
۹۲۔تیسر القرآن۔علامہ عبدالرحمن کلیانی۔مکتبہ۔

۹۳۔سورہ التین ۔آیت ۔۶۔
۹۴۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور ۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۵۔ صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔
۹۶۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۹۷۔تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر) ۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر (متوفی ۱۱۷۶ء) ۔مکتبہ ۔دار الفکر ۔ بیروت ۔
۹۸۔المعجم الکبیر ۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) ۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی ۔
۹۹۔سورہ التین ۔آیت ۔۷۔
۱۰۰۔سورہ التین ۔آیت ۔۸۔
۱۰۱۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۲۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) ۔ص ۔ ۴۴۴ ۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور ۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۳۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) ۔ص ۔ ۴۴۴ ۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور ۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۴۔سورہ النسا ۔آیت ۔۳۵۔
۱۰۵۔سورہ انعام ۔آیت ۔۱۱۴۔۔۔
۱۰۶۔سورہ انعام ۔آیت ۔۱۱۵۔
۱۰۷۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) ۔ص ۔ ۴۴۴ ۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور ۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۸۔سورہ النمل ۔آیت ۔۶۔
۱۰۹۔النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ ۔الشیخ محمد الحمود النجدی ۔ج ۔۱ ۔ص ۔ ۲۴۶ ۔تفسیر سورہ القصص ۔آیت ۔ ۷۰ ۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت ۔
۱۱۰۔سورہ الفاتحہ ۔آیت ۔۱۔
۱۱۱۔سورہ الذاریات ۔آیت ۔۷۔
۱۱۲۔سورہ النحل ۔آیت ۔۴۹۔
۱۱۳۔کنزالایمان ۔احمد رضا بریلوی (متوفی) ۔ص ۔ ۴۳۴ ۔ناشر پیر بھائی کمپنی اردو بازار لاہور ۔۱۹۹۰ء۔
۱۱۴۔قلندر شعور ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص ۔۸ ۔۹ ۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ ۔کراچی ۔۱۹۸۸ء۔
۱۱۵۔کشکول ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص ۔۵۵ ۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی ۔۱۹۹۰ء۔
۱۱۶۔تاج العروس ۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) ۔ج ۔۸ ۔ص ۔۷۰۴ ۔مطبوعہ المطبعۃ ۔
۱۱۷۔الجامع الاحکام القرآن ۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) ۔ج ۔۱ ۔ص ۔ ۱۳۸ ۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو
۱۱۸۔سورہ انعام ۔آیت ۔۵۹۔
۱۱۹۔سورہ یونس ۔آیت ۔۶۱۔
۱۲۰۔سورہ ہود ۔آیت ۔۶۔

۱۲۱۔سورہ النمل۔آیت۔۷۵۔
۱۲۲۔سورہ سبا۔آیت۔۳۔
۱۲۳۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۲۴۔روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔علامہ ابی الفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی ۔ج۔۱۔ص۔۹۷۔
۱۲۵۔روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔علامہ ابی الفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی ۔ج۔۳۔ص۔۱۸۱۔ادارہ الطباء المنیر یہ المصر یہ۔۱۳۵۳ھ۔
۱۲۶۔فتوحات مکیہ۔ابوعبداللہ محمد بن علی العربی (متوفی) ۔ص۔۱۲۶۔مطبعہ دارالکتب۔مصر۔۱۳۲۹ھ۔
۱۲۷۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔
۱۲۸۔سورہ الاحقاف۔آیت۔۱۹۔
۱۲۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔
۱۳۰۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۴۔
۱۳۱۔سورہ یونس۔آیت۔۴۷۔
۱۳۲۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۔
۱۳۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۴۔
۱۳۴۔سورہ یونس۔آیت۔۴۷۔
۱۳۵۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔
۱۳۶۔سورہ لفاتحہ۔آیت۔۱۔
۱۳۷۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۷۔
۱۳۸۔سورہ سبا۔آیت۔۲۸۔
۱۳۹۔سورہ انعام۔آیت۔۵۷۔
۱۴۰۔سورہ انعام۔آیت۔۶۲۔
۱۴۱۔سورہ کہف۔آیت۔۲۶۔
۱۴۲۔سورہ القصص۔آیت۔۸۸۔
۱۴۳۔سورہ المومن۔آیت۔۱۲۔
۱۴۴۔سورہ مریم۔آیت۔۶۴۔
۱۴۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۱۴۶۔سورہ روم۔آیت۔۳۔۴۔
۱۴۷۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۔
۱۴۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۷۔
۱۴۹۔سورہ التین۔آیت۔۸۔

۱۵۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔
۱۵۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۴۔
۱۵۲۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۵۳۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ ۔ مرتب ۔ڈاکٹر تصدق حسین ۔ خطبہ ۔ ۱۷۳۔ رومیل ہاؤس پبلی کیشنز راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔
۱۵۴۔تجلیات حکمت ۔ مرتب ۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔ سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۹۶۔سورہ العلق (بلند چیز سے کسی کو باندھ دینا)

نام:

الْعَلَقِ۔ عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی بلند چیز کے ساتھ کسی چیز کو باندھ دینا یا اس سے وابستہ کر دینے کے ہیں۔ا؎

الْعَلَقِ سے مراد تیز سرخ اور گاڑھے خون کے لوتھڑے کے بھی ہیں۔

شان نزول:

سورہ الْعَلَقِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۹ ہے،جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔ پڑھیے اپنے رب کے نام سے۔

۲۔تخلیق انسانی کے ابتدائی مراحل کا ذکر۔

۳۔اللہ نے قلم کے ذریعے سے علم سیکھایا۔

۴۔انسانی مزاج کا ذکر۔

۵۔کفار کی مذمت۔

پڑھیئے اپنے رب کے نام سے:

اقراء۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہے پڑھ۔دین اسلام میں علم کی کس قدر اہمیت ہے اس کا

اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کیونکہ قرآن کریم کی ۶۶۶۶ آیات کی ابتداء ہی اقراء یعنی پڑھیے سے کی گئی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۔ ۲

ترجمہ۔ پڑھئے (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔

اس آیت کے شانِ نزول کے حوالے سے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت اور رسالت ملنے سے قبل رویاء صادقہ دکھائے جاتے، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتی، دوسری بات یہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارحرا میں کئی کئی روز قیام فرماتے اور خلوت نشینی کو پسند فرماتے، ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا میں موجود تھے کے ایک فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، اِقۡرَاۡ ۔ پڑھیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں پڑھا ہوا نہیں، تاہم فرشتے نے یہ بات تین بار دہرائی جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی جواب عنایت فرمایا! یہ جواب سن کر فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین بار بڑی زور سے بھینچا اور پھر سورہ العلق کی ابتدائی آیات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھائی

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ (۱) خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ (۲) اِقۡرَاۡ وَ رَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ (۳) الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ (۵)۔ ۳

علم کی قدیم تاریخ:

علم کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا خود انسان، کائنات کے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو بذات خود اللہ تعالی نے کل اشیاء کائنات کا علم سیکھایا جس کو قرآن کریم میں علم اسماء کہا گیا، یاد رہے انبیاء کرام کسی مدرسے، تعلیمی ادارے یا معلم سے کسب فیض نہیں لیتے بلکہ انھیں علم منتقل کرنے کی ذمہ داری اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور اللہ تعالی انھیں علم بذریعہ وحی عطا فرماتے ہیں، ودسری جانب انبیاء کرام جس قوم پر مبعوث کئے جاتے ہیں وہ اس قوم کے سب سے زیادہ عالم اور فاضل فرد ہوتے ہیں، لوگ ان سے پوچھتے ہیں لیکن کبھی کوئی پیغمبر یا نبی لوگوں سے کوئی سوال نہیں کرتا۔

قرآن کریم میں اندازاً الفاظ کی تعداد 78000 بیان کی جاتی ہے چنانچہ قرآن کی ابتداء کے لئے جو پہلا لفظ اللہ نے چنا وہ اِقْرَاْ تھا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔

ترجمہ۔ پڑھئے (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔

اس آیت کا ایک مطلب ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ترجمہ۔شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

یعنی انسان جس کام کی بھی ابتداء کرے اس کا ذہن اللہ کی جانب ہونا ضروری ہے کیونکہ اللہ ہی اس کو نیک کام کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کے کام کی مشکلات کو دور فرما کر اسے پایہ تکمیل کو پہنچاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا! جس کام کی ابتداء بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے کی جائے گی وہ کام جلد یا بدیر مکمل ہو کر ہی رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر تفصیلی بحث رفعت قرآن کی جلد اول میں کی جا چکی ہے۔

علم کی فضیلت:

علم ایک ایسی حقیقت اور ضرورت ہے جو بنی نوع انسانیت کو اللہ کی طرف سے بطور خاص ودیعت کی گئی قرآن کریم میں تقریباً (۷۵۶) مقامات پر غور وفکر، تفکر اور تدبر کی خاص ہدایت کی گئی ہے۔حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! علم کا تعین دو درجوں میں ہوتا ہے

۱۔ پہلے درجے میں علم زر پرستی، جاہ طلبی اور دنیاوی عزت و وقار کے حصول کے لئے۔

۲۔ دوسرے درجے کا علم ۔علم حق کہلاتا ہے۔اس درجے میں پہنچنے والے شاگرد کو اللہ کے سوا کسی شے سے کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ ۴؎

علم ایک ایسی حقیقت اور ضرورت ہے جو بنی نوع انسانیت کو اللہ کی طرف سے بطور خاص ودیعت کی گئی۔ کتابوں میں درج علم بھی ضروری ہے لیکن اصل علم تو وہ ہے جو روز آنہ زندگی کے حقائق کی صورت میں ہماری نگاہوں کے سامنے سے گزرتی ہے اہل علم طبقہ تو ہمیشہ اپنی کوتاہ علمی کا ہی رونا

روتا ہے کیونکہ علم کی اصل تعریف ہی یہ ہے کے انسان کو اپنی لاعلمی کا ادراک اور آگہی حاصل ہوجائے تاہم یہ ایک طویل اور فلسفیانہ بحث ہے جس کا کوئی سرا نہیں۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کے دنیا میں موجود معلوم علوم کی ابتداء کسی نا کسی پیغمبر کے ہاتھوں ہوئی اور اس پیغمبر کو وہ علوم اللہ نے بذریعہ وحی منتقل فرمائے۔

علم ایک ایسا وصف ہے کہ جس سے باصلاحیت اور باشعور افراد پیدا ہوتے ہیں فہم وفراست،شعور وآگہی اور فکر و دانش میں اضافہ ہوتا ہے افکار ونظریات مضبوط ہوتے ہیں صحیح اور درست فیصلے کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے قومیں ترقی کرتی ہیں بہترین معاشرہ معرض وجود میں آتا ہے اور لوگوں کو بہترین اور پرسکون ماحول فراہم ہوتا ہے اسی لئے علم حاصل کرنے اور اس کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔۔

علم کی اہمیت کے حوالے سے ارشادات خداوندی:

قرآن کریم جہاں مردوں سے مخاطب ہے وہیں وہ خواتین کو بھی مخاطب کرتے ہوئے انھیں یہ احساس دلاتا ہے کے یہ احکامات تم دونوں کو یکساں حیثیت میں دئے جارہے ہیں کیونکہ قرآن کریم میں ۷۵٦ مقامات پر اللہ تعالی نے مرد وعورت دونوں کو ہی کائنات میں غور فکر اور تفکر وتدبر کی باربار ھدایت اور خاص تاکید کی ہے تاکہ اس تفکر اور تدبر کے نتیجے میں وہ اللہ کا قرب حاصل کرسکیں جبکہ اس قرب کو کوئی بھی حاصل کرسکتا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت یہ اس کی تلاش اور جستجو پر منحصر ہے کے وہ اپنے لئے کس مقام کا متمنی ہے کیونکہ روح دونوں (مرد وزن) کے وجود میں کام کررہی ہے اور روحانی اعتبار سے دونوں یکساں روحانی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو سختی سے علم کے حصول کی تاکید کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَرْفَعِ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ ۵

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے درجات بلند کرے گا اور جن کو علم دیا گیا ان کے لیے

بلند درجات ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہیں۔

قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِی الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۔٦

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیجئے کیا وہ لوگ برابر ہیں جو جاننے والے ہیں اور جو جاننے والے ہیں عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

يُّؤۡتِی الۡحِكۡمَةَ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ يُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَيۡرًا كَثِيۡرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَاب۔

ترجمہ۔(اللہ) جن کو (مرد وعورت) چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس کو (مرد وعورت) حکمت ملی اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت بھی وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ ۷

اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ غَفُوۡر ۔٨

ترجمہ۔اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۚ الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَ يَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔٩

ترجمہ۔بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے اختلاف میں صاحبان عقل وفکر (مرد وعورت) کے لئے نشانیاں ہیں وہ جو اللہ کو اٹھتے بیٹھتے، کروٹ لیتے ہوئے یاد کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! آپ نے یہ سب کچھ خواہ مخواہ پیدا نہیں کیا ہے۔آپ پاک ہیں ہمیں آگ (غصہ، جہالت، فضولیات، غیبت، بہتان، چغلی حسد اور وہ تمام باتیں جن میں آگ کی سی جلن موجود ہوتی ہے) سے بچا لیجئے۔

وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیۡءٍ عِلۡم ۔١٠

ترجمہ۔اللہ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔ ١١

ترجمہ۔ پروردگار علم میں ہر شے وسمائے ہوئے ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا
فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۔ ١٢

ترجمہ۔ بے شک وہ لوگ (مرد وعورت) جو تقویٰ حاصل کرنے کی چاہ رکھتے ہیں جب بھی انھیں شیطان کی طرف سے کوئی منفی بات ذہن مس کرنے لگتی ہے تو وہ اللہ کی نصیحت کو زیر نظر کر لیتے ہیں اور چوکنے ہو جاتے ہیں۔

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ۔ ١٣

ترجمہ۔ ہم ہر شے کو جانتے ہیں۔

كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ
تَدْرُسُونَ ۔ ١٤

ترجمہ۔ اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو۔

"كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَ
يُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا
تَعْلَمُونَ ۔ ١٥

ترجمہ۔ جیسے ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمھیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمھیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمھیں علم نہ تھا۔

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۔ ١٦ ۔

ترجمہ۔ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

دار ارقم اور صفہ کا قیام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی ارقم بن ابی ارقم کے گھر میں دار ارقم کے نام سے ایک مخفی مدرسہ قائم کیا۔ صبح وشام کے اوقات میں صحابہ کرام وہاں مخفی انداز میں آتے اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل

کرتے، یہ اسلام کی سب سے پہلی درس گاہ تھی۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جب اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا تو وہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کے ایک جانب ایک چبوترا (صفہ) بھی تعمیر کرایا۔ یہاں بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامی وبیرونی صحابہ کرام کو قرآن مجید اور دین کی تعلیم دیتے تھے۔

یہ اسلام کا پہلا با قاعدہ اقامتی مدرسہ تھا، جہاں کے فارغ التحصیل صحابہ کرام ''اصحاب صفہ'' کے نام سے معروف ہوئے۔

یہاں سے مسجد اور مدرسہ کا ایسا تلازمہ قائم ہوا جس کا سلسلہ تا حال دنیا بھر میں جاری ہے، یعنی جہاں جہاں مساجد قائم ہوتی گئیں وہیں اس کے ساتھ ساتھ مدارس بھی قائم ہوتے گئے۔

علم کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور کچھ لوگ کسی شخص کے علمی کمال کا ذکر کر رہے تھے کہ فلاں شخص کو عربوں کا نسب، اختلاف عرب، عربی زبان کی فہم وفراست اور اشعار کی بہت سوجھ بوجھ ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ وہ علم ہے جو نفع نہیں دیتا ہے جبکہ یہ وہ جہالت ہے جس کا نقصان نہیں پھر آپ نے فرمایا! علم صرف تین ہیں۔

۱۔آیات محکمہ۔ ۲۔سنت قائمہ اور۔ ۳۔فریضہ عادلہ جبکہ اس کے سوا سب فضولیات ہیں۔ ۱۷؎

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، صحابہ میں مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے احادیث روایت نہیں کیں سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر دو مجالس پر ہوا جو مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ۱۔عابدین۔ ۲۔علماء۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دونوں اچھے اور افضل ہیں، عابدین اپنی عبادات اور مناجات کے ذریعے اللہ سے التجا کرتے ہیں اللہ چاہے گا تو عطا کرے گا اور اگر نا چاہے تو نہ دے گا۔ ۱۸؎

علماء، علم اور دین کے احکامات کو سیکھ کر اس علم کو دوسرے جہلاء تک پہنچاتے ہیں یعنی نا جاننے والوں کو سیکھاتے ہیں اس اعتبار سے یہ علماء زیادہ افضل ہیں اور میں بھی علم سیکھانے والا بنا کر بھیجا

گیا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علماء کرام کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔

(تا کہ معلوم ہو جائے کے یہ جماعت خاص جماعت ہے)۔۱۹؎

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بنی اسرائیل کے دو اشخاص کے فضائل کے بارے میں پوچھا گیا کے ان دونوں میں کون افضل ہے؟

ا۔ پہلا عالم تھا جو فرائض عبادات کی بجا آوری کے بعد لوگوں کو علم سیکھا تا۔

۲۔ عبادت گزار جو کے روزے دار اور نہایت عبادت گزار تھا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عالم فضیلت کے اعتبار سے عابد پر سبقت رکھتا ہے۔۲۰؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں علم سیکھانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔۲۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر علماء کرام کی جماعت بالخصوص اصحاب صفہ کے ساتھ بیٹھنا پسند فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا! علم سیکھو اور آسانی پیدا کرو۔۲۲؎

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عالم کے لئے آسمان اور زمین کی ساری مخلوقات اور پانی کی مچھلیاں تک استغفار کرتی ہیں عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے چودہویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے ستاروں پر ہوتی ہے۔۲۳؎

علماء کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں انبیاء اپنی میراث میں درھم یا دینار نہیں چھوڑتے، انبیاء کی میراث علم ہے تاہم جس نے علم کو حاصل کیا اس نے بڑی نعمت (دولت) حاصل کی۔۲۴؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، انصار کی عورتیں اچھی عورتیں ہیں وہ دین کو سمجھنے میں شرماتی نہیں۔۲۵؎

علم کا حاصل کرنا مرد و عورت پر فرض ہے۔۲۶؎

تھوڑا علم زیادہ عبادت سے بہتر ہے۔۲۷؎

فرشتے طالب علم کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں۔۲۸؎

جوشخص علم حاصل کرنے کے لئے کسی راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالی اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردے گا۔۲۹؎

علم سکھانے کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا! اللہ پاک اس شخص کو تروتازہ رکھے، جس نے ہم سے حدیث سنی، اس کو یاد کیا، اور دوسروں تک پہنچایا۔۳۰؎

علم میں غور وفکر کرنا روزے کے برابر، اور پڑھانا رات کی عبادت کے برابر ہے۔۳۱؎

تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جوقران مجید سیکھے اور دوسروں کوسکھائے۔۳۲؎

علمی مجالس کا قیام: مجالس علم کو حضورعلیہ السّلام نے جنت کی کیاریوں سے تشبیہ دی۔۳۳؎

رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔۳۴؎

عالم بنو یا طالب علم بنو یا (علمی باتیں) سننے والے بنو، ان کے علاوہ چوتھا نہ بننا ہلاک ہوجاؤ گے۔۳۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے ہمسایوں کو دین میں سمجھ بوجھ سے آشنا نہیں کرتے، ان کو تعلیم نہیں دیتے، وعظ ونصیحت نہیں کرتے، نیکی کا حکم نہیں دیتے اور برائیوں سے نہیں روکتے اور ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے ہمسایوں سے نہیں سیکھتے، ان سے سمجھ بوجھ حاصل نہیں کرتے، ان سے نصیحت حاصل نہیں کرتے، اللہ کی قسم! یا تو وہ اپنے ہمسایوں کوضرور تعلیم دیں انہیں سمجھ بوجھ دیں نصیحت کریں نیکی کا حکم دیں برائیوں سے روکیں نیز لوگ اپنے ہمسایوں سے ضرور تعلیم حاصل کریں، دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور نصیحت لیں یا پھر میں ان کو جلد سزا دوں گا۔۳۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا! اے اللہ! ان کو دین کی فہم اور علمِ تاویل عطا فرما۔۳۷؎

حضرت امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، جن میں سے ایک عالم اور دوسرا عابد تھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا! عالم کی فضیلت عابد پہ

ایسے ہی ہے جیسے کہ میری فضیلت تم میں سے ادنی شخص پر ہے۔ ۳۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا! ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہوتا ہے۔ ۳۹؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں سویا ہوا تھا کے میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا اور میں نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کے اس کی سیرابی کا اثر میں نے اپنے ناخنوں میں ظاہر ہوتا دیکھا، اس کے بعد میں نے اس کا بچا ہوا دے دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارہ حضرت عمرؓ کی طرف تھا، صحابہ کرامؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی کیا تعبیر کی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! علم۔ ۴۰؎

حضرت کثیر بن قیسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص علم کی تلاش کے کسی راستے پر چلا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے راستے کو آسان فرما دیتے ہیں، بے شک فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور اس طالب علم کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز استغفار کرتی ہے یہاں تک کے پانی کے اندر مچھلیاں بھی بخشش طلب کرتی ہیں۔

بے شک عالم کی عابد پر فضیلت اس طرح ہے جس طرح چاند کی دیگر تمام ستاروں پر فضیلت ہے۔

بے شک علماء انبیاء علیھم السلام کے وارث ہیں، انبیاء دینار اور درہم نہیں چھوڑتے، بے شک وہ علم ورثہ میں چھوڑتے ہیں جس نے علم حاصل کیا اس نے وافر حصہ لیا۔ ۴۱؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جو شخص حصولِ علم کے لئے نکلا وہ اس وقت تک اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ واپس نہیں لوٹ آتا۔ ۴۲؎

حضرت ابو الدرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! روز قیامت علماء کے قلم کی سیاہی اور شہداء کے خون کو تولا جائے گا۔ ۴۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دین کی تھوڑی فہم حاصل کرنا، عبادت کی کثرت سے بہتر ہے۔ ۴۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں! امر و نہی کے بارے میں علم کا ایک باب پڑھنا، اللہ عزوجل کی راہ میں 70 غزوات میں شرکت سے مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ۴۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا! اگر تمھاری وجہ سے ایک شخص بھی ہدایت پا جائے تو یہ تمھارے لئے دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔ ۴۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کو موت اس حال میں آئے کے وہ تحصیل علم میں مصروف تھا تا کہ وہ اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اور انبیاء کرام کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ ۴۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے علم اللہ عزوجل کے بجائے کسی دنیاوی مقصد کی خاطر حاصل کیا، تو وہ ورز قیامت جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔ ۴۸؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، علم اس لیے حاصل نہ کرو کے علماء سے مناظرے کرو گے، سادہ لوگوں سے بحث کرو گے اور مجلس کو اپنی طرف متوجہ کرو گے، تاہم جو شخص ایسا کرے گا وہ جہنم کا مستحق ہے۔ ۴۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں! **حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وِعَاءَيْنِ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ۔** ۵۰؎

ترجمہ۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے دو اقسام کے علم سیکھے ہیں۔

۱۔ ایک کو تو میں نے بیان کر دیا۔ ۲۔ اور دوسرے کو اگر میں بیان کرتا تو میری گردن کاٹ دی جاتی۔

سیدی الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں! علم دو قسم کا ہے۔

۱۔ ایک کا تعلق زبان سے ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت ہے اپنے بندوں پر۔

۲۔ دوسرے کا تعلق دل سے ہے اور یہی علم حصولِ مقصد کے لئے کارگر ہے۔

انسان کے لئے سب سے پہلے علمِ شریعت ضروری ہے تا کہ وہ اس کے ذریعے عالمِ صفات میں اللہ تعالیٰ کی معرفتِ صفات حاصل کر سکے جس کے بے شمار درجات ہیں۔

اِس کے بعد ضرورت ہے علمِ باطن کی تا کہ اُس کے ذریعے روح عالمِ معرفت میں معرفتِ ذات حاصل کر سکے جو خلافِ شریعت وطریقت رسومات ترک کیے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی - اِس کا حصول اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ محض رضائے الٰہی کی خاطر نمائش وریا سے پاک ریاضتیں اختیار نہ کی جائیں-

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا! حسد (رشک)صرف دو آدمیوں میں کیا جائے۔

ا۔ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اس کو مصارف حق میں خرچ کرے۔

۲۔دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے حکمت عطا فرمائی ہو اور وہ اس حکمت (علم) کے مطابق فیصلہ کرے اور لوگوں کو تعلیم دے۔۵۱؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں !رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے اور مجھ پر ہر باب سے ہزار باب وا ہوئے۔کم ترین علم وہ ہے جو زبان پر رہے اور بلند ترین علم وہ ہے جو کے عمل سے اور انسانی اعضاء سے ظاہر ہو۔

علم ایک کریم وراثت اور شرف ہے۔اگر کوئی یہ سمجھ لیتا ہے کے وہ وہ علم کی گہرائیوں سے واقف ہوگیا تو وہ گویا احکام شریعت کے چشموں سے سیراب ہوگیا۔لوگوں میں سب سے کم قیمت وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ کم علم ہوں اور جو بچپن میں علم حاصل نہ کرسکا وہ بڑا ہو کر بھی آگے نہیں بڑھ سکتا اپنے علم کو جہل اور اپنے یقین کو شک قرار نہ دو جب تمھیں علم ہو جائے تو عمل کرو اور جب تمھیں یقین ہو جائے تو آگے بڑھو۔جب اللہ کسی کو ذلیل ورسوا کرتا ہے تو باب علم اس پر بند کر دیتا ہے۔

علم اور عمل باہم جڑے ہوئے ہیں چنانچہ جو جان لیتا وہ عمل کرتا ہے۔

جو سمجھ لیتا ہے وہ علم کی گہرائی سے واقف ہو جاتا ہے اور جو علم کی گہرائی سے واقف ہوگیا وہ احکام شریعت کے چشموں سے سیراب ہوگیا۔

غور وفکر سے بڑھ کر کوئی علم نہیں۔عالم وہ ہے جو اپنی قدر جان لے۔

بہت سے عالم ایسے بھی ہیں جو ہلاک ہو گئے جبکہ ان کا علم ان کے پاس تھا لیکن اس علم نے انھیں کوئی فائدہ نا پہنچایا۔

تم جو نہیں جانتے اسے نا کہو اور جتنا جانتے ہو وہ سب بھی نا کہو کیونکہ اللہ تعالی نے تمھارے جسمانی اعضاء پر بھی کچھ فرائض واجب فرمائے ہیں ان سب کے ذریعے روز قیامت تم پر حجت قائم ہو گی اللہ نے جاہلوں سے پڑھنے کا عہد اس وقت تک نہیں لیا جب تک علماء سے پڑھانے کا عہد نا لے لیا۔

جو غور کرتا ہے وہ سمجھ لیتا ہے اور جو سمجھ لیتا ہے وہ جان لیتا ہے۔

اگر تم کسی چیز سے لاعلم ہو تو یہ کہنے میں ہرگز نا شرماؤ کے میں نہیں جانتا اور اگر کوئی چیز نہیں جانتے تو اس کو سیکھنے میں بھی کبھی نا شرماؤ۔

دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ا۔ جس انسان کو دنیا کی بھوک لگ جائے۔ ۲۔ جس انسان کو حصول علم کی بھوک لگ جائے حتیٰ کے دونوں اپنی قبروں میں پہنچ جائیں گے لیکن ان کی بھوک ختم نا ہو گی۔

آپ نے فرمایا! علم، مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمھاری حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی حفاظت تم کرتے ہو۔

مال خرچ کرنے سے گھٹ جاتا ہے لیکن علم خرچ کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔

معرفت علم ایک ایسا راستہ ہے جس پر چل کر انسان اپنی زندگی میں اطاعت الٰہی جبکہ مرنے کے بعد ذکر خیر کی صفات حاصل کر لیتا ہے۔

علم حاکم ہے جبکہ مال محکوم ہے۔

مال جمع کرنے والے زندہ ہوتے ہوئے بھی ہلاک ہونے والے ہیں جبکہ علماء زمانہ کے باقی رہنے تک باقی رہنے والے ہیں اگرچہ وہ جسمانی طور پر تو ہمارے درمیان نہیں ہوں گے لیکن ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہیں گی۔

آپ نے کمیل سے فرمایا میرے سینے میں علم کا ذخیرہ موجود ہے کہ کاش اس کو سیکھنے کے لائق افراد ہوتے اگرچہ میں نے کچھ زود فہم افراد کو پایا لیکن اس علم کے وہ امانت دار نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ لوگ

دین کو دنیا کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اللہ کے بندوں پر اس نعمت کے ذریعے فخر اور دکھاوا کرتے ہیں تاہم کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو علم کے ذریعے اولیاء کے ساتھ بحث ومباحثہ اور حیل وحجت کرتے ہیں اور اس علم کو اللہ کے دوستوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں یا پھر میں اس علم کے حصول کے لئے ایسے فراد کو پاتا ہوں جو کے حق کے پیروکار تو ہیں لیکن ان کے قلب میں بصیرت کی رمق تک نہیں ان کے قلوب ذرا ذرا سی باتوں میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں تاہم میں اس علم کے طالب ایسے لذات کے بھوکے بھی پائے جو شہوت پرست ہیں یہ مال ودولت کے پجاری ہیں یہ لوگ ان جانوروں سے زیادہ مشابہہ ہیں جنھیں چرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

علم اسی طرح سے اہل علم کے مرنے سے مرجاتا ہے۔

بھلائی یہ نہیں کے تمھاری دولت اور اولاد بڑھ جائے بلکہ بھلائی یہ ہے کے تمھارا علم بڑھ جائے اس کے ساتھ ساتھ تمھارا حلم بھی بڑھ جائے اور تم زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کے ذریعے اس کا قرب حاصل کر سکو۔علم کے ذریعے موت سے ڈرا جا سکتا ہے۔

عالم وہ ہے جو حرام اشیاء سے اجتناب کرے۔

علم میں سرفہرست نرمی ہے جبکہ علم کی آفت حماقت اور سخت روئی ہے۔

عالم ایک کھجور کے درخت کی مانند ہوتا ہے چنانچہ تم درخت کے نیچے اس انتظار میں رہتے ہو کے کب کچھ کھجور تم پر گرے۔

عالم راہ خدا میں لڑنے والے، روزہ دار اور نمازی سے افضل ہے

جب عالم مرجاتا ہے تو اسلام میں ایک ایسا خلاء پیدا ہو جاتا ہے جو قیامت تک پر نہیں ہوسکتا۔

علم کو حاصل کرو اس کے ذریعے پہچانے جاؤ گے اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ تم اس علم کے اہل بن جاؤ گے یقیناً تمھارے بعد ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے جب ہر دس میں سے نو افراد حق کا انکار کریں گے چنانچہ اس وقت خاموشی اختیار کرنے والا نجات پا جائے گا اور یہی وہ لوگ ہوں گے جو ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہوں گے یہ لوگ نا تو جلد باز ہوں گے اور نا ہی نمود ونمائش اور شہرت کے دلدادہ ہوں گے۔علماء کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا انسان باوقار ہو جاتا ہے۔علم کی زینت عجز وانکساری اور فروتنی ہے۔

تم علم والے کی تحقیر نا کرو کیونکہ یہ علم اس کو اللہ کی طرف سے عنایت ہوا ہے چنانچہ جب اللہ نے اسے علم دیتے وقت حقیر نا جانا تو تم اس کو کیسے حقیر سمجھتے ہو۔علم حسب اورنسب سے زیادہ شریف ہے۔علم کو چھپانے والا جاہل ہوجاتا ہے۔

عالم کی لغزش کشتی کے ٹوٹ جانے کے مترادف ہے جوخود تو ٹوٹتی ہے لیکن اپنے ساتھ ساتھ لوگوں کو بھی لے ڈوبتی ہے۔

علم بہترین اورزیباترین خزآنہ ہے اس کا تحمل آسان اور مقصد عظیم ہے۔علم مجمع میں جمال اور تنہائی میں انسان کا مونس ہے۔

انسان کی موت کے بعد تمام اعمال اک سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے بجز تین امور کے۔

ا۔نیک اعمال ۔ ۲۔علم جو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ ۳۔نیک اولاد جواس کی مغفرت کی دعا کرے ۔اشرف ترین شے علم ہے۔اللہ تعالی بذات خود عالم ہیں چنانچہ وہ علماء کو پسند فرماتے ہیں۔اگر علم سے کوئی سیر ہوسکتا تو وہ حضرت موسیٰ ہوتے لیکن وہ بھی حضرت خضر سے یہ کہتے ہیں کے کیا میں آپ کی پیروی کرسکتا ہوں؟ تاکہ آپ مجھے اس ہدایت کی تعلیم دیں جس کی تعلیم آپ کو دی جاچکی ہے۔عوام پر بادشاہ حاکم ہوتا ہے لیکن بادشاہوں پر علماء حاکم ہوتے ہیں۔

علم مجالس میں زینت،سفر میں تحفہ اور غربت میں انس ہوتا ہے۔

لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم وہ ہے جولوگوں کے علم کواپنے علم میں اکھٹا کرلے۔

عالم زندہ ہوتا ہے چاہے وہ مرگیا ہواور جاہل مردہ ہوتا ہے چاہے وہ زندہ ہو۔

جب تم کسی عالم کے پاس بیٹھوتو کہنے سے زیادہ سننے کے مشتاق رہو۔

علوم بےشمار ہیں لیکن ہر علم سے وہ لے لو جو بہتر ہو۔

جوشخص لوگوں میں بغیر علم کے فتویٰ دیتا ہے اس پر زمین اور آسمان لعنت کرتے ہیں۔فہم کے بغیر علم بے فائدہ ہے۔

کئی چیزیں ایسی ہیں جو کم ہونے سے قیمتی ہوجاتی ہیں لیکن علم جب زیادہ ہوتا ہے تو وہ لائق عزت ہوجاتا ہے۔

علماء اپنے علم کو اگر بروئے کار لاتے تو یقیناً اللہ کے اطاعت گزار انھیں سب سے زیادہ دوست

رکھتے لیکن ان علماء، علم کو دنیا کی چاہت میں حاصل کیا چنانچہ اللہ ان پر غضب ناک ہوا اور یہ علماء لوگوں کے درمیان بے وقعت ہو کر رہ گئے۔

غور سے سنو! طالب علم تین طرح کے ہیں، انھیں ان کی صفات سے پہچانو۔

۱۔ بحث و مباحثہ کے لئے علم کا حصول۔ اس قسم کے لوگ، کٹ حجتی اور لوگوں میں فخر و مباہات کرتے ہیں اگر چہ ظاہر میں انکساری کا لبادہ اوڑھتے ہیں لیکن یہ لوگ تقویٰ سے قطعاً عاری ہوتے ہیں چنانچہ اللہ ان کے سینوں کو کوٹ اور ان کی ناک کو کاٹ ڈالتا ہے۔

۲۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو حیلوں اور بہانوں کے لئے علم کی تحصیل کرتے ہیں۔ ان علماء کا تعلق تکبر اور فریب کاری سے ہوتا ہے یہ دیگر علماء کے درمیان فخر اور مباہات کرتے ہیں اور مالداروں کے سامنے تواضع اختیار کرتے ہیں انعامات اور اکرمات وصول کرتے ہیں لیکن اپنے دین کو برباد کر دیتے ہیں چنانچہ اللہ نے ایسے علماء کو اندھا کر دیا اور علماء کے درمیان ان کے نام کو مٹا ڈالا۔

۳۔ تیسری قسم کے طالب علم وہ ہیں جو علم کا حصول عمل کے لئے کرتے ہیں یہ علماء فقہ کی تحصیل کرتے ہیں تم ایسے علماء کو ہمیشہ مغموم دیکھو گے یہ اندھیری رات میں اللہ کی عبادت اور اطاعت میں کھڑا رہتا ہے ظلمت کے پردوں میں رکوع و سجود کرتا ہے، نیک اعمال کی انجام دہی کرتا ہے، خوف خدا سے لرزتا رہتا ہے چنانچہ اللہ تعالی ایسے علماء کے قدموں کو ثبات دیتے ہیں اور روز قیامت انھیں عذاب سے امان دیتے ہیں۔

عالم کا اپنے علم کا شکر یہ یہ ہے کے وہ اپنا علم اہل لوگوں کو عطا کرے۔

علم زندگی ہے۔ علم ہر بھلائی کی جڑ ہے۔ علم معرفت کی کونپل ہے۔

علم اپنے قلب و عقل سے دیکھتا ہے اور جاہل اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

علم مالداروں کی زینت اور فقراء کی مالداری ہے۔

عالم جاہل کو پہچان لیتا ہے کیونکہ پہلے وہ بھی جاہل تھا لیکن جاہل عالم کو نہیں پہچانتا کیونکہ وہ پہلے کبھی عالم نا تھا۔

عالم اور متعلم دونوں اجر میں شریک ہیں۔ علم دلیل کا اولین جز اور معرفت انتہاء ہے۔

بغرعلم عبادت کرنے والا چکی کے گدھے کی مانند ہے جو بدستور چکر لگاتا ہے لیکن اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔انبیاء کے سامنے فضیلت اس شخص کی ہے جو انبیاء کے لائے ہوئے پیغام واحکام کو سب سے زیادہ سمجھنے والا ہو۔

اللہ کے سامنے سب سے زیادہ لائق غضب جابر عالم ہے۔

تمھارے اوپر علم سب سے زیادہ واجب ہے جس پر عمل کرنے کے متعلق (روز قیامت) تم سے باز پرس ہوگی۔

بہترین ذخیرہ وہ علم ہے جس پر عمل یا جائے جبکہ بہترین نیکی وہ ہے جتائی نا جائے۔

تزکیہ عقل کے لئے سب سے زیادہ مددگار شے علم ہے۔عوام کی آفت فاجر عالم ہیں۔

جب انسان کا علم بڑھ جاتا ہے تو اللہ سے اس کا خوف اورادب ولحاظ بھی بڑھ جاتا ہے۔

انسان کا حسب نسب اس کا علم جبکہ انسان کا جمال اس کی عقل ہے۔

بہترین علم وہ ہے جس کے ذریعے تم اپنی ہدایت درست کرلی جبکہ بدترین علم وہ ہے جس کے ذریعے تم نے اپنی آخرت تباہ کرلی۔

بہت سے علم کے دعویٰ دار عالم نہیں ہوتے۔

عالم کے لئے ضروری ہے کے جو وہ نہیں جانتا ہے اس کو سیکھے اور جو وہ جانتا ہے اسے لوگوں کو سیکھائے۔

وہ علم جو تمھاری اصلاح نا کرے وہ گمراہی ہے اور وہ مال جو تمھیں فائدہ نا پہنچائے تمھارے لئے وبال جان ہے۔

اللہ کے سوا ہر عالم متعلم ہے۔طالب علم کے لئے دنیا کی عزت اور آخرت کی کامیابی ہے۔

عمل اس وقت تک ستھرا نہیں ہوسکتا جب تک کے علم درست نا ہو۔ ۔

عمل اس وقت تک پاک نہیں ہوسکتا جب تک کے وہ علم سے جڑا نا ہو۔

علم صرف صاحبان علم سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

جسمانی راحت کے ساتھ علم حاصل نہیں کیا جا سکتا۔جس کے پاس علم نہیں اس کے پاس ہدایت نہیں۔اپنے علم کی مخالفت کرنے والوں کا جرم اور گناہ عظیم تر ہوتا ہے۔

جس کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہو جاتا ہے وہ علم اس شخص کے لئے وبال جان بن جاتا ہے۔
جو علم کی تلخیوں اور سختیوں کو برداشت نہیں کرتا وہ جہالت کی ذلت میں باقی رہتا ہے۔
جو علم کی آخری حدوں تک پہنچنے کا دعویٰ دار ہے دراصل وہ اپنی جہالت کی حدوں کو اجاگر کرتا ہے۔
علم ایک ایسی سلطنت ہے جو اسے پا جاتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کرتا ہے اور جو اس سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کا نشانہ بنتا ہے۔
لیکن جس کی عقل بڑھ جاتی ہے اس کی دنیا سے لطف اندوزی کم ہو جاتی ہے اور اللہ جیسے بکثرت عقل عطا فرماتا ہے اس کا حساب اس کے رزق میں ہی کر لیتا ہے۔ ۵۲؎
لوگوں میں سب سے کم قیمت وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ کم علم ہوں۔
جو شخص بچپن میں علم حاصل نہ کر سکا۔ وہ بڑا ہو کر بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔
علماء کے ساتھ اپنی نشست و برخاست رکھو۔ اس سے تمھارے علم میں اضافہ اور ادب میں حسن پیدا ہوگا۔ ۵۳؎
بچپن کا علم پتھر پر نقش کی طرح ہوتا ہے یعنی جو باتیں بچوں کو بچپن میں بتائی جاتی ہیں وہ انھیں تاعمر ازبر رہتی ہیں لہٰذا ماں کی شفیق گود اور پرورش کی اہم ترین ذمہ داری سے سرف نظر ایک بڑی خیانت کے مترادف ہے۔
ہر ظرف اپنے سامان کے لئے تنگ ہو سکتا ہے لیکن علم کا ظرف علم کے اعتبار سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ ۵۴؎
امام زین العابدین نے فرمایا جب تم کسی عالم کو کسی محل میں آتا جاتا دیکھو تو اس سے دین مت لو۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں جب تم کسی عالم کو بادشاہ کے دروازے پر دیکھو تو اس کے ایمان پر شک کرو۔

اہم نکتہ:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! ہر انسان کے اندر کم وبیش گیارہ ہزار صلاحیتیں ایسی ہیں جن میں ہر ایک صلاحیت پوا علم ہے۔ ۵۵؎

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! انجام کے اعتبار سے پسندیدہ ترین علم وہ ہے جو دنیا میں تمھارے اعمال کی زیادتی کا سبب ہو اور آخرت میں تمھیں (خدا) سے قریب کردے۔٥٦

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! ہر انسان کے اندر کسی نا کسی رنگ کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ زندگی کو اسی رنگ کی عینک سے دیکھتا ہے۔٥٧

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! جب کسی بندے کو علم الاسماء کی روشنی مل جاتی ہے تو اس انسان کے اندر سے میں نکل جاتی ہے اور اس انسان کو اللہ کی طرف سے یہ یقین حاصل ہو جاتا ہے کے اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں ! تمام سلاسل تصوف کا بنیادی مقصد انسان کو علم سیکھانا ہے ، چنانچہ انسان کے شعوری ارتقاء کے پیش نظر اولیاء اللہ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے مختلف اسباق تجویز کئے ہیں، جن اسباق کا مطلب یہ ہے کے انسان اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے جنت میں جا پہنچے اور جہنم کی آگ سے بچ جائے۔٥٨

انسان کی تخلیق علق یعنی خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے کی گئی:

عَلَقٍ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ل۔ق) سے مشتق ہے۔٥٩

ابن فارس لکھتے ہیں کے عَلَقٍ کے معنی کسی بلند چیز کے ساتھ کسی چیز کو باندھنا یا وابستہ کر دیا۔

عَلَقٍ۔کے ایک معنی خون کے بھی ہیں، خون خواہ جما ہوا ہو، خشک ہو، تیز گاڑھا ہو، یا لوتھڑے کی شکل اختیار کر گیا ہو۔

عَلَقٍ۔کے ایک معنی وہ جونک جو خون چوس لیتی ہے۔

عَلَقٍ۔کے ایک معنی وہ مٹی جو ہاتھوں کو چمٹ جائے۔

العلاقان۔سے مراد ہر وہ لٹکنے والی چیز جیسے پانی کا ڈول، یا کوئی بھی ایسی شے جو لٹکا دی جائے۔

العلاقۃ۔اس محبت کو بھی کہتے ہیں جو دل کے ساتھ چمٹ جائے۔٦٠

اللہ تعالی نے زیر نظر آیت میں انسان کی پیدائش کی ابتدائی کیفیت کو بیان کیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ۔ ۶۱۔

ترجمہ۔ جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔

بچہ اپنی ماں کے وجود میں جونک کی طرح رحم مادر سے چپکا یا لٹکا ہوتا ہے نیز اس کا تعلق ماں کی Umbilical Cord سے ہوتا ہے Cord کو رسی بھی کہتے ہیں تاہم بچہ اپنی ماں کے ساتھ اسی Umbilical Cord کے ساتھ منسلک، چپکا، بندھا ہوا اور لٹکا رہتا ہے اگر چہ ایک ماں کے وجود میں کئی بچے پلتے ہیں لیکن یہ بھی مقام حیرت ہے کے ماں اور اس کے سب بچوں کا بلڈ گروپ الگ ہوتا ہے ممکن ہے کبھی اتفاقاً کسی بچے کا بلڈ گروپ دوسرے بچے سے مل جائے لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہوتا ہے تخلیق کے تمام مراحل میں ماں اور بچے کا خون ایک جھلی کے ذریعے علیحدہ رہتا ہے بچہ اپنی ماں کے خون سے توانائی اور آکسیجن حاصل کرتا ہے لیکن اس تمام عمل کے دوران ایک باریک جھلی درمیان میں حائل رہتی ہے جو دونوں کے خون کو کسی بھی مرحلے پر ملنے نہیں دیتی۔

ایک صحت مند بچہ ۳۰ ارب خلیات پر مشتمل ہوتا ہے مگر نشونما کے دوران ۶۰۰۰۰ خصوصیات مسلسل اور محکم صورت میں وقوع پذیر ہوتی ہیں مثلاً جب خلیات کی تعداد ۲۵۶ تک پہنچتی ہے تو آنکھ کی پتلیوں کے رنگ اور کان کی کری ہڈی Cartilage کا تعین ہوتا ہے اسی طرح سے زبان کی جلد کی خصوصیات اور گردوں کی خصوصیات خلیہ نمبر ۲۲۱ کی وجہ سے ممکین ہیں اگر ان کے درمیانی فاصلے میں ایک سینٹی میٹر کے کروڑویں حصے کے برابر بھی غلطی ہو جائے تو انسانی ذہن اور جسم میں شدید نقائص پیدا ہو سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى الَّذِىۡ خَلَقَ فَسَوّٰى وَ الَّذِىۡ قَدَّرَ فَهَدٰى۔ ۶۲

ترجمہ۔ اے نبی! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں کروموسومز میں بارہ چھلے ہوتے ہیں اور ہر چھلے کا ایک منفرد اور الگ رنگ ہوتا ہے اگر ماں کے وجود میں کروموسومز کے ان چھلوں کی رنگت میں یکسانیت ہوگی تو بچے

میں مردانہ خصوصیات ہوں گی بصورت دیگر اگر ایک چھلے کا رنگ بھی بقیہ گیارہ چھلوں کا ہم مقدار نہ رہا تو مردانہ اوصاف میں کمی ہوگی تاہم ان بارہ چھلوں میں سے اگر کسی بھی ایک چھلے کی رنگت اور مقدار میں کمی یا بیشی ہوئی تو اس صورت میں ہونے والے بچے میں مونث رخ تشکیل پاتا ہے۔ ۶۳ ؎

حمل کے تیسرے ہفتے Zygote Embryo کی شکل اختیار کرتا ہے جس کا سائز تقریباً دو ملی میٹر ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ ۶۴

ترجمہ۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو قرار مکین میں رکھا پھر اس نطفہ کو علق کی شکل دی پھر علق کو مضغہ بوٹی بنادیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا پس بڑا ہی برکت والا ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

یوں آہستہ آہستہ مرحلہ وار تخلیق کے مدارج طے ہوتے جاتے ہیں تاہم چار ہفتے کے Embryo کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے نمودار ہوجاتے ہیں اور اس کے سر کا سائز تقریباً اس کے وجود کے نصف جتنا ہوجاتا ہے ساڑھے چار ہفتوں کا Embryo روزآنہ ایک ملی میٹر کی رفتار سے نشونما پاتا ہے چھ ہفتوں کا Embryo تقریباً ایک سینٹی میٹر بڑا ہوجاتا ہے اس دوران اس کے دل کی دھڑکن ۱۴۰۔ ۱۵۰ مرتبہ فی سیکنڈ ہوتی ہے جبکہ جسم میں خون کی پمپنگ کا آغاز بھی ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے Embryo کی آنکھوں کی سیاہی واضح ہونے لگتی ہے اس کے ساتھ ہی اس کے بازو، ہاتھ اور پیر کی نشونما بھی تیز تر ہوجاتی ہے اس کا جسمانی مدافعتی نظام بتدریج مستحکم ہوتا ہے دوسری جانب خون میں سفید خلیات بھی بننا شروع ہوتے ہیں اس کے ساتھ ہی دماغ بننے کا عمل بھی شروع ہوجاتا ہے جبکہ ہر گزرنے والے منٹ میں ایک لاکھ اعصابی خلیات جیسے نیورانز کہتے

ہیں وہ بھی تخلیق ہوتے ہیں۔Embryo کا حجم بھی تقریباً ۴ سینٹی میٹر تک ہوجاتا ہے اس مرحلے میں جنین کا ڈیزائن ورک تقریباً مکمل ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے اس Embryo کو طبی اصطلاح میں Fetus کہا جاتا ہے تخلیق کے تیسرے ماہ سے Fetus میں سانس لینے کا عمل اور مختلف غذائی اشیاء کے ذائقے کو محسوس کرنے اور انھیں پسند یا ناپسند کرنے کا عمل بھی شروع ہوتا ہے تخلیق کا چوتھا مہینہ خاصا اہم ہوتا ہے کیونکہ اس دوران ہڈیاں بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے جبکہ چوتھے ماہ سے ہی جنسی اعضاء بھی نشونما پاتے ہیں۔

رب بڑا کریم ہے:

اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات ہیں جن کا شمار، ادراک اور آگہی بشر کی طاقت سے باہر ہے، انسان کے اندر اتنی صلاحیت ہی موجود نہیں جو اللہ کی اسماء صفات کا احاطہ کرسکے۔ زیر نظر آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی صفت کریمی کا ذکر فرماتے ہوئے، ارشاد فرما رہے ہیں!

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔ ۶۵

ترجمہ۔ آپ ﷺ قرآن پڑھا کیجیے، آپ ﷺ کا رب بڑا کریم ہے۔

الکریم۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ک۔ ر۔ م) سے مشتق ہے۔ ۶۶

قرآن کریم میں اسم الکریم (۳) مرتبہ آیا ہے۔

الاکرام والکریم۔ سے مراد کسی کو اس طرح سے فائدہ یا نفع پہنچایا جائے کے اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو اور نفع بھی بلند اور مشرف ہو اس نفع میں ہر قسم کی بھلائی، نیکی، خیر اور فضیلتیں پنہاں ہوں۔

الکریم۔ کے ایک معانی آزاد، شریف، نجیب، سخی، نرم خو، مخلص، وسیع القلب، وسیع النظر، وسیع الذہن، وسیع الظرف اور خلیق ہو نیز ان صفات سے آراستہ شخص احکامات خداوندی کی خلاف ورزی سے گریزاں ہو اور اس کے قلب میں خشیت الٰہی ہو۔

الکریم۔ سے مراد سخاوت کے بھی ہیں۔

الکریم۔ کے ایک معانی عمدہ حسب نسب رکھنے والا ایسا انسان جس کے رگ و ریشے میں خاندانی

شرافت رچی بسی ہو اور وہ بے شمار پسندیدہ صفات سے آراستہ ہو۔
عربی زبان میں الکریم ایسے گھوڑے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جو راہ خدا میں اللہ کے دشمنوں سے جہاد میں حصہ لے۔
الکریم۔عربی زبان میں ایسے اونٹ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جس پر دور سے پانی لاد کر لایا جائے۔
الکریم۔کے ایک معانی پسندیدہ اور منتخب کے بھی ہیں۔
الکریم۔اچھی اور کثیر بارش کے لئے بھی مستعمل ہے۔
کرم السحاب تکریما۔سے مراد بادل خوب اچھی طرح سے برسے۔
ارض مکرمہ۔سے مراد ایسی زمین جس میں کھاد ڈالی گئی ہو اور وہ زرخیز زمین میں بدل گئی
مکہ مکرمہ۔ایسا شہر جو باعظمت وعزت ہو۔
قرآن کریم۔کو خود اللہ نے کریم کہا ہے جس کی کرامت اور بزرگی سے لوگوں کو ہدایت حاصل ہو اور لوگوں کی عاقبت سنور جائے۔
الکرم۔کی ضد کمینگی ہے کیونکہ عربوں میں کمینگی کی بدترین خصلت پائی جاتی تھی وہ اپنے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نا جانے دیتے تاہم ایسے سماج میں رسول اللہ ﷺ کا اسلام کا پیغام پہنچاتے ہوئے یہ کہنا کے اپنے دشمنوں کو معاف کردو اور ان سے بدلہ نہ لو حیران کن تھا یعنی قوم کی عزت، جان اور مال کی گرانقدر حفاظت کا انتظام اور اجتماعی طور پر رفاہ عامہ کے لئے خرچ کرنا یا کوئی بھی نیکی کا کام جس سے سب کو فائدہ ہو کرم کہلاتا ہے کیونکہ کریم بغیر کسی ذاتی منفعت کے نہایت خلوص نیت سے لوگوں کے کام آتا ہے۔۶۷

اسم الکریم کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الکریم کی نظام کائنات میں ہر جگہ نفوذ پذیری اور عمل داری قائم ودائم ہے۔
الکریم۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کی علماء کرام نے درج ذیل (۱۶) تعریفات بیان کی ہیں۔
۱۔ذات الکریم بغیر کسی عوض کے عطا کرتا ہے۔

۲۔ذات الکریم بغیر کسی سبب کے عنایت کرتا ہے۔
۳۔ذات الکریم اسباب اور وسائل کا محتاج نہیں۔
۴۔ذات الکریم اپنے سب بندوں کونوازتا ہے چاہے بندہ اس کا فرمانبردار ہو یا نافرمان۔
۵۔ذات الکریم جو احسانات کو جتاتا نہیں۔
۶۔ذات الکریم جو دیتا بھی خود ہے اور تعریف بھی خود ہی کرتا ہے۔
۷۔ذات الکریم کی نعمتیں سب کے لئے عام ہیں۔
۸۔ذات الکریم اپنے ان بندوں کو بھی نوازتا ہے جو اس کا انکار اور اس سے کفر کرتے ہیں۔
۹۔ذات الکریم اپنے بندوں کو ان کی طلب سے پہلے ہی عطا کرتا ہے۔
۱۰۔ذات الکریم اپنے ناشکرے بندوں کو بھی نوازتا ہے۔
۱۱۔ذات الکریم سزا پر قدرت کے باوجود اپنے بندوں کو معاف کرتا اور ان پر نظر کرم فرماتا ہے
۱۲۔ذات الکریم اپنے کئے ہوئے وعدے پورے کرتا ہے۔
۱۳۔ذات الکریم کے سامنے اس کی مخلوق اپنی تمام حاجات پیش کرتی ہیں۔
۱۴۔ذات الکریم اپنے بندوں کو عافیت اور پناہ دیتا ہے وہ اپنے بندوں کو بے آسرا نہیں چھوڑتا۔
۱۵۔ذات الکریم کی ایک صفت اگرچہ غیض وغضب کی بھی ہے لیکن اس کا رحم وکرم اس کے غضب پر حاوی ہے۔
۱۶۔ذات الکریم کے یہاں عدل وانصاف کا نظام قائم ہے اور وہ اپنی مخلوق سے عدل وانصاف کا معاملہ فرماتا ہے۔

قرآن کریم:

اللہ نے قرآن کے لئے کریم کا لفظ استعمال کیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ ۔۶۸

ترجمہ۔بے شک یہ عزت اور (بزرگی والا) قرآن کریم ہے۔
یعنی اس عظیم الشان قرآن کریم میں حکمت،نصیحت،نجات،عزت، ہدایت ، بشارت،رحمت،

بزرگی، نور، شفا اور حق و باطل میں فرق موجود ہے یہ ایک مبارک کلام ہے جو اپنے پڑھنے اور سمجھنے والوں کے لئے راہ نجات کا سامان مہیا کرتا ہے اس کلام کا پڑھنے والا اپنے اللہ کا مقرب اور دوست بن جاتا ہے۔

ارشادات خداوندی:

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔ ۶۹

ترجمہ۔ وہ مالک ہے عرش کریم کا۔

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ ۔ ۷۰

ترجمہ۔ بے شک میرا رب غنی اور کریم ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۔ ۷۱

ترجمہ۔ اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت سلیمانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک تمھارا رب حیادار کریم ہے جب بندہ اس کی طرف دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹانے سے حیا فرماتا ہے۔ ۷۲

قلم کی اہمیت:

قلم اللہ کی ذی شعور مخلوق ہے، نا صرف یہ بلکہ بنی نوع انسانیت پر اللہ کے بے شمار احسانات میں اے ایک احسان عظیم بھی ہے۔

قلم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کے قرآن کریم میں ایک سورہ کا نام سورہ قلم ہے۔ اس سورہ میں اللہ نے قلم اور اہل قلم کی قسم کھائی ہے، پھر سورہ العلق میں بھی اللہ تعالی نے بتایا کے اللہ نے قلم کے ذریعے انسان کو علم سیکھایا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۔ ۷۳

ترجمہ۔(اللہ) نے قلم سے علم سیکھایا۔

عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ۔ ۷۴

ترجمہ۔اور انسان کو ان چیزوں کا علم عطا فرمایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

قسم ہے قلم کی:

اللہ تعالی نے قلم کو پیدا فرمایا اور اس کی قسم کھائی۔اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

نٓ وَ الۡقَلَمِ وَ مَا یَسۡطُرُوۡنَ ۔ ۷۵۔

ترجمہ۔ن قسم ہے قلم کی اور فرشتوں کے لکھنے کی۔

قلم۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ق۔ل۔م) سے مشتق ہے۔

قلم۔کے معنی کسی چیز کو چھیل کر،ہموار اور درست کرنا۔

قلم۔لکھنے کے کام آتا ہے۔

صاحب محیط لکھتے ہیں کے قلم کو قلم اسی وقت کہا جاتا ہے جب اسے تراش کر لکھنے کے قابل بنایا جائے۔۷۶ے

عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج زمانہ جاہلیت میں بھی تھا۔قرآن کریم اس کی تائید میں کہتا ہے!

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکۡتُبُوۡهُ
وَلۡیَکۡتُبۡ بَّیۡنَکُمۡ کَاتِبٌۢ بِالۡعَدۡلِ وَلَا یَاۡبَ کَاتِبٌ اَنۡ یَّکۡتُبَ کَمَا
عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلۡیَکۡتُبۡ ۚ وَلۡیُمۡلِلِ الَّذِیۡ عَلَیۡهِ الۡحَقُّ وَلۡیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ
لَا یَبۡخَسۡ مِنۡهُ شَیۡـًٔا فَاِنۡ کَانَ الَّذِیۡ عَلَیۡهِ الۡحَقُّ سَفِیۡهًا اَوۡ
ضَعِیۡفًا اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ هُوَ فَلۡیُمۡلِلۡ وَلِیُّهٗ بِالۡعَدۡلِ وَ
اسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِیۡدَیۡنِ مِنۡ رِّجَالِکُمۡ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُوۡنَا رَجُلَیۡنِ
فَرَجُلٌ وَّ امۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰٮهُمَا

فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَ لَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ ؕ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۔‘‘

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم مقررہ مدت تک ادھار لینے دینے کا معاملہ کروتو اسے لکھ لیا کرو، اور چاہیے کے جو شخص تمہارے درمیان لکھنے والا ہو وہ انصاف کے ساتھ لکھے، اور کوئی لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اسے سکھایا ہے، سو چاہیے کہ لکھ دیا کرے، اور جس کے اوپر حق ہے اسے چاہئے کے لکھوادے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے، اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے، سو اگر وہ شخص کم سمجھ ہو جس پر حق ہے یا ضعیف ہو یا املا کرانے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوادے، اور اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنالیا کرو، پس اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ان گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو تاکہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھٹک جائے تو ایک دوسری کو یاد دلا دے اور نہ انکار کریں گواہ جب ان کو بلایا جائے، اور قرضے کے معاملہ میں لکھنے سے مت اکتاؤ چھوٹا ہو یا بڑا ہو اس کی مدت مقررہ تک، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور گواہی کو زیادہ درست رکھنے والی ہے اور اس سے زیادہ قریب ہے کے تم شک میں نہ پڑو، مگر یہ کے کوئی تجارت ہو جس میں لینا دینا دست بدست ہو جس کا تم آپس میں معاملہ کر رہے ہو سو تم پر اس بات کا کوئی گناہ نہیں کے لکھا پڑھی نہ کرو، اور گواہ بنالیا کرو جب کے تم آپس میں خرید و فروخت کا معاملہ کرو، اور نہ ضرر دیا جائے کاتب کو، اور نہ گواہ کو، اور اگر تم ایسا کرو تو بلاشبہ اس میں گنہگاری ہے تمہارے لئے، اور اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں سکھاتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، جب قرضہ کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے سب سے پہلے انکار کیا وہ آدم علیہ السلام تھے، اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور ان سے وہ تمام انسان نکالے جو قیامت تک پیدا ہونے والے تھے اور آدم علیہ السلام کے سامنے ان کی اولاد کو پیش کیا آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ انتہائی روشن تھا پوچھا اے میرے رب یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا داؤد ہے۔ پوچھا اے میرے رب اس کی کتنی عمر ہے؟ فرمایا ساٹھ سال، آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب اس کی عمر زیادہ کردو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمھاری عمر میں سے چالیس سال اس کی عمر میں اضافہ کردوں گا، آدم کی عمر ایک ہزار سال تھی تو اللہ تعالیٰ نے داؤد کی عمر چالیس سال اور بڑھا دی اور آدم علیہ السلام کی عمر کم کر کے لکھ دی گئی، اس پر فرشتوں کو بھی گواہ بنالیا گیا، جب آدم علیہ السلام کی موت کا وقت آیا تو فرشتے ان کی روح کو قبض کرنے آ گئے ، آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا ابھی عمر کے چالیس سال باقی ہیں، جس پر ان سے کہا گیا کے وہ تو آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو دے دی تھی، یہ سن کر انھوں نے انکار کر دیا کے میں نے تو ایسا نہیں کہا، اس پر ان کے سامنے وہ تحریر پیش کی گئی لیکن وہ نہ مانے تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے ہزار سال پورے کر دیئے اور داؤد علیہ السلام کے سو سال بھی پورے کر دیئے۔ ۷۸؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کے اللہ تعالیٰ نے قرضہ کا لین دین کرتے وقت گواہ بنانے کا حکم فرمایا تا کہ اس میں انکار اور بھول وچوک داخل نا ہو سکے، تاہم جس نے گواہ نہیں بنایا گویا اس نے نافرمانی کی، چنانچہ مسلمانوں کو اگر گواہ کی ضرورت ہو تو گواہ بننے سے انکار نہیں کرنا چاہیے، جس کے پاس کوئی شہادت ہو تو اس کے لیے یہ حلال نہیں کے جب اس کو بلایا جائے تو وہ انکار کر دے۔ ۷۹؎

حضرت سعید بن جبیرؒ آیت کاتب بالعدل سے مراد کاتب لکھنے میں دونوں کے ساتھ انصاف کرے نہ مطلوب پر (کسی قسم کی) زیادتی کرے اور نہ طالب کے حق میں کوئی کمی کرے۔ ۸۰؎

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔۸۱

ترجمہ۔جس نے قلم سے علم سیکھایا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا، پھر اس سے فرمایا! لکھ اس نے کہا، اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر کو لکھو۔تو یہ سن کر قلم جاری ہو گیا اور اس نے اس دن سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ لکھ دیا پھر کتاب لپیٹ دی گئی اور قلم اٹھالیا گیا، اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا، پھر پانی کے بخارات اوپر اٹھے تو اس سے آسمان بن گئے پھر نور کو پیدا کیا گیا اور اس پر زمین بچھا دی گئی اور زمین مچھلی کی پیٹھ پر ہے۔مچھلی مضطرب ہوئی تو زمین ہلنے لگی تو پہاڑوں کے ساتھ زمین کو ثبات دیا گیا۔بے شک پہاڑ قیامت کے دن تک زمین پر فخر کرتے رہیں گے۔

پھر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی نٓ وَ الْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ۔۸۲؎

ترجمہ۔ن قسم ہے قلم کی اور فرشتوں کے لکھنے کی۔۸۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم اور مچھلی کو پیدا کیا، پھر قلم سے فرمایا لکھ، اس نے پوچھا کیا لکھوں؟ فرمایا ہر وہ چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے پھر یہ آیت پڑھی آیت۔

نٓ وَ الْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ۔۸۴

ترجمہ۔ن قسم ہے قلم کی اور فرشتوں کے لکھنے کی۔

پس نون سے مراد ہے مچھلی اور قلم سے مراد ہے قلم۔۸۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ نے نون کو پیدا فرمایا، وہ دوات ہے اور قلم کو پیدا کیا پھر فرمایا لکھ اس نے کہا کیا لکھوں؟ فرمایا لکھ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔۸۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نون لوح محفوظ ہے اور قلم انتہائی روشن نور ہے۔۸۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے "ن" اللہ کی قسم کے مشابہ ہے، جو اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ۸۸؎

عبد بن حمید و ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کے آیت "ن" سے مراد وہ مچھلی ہے جس پر زمین قائم ہے۔ ۸۹؎

عبد بن حمید و ابن المنذر نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کے "ن" سے مراد وہ مچھلی ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے جبکہ قلم وہ ہے جس سے ذکر لکھا گیا۔ ۹۰؎

قلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے:

قلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، کیونکہ اگر قلم نہ ہوتا تو دنیا میں دین قائم نا ہوتا اور نا ہی زندگی کی اصلاح ہوتی۔

قلم کے ذریعے اللہ تعالی نے انسان کو علم عطا فرمایا۔

قلم کے ذریعے قرآن کریم کو کتابی شکل دی گئی۔

قلم کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث، سیرت، سنت اور اسوہ حسنہ کو مرتب کیا گیا۔

قلم کے ذریعے قانون سازی کی گئی۔

قلم کے ذریعے انسان پڑھنے اور لکھنے کے قابل بنا۔

قلم کے ذریعے فیصلے، شہادتیں، دستاویزات اور اہم ترین گواہیاں ضبط تحریر کی گئیں۔

قلم کے ذریعے بڑے بڑے علماء کرام نے مسند علم سنبھالی۔

قلم کے ذریعے سائنس اور ٹیکنالوجی میں کمالات حاصل کئے گئے۔

قلم کے ذریعے ایجادات کا نا ختم ہونے سلسلہ قائم ہوا۔

قلم کے ذریعے تعمیرات، ناپ تول، اوزار، ہتھیار، کشتی، جہاز، ٹرین، بسیں، گاڑیاں، توپ، ٹینک آبدوز اور ہر قسم کی ایجاد کا حساب کتاب اور ناپ تول لکھنا ممکن ہو سکا۔

قلم کے ذریعے کمپیوٹر، سائنس، بائیولوجی، فزکس، کیمسٹری، آسٹر فزکس، زولوجی، بوٹنی، نفسیات، سوشل سائنسز اور دنیا کا ہر ادب تخلیق ہوا

قلم علم کا منبع اور ماخذ ہے۔

قلم نے انسان کو عروج اور کمال عطا فرمایا۔

قلم انسان کا دوست، مربی، ہمدرد، خیر خواہ اور استاد ہے۔

طاغوت/سرکشی:

طاغوت/سرکشی کے حوالے سے قرآن کریم میں کئی مقامات پر تنبیہ کی گئی ہے، انسان کی سرکشی اس کے تمام اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

كَلَّآ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَيَطۡغٰٓى۔ ۹۱۔

ترجمہ۔ بے شک انسان سرکشی کرتا ہے۔

اَنۡ رَّاٰهُ اسۡتَغۡنٰى۔ ۹۲

ترجمہ۔ اِس بنا پر کے وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔

اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجۡعٰى۔ ۹۳

ترجمہ۔ بے شک اسے پلٹنا اپنے رب کی طرف ہی ہے۔

طَغٰٓى عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ط۔غ۔ی۔(و) سے مشتق ہے۔ ۹۴ے

طَغٰٓى کے معنی حد اور پیمانے سے تجاوز کرنا ہے۔

طغیان۔ سمندر یا دریا کا پانی اگر مقررہ اندازے سے بڑھ جائے اور ساحل سے باہر آجائے تو اس کو طغیان یا طغیانی کہتے ہیں۔

طغیان۔ کا لفظی معنی متعین حد سے تجاوز کرنے والا یا حد سے گزر جانے والا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا لَمَّا طَغَا الۡمَآءُ حَمَلۡنٰكُمۡ فِى الۡجَارِيَةِ۔ ۹۵

ترجمہ۔ بے شک جب پانی کو طغیانی ہوئی تو ہم نے تمہیں کشتی میں اٹھا دیا۔

عربی زبان میں 'طَغَى الماء' کا مطلب ہے پانی حد سے گزر گیا یعنی کناروں سے باہر آ گیا۔

طَغَی البحر کے معنی ہیں سمندر میں تلاطم پیدا ہو گیا یا طوفان آ گیا۔

طَغَی الموج کا مطلب ہے موج میں طغیانی آ گئی۔

طاغ یا طاغی کی۔جمع طاغون اور طاغین ہے۔

طاغی۔کو حد سے گزرنے والا یعنی کثیر الطغیان بھی کہا جاتا ہے۔

طاغی۔سے مراد سرکش، نافرمان اور باغی انسان۔

فرہنگِ آصفیہ میں طاغی کا مطلب باغی اور سرکش کے علاوہ مفسد، سرغنہ اور بپھرا ہوا۔

نوراللغات نے طاغی کو سرکش ہونے کے ساتھ ساتھ مالک کا نافرمان بھی بتایا ہے۔

طغیٰ، اطغیٰ، یطغیٰ، تطغو، طاغیہ اور طغیان۔سے مراد حد سے تجاوز کرنا یا سرکشی کو اختیار کرنا ہے۔

اطغی۔سے مراد حدود شکن، قانون شکن، اپنی حدود سے متجاوز ہونا۔

طغیہ۔اس پہاڑ کو کہتے ہیں جس پر چڑھنا دشوار ہو۔

طاغیہ۔سے مراد جبار، متکبر، احمق اور سخت گیر شخص۔۹۶؎

طاغیہ۔کے ایک معنی بجلی کی شدید کڑک اور مہیب طوفان بھی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ۔۹۷

ترجمہ۔ثمود تو کڑک دار آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا۔۹۸

ترجمہ۔ثمود نے اپنی سرکشی کے سبب جھٹلایا۔

طغویٰ۔سے مراد سرکشی اور حدود شکنی کے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى۔۹۹

ترجمہ۔تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ، وہ سرکشی میں حد سے گزر گیا ہے۔

طاغوت۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو طغی یا طغو سے مشتق ہے۔

طاغوت۔ کے معنی ہر حد سے تجاوز کر جانے والا۔ بدی اور شر کا سرغنہ۔
اسی وجہ سے شیطان اور معبودانِ باطل کا شمار بھی طاغوت میں کیا گیا ہے کیونکہ شیطان بھی اپنی حد سے تجاوز کر کے باہر نکل گیا تھا۔
جن سرکشوں نے اللہ کے بندوں سے اپنی بندگی کروائی وہ بھی اپنی حد پھاند گئے۔
لفظ 'طاغوت' اسمِ مبالغہ ہے یعنی بہت بڑا سرکش، انتہائی سرکش، حد سے زیادہ سرکش۔
طاغوت۔ کی جمع طواغ اور طواغیت ہے۔
طاغوت۔ سے مراد حدودِ بندگی سے باہر نکلنے والا۔
طاغوت۔ سے مراد ایسا شخص جو اللہ کے سامنے سرکشی دکھائے۔
طاغوت۔ سے مراد ایسا شخص یا نظام جو زمین پر ذاتی غلبہ اور قہر ڈھانے کی کوشش کرے۔
طاغوت۔ سے مراد ایسا شخص یا نظام جو اللہ کی حاکمیت کے مقابلے میں اپنی حاکمیت کا اعلان کرے۔ ۱۰۰

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَ الَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۔۱۰۱

ترجمہ۔ جن لوگوں نے اس بات سے پرہیز کیا کے شیطان کی عبادت کریں اور وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے ان کے لئے خوشخبری ہے سو آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۔۱۰۲

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں، سو تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو بلاشبہ شیطان کی تدبیر ضعیف ہے۔

وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا
الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ
الضَّلٰلَۃُ ؕ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ
الۡمُکَذِّبِیۡنَ ۔۱۰۳

ترجمہ۔بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچتے رہو، سو ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور ان میں سے بعض ایسے تھے جن پر گمراہی ثابت ہوگئی، سو تم زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ
کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ
اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۔۱۰۴

ترجمہ۔اللہ ولی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے، وہ ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے نور کی طرف، اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے اولیاء شیاطین ہیں وہ ان کو نکالتے ہیں، نور سے اندھیروں کی طرف، یہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اَللّٰہُ یَسۡتَہۡزِئُ بِہِمۡ وَ یَمُدُّہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ۔۱۰۵

ترجمہ۔اللہ ان کا مذاق بناتا ہے اور ان کو ڈھیل دے رہا ہے وہ اپنی سرکشی میں اندھے ہو کر بھٹک رہے ہیں۔

لِّلطّٰغِیۡنَ مَاٰبًا ۔۱۰۶

ترجمہ۔سرکشوں کا ٹھکانا۔

طاغوت کی اقسام:

۱۔شیطان کی بندگی کرنا:

اَلَمۡ اَعۡہَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ

عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۔ ۱۰۷

ترجمہ۔اے بنی آدم کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت مت کرنا، بلاشبہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ۚ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ الطَّاغُوۡتِ فَقَاتِلُوۡۤا اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ‌ۚ اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا ۔ ۱۰۸

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں، سو تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو بلاشبہ شیطان کی تدبیر ضعیف ہے۔

وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ‌ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ۔ ۱۰۹

ترجمہ۔میری عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے۔

يٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّيۡطٰنَ‌ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِيًّا ۔ ۱۱۰

ترجمہ۔(ابراہیم نے کہا) میرے باپ تم شیطان کی پرستش نہ کرو، بے شک شیطان رحمن کا نافرمان ہے۔

۲۔باطل نظام کی پیروی:

اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ‌ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةُ الۡفَصۡلِ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۔ ۱۱۱

ترجمہ۔کیا ان لوگوں کے کچھ ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا وہ طریقہ نکال لیا ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی اور اگر فیصلے کی بات پہلے سے طے نہ ہوچکی ہوتی تو یقینا ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا اور اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ ظالموں کے لئے ایک بڑا ہی دردناک عذاب ہے۔

۳۔طاغوتی فیصلے/ باطل قوانین:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ ؕ وَيُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ۔۱۱۲

ترجمہ۔کیا آپ نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جودعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے جواللہ نے آپ کی طرف نازل فرمایااوراس پر بھی ایمان لائے جوآپ سے پہلے نازل کیا گیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ شیطان کی طرف اپنا قضیہ لے جائیں حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کے منکر ہوں،اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کوگمراہ کر کے دور کی گمراہی میں ڈال دے۔

۴۔انبیاءاور شخصیات کی بندگی:

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ۔۱۱۳

ترجمہ۔بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرواور شیطان سے بچتے رہو،سوان میں سے بعض کواللہ نے ہدایت دی اوران میں سے بعض ایسے تھے جن پر گمراہی ثابت ہوگئی،سوتم زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو جھٹلانے والوں کا کیاانجام ہوا۔

اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۔۱۱۴

ترجمہ۔ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں کواور درویشوں کورب بنالیااور مسیح ابن مریم کو بھی اور حالانکہ ان کو یہی حکم ہوا تھا کہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ

اس چیز سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

ابن منذر نے ابن جریج ؒ بیان کرتے ہیں احبار یہودیوں میں سے تھے جبکہ رھبان نصاری میں سے تھے۔۱۱۵؎

فضیل بن عیاض ؒ نے فرمایا ! احبار سے علماء مراد ہیں اور رھبان سے عبادت گزار لوگ مراد ہیں۔۱۱۶؎

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَكُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَیۡـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ۔۱۱۷

ترجمہ۔آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آجاؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم عبادت نہ کریں مگر اللہ کی ،اوراس کے ساتھ کسی بھی چیز کوشریک نہ ٹھہرائیں، اوراللہ کو چھوڑ کر ہم آپ میں کوئی کسی دوسرے کورب نہ بنائے،سواگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ فرمانبردار ہیں۔

۵۔اقتداراورصاحب اقتدار کی بندگی:

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡكَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ زَهۡرَةَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۬ۙ لِنَفۡتِنَهُمۡ فِیۡهِ ؕ وَ رِزۡقُ رَبِّكَ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی۔۱۱۸

ترجمہ۔آپ ہرگز ان چیزوں کی طرف اپنی آنکھیں نہ بڑھائیں جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کوان کی آزمائش کے لئے متمتع کررکھا ہے جوان کی بیویاں ہیں اوردنیاوی زندگی کی رونق ہے،اورآپ کے رب کا رزق بہتر ہےاور بہت دیر پا ہے۔

فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ تَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ۔۱۱۹

ترجمہ۔آپ کوان کے مال اوران کی اولاد تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں دنیاوالی زندگی میں ان چیزوں کے ذریعہ عذاب دے اور یہ کہ ان کی جانیں اس حال میں نکل جائیں کہ کفر

کی حالت میں ہوں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡہُمۡ اَمۡوَالُہُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡـًٔا وَ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ وَقُوۡدُ النَّارِ ۔۱۲۰

ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ان کے مال اور اولاد اللہ کے نزدیک کچھ بھی کام نہیں آئیں گے، اور یہ لوگ وہ ہیں جو دوزخ کا ایندھن ہیں۔

۶۔مشرکین، کافرین، منافقین سے دوستیاں:

اَلَّذِیۡنَ یَتَّخِذُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَیَبۡتَغُوۡنَ عِنۡدَہُمُ الۡعِزَّۃَ فَاِنَّ الۡعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا ۔۱۲۱

ترجمہ۔ جو مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں بلاشبہ ساری عزت اللہ کے لئے ہے۔

لَا یَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ فِیۡ شَیۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡہُمۡ تُقٰىۃً وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ وَ اِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ ۔۱۲۲

ترجمہ۔ نا بنائیں مؤمن کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر، اور جو شخص یہ کام کرے گا تو اللہ سے دوستی کرنے کے کسی شمار میں نہیں، مگر اس حالت میں کہ دشمنوں سے کچھ بچاؤ کرنا ہو، اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو کفار سے مہربانی کا برتاؤ کرنے سے منع فرمایا اور ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا بھیدی بنانے سے منع فرمایا۔ ہاں اگر کفار تم پر غالب ہوں تو ان کے ساتھ مہربانی کا اظہار کریں لیکن دین میں ان کی مخالفت کریں (اور اپنے دین اسلام پر پکا رہے) اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت۔

اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡہُمۡ تُقٰىۃً ۔۱۲۳

سدیؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ

مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ جو شخص ایسا کرے گا یعنی (کافروں سے دوستی لگائے گا) تو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں۔ ۱۲۴

۷۔ خاندان یا برادری کی خاطر اسلام سے اعراض برتنا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں پسند کرتے ہوں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی کرے گا تو یہ لوگ ہی ظلم کرنے والے ہیں۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۱۲۶

ترجمہ۔آپ نہیں پاؤ گے ایسی قوم کو جو ایمان رکھتی ہے اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر کہ وہ دوستی رکھتے ہیں ان سے جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہیں اگرچہ وہ ان کے باپ دادا یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کا خاندان ہی کیوں نہ ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی تائید کی ہے اپنی طرف سے روح سے اور اللہ تعالیٰ انہیں جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے یہ اللہ کا گروہ ہے سنو یقیناً اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ کی رضا کے لیے محبت کرو، اللہ کی رضا کے لیے بغض رکھو، اللہ کی رضا کے لیے دشمنی رکھو، اور اللہ کی رضا کے لیے دوستی قائم کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت اسی سے حاصل کی جاسکتی ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ۔ ۱۲۷

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خالص اور مضبوط ترین ایمان اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے بغض رکھنا ہے۔ ۱۲۸؎

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔ ۱۲۹

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے، اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور کنبہ اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے نہ چلنے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول اسے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کے اللہ کا حکم آجائے اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

۸۔ نفسانی خواہشات کی غلامی:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ ۱۳۰

ترجمہ۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا سو

کون ہے جو اللہ کے بعد اس شخص کو ہدایت دے گا۔ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔
نفس پرستی درحقیقت طاغوت کی بنیادی وجہ ہے، جس کی انتہائی شکل لبرل ازم اور دہریت میں نظر آتی ہے۔ لوگ برملا اپنی خواہشات کا احترام کرتے ہیں اور دین کی پابندیوں سے اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

نفسانی خواہشات انسان کو اللہ کی نافرمانی کی جانب لے جاتی ہے۔
جو شخص اللہ کی نافرمانی کے بعد خوش ہوتا ہے اللہ تعالی ایسے شخص کو ذلیل و رسوا کر کے چھوڑتا ہے۔
اخلاص کی تکمیل ہی اس وقت ہوتی ہے جب انسان نافرمانی کو چھوڑ دے۔
بہترین عبادت نافرمانی سے گریز اور شک وشبہ کے وقت توقف اختیار کرنا ہے۔
تعجب ہے ایسے انسان پر جو دعا کی قبولیت میں دیر کا شکوہ کرتا ہے لیکن وہ اللہ کا نافرمان ہے۔
آپ نے فرمایا بدترین ہے وہ صحبت جس میں اللہ کی نافرمانی کو سنوار کر پیش کیا جائے۔
اس شخص کے پاس کوئی دین نہیں جس نے مخلوق کی اطاعت اللہ کی نافرمانی کے ذریعے سے کی نافرمانی اللہ کا ممنوعہ علاقہ ہے چنانچہ جس نے اس کے اطراف من مانی کی تو بہت ممکن ہے کے وہ اس میں داخل ہو جائے۔ نافرمانی سے دوری بھی اللہ کی عبادت ہے۔
نافرمانی قبولیت دعا کو روک دیتی ہے۔ نافرمانی سزا لے آتی ہے۔
نافرمانی نجس لوگوں کی لگن ہے۔ نافرمانی سے بدبختی وجود میں آتی ہے۔ نافرمان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔
جو شخص نافرمانی کے بارے میں بہت زیادہ سوچتا ہے نافرمانی اس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔
جو انسان اپنے نفس کی عزت کا خواہاں ہو گا وہ نافرمانی سے دور رہے گا۔
جو انسان اللہ کی نافرمانیوں سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے وہ آخرت میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ۱۳۱؎

اہم نکتہ:

اللہ کی نافرمانی، معصیت اور سرکشی انسان کو دکھ، غم، پریشانی اور افسردگی میں مبتلا کر دیتی ہے کیونکہ

گناہ کی یہ فطرت ہے کے وہ انسان کو بے چین رکھتا ہے، گناہگار انسان پرسکون نیند سے محروم رہتا ہے، اپنے گناہوں کے سبب وہ ہمیشہ مضمحل اور اداس رہتا ہے اس کے اندرون میں بے چینی اور احساس ندامت موجود ہوتا ہے دوسری جانب اس کا ضمیر بھی اس کو ہر وقت ملامت کرتا ہے، اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! گناہ اور معصیت کے سبب انسان کے قلب پر ایک سیاہ نقطہ نمودار ہو جاتا ہے پھر گناہوں کے سبب یہ نقطہ بڑھتا چلا جاتا ہے لیکن دل کی یہ سیاہی کثرت استغفار سے دور کی جاسکتی ہے۔

حیران کن امر یہ ہے کے اللہ نے انسان کو تمام وسائل عطا فرمائے اس کے ساتھ ساتھ اس کو جسمانی صحت اور تندرستی بھی عطا فرمائی لیکن انسان ان وسائل، نعمتوں اور اپنی صحت کو اللہ کی نافرمانی میں سرف کرتا ہے بجائے کے وہ اللہ کی شکرگزاری کرے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! بداخلاق انسان ہمیشہ غصے اور پریشانی میں مبتلا رہتا ہے۔ ۱۳۲؎

نماز سے روکنا/نیکی کے کاموں میں روکاوٹ کھڑی کرنا:

حق اور باطل کی جنگ قیامت تک جاری رہے گی، خیر اور شر دونوں ہی قوتیں اپنا غلبہ چاہتی ہیں، یہ الگ بات ہے کے حق کی تعداد کم جبکہ باطل تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں، لیکن حق کی چوٹ باطل کو مٹا کر رکھ دیتی ہے، معاشرے کی یہ عام روش ہے کے حق بات کرنے والے کو ہمیشہ بڑی مشکلات اور روکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ نئی بات نہیں تمام پیغمبروں، انبیاء اور رسل کے ساتھ ان کی قوم نے یہی کیا۔ اسی تناظر میں درج ذیل آیات کا نزول ہوا۔ ارشادات خداوندی ہیں!

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۔ ۱۳۳ ۔

ترجمہ۔ تم نے دیکھا اُس شخص کو۔

عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۔ ۱۳۴ ۔

ترجمہ۔ جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھتا ہو؟

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۔ ۱۳۵ ۔

ترجمہ۔تمہارا کیا خیال ہے اگر (وہ بندہ) راہ راست پر ہو۔

أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ۔ ۱۳۶۔

ترجمہ۔ یا پرہیز گاری کی تلقین کرتا ہو؟

أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ۔ ۱۳۷

ترجمہ۔تمہارا کیا خیال ہے اگر (یہ منع کرنے والا شخص حق کو) جھٹلاتا اور منہ موڑتا ہو؟

أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ۔ ۱۳۸۔

ترجمہ۔ کیا وہ نہیں جانتا کے اللہ دیکھ رہا ہے؟

فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ۔ ۱۳۹۔

ترجمہ۔ وہ بُلالے اپنے حامیوں کی ٹولی کو۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ۔ ۱۴۰۔

ترجمہ۔ ہم بھی عذاب کے فرشتوں کو بُلا لیں گے۔

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ۔ ۱۴۱

ترجمہ۔ کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو منع کرتا ہے۔

یہ آیات ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئیں، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھنے سے منع کرتا اور لوگوں سے کہتا کے اگر میں اُنہیں ایسا کرتا دیکھوں گا تو (مَعَاذَ اللہ) ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن، اپنے پاؤں سے کچل ڈالوں گا اور چہرہ خاک میں ملا دوں گا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کے ابوجہل اپنے اسی فاسد ارادے سے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ کر الٹے پاؤں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے ایسے بھاگا جیسے کوئی کسی مصیبت کو روکنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتا ہے، اس کے چہرے کی رنگت اڑی ہوئی جبکہ اعضاء بری طرح سے کپکپا رہے تھے۔

لوگوں کے استفسار پر ابوجہل نے بتایا کے جب میں مذموم ارادے سے آگے بڑھا تو میں نے دیکھا کے ایک میرے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان آگ سے بھری ہوئی ایک خندق حائل ہے جس

مس دہشت ناک پرندے بازو پھیلائے ہوئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بارے میں فرمایا! اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا ہر ایک عُضو جدا کرڈالتے۔ ۱۴۲

ا۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں، وہ کھلے ظالم ہیں۔

۲۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی رحمت سے دور اور لعنت کا نشانہ بنیں گے۔

۳۔ ایسا کرنا اہلِ جہنم کی صفت اور ان کی عادت ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَوَيۡلٌ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِيۡدِۙ الَّذِيۡنَ يَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓٮِٕكَ فِىۡ ضَلٰلٍۢ بَعِيۡدٍ۔ ۱۴۳

ترجمہ۔ بڑا سخت عذاب ہے ان کافروں کے لئے جو دنیاوی زندگانی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور (لوگوں کو) راہ خدا سے روکتے ہیں، اس میں کجی یعنی (شبہات) کے متلاشی رہتے ہیں، ایسے لوگ بڑی دور کی گمراہی میں ہیں۔

نماز میں سستی اور کاہلی:

نماز میں سستی اور کاہلی کرنے والوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمۡ ۚ وَ اِذَا قَامُوۡۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوۡا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَ لَا يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۔ ۱۴۴

ترجمہ۔ بے شک منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اللہ ان کی دھوکہ بازی کی ان کو سزا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو کسل مندی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا سا۔

وَ مَا مَنَعَهُمۡ اَنۡ تُقۡبَلَ مِنۡهُمۡ نَفَقٰتُهُمۡ اِلَّاۤ اَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَ

بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى وَ لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ۔ ۱۴۵

ترجمہ۔ یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر سستی کے ساتھ اور خرچ نہیں کرتے مگر نا گواری کے ساتھ۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ ۱۴۶

ترجمہ۔ ایسے نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے، جو اپنی نماز کو بھلا دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! منافقین پر فجر اور عشاء کی نمازوں سے بھاری اور کوئی نماز نہیں ہے، اگر وہ جانتے کے ان نمازوں میں کیا ہے، تو وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے حاضر ہوتے۔ میں نے ارادہ کیا کے اذان کا حکم دوں اور اقامت کہی جائے، پھر کسی شخص کو حکم دوں کے لوگوں کی امامت کرے، پھر آگ کے شعلے لے کر انہیں جلا دوں، جو نماز کے لیے ابھی تک نہیں نکلے۔ ۱۴۷؎

حضرت ابو ذر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم پر ایسے حاکم مسلط ہو جائیں جو نماز کو (مستحب) وقت سے مؤخر کر کے پڑھیں یا نماز کے (مستحب) وقت کو ختم کر کے پڑھیں تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اپنے وقت پر نماز پڑھ لیا کرو پھر اگر ان کے ساتھ نماز پاؤ تو (اُن حاکموں کے فتنہ سے بچنے کے لیے) وہ بھی پڑھ لینا کیونکہ وہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔ ۱۴۸؎

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! منافق کی نماز یہ ہے کے وہ بیٹھ کر سورج کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کے سورج جب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو وہ کھڑے ہو کر چار ٹھونگے مار لیتا ہے اور اس میں تھوڑا سا اللہ کو یاد کر لیتا ہے۔ ۱۴۹؎

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں۔

ا۔ جہنم میں خوفناک وادی ہے ویل نامی جس سے جہنم خود بھی پناہ مانگتا ہے یہ اس شخص کا ٹھکانہ ہوگی

جونماز کو وقت گزار کر پڑھتا ہے۔
۲۔اللہ کریم اس کی عمر سے برکت ختم کر دے گا، اس کے چہرے سے نیک لوگوں کی علامت مٹا دے گا۔ ۳۔ذلیل ہو کر مرے گا۔
۴۔بھوکا مرے گا۔ ۵۔مرتے وقت اسے اتنی پیاس لگے گی کہ اگر سارے دریاؤں کا پانی بھی پلا دیا جائے تو اس کی پیاس نہ بجھے گی۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ۔ ۱۵۰

ترجمہ۔(اہل جہنم سے پوچھا جائے گا) تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی؟ تو وہ کہیں گے کے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑتا ہے، اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ داخل ہوگا۔ ۱۵۱؎
منقول ہے، روزِ قیامت نماز میں سستی کرنے والا اس حال میں آئے گا کے اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوں گی۔
۱۔اے اللہ کا حق برباد کرنے والے۔ ۲۔اے اللہ کے غضب کے ساتھ مخصوص۔
۳۔جس طرح دنیا میں تو نے حق اللہ یعنی اللہ کا حق ضائع کیا، اسی طرح آج تو بھی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جا۔ ۱۵۲؎
جہنم میں ایک وادی ہے، جس کا نام ویل ہے، اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈال دئے جائیں تو وہ بھی اس کی گرمی سے پگھل جائیں، یہ ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے جو نماز میں سستی کرتے ہیں اور وقت کے بعد قضا کر کے نماز پڑھتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص اپنی اس خطاء پر نادم ہوا تو وہ اللہ کے حضور توبہ کرے۔ ۱۵۳؎
اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا! اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہو، جس نے ایک بھی

نماز چھوڑی، وہ مجھ سے قیامت کے دن اس حال میں ملے گا کہ میں اس پر غضب فرماؤں گا۔ ۱۵۴

انسان کی پیشانی:

انسان کی پیشانی کا ذکر قرآن کریم میں ہے جبکہ اس کی اہمیت کو سائنس نے بھی ثابت کیا ہے۔

الناصیۃ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ن۔ص۔و) سے مشتق ہے۔ ۱۵۵

الناصیۃ ۔سے مراد سر کا اگلا حصہ، جو کو پیشانی کہتے ہیں۔

تاہم کچھ ماہرین لغات نے پورے سر کو بھی الناصیۃ کہا ہے۔

الناصیۃ ۔کی جمع نواصی ہے۔

النواصی ۔مجازاً اس لفظ کو عزت، شرف، بزرگی اور ادب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ہر ذی حیات کی لگام اللہ کے ہاتھ میں ہے چنانچہ ہر ذی حیات اللہ کی مخلوق ہونے کے سبب اسی کے احکامات کی پابند ہے، اور اللہ کے حکم اور قوانین سے سے کوئی بھی بالا نہیں۔

تمام مخلوقات، انس وجن، ملائکہ، وحیوانات ونباتات، حجریات، سورج، چاند، ستارے، سیارے سب کے سب اللہ کے حکم اور قانون کی زنجیر میں بندھے اور جکڑے ہوئے ہیں۔

انسانی دماغ ایک انتہائی پیچیدہ عضو ہے، ایک دماغ میں تقریباً 100 ارب (ایک کھرب) خلیات پائے جاتے ہیں۔ یہ صرف ان خلیات کی تعداد ہے جن کو عصبون یا neuron کہا جاتا ہے، پھر ان 100 ارب خلیات میں سے بھی ہر ایک، عصبی تاروں یا ریشوں کے ذریعہ تقریباً 10000 دیگر خلیات کے ساتھ رابطے بناتا ہے۔

انسانی دماغ کو اپنا کام کرنے کے لیے روزانہ تقریباً 1080 لیٹر خون کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک بالغ دماغ کا وزن تقریبا 3 پاونڈ ہوتا ہے۔ انسانی جسم کے وزن کا محض 2% لیکن جسم کی توانائی کا 20% دماغ استعمال کرتا ہے۔

دماغ میں ایسے نامیاتی مادے کا اخراج ہوتا ہے جو دماغ کو کسی بھی نقصان سے محفوظ کرتا ہے اور اسکو غذا بھی مہیا کرتا ہے۔

کھوپڑی 22 skull مختلف ہڈیوں سے مل کر بنی ہے جو انسانی دماغ کی حفاظت کرتی ہے۔

دماغ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ Cerebrum, cereblellum اور brain stem

Cerebrum دماغ کا سب سے اہم حصہ ہوتا ہے جو انسان کے سوچ، جذبات، حس، چکھنے، سونگھنے، دیکھنے کی صلاحیتوں کو کنٹرول کرتا ہے۔

Cerebellum دماغ کا چھوٹا حصہ ہوتا ہے۔ جو ہمارے جسم کی نقل و حرکت کو کنٹرول کرتا ہے اور دماغ اور جسم کے اعضاء کے درمیان پیغام رسانی کا کام کرتا ہے۔

دماغ کا تیسرا حصہ brainstem ریڑھ کی ہڈی (spinal cord) سے جڑا ہوتا ہے اور یہ تمام ان چیزوں کے لیئے ذمہ دار ہوتا ہے جسے عام طور پر ہم نہیں سوچتے جیسے دل کی دھڑکن، سانس لینا یا نظام انہظام (Digestive system)

انسانی دماغ طبعی طور پر دو حصوں میں بٹا ہوتا ہے۔ دماغ کا الٹی طرف والا حصہ جسم کے سیدھی طرف والے حصے کو کنٹرول کرتا ہے۔

جبکہ سیدھی طرف والا حصہ جسم کے الٹے حصے کو کنٹرول کرتا ہے۔

انسانی جسم میں سب سے زیادہ اعصاب ریڑھ کی ہڈی سے جڑے ہوتے ہیں۔ لیکن بارہ اعصاب ایسے ہیں جو سیدھے دماغ سے ہی چلائے جاتے ہیں جیسے دیکھنے کی حس، چہرے کی تحرکات اور دل کی شرح وغیرہ۔

انسانی دماغ میں اربوں خلیات (cells) ہوتے ہیں جو ہمارے سارے جسم سے پیغامات وصول کرتے ہیں اور انہیں بھیجتے ہیں۔

انسان کی ہر یادداشت دماغ کے ایک کونے میں محفوظ ہوجاتی ہے جہاں دماغ ہماری یادداشت محفوظ کرتا ہے اس حصے کو hippocampus کہتے ہیں۔

دماغ بجلی کی طرح کام کرتا ہے۔ جیسے رات کو بلب جلانے کے لئے بجلی کی ضرورت ہوتی ہے ویسے ہمارے خیالات، جذبات، عضلات کو دماغ چلاتا ہے۔

انسان جو سانس لیتا ہے دماغ اسکا 25% استعمال کرتا ہے۔

انسانی دماغ جسمانی نشونما کے لیئے ایک خاص رطوبت خارج کرتا ہے جسے pituitary gland

کہتے ہیں۔

جب انسان پیدا ہوتا ہے تو انسانی دماغ میں تمام دماغی خلیات (neurons) موجود ہوتے ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں، بس یہ رابطے میں نہیں ہوتے اور جیسے جیسے انسان اپنی عمر کے مراحل کو طے کرتا ہے، جیسے چلنا، دوڑنا، موٹر سائیکل چلانا وغیرہ تو یہ آپس میں connect ہو جاتے ہیں

انسانی دماغ کسی بھی جانور کے دماغ سے تین گنا بڑا ہوتا ہے۔

چیونٹی کا دماغ انسانی دماغ سے بہت مختلف ہے، وہ حجم میں ایک کیوبک ملی میٹر کا تقریباً دسواں حصہ ہے، یا نمک کے ایک دانے کے سائز کا ایک تہائی، اور اس میں صرف دو لاکھ پچیس ہزار نیورون ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ایک انسانی دماغ میں تقریباً چھیاسی ارب نیورونز ہوتے ہیں۔

جاگتے ہوئے کوئی بھی کام کرتے وقت انسانی دماغ کی ایکٹویٹی اتنی زیادہ نہیں ہوتی جتنی سوتے وقت خواب دیکھتے وقت ہوتی ہے۔

انسان کا دماغ اپنا لمس کو پہچانتا ہے لہٰذا وہ کبھی خود کو گدگدی نہیں کر سکتا۔

انسان کے دماغ کو کام کرنے کے لیے بیس سے پچیس فیصد آکسیجن اور خون کی ضرورت ہوتی ہے۔

اوسطاً ستر ہزار کے قریب خیالات ایک دن میں انسان کے دماغ میں آتے ہیں۔

اسٹریس یعنی پریشانی انسان کے دماغ کے خلیات اور فنکشنز کو بیدار کرتی ہے۔

انسانی دماغ دس سے تئیس واٹ بجلی پیدا کرتا ہے۔

انسانی دماغ دن کی نسبت رات کو زیادہ متحرک ہوتا ہے۔

معلومات مختلف رفتار سے دماغ کے خلیوں (سیلز) میں سفر کرتی ہیں۔ اسی لیے کبھی کبھار اسے کوئی بات فوراً یاد آ جاتی ہے اور کبھی کچھ وقت کے بعد۔

فرنٹل لوب کی اہمیت؟

سائنسدانوں کے مطابق، دماغ کا اگلا حصہ جو پیشانی کے پیچھے واقع ہے، اسے Frontal lobe

کہتے ہیں، فرنٹل لوب ہر انسان کی شخصیت، برتاؤ، فیصلے، مسائل کے حل، بولنے اور تمام انسانی جسمانی حرکات وسکنات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

فرنٹل کورٹیکس پیشانی کے بالکل پیچھے ہوتا ہے، جو فرنٹل لوب کا بڑا حصہ بناتا ہے۔ پری فرنٹل کورٹیکس کسی شخص کے کردار کی تعمیر کے لیے اہم اکائی ہے، جو فیصلہ سازی میں اہم کردار ادا کرتا ہے، تاہم اس میں سپیچ ایریا بھی ہوتا ہے جو کے اعضاء کے درمیان آواز پیدا کرنے کے عمل کو مربوط کرتا ہے، زبان اور چہرے کے اتار چڑھاؤ کو کنٹرول کرتا ہے، یعنی انسانی جسم کے تمام فیصلے اسی حصے سے صادر ہوتے ہیں۔ پیشانی کے اس حصے سے جذبات ظاہر ہوتے ہیں، پیشانی کا یہی اگلا حصہ شخصیت کی صفات بناتا ہے۔

محققین کے مطابق، پیشانی کے اس حصے پر اگر گہری چوٹ لگ جائے تو انسان فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔

فرنٹ لوب دماغ کا وہ حصہ ہے جو اہم انسانی علمی صلاحیتوں کو کنٹرول کرتا ہے جیسے:

۱۔جذباتی اظہار۔ ۲۔مسائل کا حل۔ ۳۔یاد رکھنے کی صلاحیت۔ ۴۔زبان کو سیکھنا اور سمجھنا۔ ۵۔قوت فیصلہ۔ ۶۔جنسی سلوک۔

درحقیقت یہ انسانی شخصیت اور اس کی بات چیت کی صلاحیت کا ''کنٹرول پینل'' ہے۔

فرنٹل لوب ہی انسانی افعال کی انجام دہی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

یہ حصہ منصوبہ بندی، خود پر قابو، میموری کی تشکیل، ہمدردی، توجہ، جذبات اور سوچ کے عمل کا مرکز ہے جو شخصیت میں مجسم ہوتے ہیں۔

فرنٹل لوب پرائمری موٹر فنکشن، یا شعوری طور پر پٹھوں کو حرکت دینے کی ہماری صلاحیت، اور بولی سے وابستہ دو اہم علاقوں بشمول بروکا کا علاقہ بھی ذمہ دار ہے۔ فرنٹل لوب ہمیں تقریر کی شکل میں خیالات کو تشکیل دینے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ رضاکارانہ حرکتیں کرنے میں بھی ہماری مدد کرتا ہے جیسے کہ چلنا اور دوڑنا۔

فرنٹل لوب دماغ کے اگلے حصے میں واقع ہے، جو دماغی نصف کرہ کے تقریبا 1 / 3 پر قابض ہے۔

فرنٹل لوب دماغ کا وہ حصہ ہے جو اعلیٰ سطحی علمی مہارتوں اور موٹر کے بنیادی افعال کو کنٹرول کرتا

ہے، یہ انسانی شخصیت اور مواصلاتی صلاحیتوں کا مرکز ہے۔

انسانی سر کا اگلا حصہ اتنا اہم ہے، جس کی اہمیت قرآنی آیات اور سائنسی تحقیق کے مطابق بیان کی گئی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ۔ ۱۵۶

ترجمہ۔ بے شک اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اُسے کھینچیں گے۔

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ۔ ۱۵۷۔

ترجمہ۔ اُس پیشانی کو جو جھوٹی اور سخت خطا کار ہے۔

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ۔ ۱۵۸

ترجمہ۔ مجرمین اپنی نشانی سے پہچانے جائیں گے، انھیں ان کی پیشانیوں اور قدموں سے پکڑا جائے گا۔

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ۔ سے مراد مجرمین کو ان کو چہروں کی سیاہی سے اور ان کی آنکھوں کے نیلا ہونے سے پہچان لیا جائے گا۔ ۱۵۹

ابن جریجؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ۔ سے مراد مجرمین کو ان کے چہروں کی سیاہی اور ان کی آنکھوں کے نیلا ہونے سے پہچان لیا جائے گا۔ ۱۶۰

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ۔ سے مراد زبانیہ یعنی (جہنم کے داروغے)۔

مجرمین کو ان کی پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے پکڑ کر، انھیں توڑ کر جہنم میں ڈالیں گے، جیسے تنور میں لکڑی کو توڑ کر ڈالا جاتا ہے۔ ۱۶۱

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ۔ ترجمہ۔ سو ان کے سر کے بال اور پاؤں پکڑ لئے جائیں گے۔ یعنی ایک فرشتہ مجرمین کے سر کے بالوں کو پکڑ کر ان کے قدموں کے ساتھ ملا دے گا پھر ان کی کمر کو توڑے گا پھر ان کو آگ میں پھینک دے گا۔ ۱۶۲

ضحاک ؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَ الْاَقْدَامِ۔ سے مراد ایک فرشتہ مجرمین کو ان کی پیٹھ کے پیچھے، اس کی پیشانی اور پاؤں کو ایک زنجیر میں جکڑ دے گا۔ ۱۶۳؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب پل صراط بچھائی جائے گی، اس وقت کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے کالے ہوں گے، پل صراط تلوار کی دھار کی طرح تیز کی جائے گی، اس کو گرم کیا جائے گا، یہاں تک وہ انگارے کی طرح گرم ہوجائے گی لیکن مؤمن اس کو پار کرلے گا اور اس کو کوئی تکلیف نہ ہوگی لیکن منافق جب اس پر چلے گا یہاں تک کے جب وہ درمیان میں ہوگا اس کے پاؤں میں کانٹا چبھے گا تو وہ جہنم میں جا گرے گا، پھر داروغہ جہنم اس کو مارے گا، اور اسے پیشانی کے بالوں سے گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دے گا، جہاں مجرمین پچاس سال تک گرتے رہیں گے، اور ان پر پچاس اونٹنیوں کا بوجھ بھی لاد دیا جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَ الْاَقْدَامِ۔

ترجمہ۔ مجرمین اپنی نشانی سے پہچانے جائیں گے، انھیں ان کی پیشانیوں اور قدموں سے پکڑا جائے گا۔ ۱۶۴؎

جہنم کے داروغہ کی قوت میں اضافہ:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک جہنم کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال قبل جہنم کے داروغوں کو پیدا کیا گیا، اور ہر دن ان کی قوت اور طاقت میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے یہاں تک کے روز قیامت قائم ہوجائے۔ ۱۶۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یہ دعا فرماتے، اے رب! میری پیشانی تیرے قبضہ قدرت میں ہے! میں خود کو تیرے حوالے کرتا ہوں، تیری مرضی کے آگے میری مرضی کچھ نہیں ہے۔ ۱۶۶؎

سجدے کی فضیلت:

سجدہ عبادت کا وہ اہم رکن یا حصہ ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے، کیونکہ انسان کو یہ معلوم ہے کے اس کا مالک وخالق اللہ کے سوا کوئی نہیں وہی اس کا کفیل، رزاق اور کارساز ہے، اللہ نے انسان کے سر کو جسم کے سب سے اوپر نصب کیا، اسی سر میں دماغ، شعور، لاشعور، اچھے برے کی تمیز اور حق و باطل میں فرق کی صلاحیت موجود ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَلَّا ۚ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۔ ١٦٧

ترجمہ۔ ہرگز نہیں، اُس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور (اپنے ربّ کا) قرب حاصل کرو۔

سطور بالا میں فرنٹل لوب کی اہمیت کو بیان کیا جا چکا ہے، اللہ تعالی کے فرمان کے مطابق انسان جب سجدہ کرتا ہے تو وہ اللہ کے قریب ہوجاتا ہے، یعنی وہ اپنے مالک، حاکم، بادشاہ، کل کائنات کے خالق اور مالک کے آگے سجدہ ریز ہوکر اپنی نفی کا اظہار تو کرتا ہی ہے، دوسری جانب وہ اپنے اس عمل سے اس بات کا اظہار بھی کرتا ہے کے اللہ تعالی کا یہ احسان عظیم ہے کے اس نے مسلمان پیدا فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی پیدا فرمایا، اپنی بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا، دین کی سوجھ بوجھ عطا فرمائی اور عبادت اور شکر کی توفیق عنایت فرمائی۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۔ ١٦٨

ترجمہ۔ جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر، پھر جب مطمئن ہوجاؤ تو نماز قائم کرو۔ بے شک نماز مومنین پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۔ ١٦٩

ترجمہ۔ جنہیں اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوۃ دینے سے سوداگری اور خرید وفروکت کرنا غفلت میں نہیں ڈالتا، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جاؤں گی۔

مُنِيۡبِيۡنَ اِلَيۡهِ وَ اتَّقُوۡهُ وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ۔١٧٠

ترجمہ۔اللہ کی طرف رجوع ہو کر اس کی فطرت کا اتباع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم بہت سجدہ کیا کرو کیونکہ ہر سجدے کے بدلے اللہ تعالیٰ تمھارا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ کو معاف فرمائے گا۔١٧١؎

ربیعہ بن کعب اسلمیؓ بیان کرتے ہیں، میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہا کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو کا پانی اور دیگر حاجت کا خیال رکھتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مانگ کیا مانگتا ہے، میں نے عرض کی، میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت چاہتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کچھ اور بھی میں نے عرض کی، بس یہی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (اچھا) کثرت سجود سے تو میری مدد کر۔١٧٢؎

۞

حوالہ کتب:

١۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ١۴٠۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔١٩٩٨ء۔
٢۔سورہ العلق۔آیت۔١۔
٣۔سورہ العلق۔آیت۔١۔۵۔
۴۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۵۔سورہ المجادلہ۔آیت۔١١۔
٦۔سورہ الزمر۔آیت۔٩۔
٧۔سورہ البقرہ۔آیت۔٢٦٩۔
٨۔سورہ فاطر۔آیت۔٢٨۔
٩۔سورہ آل عمران۔آیت۔١٩٠۔١٩١۔
١٠۔سورہ طلاق۔آیت۔١٢۔

۱۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۹۔

۱۲۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۹۵۔

۱۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۱۔

۱۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۷۹۔

۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۱۔

۱۶۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۱۱۴۔

۱۷۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین ۔ج ۔اول۔شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہ(متوفی۔۷۵۱ھ)۔مترجم۔مولانا محمد جوناگڑھی۔ص۔۳۷۔مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور۔۱۹۹۹ء۔

۱۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔

۱۹۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔

۲۰۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔

۲۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ

۲۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۳۔ ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۲۴۔ ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔

۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۶۔شرح السنہ۔امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) ص۔۲۹۰۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۲۷۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔

۲۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۳۱۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۳۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۳۳۔الترغیب والترہیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ۔دار ابن کثیر بیروت۔

۳۴۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔

۳۵۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔

۳۶۔ مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔

۳۷۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔

۳۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۳۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۴۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۳۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۴۴۔الفقتہ والمتفقتہ (حمد بن ثابت)
۴۵۔ شرح المہذب۔علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۴۶۔احیاء علوم الدین۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) مطبوعہ دار الخیر بیروت۔۱۴۱۳ھ۔
۴۷۔الابانۃ کبریٰ۔
۴۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۹۔ المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔
۵۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۳۔میزان حکمت۔ص۔۳۸۰۔
۵۴۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مطبوعہ ایران و مطبوعہ کراچی۔
۵۵۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۵۶۔علم و حکمت۔ج۔۱۔ص۔۴۲۳۔مکتبہ۔
۵۷۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۵۸۔مرشد کی باتیں۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۶۰۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۵۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۱۔سورہ العلق۔آیت۔۲۔
۶۲۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔۳۔
۶۳۔ایک سو ایک اولیا خواتین شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۶۴۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۳۔۱۴۔
۶۵۔سورہ العلق۔آیت۔۳۔
۶۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۸۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۷۷۔
۶۹۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۱۶۔

۷۰۔سورہ النمل۔آیت۔۴۰۔
۷۱۔سورہ الانفطار۔آیت۔۶۔
۷۲۔سنن ابو داوٗد۔امام ابو داوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۰۹۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۷۳۔سورہ العلق۔آیت۔۴۔
۷۴۔سورہ العلق۔آیت۔۵۔
۷۵۔سورہ قلم۔آیت۔۱۔
۷۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۲۔
۷۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۱۔سورہ العلق۔آیت۔۴۔
۸۲۔سوہ قلم۔آیت۔۱۔
۸۳۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔
۸۴۔سورہ قلم۔آیت۔۱۔
۸۵۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۸۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۰۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۱۔سورہ العلق۔آیت۔۶۔
۹۲۔سورہ العلق۔آیت۔۷۔
۹۳۔سورہ العلق۔آیت۔۸۔
۹۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۹۵۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۱۔
۹۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۷۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۵۔
۹۸۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۱۔
۹۹۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۴۳۔
۱۰۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۱۔سورہ الزمر۔آیت۔۱۷۔
۱۰۲۔سورہ النساء۔آیت۔۷۶۔
۱۰۳۔سورہ النحل۔آیت۔۳۶۔
۱۰۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۷۔
۱۰۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۔
۱۰۶۔سورہ نباء۔آیت۔۲۲۔
۱۰۷۔سورہ یٰسین۔آیت۔۶۰۔
۱۰۸۔سورہ النساء۔آیت۔۷۶۔
۱۰۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۶۱۔
۱۱۰۔سورہ مریم۔آیت۔۴۴۔
۱۱۱۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۲۱۔
۱۱۲۔سورہ النساء۔آیت۔۶۰۔
۱۱۳۔سورہ نمل۔آیت۔۳۶۔
۱۱۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۱۔
۱۱۵۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۶۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۶۴،
۱۱۸۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۱۳۱۔
۱۱۹۔سورہ التوبہ۔آیت۔۵۶۔
۱۲۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۔
۱۲۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۹۔
۱۲۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۸۔
۱۲۳۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۲۴۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۲۵۔ سورہ التوبہ۔ آیت۔ ۲۳۔
۱۲۶۔ سورہ المجادلہ۔ آیت۔ ۲۲۔
۱۲۷۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۲۸۔ مسند ابن ابی شیبہ۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔ مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۱۲۹۔ سورہ توبہ۔ آیت۔ ۲۴۔
۱۳۰۔ سورہ الجاثیہ۔ آیت۔ ۲۳۔
۱۳۱۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۱۳۲۔ غرر الحکم۔
۱۳۳۔ سورہ العلق۔ آیت۔ ۹۔
۱۳۴۔ سورہ العلق۔ آیت۔ ۱۰۔
۱۳۵۔ سورہ العلق۔ آیت۔ ۱۱۔
۱۳۶۔ سورہ العلق۔ آیت۔ ۱۲۔
۱۳۷۔ سورہ العلق۔ آیت۔ ۱۳۔
۱۳۸۔ سورہ العلق۔ آیت۔ ۱۴۔
۱۳۹۔ سورہ العلق۔ آیت۔ ۱۷۔
۱۴۰۔ سورہ العلقق۔ آیت۔ ۱۸۔
۱۴۱۔ سورہ العلق۔ آیت۔ ۹۔
۱۴۲۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۳۔ سورہ ابراہیم۔ آیت۔ ۲۔ ۳۔
۱۴۴۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۴۲۔
۱۴۵۔ سورہ التوبہ۔ آیت۔ ۵۴۔
۱۴۶۔ سورہ الماعون۔ آیت۔ ۴۔ ۵۔
۱۴۷۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۸۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۹۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۵۰۔ سورہ المدثر۔ آیت۔ ۴۲۔ ۴۴۔
۱۵۱۔ الکبائر۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالغد العربی قاہرہ مصر۔
۱۵۲۔ الکبائر۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالغد العربی قاہرہ مصر۔

۱۵۳۔الکبائر۔علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالغد العربی قاہرہ مصر۔
۱۵۴۔الکبائر۔علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالغد العربی قاہرہ مصر۔
۱۵۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۵۶۔سورہ العلق۔آیت۔۱۵۔
۱۵۷۔سورہ العلق۔آیت۔۱۶۔
۱۵۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۴۱۔
۱۵۹۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۰۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۲۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۳۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۴۔ المصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالقرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ۔
دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۶ھ۔
۱۶۵۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۶۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۷۔سورہ العلق۔آیت۔۱۹۔
۱۶۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۰۳۔
۱۶۹۔سورہ نور۔آیت۔۳۷۔
۱۷۰۔سورہ روم۔آیت۔۳۱۔
۱۷۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۷۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ا

۹۷۔سورہ اَلۡقَدۡرِ (تقدیر)

نام:

اَلۡقَدۡرِ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی تقدیر کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ اَلۡقَدۡرِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۵ ہیں جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔شب قدر کی فضیلت۔
۲۔شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
۳۔ملائکہ کے نزول کا بیان۔
۴۔طلوع فجر تک سلامتی کی رات۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ۔۱

ترجمہ۔بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،سورہ اَلۡقَدۡرِ مکہ میں نازل ہوئی۔۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،آیت اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا یعنی شب قدر میں پورا قرآن کریم ایک ہی بار اس ذکر سے نازل کیا گیا جو رب العزت کے پاس اور اسے آسمان دنیا میں بیت العزۃ

میں رکھ دیا گیا، پھر جبریل علیہ السلام اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غار حرا میں نازل ہونا شروع ہوئے۔

بندوں کے کلام اور ان کے اعمال کے جواب میں۔ ۳؎

عبد بن حمید نے ربیع بن انسؒ بیان کرتے ہیں۔آیت۔اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ۔ سے مراد اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن کریم کو شب قدر میں نازل فرمایا آیت۔

لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ۔

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔یعنی ہزار مہینوں کے اعمال سے بہتر ہے۔ ۴؎

قدر/مقدار/اندازا/پیمانہ/تناسب/توازن:

الۡقَدۡرِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔د۔ر) سے مشتق ہے۔

الۡقَدۡرِ۔کے بنیادی معنی اندازہ، پیمانہ، ناپنا، لمبائی، چوڑائی، گہرائی، اونچائی، جسامت، کمیت، تناسب اور توازن کو متعین کرنا ہے۔

الۡقَدۡرِ۔کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز پر رکھ کر ناپنا، اندازہ قائم کرنا یا ان دونوں کے باہمی تناسب کو سمجھنا اور متعین کرنا ہے۔

قدرت علیہ الثوب۔کے معنی اس نے کپڑے کو ناپ کر بنایا ہے۔

قدرت الشئی۔کے معنی ہیں، اس نے اس چیز کو ناپا۔

قدرت علیہ الشیئ۔سے مراد اس چیز میں ایسی مناسب تبدیلیاں کر دی گئیں جو اس کے لئے نہایت موزوں ہیں۔

تقدیر۔کے بنیادی معنی کسی چیز کو کسی چیز کے مطابق بنا دینا ہے۔

مقدار۔سے مراد کوئی ماڈل، پیمانا یا پیٹرن ہے جس کے مطابق کوئی چیز بنائی جائے۔

الۡقَدۡر۔کے معنی کسی شے کا اندازہ قائم کرنا۔

الۡقَدۡر۔کے معانی پیمانا، حجم، اندازہ، جسامت، طول، عرض اور حدود وغیرہ ہے۔

الۡقَدۡادِ۔عربی زبان میں اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کی رفتار میں توازن اور ہم آہنگی ہو، یعنی

اس کے پچھلے قدم ٹھیک اس مقام پر پڑیں جہاں اس کے اگلے قدم پڑے تھے۔

قَدَّارِ۔عربی زبان میں قدار اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو نہایت مناسب قد کاٹھ کا ہو۔

کم قدرہ نخلیک۔سے مراد تمھاری کھجور کے درختوں کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟

المقدر۔عام بول چال میں اس سے مراد ایسا شخص ہے جو کھیتی باڑی اور درختوں کا اندازہ کر کے یہ بتائے کے ان سے کتنی مقدار میں پیداوار حاصل ہوگی۔

اَلْقَدْر۔کی جمع قدور ہے ۶ے

اَلْقَدُوْرِ۔کے معنی دیگ کے بھی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ۔۷ے۔ترجمہ۔اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں۔

قدیر۔اس گوشت کے سالن کو بھی کہا جاتا ہے جو نہایت متناسب مصالحوں کے ساتھ پکایا گیا ہو۔

اَلْقَدَّارِ۔عربی زبان میں باورچی اور قصائی کو بھی کہا جاتا ہے۔

قدرت۔سے مراد کل اشیاء کائنات کی تخلیقات اور اس کی متعین تقدیر پر مکمل قدرت کا ہونا چنانچہ یہ نظام بھی مکمل حسابی فارمولے پر منحصر ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔۸

ترجمہ۔مگر جو لوگ توبہ کرلیں قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ،تمہیں معلوم ہونا چاہیے کے اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

تاج العروس لکھتے ہیں،قدر کے معانی کسی چیز کو تیار و ہموار کرنا،یا کسی معاملے کو سرانجام دینے کے لئے اس پر غور فکر کرنا۔۹ے

تاج العروس لکھتے ہیں،قدر کے ایک معنی تنگی کے بھی ہیں،جیسے کسی کو کوئی چیز ناپ تول کر دی جائے تو اس میں تنگی کا پہلو غالب ہے جبکہ اگر کسی کو بغیر ناپے تولے کوئی چیز دی جائے تو اس میں فراخی کا پہلو نمایاں ہوگا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي

الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔ مچھلی والے کو یاد کرو جبکہ وہ غصہ ہو کر چل دیئے سو انہوں نے گمان کیا کہ ہم ان کے ساتھ تنگی والا معاملہ نہ کریں گے سو انہوں نے اندھیروں میں یوں پکارا۔ آیت۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۔ ۱۱

ترجمہ۔ تیرا ربّ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر اور انہیں دیکھ رہا ہے

قدر۔ کے ایک معنی عزت اور تعظیم کے بھی ہیں، یعنی انسان اسی انسان یا چیز کی عزت یا تعظیم کرتا ہے جس کی وہ قدر کرتا ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا پھر جب سیلاب اُٹھا تو سطح پر جھاگ بھی آ گئے اور ایسے ہی جھاگ اُن دھاتوں پر بھی اُٹھتے ہیں جنہیں زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لیے لوگ پگھلایا کرتے ہیں۔

اِسی مثال سے اللہ حق اور باطل کے معاملے کو واضح کرتا ہے۔ جو جھاگ ہے وہ اُڑ جایا کرتا ہے اور جو چیز انسانوں کے لیے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔ اس طرح اللہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے۔

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ ۔۱۳

ترجمہ۔کوئی ایسی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں، اس کی ایک مقرر مقدار یعنی (اندازے اور تناسب) میں نازل کرتے ہیں۔

الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ۔۱۴

ترجمہ۔جس نے پیدا کیا اور تناسُب قائم کیا۔

وَالَّذِیۡ قَدَّرَ فَهَدٰی ۔۱۵۔

جس نے تقدیر بنائی، پھر راہ دکھائی۔

مقداروں کا علم:

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! قرآن کریم میں تفکر سے انسان کے اندراتنی وسعت پیدا ہو جاتی ہے کے وہ یہ جان جاتا ہے کے ایٹم کی اکائی میں روشنی کے جال موجود ہیں، تاہم ایٹم کے اندرونی اجزاء اور ارض وسماء کا خالق و مالک اس پوری کائنات کا بادشاہ ہے، اللہ نے اس کائناتی سسٹم کو ایک ضابطہ کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے اور ہر چیز وک معین مقداروں کے ساتھ وجود بخشا ہے۔

مقداروں کے اس علم سے وہ لوگ واقفیت حاصل کر لیتے ہیں، جو کائنات میں غور وفکر کرتے ہیں۔

۱۶ ؁۔ایسے افراد کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔۱۷

ترجمہ۔جن لوگوں نے میری تخلیق کو جاننے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی، ہم انھیں اپنے راستے دکھادیتے ہیں۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، روشنیوں کی ایک متعین مقدار ہے جو ملکوکیت اور بشریت کا توازن برقرار رکھتی ہے، روشنی میں اگر مقدار کم ہوجائے تو حیوانی اور مادی تقاضے بڑھ جاتے ہیں، یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کے صفت ملکوکیت عالم امر میں صعود کرتی ہے یعنی انسان کے اند بشری صفت کے متضاد ملکوکیت ہے جو انسان کو حاکم مطلق اللہ کی طرف کھینچتی ہے اور

اللہ کی جانب کھنچنا ہی دراصل عالم امر میں صعود ہے، اس کے برعکس جب انسان کے اندر بشری تقاضے بڑھ جاتے ہیں اور مکانیت میں استغراق بڑھ جاتا ہے، توصفت ملکوکیت کی جگہ مادی تقاضے یادنیا میں دلچسپیاں اتنی زیادہ ہوجاتی ہیں کے انسان عالم ناسوت میں قید ہوجاتا ہے۔۱۸؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، عشق کے دورخ ہیں، عشق مجازی اور عشق حقیقی۔ عشق مجازی میں نفس کا غلبہ، غرض، پسند ناپسند کارفرما ہوتی ہے جبکہ عشق حقیقی میں علم، طرز فکر اور طرز عمل غالب ہے، جس کا مقصد صرف اور صرف دیدار الہٰی ہے۔۱۹؎

قرآن کریم کا نزول لیلۃ القدر میں ہوا:

قرآن کریم کا نزول اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں فرمایا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۔۲۰

ترجمہ۔ بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ۔۲۱

ترجمہ۔ بے شک ہم نے (قرآن کریم) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے، اور بلاشبہ ہم ڈرانے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ۔

ترجمہ۔ ہم نے (قرآن کریم) کو مبارک رات میں نازل کیا۔ یعنی ۔قرآن لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا پھر جبرائیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لوگوں کی باتوں کے جواب میں آیت در آیت کی صورت میں نازل کرتے رہے۔۲۲؎

قتادہؓ بیان کرتے ہیں، آیت اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ سے مراد لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ہے۔۲۳

عبد بن حمیدؒ نے ابوالجلدؒ سے روایت کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا صحیفہ رمضان کی پہلی رات میں نازل ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کریم کا نزول چوبیس رمضان کی رات گزر جانے کے بعد ہوا۔ ۲۴

سعید بن منصورؒ نے ابراہیم نخعیؒ سے آیت ۔اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ۔کے بارے میں روایت کیا ہے کے پورا قرآن کریم حضرت جبرائیل علیہ السلام پر نازل ہوا، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام وقتاً فوقتاً اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لاتے رہے۔ ۲۵

سعید بن منصورؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا کے اوپر والے آسمان سے قرآن کریم دنیا والے آسمان کی طرف اکھٹا ایک ساتھ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ میں نازل ہوا، پھر یکے بعد دیگرے بقدر ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ ۲۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت ۔فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍۙ ۔

ترجمہ۔اس رات میں ہر حکمت یا محکم معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

یعنی۔ ام الکتاب (لوح محفوظ) میں لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ میں لکھا جاتا ہے، جو کچھ اس سال میں ہوگا، جیسے رزق، موت، زندگی، بارش، یہاں تک کہ حج کرنے والوں کا نام بھی لکھ دیا جاتا ہے کے فلاں، فلاں شخص اس سال حج کرے گا۔ ۲۷

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، آیت ۔فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ سے مراد ایک سال کا کام دوسرے سال تک (کا فیصلہ کیا جاتا ہے) مگر بدبختی اور نیک بختی (کا فیصلہ نہیں کیا جاتا) کیونکہ وہ اللہ کی کتاب میں ہے جس میں کوئی ردوبدل نہیں ہوگا۔ ۲۸

عکرمہؓ بیان کرتے ہیں، آیت ۔فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍۙ ۔سے مراد لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ہے جس میں ہر محکم کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ۲۹

محمد بن سوقہ کے طریق سے عکرمہؓ بیان کیا، بیت اللہ شریف کا حج کرنے والوں کا اعلان کیا جاتا ہے، لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ میں ان کے نام اور ان کے آباؤ اجداد کے نام لکھے جاتے ہیں، اس رات میں کسی کو نہیں چھوڑا جاتا، جو لکھے جانے والوں میں شامل کیا جاتا ہے، پھر یہ آپ نے یہ آیت پڑھی۔ فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ ۔ترجمہ۔اس رات میں ہر حکمت یا محکم معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ نا ان کاموں میں کمی کی جاتی ہے اور نا زیادتی۔ ۳۰

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، انسان بازاروں میں چلتا پھرتا ہے لیکن اس کا نام مرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ۔ ۳۱؎

آیت۔۔ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ۔ یعنی۔ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں اگلی لَيْلَةِ الْقَدْرِ تک کے دنیاوی معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے یعنی موت زندگی اور ہر قسم کے دنیاوی معامالت کے فیصلے اس رات کر دیئے جاتے ہیں۔ ۳۲؎

تقدیر:

تقدیر پر ایمان لانا لازم ہے کیونکہ اگر تقدیر پر ایمان نہیں تو ایسا ایمان ناقص ہے کیونکہ اللہ تعالی کی مرضی اور منشاء کے بغیر کائنات میں موجود کسی درخت کا پتا تک نہیں جنبش کر سکتا ہے، چنانچہ تقدیر پر ایمان لانا ایمان کی تکمیل ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

ارشادات خداوندی:

وَ كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَر۔ ۳۳

ترجمہ۔ ہر وہ کام جس کو انھوں نے کیا ہے۔ نوشتوں میں ہے ہر چھوٹا بڑا کام لکھا ہوا ہے۔

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ۳۴

ترجمہ۔ اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ ان کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور تری میں ہے، اور نہیں گرتا ہے کوئی پتہ مگر وہ اس کو جانتا ہے کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہیں ہے کوئی تر چیز اور خشک مگر وہ کتاب مبین میں ہے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ۔ ۳۵

ترجمہ۔ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب

ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ۔۳۶

ترجمہ۔ ہر مصیبت جو زمین پر تم پر تمھاری جانوں آتی ہے۔ وہ ایک روشن کتاب میں لکھی ہوئی ہے اس سے پہلے کے ہم اس اس مصیبت کو پیدا کریں۔ بے شک یہ اللہ پر بہت ہی آسان ہے، یہ اس لئے ہے کے جو چیز تمھارے پاس سے جاتی رہے تم اس پر غم نہ کرو اور جو کچھ اللہ نے تمھیں دیا ہے اس پر اترایا نہ کرو۔

اۨلَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِيۡرًا ۔۳۷

ترجمہ۔ اللہ کی وہ ذات ہے جس کے لیے ملک ہے آسمانوں اور زمین کا، اور اس نے کسی کو اپنی اولاد قرار نہیں دیا۔ اور حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کا ٹھیک اندازہ مقرر فرمایا۔

وَكَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقۡدُوۡرَا ۔۳۸۔

ترجمہ۔ اللہ کا کام مقرر شدہ اندازے پر ہے۔

اِنَّا كُلَّ شَىۡءٍ خَلَقۡنٰهُ بِقَدَرٍ ۔۳۹

ترجمہ۔ ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۔۴۰

ترجمہ۔ اللہ نے تمھیں بھی پیدا کیا ہے اور تمھارے اعمال کو بھی۔

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۔۴۱

ترجمہ۔ وہ برکتوں والا ہے، جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ عالمین کا ڈرانے والا ہو جائے۔

يَمۡحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثۡبِتُ ۖۚ وَعِنۡدَهٗۤ اُمُّ الۡكِتٰبِ ۔۴۲

ترجمہ۔ اللہ جس لکھے ہوئے کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ ۴۳

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے کے میں اپنی جان کے لئے کسی بھی ضرر یا نفع کا مالک نہیں، مگر جو اللہ چاہے۔ ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب ان کا وقت مقرر آ جاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کو عذاب دے تو وہ ان کو عذاب دے گا اور یہ اس کا ظلم نہیں ہوگا اور اگر وہ ان پر رحمت فرمائے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے اور اگر تمھارے پاس احد کے پہاڑ جتنا سونا ہو جس کو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو اللہ اس کو تم سے اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تم اللہ کی تقدیر پر ایمان نہ لے آؤ اور تم یہ یقین رکھو کے تم پر جو چیز بھی پہنچتی ہے وہ تم سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جو چیز تم کو نہیں پہنچتی وہ تم پر آ نہیں سکتی تھی اور اگر تم اس عقیدہ کے علاوہ کسی اور عقیدہ پر مرے تو دوزخ میں داخل ہو گے۔ ۴۴ے

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کے متعلق سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایمان یہ ہے کے تم اللہ پر ایمان لاؤ، اس کے فرشتوں اس کی کتابوں، اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر اور قیامت پر اور اس پر کے ہر اچھی اور بری چیز اللہ کی تقدیر سے وابستہ ہے۔ ۴۵ے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے ۵۰۰۰۰ سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھیں اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔ ۴۶ے

حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس سے کہا کے لکھ! تو اس نے پوچھا کیا لکھوں؟ تو اللہ نے فرمایا! تقدیر لکھ، تو اس نے لکھ دیا جو کچھ ہونے والا ہے۔ ۴۷

حضرت ابوخزامہ ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم دم کرواتے ہیں اور دوا سے علاج کراتے ہیں اور ڈھال وغیرہ کے ذریعہ حملوں سے بچتے ہیں، کیا یہ چیزیں تقدیر کو ٹال دیتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ چیزیں بھی اللہ کی تقدیر ہیں۔ ۴۸

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! منکرین تقدیر اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کی جنازہ پر نہ جاؤ۔ ۴۹

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس چیز کو اللہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ قلم اور مچھلی ہے قلم نے پوچھا! میں کیا لکھوں؟ اللہ نے فرمایا! جو کچھ قیامت ت ہونے والا ہے وہ لکھو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ن والقلم۔ یعنی۔ ن سے مراد مچھلی اور قلم سے مراد قلم ہے۔ ۵۰

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ نے لوح محفوظ کو موتی سے پیدا کیا اس کے صفحات سرخ یاقوت کے ہیں، اس کا قلم نور ہے، اللہ تعالی ہر روز اس میں تین سو ساٹھ بار نظر فرماتا ہے، پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے اور مارتا ہے اور جلاتا ہے اور عزت دیتا ہے اور ذلت دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ۵۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قضاء وقدر کو صرف دعا لوٹا سکتی ہے۔ ۵۲

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور مستقبل میں ہونے والے امور کا ذکر کررہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم یہ سنو کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق کردینا لیکن تم اگر یہ سنو کے کسی شخص کی پیدائشی عادت (فطرت) بدل گئی تو اس کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ وہ اپنی فطرت پر ہی لوٹ جائے گا۔ ۵۳

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے دو فرقے ایسے ہیں کے ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مرجئہ اور قدریہ، ۵۴؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو لوگ یہ کہتے ہیں کے نیکی اور بدی ہمارے اختیار میں ہے ان کو میری شفاعت میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا نہ میں ان سے ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے ہیں۔ ۵۵؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا، جس چیز پر عبداللہ بن عمرؓ قسم کھاتا ہے وہ یہ ہے کے اگر ان لوگوں کے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اللہ تعالی اس کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک کے وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئیں۔ ۵۶؎

ایوب بیان کرتے ہیں، ابو قلابہ نے کہا! اھل اھواء (بدعتی) کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ہی ان سے بحث کرو کیونکہ میں اس سے بے خوف نہیں ہوں کے وہ تم کو اپنی گمراہی میں ڈبو دیں گے یا جس دین کو تم پہچانتے ہو وہ اس میں شبہات ڈال دیں گے۔ ۵۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قلم خشک ہو گئے ہیں۔ ۵۸؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! علم پر قلم خشک ہو چکا ہے۔ ۵۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم جن چیزوں سے ملاقات کرنے والے ہو، ان سے متعلق قلم لکھ کر خشک ہو چکا۔ ۶۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! قضاء وقدر ایک اندھیرا راستہ ہے اس پر نہ چلو اور یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں داخل نہ ہو، اور یہ اللہ کا ایک راز ہے اسے اپنے اوپر لازم نہ کرو۔

اشعث بن قیس کو بیٹے کی موت پر تعزیت پیش کرتے وقت آپ نے فرمایا کہ! اگر تم صبر کرو گے تب بھی قضاء وقدر الہی جاری ہو گی مگر تمھیں صبر کا اجر ملے گا لیکن اگر تم نے بے تابی کا اظہار کیا تو

اس وقت بھی قضاء وقدر الٰہی تو جاری ہوگی۔مگر تم گناہ گار ہو جاؤ گے۔

جب قضاء وقدر پہنچ جاتی ہے تو پھر خوف و ہراس بیکار ہو جاتا ہے۔

ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسے خطرات سے بچاتا رہتا ہے مگر جب اس کی قضاء آجاتی ہے تب وہ اسے اس کی قضاء وقدر کے ساتھ تنہا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

قضاء وقدر اللہ کا علم ہے اور اللہ نے اس علم کا بہت کم حصہ اپنے بہت ہی کم بندوں کو دیا۔

کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جنھوں نے رزق کی جد وجہد میں اپنے آپ کو تھکا مارا لیکن اس کے باوجود وہ تنگ دست رہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھوں نے طلب میں میانہ روی سے کام لیا لیکن تقدیر نے ان کی مدد کی۔

جب قضاء اور قدر کو ٹالا نہیں جا سکتا تو پھر حفاظت بے کار ہے۔اللہ کی قضاء وقدر، تدبیر و تقدیر کے خلاف چلتی ہے۔

امور تقدیر (قضاء وقدر) کے ذریعے انجام پذیر ہوتے ہیں نہ کے تدبیر کے ذریعے۔

عقلمند وہی ہے جو کے قضاء قدر کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کردے اور دور اندیشی سے عمل انجام دے انسان کا ایمان جتنا زیادہ ہوگا اس کا قضاء وقدر پر ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے اور عبرتیں اس پر آسان ہوتی چلی جاتیں ہیں۔

جو قضاء وقدر پر یقین رکھتا ہوگا وہ مصیبت پر بہت زیادہ آہ وزاری نہیں کرے گا پھر جو تقدیر کی باتوں پر غضب ناک ہوتا ہے وہ پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے، تمھاری تقدیر میں جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے اس پر کوئی شے غالب نہیں آسکتی۔[٦١]

اہم نکتہ:

تقدیر اللہ کی تخلیق ہے لہٰذا اس پر انسان کو مکمل یقین اور اطمینان رکھنا چاہئے کیونکہ ہر انسان کی زندگی میں آسانیاں اور مشکلات طے شدہ ہیں اور ہر مشکل کے بعد آسانی آتی ہے اور یہ سب زندگی کا لازمی جز اور حصہ ہے، توجہ طلب بات یہ ہے کے انسان حالات کے ہاتھ میں ایک کھلونا ہے اور اس کھلونے میں قدرت کی طرف سے چابی بھری جا چکی ہے چنانچہ انسان کے

چاہنے یا نا چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے، جب اللہ ہی کی مرضی سے سب کچھ ہورہا ہے تو انسان کو ان حالات پر احتجاج کرنے سے کہیں بہتر ہے کے وہ راضی بارضا رہے اور اللہ کی بنائی ہوءی تقدیر پر مطمین رہے، جب اس کو اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر پر اطمینان حاصل ہوجائے گا تو وہ شکوہ اور شکایات کی کیفیات اور ذہنی الجھن اور پریشانی سے نکل کر سکون کی کیفیت میں داخل ہوجائے گا اور یہی سکون اس کی زندگی کی مشکلات کو آسان بنادیں گی۔

حضرت امام علی نقیؑ فرماتے ہیں! تقدیر تمھیں وہ کچھ دکھاتی ہے جو تمھارے دل نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے:

شب قدر کی فضیلت کو اللہ تعالی نے بیان فرماتے ہوئے فرمایا! کے یہ شب ہزار مینوں سے افضل ترین ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۔ ٦٢۔

ترجمہ۔شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پچھلی اقوام کے اعمال دکھائے گئے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اقوام کے اعمال کے اعتبار سے اپنی امت کی عمر کو کم جانا اور محسوس کیا کے میری امت اعمال کے اعتبار سے وہاں تک نا پہنچ سکے گی جہاں دوسری اقوام اپنی طویل عمری کے سبب پہنچے۔تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ٦٣

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص رات کو قیام کرتا یہاں تک کے صبح ہوجاتی پھر دن کو دشمنوں کے خلاف جہاد کرتا یہاں تک شام ہوجاتی۔اس نے ہزار مہینوں تک ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت۔لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ۔

ترجمہ۔اس رات کا قیام اس آمی کے ہزار مہینوں کے عمل سے افضل ہے۔ ٦٤

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ۔سے مراد شب قدر کے اعمال، اس دن کا روزہ یا اس رات کا قیام ایسے ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے جس میں شب

قدر نہیں۔۶۵؎

حسنؒ بیان کرتے ہیں، میں کسی دن اور کسی رات کو افضل نہیں جانتا۔سوائے لیلۃ القدر کے کیونکہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔۶۶؎

رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔

۲۔رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت جبکہ تیسرا عشرہ جہنم سے نجات کا ہے۔

۳۔رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر ہے، جو تمام راتوں سے افضل ہے۔

۴۔رمضان کے مہینے میں قرآن کریم کے علاوہ تمام الہامی کتابوں کا بھی نزول ہوا۔

رمضان کے آخری عشرے میں طاق راتوں (۲۹،۲۷،۲۵،۲۳،۲۱) میں شب قدر کو تلاش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

بیشتر علماء کا اتفاق ۲۷ شب پر ہے اور وہ اس کو شب قدر سمجھتے ہیں۔

کچھ علماء یہ کہتے ہیں! ہر سال شب قدر مختلف تاریخوں میں گھومتی ہے۔

یہ رات اس قدر فضیلت کی حامل ہے کے اللہ تعالی نے اس رات کی اہمیت کے پیش نظر ایک سورہ (سورہ قدر) کو نازل فرمایا ہے۔

علاماتِ شب قدر:

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں جب سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شب قدر رمضان کو آخری عشرے کی طاق راتوں یعنی اِکیسویں، تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا اُنتیسویں شب میں تلاش کرو۔تو جو شخص اِیمان اور ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے گا تو اس شخص کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔۶۷؎

روایت ہے شب قدر کی رات عام راتوں سے مختلف ہے جس میں اللہ تعالی کچھ نشانیاں عطا فرماتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔یہ شب مبارک کھلی ہوئی ہے۔

۲۔ یہ شب مبارک روشن اور صاف شفاف ہوتی ہے۔
۳۔ اس شب میں نا زیادہ گرمی ہوتی ہے اور نا ہی سردی بلکہ یہ رات معتدل رات میں شمار کی جاتی ہے۔
۴۔ اس شب میں چاند بھی کھلا ہوتا ہے۔
۵۔ اس شب میں شیاطین کو ستارے نہیں مارے جاتے۔
۶۔ اس رات کی صبح کا سورج بغیر تیز شعاع کے ہوتا ہے جیسے چودہویں کا چاند ہو۔
۷۔ اس دن طلوع آفتاب کے ساتھ شیطان نہیں نکلتا جبکہ دیگر دنوں میں وہ سورج کے ساتھ ہی نکلتا ہے۔۶۸؎

سمندر کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے:

روایت ہے کے حضرت عثمان ابن ابی العاص کے غلام نے ان سے عرض کی مجھے سمندر میں کشتی چلاتے ایک عرصہ گزر چکا، اور میں سمندر کے پانی میں ایک عجیب بات محسوس کی ہے، وہ یہ کے سال میں ایک ایسی رات آتی ہے جب سمندر کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔
یہ سن کر حضرت عثمان ابن ابی العاص ؓ نے اپنے غلام سے فرمایا! اِس بار خیال رکھنا جیسے ہی رات میں سمندر کا پانی میٹھا ہو جائے مجھے مطلع کرنا، چنانچہ غلام نے سال کی ایک ارت میں جب سمندر کا پانی میٹھا ہو گیا تھا کی اطلاع حضرت عثمان ابن ابی العاص ؓ کو دی تو وہ رات رمضان کی ستائیسویں شب یعنی شب قدر تھی۔۶۹؎

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کا خصوصی احسان:

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! **ان اللہ وھب لامتی لیلۃ القدر لم یعطھا من کان قبلھم** ترجمہ۔ یہ مقدس رات اللہ تعالی نے فقط میری امت کو عطا فرمائی ہے سابقہ امتوں میں سے یہ شرف کسی کو بھی نہیں ملا۔۷۰؎
حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ان هذا الشهر قد حضر کم و فیه لیلة خیر من الف شهر من حرمها فقد حرم الخیر کله ولا یحرم خیرها الا حرم الخیر.

ترجمہ۔ ماہ رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا وہ سارے خیر سے محروم رہ گیا، اور اس رات کی بھلائی سے صرف وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو۔ ۷۱

شب قدر کی اہمیت اور فضیلت:

رمضان کے آخری عشرے میں طاق راتوں (۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۲۱) میں شب قدر کو تلاش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

بیشتر علماء کا اتفاق ۲۷ شب پر ہے اور وہ اس کو شب قدر سمجھتے ہیں کچھ علماء یہ کہتے ہیں ہر سال شب قدر مختلف تاریخوں میں گھومتی ہے۔

سلسلہ قادریہ شازلیہ کے عظیم روحانی بزرگ سیدنا ابوالحسن شازلی (متوفی ۶۵۶ھ) فرماتے ہیں! جب سے میں بالغ ہوا ہوں ہر سال رمضان کی شب قدر پاتا ہوں اور میرا تجربہ یہ کہتا ہے!

اگر پہلا روزہ ہفتہ کا ہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۳ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ اتوار کا ہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۹ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ پیر کا ہوگا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۱ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ منگل کا ہوا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۷ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ بدھ کا ہوا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۹ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ جمعرات کا ہوا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۲۵ رمضان کی ہوگی۔

اگر پہلا روزہ جمعہ کا ہوا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شب قدر ۱۷ رمضان کی ہوگی۔ ۷۲

یہ رات اس قدر فضیلت کی حامل ہے کے اللہ تعالی نے اس رات کی اہمیت کے پیش نظر ایک سورہ (سورہ قدر) کو نازل فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۔ ۷۳

ترجمہ۔(قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔

وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۔۴

ترجمہ۔تم کیا جانو شب قدر کیا ہے۔

(شب قدر ہزار مہینوں (۶۰،۰۰۰ دن اور رات) سے بہتر ہے)۔۷۵؎

لیلۃ القدر کے حصول یعنی (حواس کی رفتار کے ۶۰۰۰۰ گنا تک اضافے کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی،اللہ کی نشانیاں اور روح اور فرشتوں سے ملاقات کی رات ہے، یہ ہزار مہینوں سے افضل ہے،اس رات میں روح الامین اور فرشتے اللہ کے حکم سے اترتے ہیں اور یہ رات طلوع صبح تک امن اور سلامتی ہے۷۶؎

معلوم ہوا کے جس دن قرآن کریم نازل ہوا وہ رات شب قدر کی تھی اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غار حرا میں جو ابتدائی آیات نازل ہوئیں وہ مہینہ رمضان کا تھا اور رات شب قدر کی تھی اس اعتبار سے رمضان کو یہ فضیلت ہے کے یہ اللہ کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جبکہ شب قدر وہ عظیم الشان رات تھی جس میں قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوا۔

شب قدر ہزار مہینوں (۶۰۰۰۰ دن اور رات) سے بہتر ہے اس رات میں اللہ کے حکم سے روح اور فرشتے اترتے ہیں ہر امر پر وہ رات امان ہے صبح کے نکلنے تک۔۷۷؎

لیلۃ القدر کے حصول یعنی (حواس کی رفتار کے ۶۰۰۰۰ گنا تک اضافے) کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی ممکن ہوتی ہے۔

ایک رات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۸۳ برس کی عبادت کا ثواب۔

ایک گھنٹہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۹ سال کی عبادت کا ثواب۔

ایک منٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۵۵ دن کی عبادت کا ثواب۔

ایک سیکنڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۲۲ گھنٹوں کی عبادت کا ثواب۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! عام دنوں کے برعکس روزہ ہمیں ایسے نکتے پر لے آتا ہے جہاں سے مظاہر کی نفی ہو جاتی ہے یعنی انسان پر یہ عقدہ کھلتا ہے کے ظاہری حواس کے علاوہ

اور بھی کئی حواس ہمارے اندر موجود ہیں جو انسان کو آزاد دنیا یعنی (غیب سے متعارف اور روشناس) کرواتے ہیں روزہ ظاہری حواس پر کاری ضرب لگا کر انھیں معطل کرتا ہے یعنی بھوک، پیاس کو برداشت کرنا، گفتگو میں کمی، نیند میں کمی اور نفسانی خواہشات پر کنٹرول سے انسان، مظاہر کی گرفت سے نکل کر غیب کی دنیا میں سفر کرتا ہے۔

کائنات میں موجود ہر ذی روح کے اندر دو حواس کام کرتے ہیں۔

۱۔ وہ حواس جو انسان کو اللہ سے قریب کرتے ہیں۔

۲۔ وہ حواس جو اللہ اور بندے کے درمیان دوری کا سبب ہیں تاہم اللہ سے دور کرنے والے تمام حواس کو مظاہر کہا جاتا ہے دوسری جانب جو حواس انسان کو اللہ سے قریب کرتے ہیں انھیں غیب کہا جاتا ہے۔۷۸؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! روزہ رکھنے سے جسمانی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور انسان کے اندر لطیف روشنیوں کا بہاؤ تیز تر ہو جاتا ہے، روشنیوں کے تیز بہاؤ سے انسان کے ذہن کی رفتار بڑھ جاتی ہے اور اتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کے اس کے سامنے فرشتے آجاتے ہیں۔ اور وہ غیب کی دنیا میں اپنی روح کو سیر کرتے دیکھتا ہے۔۷۹؎

شب قدر سال کی سب سے زیادہ قیمتی رات ہے۔

لیلۃ القدر کے حصول یعنی (حواس کی رفتار کے ۶۰،۰۰۰) گنا تک اضافے کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی ممکن ہوتی ہے۔

روزہ رکھنے سے انسان میں تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے۔

اس میں وقت کی پابندی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

وہ پاک صاف رہتا ہے اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر عبادات بجالاتا ہے۔

وہ گناہوں اور برائیوں سے بچتا ہے۔

اس کی جسمانی، دماغی اور نفسیاتی صحت پر روزے کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

وہ بھوک اور پیاس کی شدت کو برداشت کرتے ہوئے صبر و تحمل کو سیکھتا ہے۔

وہ دوسروں کی بھوک اور پیاس کی تکالیف کو سمجھنے کے قابل ہوتا ہے تاہم اس میں دوسروں کی مدد کا

جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ وہ ایثار اور قربانی سیکھتا ہے۔ عبادت کے ذریعے اللہ کا قرب اور دوستی حاصل کرتا ہے۔

روزہ رکھنے کی وجہ سے انسان میں نظم وضبط پیدا ہوتا ہے۔ اجتماعی عبادات کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اجتماعی سطح پر برائیوں اور گناہوں سے رکنے اور دوسروں کو روکنے کے احساسات بیدار ہوتے ہیں، باجماعت نماز کی ادائے گی، قرآن کریم پر غور وتفکر، تراویح اور اعتکاف کے ذریعے وہ اپنے گناہوں سے نجات اور اللہ کی خوشنودی کو حاصل کرتا ہے۔ رمضان کے مہینے کی خوشیاں، افطار وسحر کی گہما گہمی اور پاکیزہ اور روح پرور ماحول سے بچے بڑے سب ہی سرشار نظر آتے ہیں۔ غرباء اور فقراء کی مدد کا اجتماعی جذبہ بیدار ہوتا ہے جس کے لئے جگہ جگہ مخیر حضرات افطاری اور سحری کے انتظامات کرتے ہیں۔

غریبوں کو عید کی خوشیوں میں شامل کیا جاتا ہے اور زکوۃ، فطرہ اور فدیہ کے ذریعے ان کی مالی مدد کی جاتی ہے۔ طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کیا جاتا ہے۔ روزہ اللہ کے قرب کو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

اس عبادت کے ذریعے انسان صبر وتحمل سیکھتا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر انسان گناہوں اور برائیوں سے بچتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ نے روزے کو مخلوقات کے اخلاص کو آزمانے کے لئے فرض کیا ہے۔ ۸۰؎

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! ہر شے کی ایک زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ، روزہ ہے۔ ۸۱؎

شب قدر کا تعین:

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب قدر کے تعین کے بارے میں اپنی امت کو آگاہ فرمادیں کے یہ فلاں رات ہے، لیکن دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے بتلانے سے منع فرمادیا' روایت کے الفاظ یوں ہیں:

خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیخبر بلیلۃ القدر' فتلاحی رجلان من

المسلمین' فقال: خرجت لأخبرکم بلیلة القدر' فتلاحی فلان و فلان فرفعت
ایک مرتبہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب قدر کی تعین کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے، لیکن راستہ میں دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا' مگر فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے اس کی تعین اٹھالی گئی۔ ۸۲؎
معلوم ہوا کے آپس کا لڑائی جھگڑا امت کے لئے کس قدر باعث ندامت اور خیر و برکت وسعادت سے محرومی کا سبب ہے، کے صرف اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک عظیم رات کی اطلاع دیتے دیتے رک گئے
امام بدرالدین عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں!

فان قلت لما تقرر ان الذی ارتفع علم تعینها فی تلک السنة فهل اعلم النبی صلی الله علیه وآله وسلم بعد ذلک بتعینها؟ قلت روی عن ابن عینیه انه اعلم بعد ذلک بتعینیها.
یعنی۔ اس سال تعین شب قدر کا علم اٹھالیا گیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو اس کی تعین کا علم رہا یا نہیں؟
تو میں کہتا ہوں کے حضرت سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں کے آپ ﷺ کو اس کے تعین کا علم تھا۔ ۸۳؎
حضرت ابن عبداللہ بن انیسؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی،

یارسول اللہ ان لی بادیة أکون فیها و أنا أصلی بحمد اللہ فمرنی بلیلة أنزلها الی هذا المسجد فقال: أنزل لیلة ثلاث و عشرین.
یعنی۔ میں ایک ویرانے میں رہتا ہوں، جہاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نماز ادا کرتا ہوں آپ ﷺ مجھے حکم دیں کے کون سی رات آپ ﷺ کے ہاں مسجد نبوی میں بسر کرنے کے لئے آؤں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا رمضان کی تیئسویں رات آجاؤ۔ ۸۴؎

یہ صحابی ہمیشہ تیئسویں رات کو مسجد نبوی میں آ کر جاگا کرتے۔ لوگوں نے آپ کے صاحبزادے سے پوچھا کہ بتاؤ آپ کے والد اس رات کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا!

کان یدخل المسجد اذا صل العصر فلا یخرج الا لحاجۃ حتی یلی الصبح فاذا صلی الصبح و جد دابتہ علی باب المسجد فجلس علیھا و لحق ببادیۃ.

یعنی۔ وہ عصر کے بعد صبح تک مسجد سے بغیر کسی حاجت کے باہر نہ آتے اور صبح اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے دیہات کی طرف روانہ ہو جاتے۔ اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہر آدمی کے لئے شب قدر کی رات الگ الگ ہے۔

سورہ قدر میں حسابی پہلو:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں! شب قدر رمضان کی سائیسویں شب ہے۔

اس کے ثبوت میں انھوں نے دو دلائل پیش کیے۔

ا۔ لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں، اور یہ کلمہ سورہ قدر میں تین مرتبہ ہے۔

اس طرح سے تین کو نو سے ضرب دینے سے حاصل ضرب ستائیس آتا ہے، جو اس جانب اشارہ کرتا ہے کے شب قدر ستائیسویں رات ہے۔

۲۔ اس سورہ میں تیس کلمات یعنی (تیس الفاظ) ہیں، ستائیسواں کلمہ ''ھیَ'' ہے، جس کا مرکز لیلۃ القدر ہے، یعنی اللہ تعالی کی طرف سے نیک لوگوں کیلئے یہ اِشارہ ہے کے رَمضان شریف کی ستائیسویں شب قدر ہوتی ہے۔ ۸۵؎

اللہ تعالی کو طاق اعداد پسند ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو بلایا اور ان سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کے لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کے وہ ساتویں رات ہے جو باقی ہے آخری عشرہ سے عمرؓ نے فرمایا! یہ آپؓ نے کیسے جانا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ سات آسمان، سات زمین اور سات دن پیدا کیے اور بے شک زمانہ سات میں گھومتا ہے، انسان سات سے پیدا ہوا ہے اور کھاتا ہے

سات چیزوں سے اور سجدہ کرتا ہے، سات اعضاء پر اور بیت اللہ کا طواف سات چکر ہیں اور شیطان کو سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔اس طرح کی کئی چیزوں کا ذکر کیا،تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ! آپؓ نے اس کام کو سمجھ لیا جس کی سمجھ ہم نہیں رکھتے۔

قتادہؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس قول میں اضافہ کرتے ہوئے یہ آیت ۔فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا حَبًّا ۙ﴿۲۷﴾ وَّ عِنَبًا وَّ قَضۡبًا ۙ﴿۲۸﴾ وَّ زَیۡتُوۡنًا وَّ نَخۡلًا ۙ﴿۲۹﴾ ۔پیش کی۔۸۶۔

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتے ہیں، اللہ نے سات آسمان پیدا فرمائے، دنوں کی تعداد بھی سات ہے، بیت اللہ کے طواف کے سات چکر، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے بھی سات چکر، شیاطین کو سات کنکریاں مارنا، انسان کو سات چیزوں سے پیدا کیا گیا، انسان کا رزق سات چیزوں سے بنایا، پھر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آیت۔ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ٭ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ۔۸۷۔

ترجمہ۔ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اس لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنا دیا، پھر ہم نے اس کو دوسری مخلوق بنا دیا، سو بابرکت ہے اللہ کی ذات جو سب صناعوں سے بہتر ہے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے انسان کے رزق کا ذکر کرتے ہوئے آیت۔اَنَّا صَبَبۡنَا الۡمَآءَ صَبًّا ۙ ثُمَّ شَقَقۡنَا الۡاَرۡضَ شَقًّا ۙ فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا حَبًّا ۙ وَّ عِنَبًا وَّ قَضۡبًا ۙ وَّ زَیۡتُوۡنًا وَّ نَخۡلًا ۙ وَّ حَدَآئِقَ غُلۡبًا ۙ وَّ فَاکِہَۃً وَّ اَبًّا ۔۸۸

ترجمہ۔ہم نے خوب اچھی طرح پانی برسایا، پھر ہم نے زمین کو عجیب طریقہ پر پھاڑ دیا، سو ہم نے اس میں غلہ اگایا، اور انگور اور ترکاریاں، اور زیتون اور کھجوریں، اور گنجان باغ، اور میوے اور چارہ پیدا کر دیا۔

واللہ اعلم البتہ لیلۃ القدر کے بارے میں یہ رائے رکھتا ہوں کے تین راتیں گذر چکی ہیں اور سات

ابھی باقی ہیں اس لیے اس سے مراد تئیسویں ہے۔۸۹؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ وتر ہے، اور وہ وتر یعنی طاق کو پسند کرتا ہے، ایام دنیا گھومتے رہتے ہیں، یہ سات اعداد ہیں، انسان کو سات چیزوں سے پیدا فرمایا، ہمارے اوپر سات آسمان بنائے، ہمارے نیچے سات زمینیں بنائیں مثانی یعنی سورہ فاتحہ میں سات آیات عطا فرمائیں، اپنی کتاب میں سات رشتہ داروں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا، میراث کو اپنی کتاب میں سات حصوں پر تقسیم فرمایا، انسان کو اس کے جسم کے سات حصوں پر تقسیم فرمایا، انسان اپنے جسم کے سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کا طواف سات چکروں میں مکمل کیا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر لگائے (منیٰ) میں شیاطین کو سات کنکریاں ماریں، جن کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے۔

میں لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں دیکھتا ہوں۔ واللہ اعلم۔ حضرت عمر ؓ تھک گئے اور فرمایا اس مسئلے میں میرے ساتھ کسی نے واقفیت نہیں کی سوائے عبداللہ بن عباس ؓ کے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو پھر حضرت عمر ؓ نے فرمایا! اے لوگو! عبداللہ بن عباس ؓ کے بیان کرنے کی طرح کون اس کو بیان کر سکتا ہے؟۔۹۰؎

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمر ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے لیلۃ القدر کے بارے میں دریافت کیا؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا! میرا رب سات کے عدد کو پسند فرماتا ہے، پھر آپ ؓ نے یہ آیت۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِىۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِيۡمَ ۔۹۱

ترجمہ۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات آیات دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا۔۹۲؎

لیلۃ القدر میں فرشتوں کا نزول:

تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ۚ مِّنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۔۹۳

ترجمہ۔ اس میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے ہر امر کو لے کر اترتے ہیں۔

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۔ ۹۴

ترجمہ۔ وہ سراپا سلامتی ہے۔ وہ فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

حسنؒ بیان کرتے ہیں، "سلام" سے مراد جب لیلۃ القدر ہوتی ہے، تو فرشتے اپنے پروں کے ساتھ مسلسل اڑتے ہیں، سلامتی اور رحمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغرب کی نماز سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک۔ ۹۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا، "سلام" سے مراد اس رات میں سارے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور ہر توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے ہیں، اسی لئے کو فرمایا۔

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۔

ترجمہ۔ سلامتی کا یہ سلسلہ سورج کے غروب سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک جاری رہتا ہے۔ ۹۶؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

اور ان سے پہلے کسی کو یہ عطا نہیں کی گئی۔ ۹۷؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے سورہ قدر پڑھی تو وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے،

اور جس شخص نے سورہ الزلزال پڑھی تو وہ آدھے قرآن کے برابر ہے، جس نے سورہ الکافرون پڑھی تو وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور جس نے سورہ اخلاص پڑھی تو وہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ۹۸؎

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ قدر۔ آیت۔ ۱۔

۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۔سورہ سبا۔آیت۔۱۳۔
۸۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۴۔
۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۷۔
۱۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۰۔
۱۲۔سورہ رعد۔آیت۔۱۷۔
۱۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۱۔
۱۴۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۱۔
۱۵۔سورہ اعلیٰ۔آیت۔۳۔
۱۶۔احسان وتصوف۔
۱۷۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۶۹۔
۱۸۔شرح لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۷۷۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۹۔روحانی ڈائجسٹ۔اکتوبر۔۲۰۱۳ء۔
۲۰۔سورہ قدر۔آیت۔۱۔
۲۱۔سورہ داخان۔آیت۔۳۔
۲۲۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۵۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۳۰۔ مسند ابن ابی شیبہ۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔ مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۳۱۔ سورہ دخان۔ آیت۔ ۳۔
۳۲۔ شعب الایمان۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۳۔ سورہ القمر۔ آیت۔ ۵۲۔ ۵۳۔
۳۴۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۵۹۔
۳۵۔ سورہ رعد۔ آیت۔ ۳۹۔
۳۶۔ سورہ الحدید۔ آیت۔ ۲۲۔ ۲۳۔
۳۷۔ سورہ الفرقان۔ آیت۔ ۲۔
۳۸۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۳۸۔
۳۹۔ سورہ القمر۔ آیت۔ ۴۹۔
۴۰۔ سورہ الصفٰت۔ آیت۔ ۹۶۔
۴۱۔ سورہ فرقان۔ آیت۔ ۱۔
۴۲۔ سورہ رعد۔ آیت۔ ۳۹۔
۴۳۔ سورہ یونس۔ آیت۔ ۴۹۔
۴۴۔ ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔
۴۵۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۴۶۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۷۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۸۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۹۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۰۔ مجمع الزاوئد۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔
۵۱۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
۵۲۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔ مسند احمد۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔ ۱۳۹۸ھ۔
۵۴۔ ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔
۵۵۔ الفردوس بماثور الخطاب۔ امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی۔ (متوفی ۵۰۹ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۵۶۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۷۔ سنن درامی۔ امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔
۵۸۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۹۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۶۲۔سورہ القدر۔آیت۔۳۔
۶۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۶۴۔ الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۶۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۶۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۶۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۶۹۔تفسیر عزیزی۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ج۔۳۔ص۔۲۵۸۔ایچ۔ایم۔سعید کمپنی کراچی۔
نیز تفسیر کبیر۔امام ابوعبداللہ محمد فخر الدین رازی(متوفی ۶۰۶ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۳۰۔دار الفکر بیروت۔
۷۰۔ الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۷۲۔تفسیر صاوی۔احمد بن محمد الصاوی المالکی(متوفی ۱۸۲۵ء)۔ج۔۶۔ص۔۲۴۰۰۔مکتبہ۔
۷۳۔سورہ قدر۔آیت۔۱۔
۷۴۔سورہ قدر۔آیت۔۲۔
۷۵۔سورہ القدر۔آیت۔۱۔۵۔
۷۶۔سورہ القدر۔آیت۔۱۔۵۔
۷۷۔سورہ القدر۔آیت۔۱۔۵۔
۷۸۔اسم اعظم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۷۹۔اسم اعظم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۸۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۸۹۔مطبع انتشارات
۸۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات
۸۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۸۳۔عمدۃ القاری۔حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی(متوفی ۸۵۵ھ)مطبوعہ اداaرۃ الطباعۃ۔
۸۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۸۵۔تفسیر عزیزی۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ج۔۳۔ص۔۲۵۸۔ایچ۔ایم۔سعید کمپنی کراچی۔
۸۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۸۷۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۴۔

۸۸۔سورہ عبس ۔آیت ۔۲۵۔۳۱۔
۸۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۰۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۱۔سورہ الحجر۔آیت ۔۸۷۔
۹۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۳۔سورہ قدر۔آیت ۔۴۔
۹۴۔سورہ قدر۔آیت ۔۵۔
۹۵۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۶۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۷۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۹۸۔سورہ الْبَيِّنَةُ (آیات،دلیل،نشانی)

نام:

الْبَيِّنَةُ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی واضح دلیل کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ الْبَيِّنَةُ مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۸ ہیں جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں،سورہ الْبَيِّنَةُ مکہ میں نازل ہوئی۔۱؎

ابونعیم نے المعرفہ میں اسماعیل بن ابی حکیم المزنیؓ جو بنوفضیل میں سے ایک تھے،بیان کرتے ہیں،میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کے بے شک اللہ تعالیٰ لَمْ يَكُنِ کی قراءت کو سنتے اور فرماتے ہیں کے میرے بندے کو بشارت دو،پس میری عزت اور میرے جلال کی قسم میں تجھے جنت میں اتنا اختیار دوں گا کے تو راضی ہوجائے گا۔۲؎

ابوحبہ البدریؓ بیان کرتے ہیں،جب سورہ الْبَيِّنَةُ نازل ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا!یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتا ہے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سورت ابیؓ بن کعب کو پڑھائیں،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابیؓ بن کعب سے فرمایا!جبریل علیہ السلام نے مجھے حکم دیا ہے کے سورہ الْبَيِّنَةُ میں تجھ پر پڑھوں،یہ سن کر حضرت ابیؓ بن کعب نے کہا!یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہاں میرا ذکر کیا گیا؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!ہاں تو یہ سن کر حضرت ابیؓ بن کعب رونے لگے۔۳؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کے میں تجھ پر۔ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ پڑھوں، یہ سن کر حضرت ابی بن کعبؓ نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں، یہ سن کر حضرت ابی بن کعبؓ رونے لگے۔

یعنی جب سورہ اَلْبَیِّنَۃُ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعبؓ کو بلوایا اور ان پر یہ سورہ پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کے میں تجھ پر یہ سورت پڑھوں۔ ۴؎

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کے میں تجھ پر قرآن پڑھوں یعنی۔ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ ۔ اہل کتاب میں سے کافر باز آنے والے نہ تھے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر ابن آدم اللہ سے مال کی ایک وادی کا سوال کرے، پھر اللہ اس کو عطا کر دے، پھر وہ اللہ سے دوسری مال کی وادی کا سوال کرے، تو اللہ تعالی اسے دوسری وادی بھی عطا کر دیں، پھر وہ اللہ سے تیسری مال کی وادی کا سوال کرے گا، چنانچہ ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں بھر سکتی۔ راوی نے کہا! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مابقی کے ساتھ سورہ کو ختم فرمایا۔ ۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے سوال کیا؟ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو سر سے پاؤں تک دیکھا اس کے حلیے سے غربت اور بھوک ظاہر ہو رہی تھی، حضرت عمرؓ نے اس شخص سے پوچھا تمھارے پاس کتنا مال ہے؟ اس شخص نے کہا، چالیس اونٹ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! میں نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا! اگر ابن آدم کے پاس دو سونے کی وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کو طلب کرے گا، ابن آدم کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ ۶؎

مضامین:

۱۔ اعمال میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے۔

۲۔ کفار بدترین گروہ ہیں۔

۳۔ اہل ایمان بہترین گروہ ہیں۔

کافرین، مشرکین اور اہل کتاب باز آنے والے نہیں:

سورہ الْبَيِّنَةُ میں بتایا گیا ہے کے کافرین، مشرکین اور اہل کتاب کی یہ نفسیات ہے کے انھیں کتنا بھی دین حق بتایا یا سمجھایا جائے وہ نہیں مانیں گے، یعنی ان کے اندرون میں حق کی قبولیت نہیں ہے اور وہ باطل، جھوٹ اور کفر کے ساتھ جڑے اور کھڑے ہیں، وہ حق کو جان اور پہچان رہے ہیں لیکن اسے قبول کرنے میں ان کی انا اور خاندانی پس منظر حائل ہے۔ کفار اور مشرکین کی انھی نفسیاتی کیفیات کو قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ۔ ۷

ترجمہ۔ اہل کتاب کے کفار اور مشرکین جب تک ان کے پاس ظاہر دلیل نہ آجائے باز رہنے والے نہ تھے (وہ دلیل یہ) تھی کے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مُنْفَكِّيْنَ سے مراد جدا ہونے والے چھوڑنے والے۔ ۸؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت مُنْفَكِّيْنَ سے مراد باز آنے والے یعنی وہ کفر سے باز آنے والے نا تھے کے وہ ایمان لاتے یہاں تک کے ان کے لیے حق ظاہر ہو جائے۔ ۹؎

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ۔ ۱۰

ترجمہ۔ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کُفر کیا ہے، وہ یقیناً جہنّم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔

اس آیت میں کفر میں مشترک ہونے کے باوجود ان دونوں گروہوں کو دوا لگ الگ ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔

کفار کے دو بڑے گروہ:

ا۔اہل کتاب۔ ۲۔مشرکین۔

ا۔اہل کتاب:

اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس پہلے انبیاء کی لائی ہوئی کتابوں میں سے کوئی کتاب، خواہ تحریف شدہ شکل ہی میں سہی موجود تھی اور وہ اسے مانتے تھے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ‌ۘ وَ مَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ‌ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ يَنۡتَهُوۡا عَمَّا يَقُوۡلُوۡنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ عَذَابٌ اَ لِيۡمٌ ۔۱۱

ترجمہ۔ بے شک وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کے اللہ تین معبودوں میں سے ایک معبود ہے حالانکہ ایک معبود کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اگر اس بات سے باز نہ آئے جو وہ کہتے ہیں تو ضرور ضرور ان لوگوں کو جو ان میں کفر ہی پر جمے رہیں دردناک عذاب پہنچ جائے گا۔

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ‌ ؕ قُلۡ فَمَنۡ يَّمۡلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔـا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ يُّهۡلِكَ الۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا‌ ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا‌ ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔۱۲

ترجمہ۔ بے شک انہوں نے کفر کیا جنہوں نے یوں کہا کہ بیشک اللہ مسیح ابن مریم ہے، آپ فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ کو اور جو کچھ بھی زمین میں ہے ان سب کو ہلاک فرمانے کا ارادہ فرمائے تو کون ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ سے بچائے اور اللہ ہی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ اِبْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۔ ۱۳

ترجمہ۔ یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاری نے کہا مسیح، اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کی باتیں ہیں جو ان کے منہ سے نکلتی ہیں۔

یہ ان لوگوں کی طرح باتیں کرتے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا۔ اللہ انہیں غارت کرے، کدھر الٹے جا رہے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود قرآن میں کہیں ان کے لیے مشرک کی اصطلاح استعمال نہیں کی گئی بلکہ ان کا ذکر اہل کتاب یا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (جن کو کتاب دی گئی تھی) یا یہود اور نصاری کے الفاظ سے کیا گیا ہے اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۔ ۱۴

ترجمہ۔ے کتاب والو! جو ہم نے تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرنے والا (قرآن) اتارا ہے اُس پر ایمان لے آؤ، اِس سے پہلے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں پھر انہیں ان کی پیٹھ کی صورت پھیر دیں یا ان پر بھی ایسے ہی لعنت کریں جیسے ہفتے والوں پر لعنت کی تھی اور اللہ کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے۔

کیونکہ وہ اصل دین توحید ہی کو مانتے تھے اور پھر شرک کرتے تھے۔ بخالف اس کے غیر اہل کتاب کے لیے مشرک کا لفظ بطور اصطلاح استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ اصل دین شرک ہی کو قرار دیتے تھے اور توحید کے ماننے سے ان کو قطعی انکار تھا۔ یہ فرق ان دونوں گروہوں کے درمیان صرف اصطلاح ہی میں نہیں بلکہ شریعت کے احکام میں بھی ہے۔ اہل کتاب کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے حلال کیا گیا ہے اگر وہ اللہ کا نام لے کر حلال جانور کو صحیح طریقہ سے ذبح کریں اور ان کی عورتوں

سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے۔

۲۔مشرکین:

مشرکین سے مراد عرب کے بت پرست اور ایران کے آتش پرست جن کے پاس سرے سے کوئی الہامی کتاب موجود ہی نا تھی۔

مشرکین سے مراد وہ لوگ جو کسی نبی کے پیرو اور کسی کتاب کے ماننے والے نا تھے، قرآن کریم میں اگرچہ اہل کتاب کے شرک کا ذکر بہت سے مقامات پر کیا گیا۔ نا مشرکین کا ذبیحہ حلال ہے اور نا ان کی عورتوں سے نکاح حلال، اہل کتاب سے جزیہ لے کر ایک اسلامی ریاست کا فرد تسلیم کیا جا سکتا ہے مگر مشرکین کے لیے اسلامی ریاست میں ایسی گنجائش نہیں۔

کافروں کی اقسام:

کفر و شرک کے بھی کئی درجات ہیں۔

۱۔ کچھ لوگ سرے سے اللہ کی ہستی کے ہی منکر ہیں۔

۲۔۔ کچھ اللہ کو تو مانتے ہیں مگر اس کے ساتھ دوسروں کو بھی اللہ کا شریک بناتے ہیں۔

۳۔ کچھ اللہ کو مانتے ہیں مگر اس کے رسولوں کے یا بعض رسولوں کے منکر ہیں۔

۴۔ کچھ لوگ آخرت پر یقین ہی نہیں رکھتے۔

۵۔ کچھ لوگ آخرت پر یقین تو رکھتے ہیں مگر قانون جزا و سزا کو نہیں مانتے۔

۶۔ کچھ لوگ اگر عقائد میں درست ہوں تو ان کے اعمال ایمان کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے ایسے سب لوگ درجہ بدرجہ کفار و مشرکین ہی کے گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

یعنی یہ اہل کتاب و مشرکین اور ان کے ذیلی فرقے، خواہ وہ کتنی ہی تعداد میں ہوں، سب کے سب اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں اور اپنے عقائد و نظریات انہیں اس قدر پسندیدہ اور مرغوب ہیں وہ ان سے اس طرح چمٹے ہوئے ہیں جن سے ان کا جدا ہونا ناممکن تھا۔

ان میں سے کوئی اپنا دین چھوڑنے پر تیار نہ تھا۔ اس کی صرف ایک ہی صورت تھی کے اللہ کی طرف

سے کوئی ایسی روشن اور واضح دلیل آجائے جو ان پر ان کی غلط فہمیاں اور گمراہیاں منکشف کردے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا کلام سناتے ہیں:

تمام انبیاء سابقین کا دین یا ملت دین توحید ہے، اسی دین توحید کی طرف ہر نبی اور رسول نے بلایا۔ گویا ان کی ایک ہی پکار تھی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے اور اسی کی خالص بندگی کی جائے، یہی وہ پکار ہے جسے تمام انبیاے کرام نے مختلف علاقوں، زمانوں اور انسانی نسلوں تک پہنچایا۔ آخر میں خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں تک دعوت توحید پہنچائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عالم گیر رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کسی قبیلے، علاقے یا قوم یا کسی مخصوص زمانے تک نہیں بلکہ اقوام عالم اور قیامت تک تمام انسانوں کے لیے ہے اور اسی دعوتِ حق میں تمام انسانوں کے لیے فلاح ونجات ہے۔ یہ دعوت سب سے پاکیزہ اور متوازن نظام زندگی پیش کرتی ہے، اس سے بہتر کوئی دعوت نہیں ہوسکتی، اس مقدس دعوت کی آغوش میں جو شخص بھی آتا ہے اس سے بڑا کوئی خوش قسمت نہیں ہوسکتا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۔۱۵

ترجمہ۔ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پاک صحیفے پڑھ کر سنادے۔

فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ۔۱۶

ترجمہ۔ جن میں بالکل راست اور درست تحریریں لکھی ہوئی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کی فلاح وبہبود اور انھیں سیدھا راستہ دکھانے کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ قرآن کریم میں اس ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔۱۷

ترجمہ۔ اللہ ہی کے ذمّہ ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ راستے ٹیڑھے بھی موجود ہیں، اگر وہ چاہتا تو تم

سب کو ہدایت دے دیتا۔

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۔۱۸۔

ترجمہ۔بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمّہ ہے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔۱۹

ترجمہ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے، جس طرح نوح اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی، ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی۔

ہم نے داؤد کو زبور دی، ہم نے ان رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں، اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر تم سے نہیں کیا۔ہم نے موسیٰ سے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے، یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے، تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجّت نہ رہے اور اللہ غالب رہنے والا اور حکیم و دانا ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔۲۰

ترجمہ۔اے اہلِ کتاب! ہمارا یہ رسُول ایسے وقت تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح تعلیم تمہیں دے رہا ہے جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدّت سے بند تھا، تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو

کے ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔ سو دیکھو! اب وہ بشارت دینے اور ڈرانے والا آ گیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سب کے لئے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت دین عالم گیر اور ہمہ گیر ہے۔ انبیائے سابقین کی دعوت اور تبلیغ اپنی اپنی اقوام اور علاقے تک محدود تھی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت دین روز قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی دعوت و تبلیغ کے حوالے سے فرمایا!

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَا ۣالَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۪ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ کَلِمٰتِہٖ وَ اتَّبِعُوۡہُ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ۔ ۲۱

ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کہیے! اے انسانو، میں تم سب کی طرف اُس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے، اور پیروی اختیار کرو اُس کی، امید ہے کہ تم راہ راست پالو گے۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دین اسلام کی تبلیغ کی بھاری ذمہ داری ڈالی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ احسن و خوبی ادا فرمایا اگرچہ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلسل کئی پر پیچ اور کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پایہ استقامت میں کوئی لرزش نہ آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کے فضل سے اس میں کامیاب ہوئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَیۡہِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیۡکُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ ؕ وَ اِنۡ تُطِیۡعُوۡہُ تَہۡتَدُوۡا ؕ وَ مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ

اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡن۔ ۲۲

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے، کے اطاعت کرو اللہ کی، اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، سو اگر تم روگردانی کرو گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ وہ ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا، اور اگر تم نے ان کی فرمانبرداری کی تو ہدایت پانے والے بن جاؤ گے اور رسول کے ذمہ صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔

ابتداء میں دین اسلام کی تبلیغ چھپ کر کی جاتی تھی لیکن پھر اعلانیہ تبلیغ کا حکم آ گیا۔

دعوت ذوالعشیرہ:

اعلانیہ تبلیغ کرو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، نے اللہ کے حکم کے مطابق سن ۴ نبوی میں اپنے قریبی رشتہ داروں کی ایک دعوت کی جس کو دعوت ذوالعشیرہ کہتے ہیں۔طعام سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو اللہ کا پیغام پہنچایا جس کو سن کر وہاں پر موجود لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تضحیک وتذلیل کی ان میں پیش پیش ابولہب تھا۔

ابولہب نے کہا کے 'تبا لک' (یعنی: تم پر تباہی ہو)، تو اس کے جواب میں اللہ تعالی نے سورہ لہب کو نازل فرمایا ارشاد خداوندی ہے!

تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ سَيَصۡلٰى
نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامۡرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ
مَّسَدٍ۲۳

ترجمہ۔ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہو گیا اس کو اس کے مال اور کمائی نے کوئی فائدہ نہ دیا وہ عنقریب سخت شعلوں والی آگ میں داخل کیا جائے گا اور اس کی عورت بھی لکڑیوں کا گھٹا سر پر اٹھائے ہوئے۔

اس وقت بھی حضرت علیؓ جو کم سن تھے وہ بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مدد کا یقین دلا رہے تھے ابتداء میں کفار عرب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہیں کی کیونکہ وہ متعدد خداؤں کو پوجنے کے عادی تھے لہذا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کی بھی عبادت کر لی جائے گی لیکن معاملہ وہاں الجھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے کفار عرب سے یہ کہا کے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

کلمہ طیبہ کا پہلا حرف لا نے مخالفت کی ابتدا کردی کیونکہ کفار یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ اگر اتنے خداؤں کا انکار کردیا اور اگر ان کا عتاب نازل ہوا تو ہم اس سے کیسے بچ سکیں گے ۳۶۰ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خدا کی تو گنجائش نکلتی ہے لیکن ایک کی خاطر ۳۶۰ کو چھوڑنا عقل سے باہر ہے اسلام کی تعلیمات سے سب سے زیادہ متاثر غریب اور مظلوم طبقہ ہوا لہذا غلاموں اور کنیزوں نے اسلام لانے میں پہل کی کیونکہ اسلام سراسر انھی کے حقوق کی بات کررہا تھا جبکہ سب سے زیادہ مزاحمت طبقہ اشرافیہ نے کی کیونکہ ان کے مفادات پر اسلام نے سب سے پہلے کاری ضرب لگائی مشرکین مکہ نے اسلام کی مخالفت میں ہر ممکن اقدامت کئے اسلام لانے والے غلاموں اور کنیزوں کو سخت سزائیں دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال و دولت کا لالچ دیا گیا۔ایک مرتبہ تو کفار ایک سال اللہ کی اور دوسرے سال ان کے معبودوں کی عبادت تک کے لئے تیار ہو گئے تھے جس پر سورہ الکافرون کا نزول ہوا۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُوَ لَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُلَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ ۲۴

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے ! اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی عبادت تم کرتے ہو۔اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔اور نہ میں عبادت کروں گا اس کی جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کررہا ہوں لہذا تمھارے لئے تمھارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

سفر طائف/(N.10Journey to Taif):

سن ۱۰ نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو عزیز شخصیات دنیا سے جا چکی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد دل برداشتہ تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کی جانب سفر کا قصد کیا تا کہ بنو ثقیف کو دعوت اسلام دی جا سکے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے پا پیادہ سفر پر نکلے اور راستے میں آنے والے تمام قبائل کو دعوت اسلام دیتے ہوئے طائف پہنچے یہاں کے روساء اور امراء متکبر اور سر پھرے تھے کیونکہ اول تو ان کی بڑی بڑی زمینیں اور جاگیریں تھیں دوم وہ سود خوری میں حد سے بڑھ چکے تھے بے حد مال و دولت نے ان کے دماغ آسمان پر پہنچادئے تھے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے تینوں سردار جن کا تعلق بنو ثقیف سے تھا اور وہ آپس میں بھائی بھی تھے۔جن کے نام۔
ا۔عبد یالیل بن عمرو بن عمیر۔ ۲۔مسعود بن عمرو بن عمیر۔ ۳۔حبیب بن عمرو بن عمیر تھے۔
کو اسلام کی دعوت دی جس کو سن کر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مضحکہ اڑایا اور اوباش نوجوانوں سے کہا کے ان کی خبر لیں چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آوازیں کسیں اور ان پر پتھر برسائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتنے پتھر برسائے گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہولہان ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے خون سے بھر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک باغ میں پناہ لی اللہ کے حکم سے جبرائیل امین جبکہ دوسری روایت میں ہے کے ملک جبال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاظری دی اور فرمایا! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیں تو طائف کی وادی جو کہ چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھری ہوئی ہے ان پہاڑوں کو آپس میں ٹکرادوں اور اس وادی اور اس میں لوگوں کا وجود قیامت تک باقی نہ رہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں بد دعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ مجھے یقین ہے کے ان لوگوں کی آئیندہ نسل میں مسلمان پیدا ہوں گے جو کہ دین اسلام کی خدمت کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشن گوئی کچھ سالوں کے بعد سچ ثابت ہوئی اور محمد بن قاسم جو کے فاتح سندھ ہیں انھی کے ذریعے سندھ سے اسلام ہندوستان میں داخل ہوا۔
حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پوچھا! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احد کے دن سے بھی زیادہ کوئی سخت دن گزرا ہے؟ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا! ہاں یوم عقبہ (طائف کا دن)۔ ۲۵

بیعت عقبیٰ:

خانہ کعبہ کو مکہ میں چونکہ ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی لہٰذا عقیدت اور محبت میں لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے یہاں زیارت کے غرض سے آیا کرتے تھے مدینہ میں موجود انصار اگرچہ بت پرست تھے لیکن یہودیوں کے ساتھ میل جول کی وجہ سے وہ یہ جانتے تھے کے ابھی ایک آخری نبی آئیں گے جو یقیناً ہم میں ہی آئیں گے جب وہ مبعوث ہوں گے تو ہم تمھیں (انصار) کو قتل کریں گے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملاقات عقبیٰ کے مقام پر انصار کی ایک جماعت کہ جن کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی جس کو انھوں نے قبول کر لیا یہ واقعہ نبوت کے گیارہویں سال کا ہے یہ لوگ واپس گئے اور اس واقعہ کی اطلاع مدینہ میں رہنے والے دیگر افراد کو بھی دی چنانچہ مدینہ کے گھر، گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چرچا ہونے لگا۔

بیعت عقبہ اولیٰ/(Oath of first Accomplishment- Bait ul Uqba e oola):

آئیندہ سال بھی مدینہ سے زیارت کعبہ کے غرض سے ۱۲ انصار آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ان س ملاقات ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دئی جس کو انھوں نے قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی یہ جہاد فرض ہونے سے پہلے کی بیعت تھی یہ بیعت بیعت النساء کے نام سے موسوم ہے کیونکہ ان افراد کی بیعت خواتین کی بیعت کی طرز پر کی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے واپسی پر مصعب بن عمیرؓ کو ان لوگوں کے ساتھ کر دیا تا کہ وہ انھیں دین کا علم سیکھائیں۔

بیعت عقبیٰ ثانیہ(The second Oath of accomplishment):

اگلے سال پھر ایام تشریق میں انصار کے تقریباً ۷۰ مرد اور دو خواتین آئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ان کی ملاقات عقبیٰ کے مقام پر ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں دعوت دین دی جسے ان لوگوں نے قبول کیا انصار مدینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی مدینہ آنے کی دعوت دی اور اپنے پورے تعاون اور مدد کی یقین دہانی بھی کروائی یہ واقعہ ہجرت سے تین ماہ قبل کا ہے اور

نبوت کے تیرہویں سال کا ہے قریش کو اس بیعت کی خبر ہوگئی جس کی وجہ سے وہ سخت مضطرب ہو گئے لیکن بیعت عقبیٰ کے کئی مثبت نتائج بھی برآمد ہوئے اور مسلمانوں کی مدینہ ہجرت کے لئے راہ ہموار ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کے وہ مدینہ ہجرت کرلیں چنانچہ مسلمان چوری چھپے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے لگے اور مدینہ میں مسلمانوں کی ایک پشت پناہ جماعت پہلے سے موجود تھی یہ ایک انقلابی موقع تھا قریش کو مسلمانوں اور انصار کے اس گٹھ جوڑ سے شدید اضطراب تھا کیونکہ یمن سے شام کی طرف جو تجارتی شاہراہ ساحل بحر احمر کے کنارے کنارے جاتی تھی اور جس کے محفوظ رہنے پر قریش اور دوسرے بڑے مشرک قبائل کی معاشی زندگی کا انحصار تھا وہ اب مسلمانوں کی زد میں آ گئی تھی اہل مکہ کی تجارت جو اس شاہراہ کے بل پر چلتی تھی وہ سالانہ ڈھائی لاکھ اشرفی کی مالیت کی تھی قریش اس کے نتائج سے بخوبی واقف تھے اب مسلمان آہستہ آہستہ مدینہ ہجرت کرنے لگے۔

ارشادات خداوندی:

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۔۲۶

ترجمہ۔یہی ان کے علم کی انتہاء ہے۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا ۔۲۷۔

ترجمہ۔یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے پیغام ہے تاکہ انھیں اس کے ساتھ ڈرایا جائے۔

اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۔۲۸

ترجمہ۔اس میں ایک بڑی خبر ہے عبادت گزار لوگوں کے لئے۔

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔۲۹

ترجمہ۔تو کیا رسولوں پر صاف صاف بات پہنچا دینے کے سوا اور بھی کوئی ذمہ داری ہے؟ ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سب کو خبردار رر دیا۔

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔۳۰

ترجمہ۔رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ تو صرف احکامات کو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ۔ ۳۱

ترجمہ۔ میں نے اتاری ہے تیری طرف کتاب ٹھیک ٹھیک، سو بندگی کر اللہ کی خالص کر کر اس کے واسطے بندگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے بنی کعب، اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ، اے بنو مرہ بن کعب، اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ، اے بنو عبد شمس، اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ، اے عبدالمطلب، اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ میں اللہ کے ہاں تمھارے کوئی کام نہیں آسکوں گا۔ دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے ''موت کے بعد تمھیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے، پس تم شرک سے باز آجاؤ۔ ۳۲ے

پچھلی اقوام میں تفرقہ:

پچھلی اقوام میں تفرقہ کے حوالے سے کئی آیات موجود ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ۔ ۳۳

ترجمہ۔ پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی اُن میں تفرقہ برپا نہیں ہوا مگر اِس کے بعد کے اُن کے پاس (راہِ راست کا) بیانِ واضح آچکا تھا۔ یعنی اس سے پہلے اہل کتاب جو مختلف گمراہیوں میں بھٹک کر بے شمار فرقوں میں بٹ گئے اس کی وجہ یہ نا تھی کے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ان کی رہنمائی کے لیے دلیل روشن بھیجنے میں کوئی کسر اٹھا رکھی تھی، بلکہ یہ روش انہوں نے اللہ کی جانب سے رہنمائی آجانے کے بعد اختیار کی تھی، اس لیے اپنی گمراہی کے وہ خود ذمہ داری تھے، کیونکہ ان پر حجت تمام کی جا چکی تھی۔ اسی طرح اب چونکہ ان کے صحیفے پاک نہیں رہے ہیں اور ان کی کتابیں بالکل راست اور درست تعلیمات پر مشتمل نہیں رہی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک دلیل روشن کی حیثیت سے اپنا ایک رسول بھیج کر اور اس کے ذریعہ سے پاک صحیفے بالکل راست اور درست

تعلیمات پر مشتمل پیش کر کے ان پر پھر حجت تمام کر دی ہے، تا کہ اس کے بعد بھی اگر وہ متفرق رہیں تو اس کی ذمہ داری انہی پر ہو، اللہ کے مقابلہ میں وہ کوئی حجت پیش نہ کر سکیں۔ یہ بات قرآن مجید میں بکثرت مقامات پر فرمائی گئی ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ ۳۴

ترجمہ۔سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر اللہ نے نبی بھیجے خوشخبری دینے والے، اور ان کے ساتھ کتاب اتاری حق کے ساتھ، تا کہ فیصلہ فرمائے لوگوں کے درمیان اس بات کا جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور یہ اختلاف ان ہی لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی اور انہوں نے یہ اختلاف باہمی ضد اضدی کے باعث اس کے بعد کیا جبکہ ان کے پاس کھلی ہوئی دلیلیں آچکی تھیں، پھر اللہ نے اپنے فضل سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اس امر حق کی ہدایت دی جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور اللہ جس کو چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت دیتا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۔ ۳۵

ترجمہ۔یہ رسول ہیں ہم نے فضلیت دی ان میں بعض کو بعض پر، ان میں بعض سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعض کو درجات کے اعتبار سے بلند فرمایا، اور ہم نے دیئے عیسیٰ بن مریم کو کھلے کھلے

معجزات اور ہم نے ان کی تائید کی روح القدس کے ذریعہ، اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ آپ میں جنگ نہ کرتے جو ان کے بعد تھے، اس کے بعد کہ آئے ان کے پاس کھلے ہوئے معجزات، لیکن انہوں نے آپس میں اختلاف کیا سو ان میں سے بعض وہ تھے جو ایمان لائے اور بعض وہ تھے جنہوں نے کفر کیا، اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ آپس میں جنگ نہ کرتے لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ ۳۶

ترجمہ۔ بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے، اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی مگر اس کے بعد ان کے پاس علم آ گیا محض آپس میں ضدا ضدی کی وجہ سے، اور جو شخص اللہ کی آیات کا انکار کرے سو اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

درست دین:

درست دین کے حوالے سے قرآن کریم میں کئی مقامات پر اللہ تعالی نے آیات ارشاد فرمائی ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۔ ۳۷

ترجمہ۔ اُن کو اِس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کے اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اُس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔ یعنی جس دین کو اب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کر رہے ہیں، اسی دین کی تعلیم اہل کتاب کو ان کے ہاں آنے والے انبیاء اور ان کے ہاں نازل ہونے والی کتابوں نے دی تھی، اور ان عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ میں سے کسی چیز کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا جنہیں انہوں نے بعد میں اختیار کر کے مختلف مذاہب بنا ڈالے۔ صحیح اور درست دین ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ خالص اللہ کی بندگی کی جائے، اس

کے ساتھ کسی دوسرے کی بندگی کی آمیزش نہ کی جائے، ہرطرف سے رخ پھیر کر انسان صرف ایک اللہ کا پرستار اور تابع فرمان بن جائے، نماز قائم کی جائے، اور زکوٰۃ ادا کی جائے۔

وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ ۳۸

ترجمہ۔اور مجھ سے فرمایا گیا ہے کہ تُو یکسُو ہو کر اپنے آپ کو ٹھیک ٹھیک اس دین پر قائم کر دے، اور ہرگز ہرگز مشرکین میں سے نا ہو۔

وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ
كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۔ ۳۹

ترجمہ۔اللہ کا حکم تو یہ ہے کہ ہر عبادت میں اپنا رُخ ٹھیک رکھو اور اُسی کو پکارو اپنے دین کو اس کے لیے خالص رکھ کر، جس طرح اُس نے تمہیں اب پیدا کیا ہے اسی طرح تم پھر پیدا کیے جاؤ گے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا
تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُوْنَ ۔ ۴۰

ترجمہ۔پس (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار) یک سُو ہو کر اپنا رخ اس دین کی سمت میں جما دو، قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی، یہی بالکل راست اور درست دین ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اہل ایمان بہترین خلائق (مخلوق) ہیں:

اہل ایمان اللہ کی نظر میں سب سے بہترین مخلوق ہیں کیونکہ انھوں نے اللہ کی وحدانیت کو جانا، پہچانا اور اس حق کا نا صرف یقین کیا بلکہ اس پر عمل بھی کی۔اہل ایمان سے مراد مومنین ہیں، جن کے اعزاز میں قرآن کریم میں کئی آیات بیان کی گئی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۔ ۴۱

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں۔

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۔ ۴۲

ترجمہ۔ان کی جزا اُن کے ربّ کے ہاں دائمی قیام کی جنّتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ سب کچھ اُس شخص کے لیے جس نے اپنے ربّ کا خوف کیا ہو۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۔ ۴۳

ترجمہ۔(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف برحق نازل کی ہے، لہٰذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو دین کو اُسی کی لیے خالص کرتے ہوئے۔

ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا کے آیت حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آیت ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ سے مراد دین قائم رہنے والا یعنی (ہمیشہ قائم رہنے والا سچا دین)۔ ۴۴؎

عکرمہ ؒ بیان کرتے ہیں، آیت مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ۴۵؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، کیا تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرشتوں کے مرتبے سے تعجب کرتے ہو؟ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے مومن بندے کا مرتبہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن فرشتے کے مرتبہ سے زیادہ ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۔ تلاوت کی۔

ترجمہ۔بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ۴۶؎

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، اتنے میں حضرت علی ؓ تشریف لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک یہ (علی ؓ) اور اس کا گروہ قیامت کے دن یقیناً کامیاب ہیں۔ تو یہ آیت۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ نازل ہوئی اس

کے بعد جب بھی حضرت علیؓ سامنے آتے تو اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرماتے۔ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ یعنی بہترین مخلوقات میں سے آ گیا۔۴۷؎

حوالہ کتب:

۱۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۔سورہ البینہ۔آیت۔۱۔
۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۰۔سورہ البینہ۔آیت۔۲۔
۱۱۔سورہ مائدہ۔آیت۔۷۳۔
۱۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۱۷۔
۱۳۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۰۔
۱۴۔سورہ النساء۔آیت۔۴۷۔
۱۵۔سورہ البینہ۔آیت۔۲۔
۱۶۔سورہ البینہ۔آیت۔۳
۱۷۔سورہ النحل۔آیت۔۹۔
۱۸۔سورہ الیل۔آیت۔۱۲۔
۱۹۔سورہ النساء۔آیت۔۱۶۳۔۱۶۵۔
۲۰۔سورہ مائدہ۔آیت۔۱۹۔
۲۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔
۲۲۔سورہ نور۔آیت۔۵۴۔
۲۳۔سورہ لہب۔آیت۔۱۔۵۔
۲۴۔سورہ الکافرون۔آیت۔۱۔۶۔

۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۶۔سورہ نجم۔آیت۔۳۰۔
۲۷۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۲۔
۲۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۱۰۶۔
۲۹۔سورہ النحل۔آیت۔۳۵۔
۳۰۔سورہ نور۔آیت۔۵۴۔
۳۱۔سورہ الزمر۔آیت۔۲۔
۳۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۳۔سورہ البینہ۔آیت۔۴۔
۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۱۳۔
۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۳۔
۳۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۔
۳۷۔سورہ البینہ۔آیت۔۵۔
۳۸۔سورہ یونس۔آیت۔۱۰۵۔
۳۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۹۔
۴۰۔سورہ روم۔آیت۔۳۰۔
۴۲۔سورہ البینہ۔آیت۔۷۔
۴۲۔سورہ البینہ۔آیت۔۸۔
۴۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۲۔
۴۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۷۔تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر (متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دارالفکر۔بیروت۔

۹۹۔سورہ الزلزال (زلزلہ)

نام:

الزلزال۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی زلزلہ کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ الزلزال مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۸ ہیں جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، سورہ اذا زلزلت مدینہ میں نازل ہوئی۔[۱]

قتادہ ؒ بیان کرتے ہیں، اِذَا زُلۡزِلَتِ مدینہ میں نازل ہوئی۔[۲]

مضامین:

۱۔قیامت کا ذکر۔

۲۔روزمحشر لوگوں کا احوال۔

۳۔ہر شخص اپنی ذرہ برابر کی ہوئی نیکی اور بدی کو دیکھ لے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اذا زلزالت قرآن کریم کا چوتھا حصہ ہے۔[۳]

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ سورہ قرآن کریم کا

نصف حصہ ہے۔ ۴؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں! ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا کے مجھے کوئی جامع سورہ پڑھا دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں سورہ اِذَا زُلۡزِلَتِ پڑھا دی، اس سورہ کو پڑھنے کے بعد ان صحابی نے کہا کے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی اس سے زیادہ نہیں کروں گا اور یہ کہہ کر وہ صحابی چلے گئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا! یہ شخص کامیاب ہوگیا، یہ شخص کامیاب ہوگیا۔ ۵؎

قیامت کا زلزلہ:

قرآن کریم کی متعدد آیات میں اللہ تعالی نے قیامت کے زلزلے اور اس کی نشانیوں کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی قیامت کی ہولنا کیوں کو متعدد احادیث میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۔ ٦۔

ترجمہ۔ جب زمین میں زوردار زلزلہ آجائے گا۔

وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۔ ٧

ترجمہ۔ اور زمین اپنے بوجھ کو نکال دے گی۔

وَ قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۔ ٨

ترجمہ۔ اور انسان کہے گا کے اس کو کیا ہوا؟

زلزال۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی لرزش، جھٹکے اور زمین کا تھرا اٹھنا ہے۔

زلزلے سے متعلق قدیم اوہام اور نظریات:

دنیا کی مختلف اقوام زمانہ قدیم سے ہی زلزلوں سے متعلق کچھ اوہام اور نظریات رکھتی ہیں:
ا۔ عیسائی پادریوں کا خیال تھا کے زلزلے خدا کے باغی اور گنہگار انسانوں کے لیے اجتماعی سزا اور تنبیہ ہوتے ہیں۔

۲۔بعض قدیم اقوام سمجھتی تھی کے مافوق الفطرت قوتوں کے مالک دیو ہیکل درندے جو زمین کے اندر رہتے ہیں، وہ زلزلے پیدا کرتے ہیں۔

۳۔قدیم جاپانیوں کا عقیدہ تھا کے ایک طویلِ لقامت مگر مچھ زمین کو اپنی پشت پر اُٹھائے ہوئے ہے، جس کے ہلنے سے زلزلے آتے ہیں۔

۴۔امریکی ریڈ انڈینز کے مطابق زمین ایک بہت بڑے کچھوے کی پیٹھ پر قائم ہے، چنانچہ جب یہ کچھوا حرکت کرتا ہے تو زلزلہ آتا ہے۔

۵۔سائبیریا کے قدیم باشندوں کے مطابق زلزلے کی اصل وجہ ایک قوی الجثّہ برفانی کتا ہے، جو اپنے بالوں سے برف جھاڑنے کے لیے جسم کو جھٹکتا ہے تو زمین میں لرزا طاری ہوتا ہے۔

۶۔ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق، زمین گائے کے سینگوں پر رکھی گئی ہے چنانچہ جب گائے اپنا سینگ بدلتی ہے تو زلزلے آتے ہیں۔

۷۔قدیم یونانی فلسفی اور ریاضی داں فیثا غورث کہتا ہے کے زمین کے اندر جب مُردے آپس میں لڑتے ہیں تو زلزلے آتے ہیں۔

۸۔ارسطو کے مطابق جب زمین کے اندر کی گرم ہوا باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہے تو زلزلے پیدا ہوتے ہیں۔

۹۔افلاطون کہتا ہے کے جب زیرِ زمین تیز و تند ہوائیں چلتی ہیں تو اس کے نتیجے میں زلزلے پیدا ہوتے ہیں۔

۱۰۔سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے زمین ٹھنڈی ہو رہی ہے، جس کے نتیجے میں زمین کہیں کہیں سے چٹخ جاتی ہے، زمین کا یہ چٹخنا ہی دراصل زلزلہ ہے۔

۱۱۔کچھ سائنسدانوں کا یہ ماننا ہے کے، زمین کے اندرونی حصّے میں آگ کا ایک جہنم دہک رہی ہے جس میں بے پناہ حرارت ہے، جس کی وجہ سے زمین میں جگہ جگہ ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔

زلزلے کی سائنسی وجوہات:

ماہرین ارضیات کے مطابق جب زیرِ زمین چٹانوں کے درمیان ''ارضی تپشی توانائی'' اچانک آزاد

ہو جائے تو زمین تھرتھرا اُٹھتی ہے، اور کہیں کہیں سے زمین چیخ بھی جاتی ہے، تاہم زمین کا اس طرح دفعتاً تھرتھرا جانا اور چیخ جانا ہی ''زلزلہ'' کہلاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کے درجہ حرارت اور دباؤ پر مشتمل قوتیں جس کو ''ٹیکٹونک قوتیں'' کہا جاتا ہے۔ زمین کی عمیق گہرائی میں چٹانوں کے اطراف مسلسل قوت (Stress) میں اضافہ کرتی ہیں جو چٹانی کو خمیدہ یعنی موڑ (Fold) دیتی ہیں، جس سے چٹان کی تخلیقی شکل میں تبدیلی آتی ہے۔

یہ کیفیت بگاڑ (Strain) کہلاتی ہیں۔ مثلاً جس طرح ایک لکڑی کی چھڑی کو موڑا یعنی فولڈ کیا جائے تو ہاتھ میں موجود قوت کا ''ٹرانسفر'' چھڑی میں ہوجاتا ہے گویا ہاتھ کی قوت چھڑی کی قوت فی یونٹ ایریا (The Force per unit area) فراہم کرتی ہے، جس کی وجہ سے لکڑی کے ٹکڑے میں کمان جیسی شکل پیدا ہو جاتی ہے یہ تخلیقی شکل میں بگاڑ پیدا ہونا کہلاتی ہے جو قوت کے اصول یعنی ''ینگ موڈولس'' (Young modulus) سے وابسطہ ہوتا ہے، جس طرح سے چھڑی مڑتی ہے چٹان بھی قوت لگنے پر اس قسم کا رویہ پیدا کرتی ہے۔ لیکن قوت برداشت کی حد تک بھی قوت لگانے سے وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ اس طرح سے چٹان جب ٹوٹتی ہے تو انرجی کی لہریں آزاد ہوکر زمین کے اطراف سفر کرتی ہیں۔

یہ زلزلی لہریں ہوتی ہیں جو زیرِ زمین سفر کرتی ہیں، جس کی شدت سے زمین تھرتھرا اُٹھتی ہے۔ چٹان ٹوٹنے کے بعد دراڑ زدہ ہوکر دو بلاک میں تقسیم ہوکر ایک دوسرے کے مدمقابل حرکت کے بعد اپنے قیام اور مقام سے دور ہو جاتی ہیں۔ چٹان کا اس طرح ٹوٹنے اور سرکنے کا عمل فالٹ یا ریختہ (Fault) کہلاتا ہے۔

زلزلوں کی اقسام:

زلزلوں کی درج ذیل دو اقسام ہیں۔

۱۔ قدرتی وجوہات کی وجہ سے آنے والے زلزلوں کو ٹیکٹونک Tectonic زلزلے کہا جاتا ہے۔

۲۔ انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے آنے والے زلزلے نان ٹیکٹونک Non Tectonic کہلاتے ہیں۔

ٹیکٹونک زلزلے انتہائی شدت کے بھی ہو سکتے ہیں جبکہ نان ٹیکٹونک عام طور پر معمولی شدت کے ہی ہوتی ہیں ۔

ایک ہی زلزلے کا مختلف علاقوں پر اثر مختلف ہوسکتا ہے چنانچہ کسی خطے میں تو بہت زیادہ تباہی ہوجاتی ہے لیکن دوسرے علاقے محفوظ رہتے ہیں ۔ زلزلے کی لہریں 25 ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے پھیلتی ہیں ۔ نرم مٹی اور ریت کے علاقے میں یہ نہایت تباہ کن ثابت ہوتی ہیں ۔ ان کی شدّت کا اندازہ ریکٹر اسکیل پر زلزلہ پیما کے ریکارڈ سے لگایا جاتا ہے جبکہ ظاہر ہونے والی تباہی کی شدّت مرکلی اسکیل Mercally Intensity Scale سے ناپی جاتی ہے۔

زلزلے سمندر کی تہ میں موجود زمینی سطح پر بھی پیدا ہوتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کے زیادہ تر زلزلے سمندر کی تہ میں ہی پیدا ہوتے ہیں ۔ بحری زلزلوں یعنی سونامی سے سمندر میں وسیع لہریں پیدا ہوجاتی ہیں ، ان میں سے بعض تو ایک سو میل سے لے کر 200 میل تک کی لمبائی تک پھیل جاتی ہیں ، جبکہ ان کی اونچائی 40 فٹ تک ہوتی ہے ، یہ لہریں ساحل پر پہنچتی ہیں تو ساحل سے گذر کر خشکی کی جانب سیلاب کی طرح داخل ہوجاتی ہیں اور بے پناہ تباہی و بربادی پھیلا دیتی ہیں ۔

دنیا کے وہ خطے جہاں زلزلے زیادہ پیدا ہوتے ہیں ، بنیادی طور پر 3 پٹیوں Belts میں واقع ہیں ۔ پہلی پٹی جو مشرق کی جانب ہمالیہ کے پہاڑوں سے ملی ہوئی ہے ، انڈیا اور پاکستان کے شمالی علاقوں میں ہمالیہ کے پہاڑوں سے ہوتی ہوئی افغانستان ، ایران اور پھر ترکی سے گزرتی ہوئی براعظم یورپ اور یوگوسلاویہ سے فرانس تک یعنی کوہ ایلپس تک پہنچ گئی ہے۔

دوسری پٹی براعظم شمالی امریکا کے مغربی کنارے پر واقع الاسکا کے پہاڑی سلسلے سے شروع ہوکر جنوب کی طرف Rocky mountains کو شامل کرتے ہوئے میکسیکو سے گذر کر براعظم جنوبی امریکہ کے مغربی حصّے میں واقع ممالک کولمبیا ، ایکواڈور اور پیرو سے ہوتی ہوئی چلّی تک پہنچ جاتی ہے۔

تیسری پٹی براعظم ایشیا کے مشرق پر موجود جاپان سے شروع ہوکر تائیوان سے گزرتی ہوئی جنوب میں واقع جزائر فلپائن ، برونائی ، ملائیشیاء اور انڈونیشیا تک پہنچ جاتی ہے۔ دنیا میں 50 فیصد

زلزلے کوہِ ہمالیہ، روکیز ماؤنٹین اور کوہِ اینڈیز میں پیدا ہوتے ہیں اور یہ تینوں پہاڑی سلسلے اوپر بیان کردہ پٹیوں ہی میں واقع ہیں۔ تقریباً 40 فیصد زلزلے، براعظموں کے ساحلی علاقوں اور ان کے قرُب وجوار میں پیدا ہوتے ہیں جبکہ بقیہ 10 فیصد زلزلے دنیا کے ایسے علاقوں میں جو نا تو پہاڑی ہیں اور نہ ساحلی ہیں، رونما ہوتے ہیں۔

جب زمین کی پلیٹ جو تہ در تہ مٹی، پتھر اور چٹانوں پر مشتمل ہوتی ہے، کسی ارضیاتی دباؤ کا شکار ہو کر ٹوٹتی یا اپنی جگہ چھوڑتی ہے تو سطح زمین پر زلزلے کی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ لہریں دائروں کی صورت میں ہر سمت پھیل جاتی ہیں۔ جہاں پلیٹ میں حرکت کا مرکز واقع ہوتا ہے وہ Hypo Centre کہلاتا ہے، اس کے عین اوپر سطحِ زمین پر زلزلے کا مرکز Epicentre کہلاتا ہے۔ یہ لہریں نظر تو نہیں آتیں، لیکن ان کی وجہ سے سطح زمین پر موجود ہر شے ڈولنے لگتی ہے۔ ۹؎

اسلام میں زلزلوں کی وجوہات:

ابو جوزاء نے اسے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے، جبکہ ابن زید، عکرمہ اور ضحاک کے مطابق! ق ایک ایسا سبز زمرد کا پہاڑ ہے، جس نے روئے زمین کو ہر جانب سے گھیر رکھا ہے، تاہم اسی کی وجہ سے آسمان بھی سبز ہے جبکہ آسمان کے دونوں کنارے بھی اسی پہاڑ پر قائم ہیں۔ لوگوں کو جو بھی زمرد ملتا ہے وہ اسی پہاڑ کی وجہ سے ملتا ہے۔ ۱۰؎

ابن ابی الدنیا فی العقوبات و ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے! اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ کو پیدا فرمایا جس کو ق کہا جاتا ہے۔ یہ پہاڑ ساری دنیا پر محیط ہے، اور اس کی جڑیں اس چٹان تک گہری ہیں جس پر زمین ہے۔

تاہم جب اللہ تعالیٰ کسی شہر میں زلزلے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس پہاڑ کو حکم دیا جاتا ہے اور وہ پہاڑ اللہ کے حکم کی پیروی میں اپنی اس رگ جس پر وہ شہر قائم ہے کو حرکت دیتا ہے جس کی وجہ سے اس شہر میں زلزلہ آتا ہے۔

وہیب نے کہا! ذوالقرنین نے جبل قاف سے جھانکا تو اس نے اس کے نیچے چھوٹے پہاڑ دیکھے۔

ذوالقرنین نے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا! میں قاف ہوں۔ پوچھا یہ تیرے اردگرد کون سے پہاڑ ہیں؟ تو اس نے جواب دیا! یہ میری رگیں ہیں۔

دنیا میں کوئی شہر ایسا نہیں جہاں میری رگوں میں سے کوئی رگ موجود نا ہوں، پس جب اللہ تعالی کسی شہر میں زلزلے کا ارادہ فرماتے ہیں تو رب تعالی مجھے حکم دیتے ہیں، تو میں حکم کی پیروی میں اپنی اس رگ کو حرکت دیتا ہوں جس کی وجہ سے اس شہر میں زلزلہ آتا ہے۔

ذوالقرنین نے کہا! اۓ قاف تو مجھے اس رب تعالی کی عظمت کے بارے میں کچھ بتا، تو اس نے کہا ! میرے رب کی شان عظیم ہے۔ میرے نیچے زمین ہے۔ جس ی مسافت پانچ سو سال ضرب پانچ سو سال ہے۔ یہ پہاڑ برف کے ہیں، جو ایک دوسرے کو مٹا رہے ہیں اگر یہ برف کے پہاڑ درمیان میں نا ہوتے تو جہنم کی آگ اس زمین کو جلا کر راکھ کر دیتی۔

یہ تعبیر اس امر پر دلالت کرتی ہے کے جہنم روئے زمین پر ہی ہے، جس کا علم رب کائنات کو ہے۔ ١١ ؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا۔

ترجمہ۔ جب زمین میں زوردار زلزلہ آجائے گا۔ یعنی۔ زمین اپنے نیچے سے حرکت کرے گی اور اپنے بوجھ کو نکال کر پھینک دے گی۔ یعنی زمین میں دفن مردوں کو وہ نکال کر باہر پھینک دے گی۔

یہ منظر جب کفار دیکھیں گے تو کہیں گے، آیت۔ وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا۔

ترجمہ۔ اور انسان کہے گا کے اس کو کیا ہوا؟ آیت۔ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا۔ ترجمہ۔ اس دن وہ اپنی خبریں بیان کردے گی۔

یعنی۔ روز قیامت اللہ تعالی زمین سے فرمائیں گے، تم بولو، جس کے جواب میں زمین کہے گی آیت۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَا۔

ترجمہ۔ اس وجہ سے بے شک تیرا رب اس کو حکم فرمادے گا۔ یعنی۔ اللہ تعالی زمین کی طرف وحی فرمائے گا۔ آیت۔ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ۔

ترجمہ۔ اس دن لوگ واپس ہوں گے مختلف جماعتیں بن کر تا کہ انہیں ان کے عمال دکھائے جائیں۔ یعنی۔ روز قیامت لوگ ہر طرف سے لوٹ کر آئیں گے۔ ١٢ ؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا۔
ترجمہ۔ اور زمین اپنے بوجھوں کو نکال دے گی۔ یعنی زمین باہر نکال دے گی جو قبروں میں ہیں۔
آیت۔ يَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا۔ ترجمہ۔ اس دن وہ اپنی خبریں بیان کر دے گی۔
یعنی لوگوں کو خبر دی جائے گی جو کچھ وہ (زمین پر) عمل کرتے تھے۔
آیت۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَا۔ ترجمہ۔ اس وجہ سے بے شک تیرا رب زمین کو حکم دے گا۔
یعنی۔ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق زمین اپنے تمام بوجھ کو اگل دے گی اور اور لوگوں کے تمام اعمال جو لوگ زمین پر کیا کرتے اس کی خبر اللہ کو دے، دے گی۔ ۱۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (روز قیامت) زمین اپنے جگر کے ٹکڑے کو اگل دے گی۔

سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح، ایک قاتل اپنا اعتراف جرم کرے گا میں اس زمین پر قتل کیا، ایک قاطع رحم آ کر اپنا اعتراف جرم کرے گا میں قطع رحمی کی، چور آ کر اپنی چوری اور اپنے ہاتھ کٹنے کا اعتراف کرے گا، لیکن اس دن زمین سے کوئی چیز واپس نہیں لے سکیں گے۔ ۱۴؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک زمین روز قیامت ہر اس عمل کی خبر دے گی جو اس کی پشت پر کیا گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت۔

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا وَ قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا۔

پڑھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیت۔ يَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا۔ پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو زمین کی خبر کیا ہوگی؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف آئے اور فرمایا! زمین کی خبر یہ ہوگی کے روز قیامت وہ ہر اس عمل کی خبر دے گی جو اس کی پشت پر کیا گیا۔ ۱۵؎

الطبرانی نے ربیعہ جرشیؓ سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زمین سے اپنی حفاظت کرو، کیونکہ وہ تمہاری ماں ہے، اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس پر اچھا یا برا عمل

کرے، اور وہ اس کی خبر نا دے۔۱۶؂

نیکی/ بر:

قرآن کریم میں نیک اعمال کی بار بار ہدایت دی گئی اور اسی مقصد کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھی بھیجے گئے جو لوگوں کو نیک کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ۔۱۷

ترجمہ۔جس نے ایک ذرے کے برابر خیر (نیکی) کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق ؓ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا تناول فرمارہے تھے کے اچانک آپ ﷺ پر یہ آیت۔

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ

ترجمہ۔جس نے ایک ذرے کے برابر خیر (نیکی) کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

آیت۔وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ

ترجمہ۔اور جس نے ایک ذرہ کے برابر شر (برائی) کا کام کیا ہوگا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا! اۓ ابوبکر ؓ جن چیزوں کو تم ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہو یہ وہ چیزیں ہیں جن کے عوض تم کو جزا دی جائے گی اور آخرت میں ایسا کرنے والوں کے لیے خیر اور نیکی جمع کی جائے گی۔۱۸؂

البر۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔ر۔ر) سے مشتق ہے۔۱۹؂

اللہ کا اسم صفاتی البر قرآن کریم کی سورہ الطور میں صرف ایک (۱) مرتبہ آیا ہے۔

برر۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے اصل معنی وسعت، فراخی اور کشادگی کے ہیں۔

بر۔کے ایک معنی خشکی کے بھی ہیں جو بحر (سمندر) کی ضد ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلۡ مَنۡ یُّنَجِّیۡکُمۡ مِّنۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ ۔۲۰

ترجمہ۔آپ فرمایئے کہ کون تم کو نجات دیتا ہے خشکی اور سمندر کی اندھیریوں سے۔

البر۔بے آب وگیاں چٹیل میدان کو بھی کہا جاتا ہے۔

بحر۔ان مقامات کے لئے استعمال ہوتا ہے جہاں پانی کے ذخائر ہوں۔

بر۔عربی زبان میں بکریوں کو جنگل کی جانب ہنکانے کو بھی کہتے ہیں۔

برر۔کے ایک معنی کثرت اور وسعت کے بھی ہیں چنانچہ عربی زبان میں ابرر جل سے مراد کثیر اولاد شخص کے ہیں۔

ابر القوم سے مراد کثیر قوم کے ہیں یا غلبہ اور تسلط کا قائم ہونا۔

ابر علیھیم سے مراد وہ ان پر فوقیت لے گیا۔

بر کے معانی نگاہ کی کشادگی، دل کی وسعت، وسیع پیمانہ، نیک سلوک، صلہ رحمی اور احسان کے ہیں۔۲۱؎

قرآن کریم میں بر(وسعت، کشادگی اور نیکی بمقابلہ اثم (کمزور، تنگی اور گناہ) کے آیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ۔۲۲

ترجمہ۔ انصاف کرو وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اللہ تعالیٰ سے۔۲۳؎

بر۔سے مراد نیکی ہے جس کو انگریزی میں virtue کہتے ہیں۔

البر۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ ۔۲۴

ترجمہ۔ہم پچھلی زندگی میں اسی سے دعائیں مانگتے تھے اور وہ واقعی الْبَرُّ اورلرَّحِیْمُ ہے۔

قرآن کریم میں بر سے مراد نیک عمل کے ذریعے کھلنے والی کشادہ راہیں، آسانیاں اور مغفرت ہے

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے مراد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو قرآن کریم میں بارہا اس حکم کی تاکید فرمائی ہے اور اسی حکم کے نفاذ کی خاطر اللہ نے ایک

لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو بھی دنیا میں مبعوث فرمایا تاہم تمام انبیاء کرام نے اپنی اپنی قوم کو اللہ کے اس حکم کی تلقین فرمائی۔

یہ دنیا خیر وشر کا مسکن ہے جہاں خیر وشر کی دو قوتیں ہر وقت کام کرتی ہیں اگرچہ یہ دونوں ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں تاہم ان دونوں قوتوں کی یہ کشمکش قیامت تک جاری رہے گی دوسری جانب دنیا کے ہر انسان میں بھی خیر وشر کی یہی قوتیں کام کرتی ہیں اس لئے انسان کو چاہیئے کے وہ اپنے اندر کے شر کو قابو میں رکھے اور اپنے خیر کو عام کرے دنیا میں جتنی بھی نیکیاں ہیں وہ صرف اور صرف اللہ کی توفیق سے ہیں اس نیکی کے عمل میں کسی انسان کا کوئی ذاتی کمال نہیں

ارشادات خداوندی:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ ۲۵

ترجمہ۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ ۲۶

ترجمہ۔ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے برائی سے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ ۲۷

ترجمہ۔ اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔۲۸

ترجمہ۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں وہ ایک دوسرے کو اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۗ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔۲۹

ترجمہ۔ مسلمانو! اپنے اوپر اپنی جانوں کی اصلاح کو لازم کرلو جب تم خود ہدایت پر ہو گے تو جو گمراہ ہوگا اس کا گمراہ ہونا تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۔۳۰

اے نبی ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو تمھارا رب ہی بہتر جانتا ہے کے کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں جو کوئی برائی ہوتی دیکھے تو اس کو چاہئے کے وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اس کو اپنی زبان سے روکے، اور اگر زبان سے بھی نہ روک سکے، تو اس کو اپنے دل میں برا جانے، (یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے)۔۳۱ے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بخدا اگر تمھارے سبب سے اللہ کسی ایک انسان کو بھی ہدایت دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔۳۲ے

طارق بن شہابؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کے کون سا جہاد سب سے افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا۔۳۳ے

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نزدیک کون سے شہداء سب سے زیادہ مکرم ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ شخص جس نے کسی ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہوکر اس کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور حاکم نے اس کو شہید کر دیا۔ ۳۴؎

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن کن لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے نبی کو قتل کیا یا نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کو قتل کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی! بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور عدل وانصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوعبیدہ بنی اسرائیل نے صبح کے اول وقت میں ۴۳ نبیوں کو قتل کیا تو بنی اسرائیل کے ۱۱۲ عبادت گزار علماء کھڑے ہوئے انھوں نے ان کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو بنی اسرائیل نے اس دن کے آخری حصے میں ان سب کو قتل کر دیا۔ ۳۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے حق ظاہر ہونے کے بعد اس کو بیان کرنے سے اور کسی بڑی بات کا ذکر کرنے سے باز نہ رہے کیونکہ نہ لوگوں کا دباؤ موت کو قریب کرتا ہے اور نہ ہی رزق کو دور کرتا ہے۔ ۳۶؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ اللہ تمھارے برے لوگوں کو تم پر مسلط کر دے گا پھر تمھارے نیک لوگ بھی دعا کریں گے تو ان کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔ ۳۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کا کوئی کلام اس کے لئے نفع بخش نہیں ہوتا سوائے اس کے وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور اللہ کا ذکر کرے۔ ۳۸؎

تم سب راعی ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ۳۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنے پڑوسیوں کے نزدیک اچھا ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ ۴۰؎

حضرت مالک بن ربیعہ الساعدیؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کے بنو سلمٰی کا ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی ایسی نیکی ہے جو میں اپنے والدین کے فوت ہوجانے کے بعد ان کے ساتھ کرسکوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان کی نماز جنازہ پڑھو، ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو، ان کے کئے ہوئے عہد کو ان کے مرنے کے بعد پورا کرو، اور ان کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو اور ان کے دوستوں کی عزت کرو۔ ۴۱؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور جہاد میں جانے کی اجازت طلب کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا! کیا تمھارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا کے جی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان کی خدمت کرو تمھارے لئے یہی جہاد ہے۔ ۴۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص کی ناک خاک آلود ہو یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ دھرایا صحابہ نے پوچھا! کس کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا کسی ایک کے بڑھاپے کو پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔ ۴۳؎

ابو عثمان النھدیؒ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا آپ یہ کہتے ہیں کے ایک نیکی کو بڑھا کر کروڑ درجے تک پہنچا دیا جائے گا؟ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا بہ خدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے اللہ تعالی ایک نیکی کو ہزار ضرب ہزار (ایک کروڑ) درجے تک پہنچا دے گا۔ ۴۴؎

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے بتایا کے اس نے میری رہنمائی کی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی مثل ہے۔ ۴۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب نے فرمایا! جس نے امر بالمعروف کیا گویا اس نے مومنین کی کمر کو مضبوط کیا اور جس نے نہی عن لمنکر کیا گویا اس نے منافقوں اور کافروں کو ناک رگڑنے پر مجبور کر دیا۔

بلاشبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اللہ کی صفات میں سے دو صفات ہیں لہٰذا اس کی وجہ سے نہ ہی کسی کی موت پہلے آسکتی ہے اور نہ ہی کسی کا رزق اس سے دور جا سکتا ہے۔ اللہ تعالی نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو کے نیکی کا حکم تو دیتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اسی طرح سے وہ برائی سے لوگوں کو روکتے تو ہیں لیکن خود اس کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔

لوگوں کو اچھائی کا حکم دو تو تم اہل خیر میں شمار کئے جاؤ گے اور برائی سے نفرت کا اظہار اپنے ہاتھ ، پاؤں اور زبان سے کرو اور اپنی کوشش بھر برائی کرنے والوں سے دور رہو۔

والدین کے ساتھ نیکی بہترین عادتوں میں سے ایک ہے۔

بلاؤں پر صبر اور مصائب کو چھپانا بلاشبہ نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ لالچ اور کنجوسی کے ساتھ کوئی نیکی نہیں۔

چار چیزیں انسان کو جنت میں لے جاتی ہیں۔ ا۔ مصیبت کو چھپانا۔ ۲۔ چھپا کر صدقہ دینا۔ ۳۔ والدین سے نیکی کرنا۔ ۴۔ اور بکثرت لا الہ الا اللہ کہنا۔

نیکی وہ ہے کے جس سے تمھارے نفس کو تسکین پہنچے اور تمھارے قلب کو اس کے کرنے سے راحت کا احساس ہو جبکہ برائی وہ ہے کے جو کو کرنے کے بعد تمھارے سینے میں اضطراب پیدا ہو جائے۔ تنگی میں سخاوت ، غصہ میں سچ اور قدرت کے باوجود معاف کرنا بہترین نیکیوں میں سے ایک ہے۔ نیک لوگوں کا مرنا خود ان کے لئے باعث راحت ہوتا ہے جبکہ فاجروں کی موت تمام عالم کے لئے باعث راحت ہوتی ہے۔ نیکی کی جزا بہت جلدی مل جاتی ہے۔ نیکی سے عمر طویل ہوتی ہے۔ نیکی کرنے والے ہمیشہ فاجروں کے اعمال سے بے زار رہتے ہیں۔ نیکی کے ذریعے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

جس سے نیکی قریب ہوگی اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوگی۔ جس نے اپنی نیکی بانٹ دی اس

کا ذکر شہرت پا گیا۔ والدین کے ساتھ نیکی بہترین عادتوں میں سے ایک ہے۔
نیکی کرنے والے ہمیشہ فاجروں کے اعمال سے بے زار رہتے ہیں۔ نیکی کے ذریعے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جس سے نیکی قریب ہو گی اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہو گی۔
سب سے عمدہ نیکی وہ ہے جس کی ابتداء اپنے اہل وعیال اور رشتے داروں سے کی جائے۔
اللہ نے ہر نیک عمل کے لئے ثواب اور ہر شے کے لئے حساب قرار دیا ہے۔
جو محاسبہ نفس کرتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔
خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے قیامت کو یاد رکھا، حساب و کتاب کے لئے نیک اعمال انجام دئے، تنگ دستی میں قانع رہا اور اللہ سے راضی و خوشنود رہا۔
امیر المومنین نے فرمایا کے جب یہ دنیا کسی پر مہربان ہو جاتی ہے تو اس شخص کو دوسروں کی خوبیاں اور محاسن بھی ادھار دے دیتی ہے اور یہی دنیا جب کسی سے منہ موڑتی ہے تو وہ اس شخص کی خوبیاں اور محاسن بھی اس سے سلب کر لیتی ہے۔
جو شخص منحرف ہو جاتا ہے تو اس کے نزدیک برائی، نیکی میں اور نیکی، برائی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ شخص گمراہی کی مستی میں ڈوب جاتا ہے۔
ہر انسان کی قدر و قیمت اس میں موجود اچھائیوں سے ہوتی ہے۔
آپؑ نے فرمایا! اگر کسی شخص کی نیکیاں اس میں موجود عیوب سے زیادہ ہو گئیں تو وہ شخص کامیاب ہو گیا، اگر کسی شخص کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں تو وہ شخص اپنے آپ کو بچالے گا اور اگر کسی شخص کی برائیاں اس کی نیکیوں پر حاوی ہو گئیں تو وہ ہلاک ہو گیا۔
کسب حسنات (نیکیاں اور بھلائی) بہترین تجارت ہے۔
دین کا سرمایہ نیکیاں اور بھلائی کے کام ہیں۔ ہر نیکی کا اجر اور ثواب ہے۔
اور سب سے عمدہ نیکی وہ ہے جس کی ابتداء اپنے اہل و عیال اور رشتے داروں سے کی جائے۔ ۴۶؎
نیکی کو چھپانے سے اس کا اجر ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ ۴۷؎

اہم نکتہ:

نیکی کی یہ فطرت ہے کے اس کو کرنے والا چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب وملت سے ہو اس کے اندرون میں اطمینان اور سکون کی کیفیات کا دور دورہ ہوتا ہے کیونکہ نیکی انسان کو حقیقی مسرت سے آشنا کرتی ہے اور اس کی پابندی کرنے والے کی شخصیت کا Charisma، اس کی شخصیت کی اثر پذیری دوسروں سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ ایسا انسان دوسروں کے مقابلے میں پرکشش شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔

شر/ گناہ/ برائیاں:

شر اور گناہوں سے بچنے کی قراان کریم میں بار بار خاص تاکید فرمائی گئی ہے۔ اسی مقصد کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے جنھوں نے بنی نوع انسانیت کو برائی سے بچنے کی راہ دکھائی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ ۴۸

ترجمہ۔ اور جس نے ایک ذرہ کے برابر شر (برائی) کا کام کیا ہوگا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

الشر۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ر۔ر) سے مشتق ہے۔ ۴۹؎

شر۔ برائی کو کہتے ہیں۔

شر۔ کی ضد خیر ہے۔

شر۔ سے مراد فتنہ، فساد اور لڑائی جھگڑا ہے۔ ۵۰؎

ارشاد خداوندی:

مِن شَرِّ مَا خَلَقَ۔ ۵۱۔

ترجمہ۔ (میں پناہ میں آتا ہوں) اس کی تمام مخلوقات کے شر سے۔

مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ ۵۲

ترجمہ (میں پناہ مانگتا ہوں) بار بار وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابودرداؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ کہف کی آخری دس آیات پڑھتا ہے وہ فتنہ دجال یعنی دجال کے شر سے محفوظ رہے گا لیکن امام نسائی نے صرف دس آیات کا ذکر کیا ہے اس میں اول آخر کی قید نہیں لگائی۔ ۵۳؎

حضرت ابوالدردا بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت کرے گا وہ فتنہ دجال یعنی دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ ۵۴؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علی نے فرمایا! جو شخص شر کے ذریعے غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ مغلوب ہوجاتا ہے۔

دوسروں کے سینے کی برائی کو نکالنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کے اپنے سینے میں موجود دوسروں کی برائی کو کھینچ کر نکال پھینکو۔

پتھر کو اسی جانب پھینک دو جدھر سے یہ آیا ہے کیونکہ شر کا جواب شر ہی سے ممکن ہے۔

امت کی برائیوں کو دیکھ کر اللہ کی رحمت سے مایوس نا ہونا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کے اللہ کی رحمت سے تو صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں

اپنے بھائی کی برائیوں کو انعام اور عطیات کے ذریعے سے دور کرو۔

نیکی انجام دینے والا انسان نیکی سے بہتر جبکہ برائی انجام دینے والا شخص برائی سے بدتر ہوتا ہے۔ اہل شر سے دوری اختیار کرو۔ بغاوت شر کی طرف لے جاتی ہے۔

انسان کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کے وہ خود اپنی کسی برائی سے واقف ہوجائے لیکن پھر بھی اس برائی پر اصرار کرے۔ جب اللہ کسی شخص کا برا چاہتا ہے تو اس کو اسی کے حوالے کر دیتا ہے۔

ادب کا فقدان تمام تر شر اور برائیوں کا سبب ہے۔

برے انسان کی صحبت کبھی بھی اختیار نا کرو کیونکہ تمھاری طبیعت اس برے انسان کی برائی کو اس

طرح سے چرالے گی کے تمھیں خبر بھی نا ہوگی۔ برائی تمھیں چھوڑ دے گی اگر تم بھی اس کو چھوڑ دو۔
دنیا اور آخرت کی برائیاں دو چیزوں میں موجود ہیں۔1۔فقیری۔2۔فسق و فجور۔
برائی ہر انسان کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے اگر کسی انسان نے اس پر غلبہ حاصل کرلیا تو وہ چھپی رہتی ہے اور اگر کوئی اس پر غالب نا آسکا تو وہ ظاہر ہوجاتی ہے۔
حد درجہ برا شخص کسی بھی انسان سے اچھائی کی توقع نہیں کرتا کیونکہ وہ دوسروں کو اپنی طبیعت کے لحاظ سے دیکھتا ہے۔شر، حرص سے مرکب ہے جبکہ خواہشات فتنوں کی سواری ہے۔شر اپنے سوار کو منہ کے بل گرادیتا ہے۔
شر کے نتیجے میں پیدا ہونے والی عادتوں میں شامل جھوٹ، کنجوسی، ظلم اور جہالت ہیں۔
اپنے دل سے برائیوں کو مٹا دو اس طرح سے تمھارے اعمال مقبول اور نفس پاک ہوجائے گا۔
عروج حکومت کے وقت برے آدمی سے ڈرو کہیں وہ اسے زائل نا کردے اور زوال حکومت کے وقت اس بات سے خوف زدہ رہو کہیں وہ تمھارے خلاف مصروف عمل نا ہوجائے۔
شر سے بچو کیونکہ یہ تمھارے دشمن سے پہلے ہی تم تک پہنچ جائے گا اور شر کے ذریعے تم اپنا دین خود اپنے ہی ہاتھوں برباد کرلوگے۔
تمام انسانوں کے مزاج اور طبیعت جدا ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ اچھی طبیعت اس انسان کی ہے جو شر سے دور ہے۔ بدترین ذخیرہ عمل شر ہے۔ جو شخص برا کام کرتا ہے وہ خود اپنے ہی اوپر ظلم کرتا ہے۔
جو انسان برائیوں کو ترک کردیتا ہے اللہ اس کے لئے نیکیوں کے دروازے کو کھول دیتا ہے۔
شر سے زیادہ لوگوں کو ہلاک کرنے والی کوئی دوسری شے نہیں۔
جس انسان کا دل شر سے خالی ہوگا اس کا دین سلامت ہوگا اور ایسا انسان صادق ہوگا۔
جو شخص چھپی ہوئی برائی کی آگ کو بھڑکاتا ہے اس کی ہلاکت اسی کے سبب ہوتی ہے۔
برے شخص میں سب سے برا وہ شخص ہے جو اپنی برائی پر فخر کرتا ہو۔
بدترین شخص وہ ہے جس سے نیکی کی امید نا ہو اور اس کے شر سے امان نا ہو۔
بدترین شخص ہے جو لوگوں کے لئے مصیبتوں کی آرزو رکھتا ہو۔

شر سے بچنے والا انسان نیکی انجام دینے والے کی طرح ہے۔۵۵؎

اہم نکتہ:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! انسان جب شر پر فتح پا لیتا ہے تو اس کے اندر بصیرت پیدا ہو جاتی ہے باور عالمین کی روشنی اس کے لئے نگاہ بن جاتی ہے۔

شر ایک ایسی صفت ہے جو سرکش شیاطین، انسان اور جنات میں پائی جاتی ہے لیکن انسان میں شر کے ساتھ خیر کے جذبات بھی پائے جاتے ہیں تاہم جتنے پیغمبر بھی دنیا میں تشریف لائے سب نے ایک ہی پیغام دیا کے انسان اپنے شر کو قابو میں رکھے جبکہ خیر کو عام کرے

وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔۸

ترجمہ۔اور جس نے ایک ذرہ کے برابر شر (برائی) کا کام کیا ہوگا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم یہ جان لو کے جنت اور دوزخ تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے، جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی نیک عمل کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی برا عمل کرے گا وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔۵۷؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک سائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ایک کھجور عطا فرمائی۔

اس سائل نے کہا انبیاء میں سے ایک نبی ایک کھجور کے ساتھ صدقہ کر رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کے کثیر ذرات کے مثاقیل اس میں ہیں۔۵۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، آیت مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے انہوں نے اپنے ہاتھ کو مٹی میں داخل کیا پھر اس کو اوپر اٹھایا پھر اس میں پھونک ماری اور فرمایا! ان میں سے ہر یک ایک ذرہ کے برابر ہے۔۵۹؎

محمد بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، کافر ایک ذرہ کے برابر نیک عمل کرے گا تو اس کا ثواب دنیا میں اپنی ذات میں اور اپنے اہل وعیال میں اور اپنی اولاد میں دیکھے گا، یہاں تک کے دنیا سے وہ اس حال

میں نکلے گا کے اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی آیت **وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ**۔ سے مراد مومن دنیا میں اپنی سزا، اپنی ذات میں، اپنے اہل وعیال میں، اپنے میں اپنی اولاد میں دیکھے گا، یہاں تک کے وہ اس دنیا سے اس حال میں نکلے گا کے اس پر کوئی گناہ نا ہوگا۔ ۶۰ ؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۔سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۔سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۔سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۶۔سورہ الزلزال۔ آیت۔ ۱۔
۷۔سورہ الزلزال۔ آیت۔ ۲۔
۸۔سورہ الزلزال۔ آیت۔ ۳۔
9. Earthquake and Urban Environment Vol.1 :Source, 1980. ,G.Lennis Berlin
۱۰۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۔تفسیر قرطبی۔ تفسیر سورہ ق
۱۲۔تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۳۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۴۔سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔شعب الایمان۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۱۷۔سورہ الزلزال۔ آیت۔ ۷۔
۱۸۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۱۹۔لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۲۰۔سورہ انعام۔ آیت۔ ۶۳۔

۲۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔۸۔
۲۳۔سورہ الطور۔آیت۔۲۸۔
۲۴۔سورہ ہود۔آیت۔۱۱۴۔
۲۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۴۔
۲۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔
۲۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۷۔
۲۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۵۔
۲۹۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۵۔
۳۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔
۳۳۔مسند بزاز۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی۔
۳۴۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۴۴۔۱۴۵۔
مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۳۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۶۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۶۶۔مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۳۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۳۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔رقم الحدیث۔۴۴۸۹۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔
۴۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۱۴۲۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۷۔الاصول من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ)۔ج۔۴۔ص۔۱۶۰۔
مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران۔

۴۸۔سورہ الزلزال۔آیت۔۸۔
۴۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۱۔سورہ الفلق۔آیت۔۲۔
۵۲۔سورہ الناس۔آیت۔۴۔
۵۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۶۔سورہ الزلزال۔آیت۔۸۔
۵۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۰۰۔سورہ وَ الْعٰدِیٰتِ (تیز رفتار گھوڑے)

نام:

وَ الْعٰدِیٰتِ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی سرپٹ گھوڑے۔

شان نزول:

اس سورہ کے بارے میں اختلاف ہے کچھ علماء کا خیال ہے کے یہ مکی سورہ ہے جبکہ کچھ علماء کرام کے نزدیک یہ مدنی سورہ ہے، اس سورہ میں کل آیات کی تعداد ۱۱ آیات جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، سورہ وَ الْعٰدِیٰتِ مکہ میں نازل ہوئی۔ ۱؎

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا آدھے قرآن کے برابر ہے ،اور وَ الْعٰدِیٰتِ آدھے قرآن کے برابر ہے۔ ۲؎

مضامین:

۱۔مجاہدین کے گھوڑوں کا ذکر۔

۲۔طبع انسانی کا ذکر۔

۳۔انسان کا مال کے لئے حرص و ہوس کا ہونا۔

۴۔اللہ نے بنی نوع انسانیت کو نیکی کی ترغیب دی ہے تا کہ وہ آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

قسم ہے چنگاری اڑاتے گھوڑوں کی:

قرآن کریم میں گھوڑون کا ذکر متعدد آیات میں موجود ہے، لیکن گھوڑون کی اہمیت کے پیش نظر ایک سورہ کا نام ہی وَ الْعٰدِیٰتِ۔ رکھا گیا جس کے معنی سرپٹ گھوڑوں کے ہے۔

گھوڑوں میں اللہ تعالی نے بے شمار خصوصیات اور صفات پیدا فرمائی ہیں، یہ میدان جنگ کا شہزادہ ہے جو جنگیں جتنے میں اپنے لازوال کردار سے پہچانا جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں بھی گھوڑوں کا خاص مقام اور حیثیت حاصل رہی۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۔ ۳

ترجمہ۔ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑنے والے ہیں ہانپتے ہوئے۔

فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۔ ۴

ترجمہ۔ پھر ٹاپ مار کر آگ جلانے والے ہیں۔

فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۔ ۵ ۔

ترجمہ۔ پھر صبح کے وقت غارت گری کرنے والے ہیں۔

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۔ ۶ ۔

ترجمہ۔ پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۔ ۷

ترجمہ۔ پھر اس وقت جماعت کے درمیان گھس جاتے ہیں۔

حضرت عبد ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھڑ سواروں کا ایک دستہ بھیجا، جو ایک ماہ تک قیام پذیر رہا، اس دستے کے بارے میں کوئی خبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ آئی تو یہ سورت وَ الْعٰدِیٰتِ نازل ہوئی آیت ۔ وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۔

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے تھے یعنی تیز دوڑنے والے جنہوں نے اپنے پاؤں سے آواز نکالی۔

آیت ۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۔ ترجمہ۔ پھر ٹاپ مار کر آگ جلانے والے ہیں۔

یعنی۔ جب وہ اپنے کھروں کو پتھر پر مارتے ہیں تو آگ نکلتی ہے۔

آیت۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا۔ پھر صبح کے وقت غارت گری کرنے والے ہیں۔ یعنی۔ جنہوں نے صبح کے وقت قوم پر دھاوا بولا۔

آیت۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا۔ پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔ یعنی۔ اپنے کھروں کے ساتھ گرد و غبار اڑایا۔

آیت۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا۔ پھر اس وقت جماعت کے درمیان گھس جاتے ہیں۔
یعنی۔ انہوں نے دشمن کے ساتھ اکٹھی صبح کی یعنی ان میں جا گھسے۔ ۸؎

دشمن کی طرف روانہ لشکر کا حال:

ابن مردویہ نے دوسری سند سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فوجی دستہ دشمن کی جانب بھیجا جس کی خبر آنے میں دیر لگی، اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھاری گذری، تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی خبر دی، اور ان کے معاملات سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا آیات۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا۔
قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑنے والے ہیں ہانپتے ہوئے۔

فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا۔
پھر ٹاپ مار کر آگ جلانے والے ہیں۔

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا۔
پھر صبح کے وقت غارت گری کرنے والے ہیں۔

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا۔
پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا۔
پھر اس وقت جماعت کے درمیان گھس جاتے ہیں۔ ۹؎

ابن جریر نے امیر المومنین حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کے، ضَبۡحًا کے معنی گھوڑے کا ہنہنانا اوراس کا سانس نکالنا ہے۔١٠ا؎

گھوڑوں کا خاندان/نسل/ عادات ومزاج:

ماہرین کے مطابق، گھوڑا پانچ کروڑ سال پہلے وجود میں آیا۔ اس کی پہلی نسل کا نام Hyaracotherium تھا، جو صرف لومڑی جتنا بڑا تھا۔گھوڑوں کا تعلق اسپاں خاندان سے ہے۔ ماہرین حیوانیات کے مطابق، گھوڑوں کی ارتقاء کا عمل ساڑھے چار کروڑ سے ساڑھے پانچ کروڑ سال کے دوران ہوا ہے۔ لگ بھگ 4000 ق م میں انسانوں نے پہلی بار گھوڑے کو پالتو بنایا تھا۔ 3000 ق م سے گھوڑوں کو عام طور پر پالا جارہا ہے۔ اس وقت تقریباً تمام تر گھوڑے ہی پالتو ہیں لیکن جنگلی گھوڑوں کی ایک نسل اور پالتو گھوڑوں کو دوبارہ آزاد کرنے سے پیدا ہونے والی نسلیں پالتو نہیں۔

انگریزی زبان میں گھوڑوں کے خاندان کے لیے الگ سے اصطلاحات بنائی گئی ہیں جو ان کے دورانِ حیات، جسامت، رنگت، نسل، کام اور رویے کو ظاہر کرتی ہیں۔

گھوڑوں کی جسمانی ساخت حیرت انگیز ہے جو اسے حملہ آوروں سے بچ کر بھاگنے کے قابل بناتی ہے۔ دوسری جانب گھوڑوں میں توازن کی حس بھی باکمال ہوتی ہے۔ گھوڑے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دونوں ہی انداز سے سو سکتے ہیں۔

گھوڑوں کی افزائش نسل:

گھوڑے کی مادہ گھوڑی کہلاتی ہے اوراس کا زمانہ حمل 11 ماہ طویل ہوتا ہے۔ یعنی۔ گھوڑی کا زمانہ حمل 335 سے 340 دن ہوتا ہے

گھوڑے کا بچہ پیدا ہونے کے کچھ ہی دیر بعد کھڑا ہونے اور بھاگنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ زیادہ تر پالتو گھوڑوں کو 2 سے 4 سال کی عمر میں زین اور لگام کی عادت ڈال دی جاتی ہے۔ 5 سال کا گھوڑا پوری طرح جوان ہوتا ہے اور اوسطاً گھوڑوں کی عمر 25 سے 30 سال تک ہوتی ہے۔

گھوڑی کے یہاں ایک وقت میں عموماً ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جڑواں بچے بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔

گھوڑے کبھی کبھار ڈیڑھ سال سے افزائشِ نسل شروع کر سکتے ہیں تاہم پالتو گھوڑوں بالخصوص گھوڑیوں کو 3 سال سے قبل افزائشِ نسل کے لیے نہیں استعمال کیا جاتا۔ 4 سال کی عمر کا گھوڑا بالغ شمار ہوتا ہے تاہم 6 سال تک ان کی جسمانی نشوونما جاری رہتی ہے۔ گھوڑے کی بلوغت کی عمر کا انحصار اس کی نسل، جنس اور دیکھ بھال پر ہوتا ہے۔ بڑی جسامت کے گھوڑے دیر سے بالغ ہوتے ہیں۔ بلوغت، نسل اور متوقع کام کے حوالے سے گھوڑوں کی تربیت عموماً 2 سے 4 سال کی عمر میں ہی شروع کر دی جاتی ہے۔

گھوڑوں کی نسلیں:

دنیا میں اس وقت گھوڑوں کی 300 سے زائد اقسام ہیں جو مختلف کام سرانجام دیتی ہیں۔

گھوڑے کی نسلوں کو ان کی مخصوص خصوصیات کے مطابق الگ کیا جاتا ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو نسل در نسل منتقل ہوتی ہیں۔ پالتو بنائے جانے کے ساتھ ساتھ گھوڑوں میں انسانی پسند و ناپسند کے تحت افزائش نسل کی گئی ہے۔ اس کے نتیجے میں من پسند خصوصیات گھوڑوں میں آ گئی ہیں، تاہم خالص النسل اور باقاعدہ اندراج شدہ نسلوں کی اہمیت موجودہ زمانے میں ہی بڑھی ہے۔ گھوڑوں کی افزائشِ نسل میں گھوڑے کے نسل اور اس کی خصوصیات کے انتخاب کی قدیم مثال عرب بدو قبائل میں ملتی ہیں۔

ماہرین حیوانیات نے گھوڑوں کی درج ذیل تین نسلوں کی نشاندہی کی ہے۔

ا۔ گرم خون والے گھوڑے، جو تیز رفتار اور زیادہ برداشت کے حامل ہوتے ہیں۔

۲۔ ٹھنڈے خون والے گھوڑے عموماً کم رفتار لیکن سخت کاموں کے لیے موزوں ہوتے ہیں۔

۳۔ نیم گرم خون والے گھوڑے مندرجہ بالا دو اقسام کے ملاپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ عموماً ان گھوڑوں کو گھڑسواری اور دیگر خصوصی مقاصد کے لیے الگ الگ نسلوں کے ملاپ سے پیدا کیا جاتا ہے۔

گھوڑوں کی عمر:

عام طور پر گھوڑوں کی عمر 25 سے 30 سال ہوتی ہے۔

اب تک کے سب سے زیادہ عمر والے گھوڑے کا نام Old Billy تھا، جو 62 سال کی عمر میں مرا تھا، تاہم کچھ گھوڑے ایسے بھی ہیں جو 40 سال یا اس سے بھی زیادہ زندہ رہتے ہیں۔

19 ویں صدی میں موجود ایک 62 سالہ گھوڑا تاریخ کا سب سے پرانا مصدقہ گھوڑا ہے۔ موجودہ دور میں 56 سالہ پونی سب سے طویل عمر پانے کے بعد 2007 میں مرا۔ گھوڑوں کی اصل تاریخ پیدائش کے برخلاف مقابلوں کے لیے شمالی نصف کُرے میں ہر سال یکم جنوری کو گھوڑے کی عمر میں ایک سال کا اضافہ جبکہ جنوبی نصف کُرے میں یکم اگست کو ایک سال کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ گھوڑے کے دانتوں کا معائنہ کر کے اس کی اصل عمر کا کسی حد تک اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

گھوڑوں کی جسمانی بناوٹ:

جسمانی ڈھانچہ:

گھوڑے کے جسم میں عموماً 205 ہڈیاں ہوتی ہیں۔ انسان اور گھوڑے کے ڈھانچے میں ہنسلی کی ہڈی کا فرق ہوتا ہے۔ گھوڑوں میں یہ ہڈی نہیں ہوتی اور اگلی ٹانگیں براہِ راست ریڑھ کی ہڈی سے جڑی ہوتی ہیں۔ گھوڑے کی ٹانگیں اور سم بھی منفرد ہیں۔

سم:

گھوڑے کے سم اور ٹانگوں کی اہمیت انتہائی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر گھوڑے کی ٹانگ یا کھر میں نقص ہو تو گھوڑے کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ کھر جس چیز سے بنتے ہیں وہی چیز انسانی جسم میں ناخن کہلاتی ہے۔ اس لیے گھوڑوں کو نعل لگائی جاتی ہے۔ گھوڑے کے کھر انسانی ناخن کی طرح بڑھتے رہتے ہیں اور ہر 5 سے 8 ہفتوں بعد نعل اتار کر ان کے کھروں کو تراش خراش کر دوبارہ نعل لگا دیے جاتے ہیں۔

دانت:

گھوڑوں کے دانتوں سے بھی ان کی عمر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جوان گھوڑے کے کل دانت 40 جبکہ گھوڑی کے 36 ہوتے ہیں۔

گھوڑے کو کبھی بھی الٹی نہیں آسکتی اور نہ وہ اپنے منہ سے سانس لے سکتا ہے۔

گھوڑے چرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ایک بالغ گھوڑے میں 12 اگلے دانت ہوتے ہیں جو گھاس یا دیگر نباتات کو کترنے کا کام کرتے ہیں۔ پچھلے 24 دانت کتری گئی نباتات کو چبانے کا کام کرتے ہیں۔ گھوڑے کی بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ اس کے اگلے دانتوں پر بھی اثر پڑتا رہتا ہے۔

نظام انہضام:

گھوڑے سبزی خور ہوتے ہیں اور ان کے معدے کی بناوٹ انھیں ڈھیر ساری اقسام کی گھاس اور دیگر نباتات کھانے کے قابل بناتی ہے۔ گھوڑے دن بھر چرتے رہتے ہیں۔ انسان کے برعکس گھوڑوں کا معدہ بہت چھوٹا لیکن آنتیں بہت لمبی ہوتی ہیں۔ 500 کلو وزنی ایک گھوڑا عموماً 7 سے 11 کلو تک خوراک اور 38 سے 45 لیٹر تک پانی پی لیتا ہے۔ گھوڑے جگالی نہیں کرتے اور نہ الٹی کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے گھوڑوں میں قولنج موت کی عام وجہ ہے۔

حسیات:

گھوڑوں کی حسیات انسانوں سے بہت تیز ہوتی ہیں۔ شکار بننے والے جانور ہونے کی وجہ سے گھوڑوں کو اپنے آس پاس کے ماحول پر مسلسل نظر رکھنی پڑتی ہے۔ گھوڑے کی آنکھیں کسی بھی زمینی جانور کی نسبت زیادہ بڑی ہوتی ہیں اور سر کے اطراف پر لگی ہوتی ہیں۔

گھوڑوں کی سننے، سونگھنے اور چکھنے کی طاقت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

گھوڑے 350 زاویے سے زیادہ دیکھ سکتے ہیں۔ تقریباً 65 زاویے دونوں آنکھوں سے جبکہ باقی 285 زاویے جتنا ایک یا دوسری آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ دن اور رات دونوں ہی وقت گھوڑے کی نظر

بہت تیز ہوتی ہے تاہم گھوڑے تمام رنگ نہیں دیکھ سکتے۔
گھوڑے کی قوتِ سماعت بہت تیز ہوتی ہے اوران کے کان 180 زاویے تک مڑ جاتے ہیں۔اس طرح سر کو حرکت دیے بغیر گھوڑے ہر طرف کی آواز سن سکتے ہیں۔ان کی قوتِ شامہ بہت تیز ہوتی ہے تاہم گھوڑے سونگھنے کی بجائے قوتِ بصارت پر زیادہ بھروسا کرتے ہیں۔گھوڑوں میں توازن کی حس بہت تیز ہوتی ہے اور غیر ارادی طور پر انھیں ہر وقت معلوم ہوتا ہے کہ کون سا عضو کہاں ہے۔چھونے کی حس بھی گھوڑوں میں بہت تیز ہوتی ہے اور اگر ان کی کھال پر مکھی یا مچھر بھی بیٹھے تو انھیں احساس ہوجاتا ہے۔
گھوڑوں میں ذائقے کی حس بھی بہت تیز ہوتی ہے اور چارے سے اپنی من پسند اشیا چن کر کھاتے ہیں۔گھوڑے اپنے ہونٹوں سے چھوٹے چھوٹے دانوں کو بھی چھانٹ سکتے ہیں۔عموماً گھوڑے زہریلے پودوں سے گریز کرتے ہیں تاہم حادثاتی طور پر زہریلے پودے بھی کھا سکتے ہیں۔

حرکات وسکنات:

تمام گھوڑے چار بنیادی چالیں چلتے ہیں۔
۱۔پہلی چال میں ہر پاؤں الگ الگ زمین پر پڑتا ہے اور عمومی رفتار 6.4 کلومیٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے۔
۲۔دوسری چال دُلکی کہلاتی ہے اور 13 سے 19 کلومیٹر فی گھنٹہ تیز ہوتی ہے۔
۳۔تیسری چال میں تین آوازیں پیدا ہوتی ہیں اور رفتار 19 تا 24 کلومیٹر فی گھنٹہ ہوسکتی ہے۔
۴۔چوتھی چال سرپٹ ہوتی ہے جو 40 سے 48 کلومیٹر گھنٹہ ہوتی ہے۔
گھوڑا عام طور پر 44 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا ہے لیکن آج تک ریکارڈ کی گئی گھوڑے کی سب سے تیز رفتار 88 کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔

رویہ:

گھوڑے شکار ہونے والے جانور ہیں اور بھاگو یا لڑو کے اصول پر عمل کرتے ہیں۔خطرے کی

صورت میں پہلا ردِعمل فرار ہوتا ہے۔ تاہم جب راہِ فرار مسدود ہو یا ان کے بچوں کو خطرہ ہو تو گھوڑے مقابلے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ خطرے کا سامنا ہونے پر گھوڑوں کی تجسس کی صفت بیدار ہو جاتی ہے اور لمحے بھر کے توقف سے وہ خطرے کی نوعیت جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر خطرہ نہ محسوس ہو تو وہ کچھ دیر کے لیے رکتے ہیں تاکہ اپنے خوف کی وجہ جان سکیں۔ گھوڑے عموماً مل جل کر غول کی شکل میں رہتے ہیں اور ہر چھوٹے بڑے کو اپنی وقعت معلوم ہوتی ہے۔ غول کی رہنمائی عموماً مادہ کرتی ہے۔ گھوڑے میل جول کے شوقین ہوتے ہیں اور دیگر انواع کے جانوروں کے ساتھ دوستی یا تعلق بنا لیتے ہیں۔ مختلف آوازوں جیسا کہ ہنہنا کر، ایک دوسرے کے جسم کو رگڑ کر اور جسمانی حرکات سے گفتگو کرتے ہیں۔ مناسب تربیت کے بغیر گھوڑے اکیلا رہنا نہیں پسند کرتے، تاہم مناسب وزرش یا ہمراہی کے بغیر گھوڑے اپنی عادات خراب کر سکتے ہیں جن میں لکڑی چبانا، دیوار کو دولتیاں مارنا وغیرہ اہم ہیں۔

ذہانت اور سیکھنے کی صلاحیت:

گھوڑوں کی یادداشت بہت تیز ہوتی ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق گھوڑے روزمرہ کے کام جیسے خوراک کا حصول اور سماجی رویوں میں
اپنی ذہانت کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسائل کا حل تلاش کرنا، سیکھنے کی صلاحیت اور علم حاصل کرنا بھی ان کی اہم خصوصیات ہیں۔ تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کے گھوڑے نہ صرف سادہ بلکہ پیچیدہ مسائل کے حل تلاش کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔
یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ گھوڑے تین تک گنتی بھی گن سکتے ہیں۔
پالتو گھوڑوں کے لیے زیادہ ذہنی مشقت ہوتی ہے کیونکہ جنگل کی زندگی میں انھیں زیادہ چیزیں نہیں سیکھنی پڑتیں۔ بعض ماہرین کے مطابق ذہین گھوڑا دراصل اپنی تربیت کرنے والے کی ذہانت کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر ایک جیسے کام اور ایک جیسے طریقے مستقل بنیادوں پر اپنائے جائیں تو گھوڑوں کی تربیت بہت آسان ہو جاتی ہے۔

سونے کے انداز:

گھوڑے عموماً کھڑے ہو کر یا لیٹ کر سو سکتے ہیں۔ ان کی ٹانگوں میں کچھ ایسی اضافی چیزیں پائی جاتی ہیں کہ وہ گرے بغیر کھڑے ہو کر سو سکتے ہیں۔ گروہ کی شکل میں گھوڑے بہتر سوتے ہیں کیونکہ کچھ گھوڑے رکھوالی کرتے ہیں جبکہ دیگر گھوڑے سو جاتے ہیں۔ اکیلا گھوڑا اچھی طرح نیند پوری نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی فطرت اسے خطرے کے لیے تیار رکھے گی۔

انسانوں کے برعکس گھوڑے مختصر وقفے کے لیے بہت بار سوتے ہیں۔ عموماً گھوڑے 4 سے 15 گھنٹے تک کھڑے رہ کر سوتے ہیں اور چند منٹ سے لے کر کئی گھنٹوں تک لیٹ کر بھی سوتے ہیں۔ 24 گھنٹوں میں گھوڑے چند منٹ سے لے کر کئی گھنٹوں تک سو سکتے ہیں۔ عموماً گھوڑے ایک وقت میں محض 15 منٹ ہی سوتے ہیں۔

ارتقاء:

گھوڑے ایسے ماحول کے لیے ڈھلے ہیں جہاں طویل وعریض کھلے میدان، بہت کم نباتات اور ایسی جگہ جہاں دیگر بڑے چرندے نہ رہ سکیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ گھوڑا اور گینڈا ایک ہی نوع کے مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

گھوڑوں کے انسان کے ساتھ روابط:

ماہرین کا یہ ماننا ہے کے گھوڑوں کے ساتھ انسانوں کے روابط مضبوط اور دوستانہ ہیں، گھوڑا اپنے مالک کا مزاج آشنا ہوتا ہے، حتیٰ کے کچھ لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کے مالک کی سوچ کے مطابق گھوڑا سفر میں اپنی رفتار اور قیام کا تعین کرتا ہے۔

دنیا بھر میں گھوڑے انسانی ثقافت اور کام کاج میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ گھوڑوں کو شغل میلوں، کھیلوں اور کام کاج کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے خوراک اور زراعت کے ادارے کے مطابق امریکی براعظموں میں اس وقت 35300000 ایشیا میں 13800000 اور یورپ میں 6300000 جبکہ افریقا اور دیگر ممالک میں گھوڑوں کی تعداد نسبتاً

کم ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکا میں موجود گھوڑوں کی تعداد کا اندازہ 9500000 ہے۔ گھوڑوں کے متعلقہ سرگرمیوں سے امریکی معیشت میں 39 ارب ڈالر براہِ راست جبکہ بالواسطہ طور پر 102 ارب ڈالر سے زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ 2004 میں اینیمل پلینیٹ کے سروے کے مطابق دنیا بھر کے 73 ممالک کے 50000 سے زیادہ افراد نے گھوڑے کو دنیا کا چوتھا پسندیدہ ترین جانور قرار دیا۔

گھوڑے استعمال کرنے کے لیے انسان اور گھوڑے کے درمیان کسی قسم کا رابطہ بہت ضروری ہے۔ عموماً انسان گھوڑے کی پشت پر زین پر بیٹھتے ہیں اور گھوڑے کے منہ میں لگام ڈالی جاتی ہے جس کی مدد سے گھوڑے کو اپنی مرضی سے چلایا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات گھوڑوں پر بغیر زین کے سواری بھی کی جاتی ہے اور خاص مواقع پر گھوڑوں کو بغیر زین کے مخصوص کام کرنے کے لیے بھی تربیت دی جاتی ہے۔ بعض اوقات گھوڑوں کو گاڑی میں بھی جوتا جاتا ہے۔

گھوڑوں کا جنگی استعمال:

تاریخ میں گھوڑوں کو جنگوں میں تقریباً ہمیشہ ہی استعمال کیا گیا ہے۔ پہلے پہل گھوڑوں کو جنگوں میں استعمال کا ثبوت آثارِ قدیمہ سے 4000 سے 3000 ق م میں ملتا ہے۔ تانبے کے دور کے اختتام پر گھوڑوں کو جنگوں میں عام استعمال کیا جانے لگا تھا۔ جدید مشینوں نے گھوڑوں کی جگہ جنگوں میں لے لی ہے تاہم جنگی رسومات کی ادائیگی میں گھوڑے آج بھی استعمال ہوتے ہیں۔

گھوڑوں کی خوراک:

گھوڑے سبزی خور جانور ہیں، جو گھاس، پھوس، پودوں اور پتوں سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ عموماً گھوڑے اپنے وزن کے 2 سے 2.5 فیصد تک خشک شدہ خوراک کھاتے ہیں۔ یعنی 450 کلو وزنی گھوڑا تقریباً 11 کلو گھاس روزانہ کھاتا ہے۔ بعض اوقات چارے میں غلہ ملا کر بھی دیا جاتا ہے۔ تاہم غلے کے ساتھ ساتھ خوراک کا نصف حصہ پھر بھی پتوں اور گھاس پھونس پر مشتمل ہونا چاہیے۔

گھوڑے بہت زیادہ پانی پیتے ہیں۔عموماً گھوڑے ایک دن میں 38 سے 45 لیٹر تک پانی پی جاتے ہیں۔اگرچہ جنگل میں گھوڑے سائبان کے بغیر رہنے کے عادی ہوتے ہیں پھر بھی انھیں بارش اور ہوا سے بچاؤ کے لیے کچھ سائبان چاہیے ہوتا ہے۔گھوڑوں کے سموں کی باقاعدہ دیکھ بھال ہوتی رہنے چاہیے۔اس کے علاوہ مختلف بیماریوں سے بچاؤ کے لیے بھی انھیں ادویات وغیرہ درکار ہوتی ہیں۔

اہل عرب کی گھوڑوں سے محبت:

زمانہ جاہلیت میں عربوں کو گھوڑوں سے بہت بڑا شغف اور محبت تھی۔عرب گھوڑوں کو اپنی اولاد پر فضیلت دیتے۔جس شخص کے پاس گھوڑا نا ہوتا تو اسے قوم طعنے دیا کرتی۔

اہل عرب کے شعروادب کے موضوعات میں جنگیں،گھوڑے اور خواتین کا حسن وجمال ہوا کرتا۔

عربوں کے معروف شاعر عنترہ نے ایک عرب قبیلے کو اپنے اشعار میں طعنہ دیا کے تم کیسی قوم ہو جو گھوڑوں کو اہمیت نہیں دیتی۔

عرب کے شرفاء اور قبائل کے سردار گھوڑوں کی خدمت خود کیا کرتے۔وہ یہ کام خدام اور غلاموں سے نہیں لیتے تھے۔

عرب حکماء کہا کرتے! قبائل کے سردار اور شرفاء کے لئے 3 کام کرنے میں عار نہیں۔

ا۔والد۔ ۲۔مہمان۔ ۳۔اور گھوڑے کی خدمت۔

گھڑ سواری اور دوڑ کے مقابلوں میں شرکت قابل فخر ہوا کرتی تھی۔اس سلسلے میں وہ اپنے کارناموں کو اشعار میں ڈھالتے اور عکاظ جیسے بڑے میلوں میں ان اشعار کو دہرایا کرتے اور فخر کیا کرتے تھے۔

اسلام نے بھی گھوڑوں کی اہمیت اور افادیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے پالنے کی ترغیب دی۔

گھوڑوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے

وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًافَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًافَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًافَاَثَرْنَ بِهٖ

نَقۡعًا ۔۱۱

ترجمہ۔قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو پھنکارے مارتے ہوئے دوڑتے ہیں، پھر (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں جھاڑتے ہیں، پھر صبح کے وقت غارت گری کرنے والے ہیں، پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔

عربوں کی گھوڑوں سے محبت کی وجہ سے ہی قرآن مجید میں حبِ دنیا کی مثال اس طرح دی گئی۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الۡبَنِيۡنَ وَ الۡقَنَاطِيۡرِ الۡمُقَنۡطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الۡفِضَّةِ وَ الۡخَيۡلِ الۡمُسَوَّمَةِ وَ الۡاَنۡعَامِ وَ الۡحَرۡثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ ۔۱۲

ترجمہ۔لوگوں کے لئے مرغوباتِ نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوشنما بنادی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی چندروزہ زندگی کے سامان ہیں، حقیقت میں جو بہتر ٹھکانہ ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں مشہور ہے کے آپؓ اسلام سے قبل عکاظ میلے میں گھوڑوں کی دوڑ میں شامل ہوا کرتے۔آپؓ کا شمار قریش کے بہترین گھڑسواروں میں ہوتا تھا۔آپؓ بلند قد وقامت کے وجیہہ انسان تھے اور گھوڑے کی سواری نہایت چابکدستی سے کیا کرتے تھے۔

اہل عرب نے جس طرح اپنی نسل اور نسب کا خیال رکھا، اسی قدر گھوڑوں کی نسب ونسل کا بھی خیال رکھا۔عربوں میں معروف ہے کے حضرت اسماعیل علیہ السلام پہلے شخص تھے جو گھوڑے پر سوار ہوئے۔حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں درج ہے کے آپؑ کو گھوڑوں سے خاص شغف تھا۔آپؑ کے پاس ایک ہزار گھوڑے تھے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو ورثے میں ملے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام فرمایا کرتے ، مجھے میرے والد سے ورثے میں عزیز ترین مال یہی گھوڑے ملے ہیں۔

گھوڑوں کا شغف رکھنے والے جانتے ہیں کے دنیا میں مختلف نسل کے گھوڑوں کی اپنی اہمیت ہے

مگر عربی النسل گھوڑا دنیا بھر میں اپنا مقام رکھتا ہے۔ یہ خالص النسل گھوڑا ابھی ماہرین کے نزدیک کئی درجے رکھتا ہے۔ گھوڑے نہ صرف سواری کے لئے کام آتے ہیں بلکہ عربوں کی گھوڑوں سے محبت معروف تھی۔ وہ اپنے گھوڑوں سے اس قدر محبت کرتے تھے جیسے کوئی آدمی اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے۔ اسی شغف کی وجہ سے عربوں کے ہاں گھوڑوں کے کئی کئی نام ہے۔

عربوں کے معروف علماء، مفکرین اور دانشوروں نے گھوڑوں کی اقسام پر کئی کتب تصنیف کی ہیں۔

ان کتابوں میں ابن کلبی کی کتاب "انساب الخیل" یعنی گھوڑوں کی نسلیں۔

غندجانی کی "گھوڑوں کے نام اور نسلیں"۔

اصمعی کی "گھوڑوں کے متعلق شافی جواب۔

ابن ہذیل اندلسی کی "حلیۃ الفرسان" معروف ہیں۔

ان بزرگوں کے علاوہ صاحبی، نمیری اندلسی، دمیاطی اور حال ہی میں سعودی عرب کے تاریخ دان حمد الجاسر نے بھی گھوڑوں کی انواع واقسام، نسلیں اور دیگر مختلف امور پر کتابیں تحریر کی ہیں۔

غسانی کی کتاب گھوڑوں کے متعلق مکمل انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں ہر سوال کا جواب مل جائے گا۔

علامہ جاحظؒ لکھتے ہیں، عربوں کی طرح دنیا کی کوئی قوم نہیں جو گھوڑوں سے اتنا شغف رکھتی ہو، نہ ہی کوئی قوم دنیا میں ایسی ہے جسے عربوں سے زیادہ گھوڑوں کا علم ہو۔ گھوڑے کا عرب کی زندگی سے نہ صرف گہرا تعلق ہے بلکہ یہ ان کی زندگی کا اٹوٹ حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کے عربوں کی زبان، شعر وادب میں گھوڑوں کا بہت زیادہ ذکر ہے۔

گھوڑوں نے عرب شعراء کے خیال کی سیرابی کی تو انہوں نے گھوڑوں کی مختلف خصال وعادات کو شعر میں سمو دیا۔

گھوڑے نہ صرف سواری اور کھیل کے میدان میں استعمال ہوتے بلکہ اہم ترین جنگی سامان تھے۔

یہی وجہ ہے کہ عربوں کے دانشور اکثم بن صیفی نے اپنی قوم کو وصیت کی، اے میری قوم! گھوڑے پالو اور ان کی تکریم کرنا سیکھو، یہ عرب کے قلعے ہیں۔

گھوڑوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ا۔گھوڑا ایک شخص کے لیے باعث ثواب ہے۔

جس شخص کے لیے گھوڑا باعث اجروثواب ہے، وہ شخص گھوڑے کو راہ خدا کے لیے پالتا ہے، پھر وہ اسے کسی ہریالے میدان میں باندھتا ہے، تو گھوڑے کا ہرے میدان یا باغ میں چرنا اس شخص کے لئے باعث اجروثواب ہے۔اگر اتفاق سے گھوڑے کی رسی ٹوٹ جائے

اور وہ ایک یا دو مرتبہ آگے کے پاؤں اٹھا کر کودے اور اس کے آثار قدم اور لید بھی مالک کی نیکیوں میں لکھے جائیں گے اور اگر وہ گھوڑا کسی ندی سے گزرے اور اس کا پانی پئے خواہ مالک نے اسے پلانے کا ارادہ نا کیا ہو تو بھی یہ اس کی نیکیوں میں لکھا جائے گا۔

تو اس نیت سے پالا جانے والا گھوڑا انہیں وجوہات کی بناء پر باعث اجروثواب ہے۔

۲۔دوسرے کے لیے بچاؤ ہے۔

دوسرا شخص وہ ہے جس نے لوگوں سے بے نیاز رہنے اور ان کے سامنے دست سوال بڑھانے سے بچنے کے لیے گھوڑا پالا، پھر اس کی گردن اور اس کی پیٹھ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے حق کو بھی فراموش نا کرے تو یہ گھوڑا اپنے مالک کے لیے پردہ ہے۔

۳۔اور تیسرے کے لیے وبال ہے۔

تیسرا شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر، دکھاوے اور مسلمانوں کی دشمنی میں پالے۔تو یہ گھوڑا اس کے لیے وبال ہے۔[۱۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! مجھے اس کے متعلق کوئی حکم وحی سے معلوم نہیں ہوا۔سوائے اس جامع۔آیت۔

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَه۔

ترجمہ۔جس نے ایک ذرے کے برابر خیر (نیکی) کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

آیت۔وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ترجمہ۔اور جس نے ایک ذرہ کے برابر شر (برائی) کا کام کیا ہوگا وہ اس کو دیکھ لے گا۔ ۱۴؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! روزِ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی گئی ہے۔ ۱۵؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! روزِ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ خیر اور مقصود و مطلوب کو وابستہ کر دیا گیا ہے، اور ان کے مالکان ان پر سوار ہو کر سختیاں جھیلتے ہیں، پس تم لوگ گھوڑوں کی پیشانیوں کو چھوا کرو اور ان کے لیے برکت کی دعا کیا کرو اور ان کو قلادے ڈالو، لیکن وہ تانت کے نہ ہوں۔ ۱۶؎

حضرت جریر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلیوں سے گھوڑے کی گردن کے بال بٹتے اور فرماتے! روز قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ خیر یعنی اجر اور غنیمت وابستہ کر دی گئی ہے۔ ۱۷؎

عیسیٰ بن علیؓ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک گھوڑے کی برکت سرخ گھوڑوں میں ہے۔ ۱۸؎

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے بہترین گھوڑا وہ ہے، جو سخت سیاہ ہو، اس کی پیشانی پر ہلکی سفیدی ہو۔ ۱۹؎

حضرت ابو کبشہ انماریؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جس نے جفتی کے لیے کسی کو گھوڑا دیا اور اس کے نتیجے میں گھوڑا پیدا ہوا تو اس کے لیے ایسے ستر گھوڑوں کا ثواب ہوگا، جو اللہ کے راستے میں سواری کے لیے دیئے جائیں۔ ۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پالتو گھوڑوں کے نام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی گھوڑوں سے محبت کیا کرتے۔

حافظ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب ”زاد العاد“ میں رسول رحمت کے گھوڑوں کا تفصیل سے ذکر کرتے

ہوئے لکھا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس متعدد گھوڑے تھے جن کی تعداد کے تعین میں اختلاف ہے تاہم غالب گمان یہ ہے کے ان کی تعداد 7 تھی۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے بڑے مبارک تھے کیونکہ سواری کی قدر قیمت سوار سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولادِ آدم کے سردار ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر سوار ہوئے۔

ذیل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر استعمال گھوڑوں کا اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ا۔السکب :

آپ کی ملکیت میں آنے والے اولین گھوڑے کا نام "السکب" تھا۔ علامہ ابن سعدؒ نے طبقات میں لکھا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گھوڑا بنی فرازہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص سے 10 اوقیہ چاندی کے بدلے خریدا تھا۔ اس شخص نے اس مبارک گھوڑے کا نام "الضرس" رکھا تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "الضرس" کا نام بدل کر "السکب" رکھ دیا، یہی پہلا مبارک گھوڑا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں آیا اور اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احد میں شرکت کی تھی۔

اس گھوڑے کا نام "السکب" اس لئے رکھا گیا کیونکہ یہ نہایت سبک رفتار تھا جیسے سمندر کی روانی۔

"سکب" عربی زبان میں بہنے کو کہتے ہیں اور یہ تشبیہ بہتے پانی کی اکثر دی جاتی ہے۔

سکُب کی پیشانی اور تین ہاتھ پیر سفید، بدن کا رنگ عُنّابی، داہنا ہاتھ بدن کے رنگ کا، گھڑ دوڑ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہوئے، یہ پہلا گھوڑا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں تھا۔ روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سات یا دس گھوڑے تھے۔

۲۔المرتجز:

"المرتجز" نامی گھوڑا اپنے ہنہنانے کی منفرد آواز کی وجہ سے علیحدہ شناخت رکھتا تھا، شاعری کی ایک قسم کو "رجز" کہا جاتا ہے۔ یہ شاعری میدان جنگ میں سپاہیوں کے حوصلے بلند کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ جس طرح میدان جنگ میں شاعر رجز پڑھ کر سپاہیوں کے حوصلے بلند کرتا ہے، اسی

طرح المرتجز گھوڑے کے ہنہنانے سے سپاہیوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں گویا گھوڑا ابھی رجز پڑھ رہا ہو۔

امام طبرانی لکھتے ہیں ! رسول اللہ ﷺ نے یہ گھوڑا سواد بن حارث نامی ایک بدو سے خریدا تھا۔ بدو رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچانتا تھا رسول اللہ ﷺ کو یہ گھوڑا پسند آ گیا اور آپ ﷺ قیمت لینے گھر گئے جبکہ بدو نے کہا کے میں یہیں آپ ﷺ کا انتظار کر رہا ہون لیکن جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو دیکھا کے وہ بدو اس گھوڑے کی بڑھا چڑھا کر قیمت لگا رہا ہے اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد جمع ہے، آپ ﷺ نے بدو سے فرمایا! اس گھوڑے کا سودا تو تم نے مجھ سے کر لیا تھا اور میں گھر اس کی قیمت لینے گیا تھا، لیکن بدو مکر گیا۔ ہجوم میں لوگ رسول اللہ ﷺ کو پہچانتے تھے، بدو کی بات سن کر لوگ اس بدو کو برا بھلا کہنے لگے، چنانچہ بدو نے زچ ہو کر کہا اگر کوئی گواہ ہے تو لے آؤ، یہ بات سن کر مجمع سے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ سامنے آئے اور اس بدو سے کہا کے میں اس گھوڑے کی خرید وفروخت کا گواہ ہوں، رسول اللہ ﷺ کو اندازا ہو گیا کے اس بدو کے دل میں لالچ آ گئی ہے جس کی وجہ سے اس نے گھوڑے کی قیمت بڑھا دی چنانچہ آپ ﷺ نے زیادہ قیمت ادا کی اور حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے ساتھ واپس لوٹے، راستے میں آپ ﷺ نے حضرت خزیمہؓ سے پوچھا! خزیمہ جب میں گھوڑے کا سودا کر رہا تھا تو تم وہاں موجود نہیں تھے پھر تم نے گواہی کیسے دی؟

تو حضرت خزیمہؓ نے فرمایا! میں جانتا ہون کے آپ ﷺ حق اور سچ کے سوا کوئی بات نہیں کرتے اسی وجہ سے میں گواہی دی، رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور آپ ﷺ نے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ سے فرمایا! خزیمہؓ آج سے تمھاری ایک گواہی دو گواہیوں کے برابر مانی جائے گی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں قرآن کو کتابی شکل دی گئی تو ہر ایک آیت کے لئے دو گواہوں کی شرط بھی رکھی گئی، جب سورہ توبہ کی آیت ۱۲۸ لکھنے کی باری آئی تو صرف ایک ہی گواہ حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ میسر تھے چنانچہ اس آیت کو حضرت خزیمہؓ کی دو گواہیوں کے برابر سمجھتے ہوئے قرآن کریم میں شامل کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہؓ کو جو اعزاز عطا فرمایا وہ

بعد میں قرآن کریم کی تدوین کے وقت موثر ثابت ہوا۔

۳۔لحیف:

لحیف نامی گھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ربیعہ نے بطور تحفہ بھیجا تھا۔

۴۔لزاز:

لزاز نامی گھوڑا مقوقس نے ہدیہ میں بھیجا تھا۔

۵۔ظرب یا طرب:

ظرب یا طرب نامی گھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فروہ جذامی نے ہدیہ میں بھیجا تھا۔

۶۔سبحہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبحہ نامی گھوڑا یمن کے سوداگروں سے خریدا، اس پر گھوڑے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفقت فرماتے، اور اپنے دست مبارک سے اس کو تھپکتے، یہ گھوڑا نہایت تیز رفتار اور سمندر کی مانند بہتا تھا۔

۷۔ورد:

وردنامی گھوڑا تمیم داری ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

۸۔ضریس:

۹۔ملاوح:

۱۰۔دسویں گھوڑے کا نام معلوم نہیں:

انسان اللہ کا ناشکرا ہے:

لَكَنُوْد۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ناشکرے کے ہیں۔

یعنی فطرتاً انسان اللہ کی ناشکری کرتا ہے، جبکہ اللہ تعالی نے اس کو اس قدر نعمتوں سے نوازا ہے جس

کا شمار اور ادارک بھی ناممکن ہے، اللہ تعالیٰ اپنی کل مخلوقات کا خالق و مالک ہے، وہ اپنی کل مخلوقات کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہے، ان کی حفاظت فرماتا ہے، انھیں علم وعقل اور شعور سے متصف فرماتا ہے، اس کے لئے بیش بہا رزق کے مواقع فراہم کرتا ہے، سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کے بلند درجے پر فائز فرما کر اس کی بے حد عزت وتکریم فرمائی دوسری جانب دیگر مخلوقات جو مقام ومرتبے میں انسانوں جیسے نہیں لیکن وہ اپنے رب کے نا تو نافرمان ہیں اور نا ہی ناشکرے بلکہ کچھ مخلوقات انسانوں سے زیادہ عبادت گزار اور شکر گزار ہیں، شکر گزاری کی صفت انسان کو اللہ کا مقرب اور پسندیدہ بناتی ہے نا صرف یہ بلکہ انسان اپنی شکر گزاری کی صفت کی بناء پر اپنی نعمتوں کو دگنا کروانے میں بھی کامیاب ہوجاتا ہے۔

لیکن انسانوں کی کثیر تعداد ایسی ہے جو بے صبرے اور ناشکرے ہیں، وہ اللہ کی بے شمار نعمتوں کو صبح شام استعمال کرتے ہیں لیکن اللہ کی نافرمانی اور ناشکری میں بھی سب سے آگے آگے ہوتے ہیں، ناشکری دراصل ایک انسانی رویہ ہے جو انسان کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے نا صرف یہ بلکہ اگر یہ رویہ تا دیر قائم رہے تو پھر انسان کئی نفسیاتی مسائل کا شکار بھی ہوجاتا ہے۔

انسان کی اسی سرشت کی وضاحت میں ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۔۲۱۔

ترجمہ۔بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۔۲۲

ترجمہ۔اور بے شک وہ اس بات پر گواہ ہے۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۔۲۳

ترجمہ۔اور بے شک وہ خیر کی محبت میں بہت سخت ہے۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۔۲۴

ترجمہ۔کیا وہ نہیں جانتا جب وہ اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں۔

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۔۲۵۔

ترجمہ۔اور جو کچھ سینوں میں ہے اسے ظاہر کیا جائے گا۔

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۔۲۶

ترجمہ۔بے شک ان کا رب ان سے اس دن پوری طرح ضرور باخبر ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، لَكَنُوْدٌ سے مراد بہت زیادہ ناشکری کرنے والا انسان۔۲۷ے

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت۔اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ سے مراد اللہ کی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا انسان۔۲۸ے

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو لَكَنُوْدٌ کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی، اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایسا شخص جو ناشکرا ہے، جو اپنے غلام کو مارتا ہے، اپنے دوستوں کو روکتا ہے اور اکیلا کھاتا ہے۔۲۹ے

قتادہ اور حسنؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ سے مراد بے شک انسان اپنے رب کی نعمتوں کا بڑا ناشکرا ہے۔۱۔اسے عطا کی یا جائے اس پر بخیلی کرتا ہے۔

۲۔اپنے دوستوں کو روکتا ہے۔

۳۔اپنے غلاموں کو بھوکا رکھتا ہے۔

۴۔اکیلا کھاتا ہے۔

۵۔جو آفات اور مصیبتیں اس کی قوم پر آتی ہے وہ انھیں کچھ نہیں دیتا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی بھی اس وقت تک لَكَنُوْدٌ نہیں ہوتا جب تک اس میں یہ خصلتیں نا پائی جائیں۔۳۰ے

حسنؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ سے مراد ایسا ناشکرا، انسان جو مصیبتوں کو گنتا رہتا ہے اور اپنے رب کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔۳۱ے

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ بے شک وہ اس بات پر گواہ ہے۔

آیت۔ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ۔ بے شک وہ خیر کی محبت میں بہت سخت ہے۔ ۳۲؎
مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ۔ یعنی۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر خود گواہ ہے۔ ۳۳؎
قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ۔ سے مراد بے شک اللہ تعالیٰ اس پر خود گواہ ہیں، بے شک انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔ ۳۴؎
قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ سے مراد مال یعنی (انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے)۔ ۳۵؎
محمد بن کعبؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ سے مراد انسان خود اپنی ذات پر گواہی دینے والا ہے۔
آیت۔ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ۔ یعنی۔ کیا وہ نہیں جانتا جب وہ اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں۔
آیت۔ وَ حُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ۔ یعنی۔ اسے ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے۔ ۳۶؎

حوالہ کتب:

۱۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۱۔
۴۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۲۔
۵۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۳۔
۶۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۴۔
۷۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۵۔
۸۔ سنن دار قطنی۔ امام علی بن عمر دار قطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۹۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۰۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۱۱۔سورہ العادیات۔آیت۔۱۔۵۔
۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۔
۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۱۔سورہ العادیات۔آیت۔۶۔
۲۲۔سورہ العادیات۔آیت۔۷۔
۲۳۔سورہ العادیات۔آیت۔۸۔
۲۴۔سورہ العادیات۔آیت۔۹۔
۲۵۔سورہ العادیات۔آیت۔۱۰۔
۲۶۔سورہ العادیات۔آیت۔۱۱۔
۲۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۸۔تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر (متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دارالفکر۔بیروت۔
۲۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۰۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۲۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۳۴۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۳۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار

۱۰۱۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ (ہولناک تباہی کا دن)

نام:

اَلْقَارِعَۃُ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی ہولناک تباہی کا دن ہے۔

شانِ نزول:

سورہ اَلْقَارِعَۃُ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۱ ہیں جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،سورہ اَلْقَارِعَۃُ مکہ میں نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،آیت۔اَلْقَارِعَۃُ۔قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔[۱]

مضامین:

۱۔قیامت کی ہولنا کیوں کا ذکر۔

۲۔حساب وکتاب اور سزا و جزا کا ذکر۔

اَلْقَارِعَۃُ/ کھڑکھڑانے والی:

اَلْقَارِعَۃُ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی کھڑکھڑانا یا قیامت کا زلزلہ۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالی قیامت کی ہولنا کیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلۡقَارِعَةُ ۔۲۔

ترجمہ۔وہ کھڑکھڑانے والی۔

مَا الۡقَارِعَةُ ۔۳

ترجمہ۔کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی؟

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡقَارِعَةُ ۔۴

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا جانیں وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟

يَوۡمَ يَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۔۵

ترجمہ۔جس روز لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی مانند ہوجائیں گے۔

وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ۔۶

ترجمہ۔پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین روئی کی مانند ہوا میں بکھر جائیں گے۔

وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۔۷۔

ترجمہ۔جس شخص کا وزن ہلکا (اعمال کا وزن ہلکا) ہوگا۔

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۔۸۔

ترجمہ۔اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا هِيَهۡ ۔۹

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا جانیں ماھیۃ کیا ہے؟

نَارٌ حَامِيَةٌ ۔۱۰

ترجمہ۔دہکتی ہوئی آگ۔

قتادہؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔يَوۡمَ يَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡث۔جس روز لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی مانند ہوجائیں گے۔یعنی۔جس طرح سے پروانے آگ میں گرتے ہیں۔

آیت۔وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ۔روز قیامت پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین روئی کی

مانند ہوا میں بکھر جائیں گے۔
یعنی۔ پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح فضاء میں اڑیں گے۔
آیت۔فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ۔پھر راز قیامت جس شخص کا پلڑا بھاری ہوگا۔
فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ۔وہ عیش و آرام والی زندگی میں ہوگا۔
وَ اَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ۔جس شخص کا وزن ہلکا (اعمال کا وزن ہلکا) ہوگا۔
فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ۔اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔یعنی۔ ھاویہ سے مراد جہنم ہے، گناہ گاروں کا ٹھکانہ الھاویہ میں ہوگا۔

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا هِيَهۡ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جانیں ماھیۃ کیا ہے؟

نَارٌ حَامِيَةٌ۔

دہکتی ہوئی آگ۔ ۱۱؎
ابن زیدؒ بیان کرتے ہیں، جہنم میں لوگ آگ میں اپنے سر کے بل گریں گے۔ ۱۲؎
ابو صالحؒ بیان کرتے ہیں، الھاویہ سے مراد آگ ہے جو جہنمیوں کا ٹھکانہ ہے، جہاں وہ لوٹے گا اور اس کی طرف ٹھکانہ پکڑے گا۔ ۱۳؎

اَلۡقَارِعَةُ/ کھڑکھڑانے والی یعنی روز قیامت:

القیامۃ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔و۔م) سے مشتق ہے۔ ۱۴؎
قام ۔قیاماً۔ سے مراد کھڑا ہونا، متوازن ہونا یا کسی معاملے کا معتدل، محکم اور استوار ہونا۔
قیام ۔سے مراد ثابت اور دائم ہونا۔
اقام ۔سے مراد سیدھا اور درست ہونا۔
القیامۃ ۔سے مراد انسان کا یکبارگی اٹھ کھڑے ہونا۔
القیامۃ ۔کا لفظ قیام کے آخر میں ۃ کے اضافہ سے بنا ہے جس کے معانی یک بارگی اٹھ کھڑا ہونا۔
القیامۃ ۔سے مراد اس خاص گھڑی کا واقع ہونا جس میں انسان اچانک اٹھ کھڑا ہوگا۔

قیامۃ ۔کا لفظ قرآن کریم کی ان بنیادی اصطلاحات میں سے ہے جس کا مفہوم نہایت واضح اور جامع ہے یعنی وہ دن جس دن تمام مرے ہوئے انسان یک بارگی اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اللہ کے حضور اپنے نامہ اعمال کے ساتھ پیش کئے جائیں گے اور مرنے کے بعد دوسری زندگی میں داخل ہوجائیں گے۔

لفظ قیامۃ ایک انقلابی ظہور، روز آخر، آخرت، معاد، ساعت اور بعث وغیرہ کے مفاہیم میں قرآن کریم میں جگہ جگہ بکثرت مستعمل ہوا ہے۔۱۵؎

ارشادات خداوندی:

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ۔۱۶

ترجمہ۔قیامت محض پلک جھپکنے میں واقع ہوجائے گی بلکہ وہ اس سے بھی قریب تر ہے۔

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًاۙ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۔۱۷

ترجمہ۔بے شک وہ یوم حشر کو بہت دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے بہت قریب دیکھ رہے ہیں۔

وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۔۱۸

ترجمہ۔ہم قیامت کے دن ان کو ان کے مونہوں کے بل اٹھائیں گے اس حال میں کہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۔۱۹

ترجمہ۔لوگ صرف اس کا انتظار کررہے ہیں کے ان کے پاس قیامت اچانک آجائے، سو بے شک اس کی نشانیاں آچکی ہیں پس جب (قیامت) ان کے پاس آئے گی تو ان کو نصیحت قبول کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۗ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا

بَغْتَةً يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔۲۰

ترجمہ۔ وہ آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں، اس کا واقع ہونا کب ہے؟ آپ ﷺ فرما دیجئے کے اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اس کے وقت پر وہی ظاہر فرمائے گا، وہ آسمانوں میں اور زمین میں بھاری پڑ جائے گی، تمہارے پاس اچانک ہی آ جائے گا وہ آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں کے گویا آپ ﷺ اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکے ہیں، آپ ﷺ فرما دیجئے کے اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔۲۱

ترجمہ۔ ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہیں کی جیسی عظمت کرنا لازم تھا حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک ہے اور اس سے برتر ہے جو لوگ شرک کرتے ہیں۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا۔۲۲

ترجمہ۔ تم اس دن سے کیسے بچو گے؟ جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

قیامت کی نشانیاں:

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ۔۲۳

ترجمہ۔ یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اس پر دفعۃً آ پڑے سو اس کی علامتیں تو آ چکی ہیں سو جب قیامت انکے سامنے آ کھڑی ہوئی اس وقت ان کو سمجھنا کہاں میسر ہوگا؟

ضحاک اور حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے! اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا ! رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔ پس آپ ﷺ کو دنیا میں مبعوث فرمانا قیامت کی علامتوں

اوراس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔
حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا! مجھے اور قیامت کواس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔۲۴؎
قیامت کی نشانیوں میں حسب ذیل امورکو بیان کیا گیا ہے:
کنیزوں سے مالکوں کا پیدا ہونا۔فقراء کا بلند و بالا عمارتوں کو بنانا اور بادشاہ بن جانا۔۲۵؎
علم کا اٹھ جانا، جہل کا بڑھ جانا، شراب کا زیادہ پیا جانا، زنا کی کثرت، مردوں کا کم ہوجانا اور عورتوں کا زیادہ ہوجانا حتی کے ایک مرد کا پچاس عورتوں کی کفالت کرنا۔۲۶؎
نااہل کومنصب دیا جانا (یعنی امانت کا اٹھ جانا اور خیانت کا قائم ہونا)۔۲۷؎
کثرت مال کی وجہ سے زکوۃ کوقبول نہ کرنا۔۲۸؎
سرزمین حجاز سے آگ کا نکلنا۔۲۹؎
مال غنیمت کو ذاتی دولت بنالینا، امانت کو مال غنیمت بنالینا، زکوۃ کو جرمانہ سمجھنا، دین کے لئے علم کو حاصل نہ کرنا، مرد کا اپنی بیوی کی اطاعت کرنا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرنا، دوستوں کوقریب کرنا اوراپنے باپ کو دور کرنا، مساجد میں شور مچانا، سب سے بدکار شخص کواپنے قبیلے کا سردار بنالینا، کسی شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کرنا، گانے والیوں اور آلات موسیقی کا ظہور، امت کے آخری لوگوں کا پہلے لوگوں کو برا کہنا، سرخ آندھیوں کی کثرت، زلزلوں کی کثرت، زمین میں دھنسنے، شکل کے مسخ ہونے اور آسمان سے پتھر برسنے کا ظہور۔۳۰؎
امام مہدی کا ظہور اوران کا دنیا میں عدل کوقائم کرنا۔۳۱؎
دھویں کا ظہور، دجال کا ظہور، دابۃ الارض کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج ماجوج کا نکلنا، تین بار زمین کا دھنسنا۔
۱۔مشرق میں۔۲۔مغرب میں
۳۔جزیرہ عرب میں آگ کا لوگوں کو ہانک کرمحشر کی جانب لے جانا، آندھی کا لوگوں کوسمندر میں گرادینا۔۳۲؎

صور کا پھونکا جانا:

صور پھونکے جانے سے متعلق قرآن کریم میں کئی آیات بیان کی گئیں ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

وَ مَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ ۳۳

ترجمہ۔ایک زبردست چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جس کے درمیان سانس لینے کی بھی مہلت نہ ہوگی۔

وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ يَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَ لَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ۔ ۳۴

ترجمہ۔وہی ہے جس نے حق کے ساتھ آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا اور جس دن وہ فرمائے گا کہ ہوجا سو وہ ہوجائے گا، اور اس کا فرمان حق ہے اور اسی کے لئے ساری حکومت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا۔ وہ جاننے والا ہے غیب کی چیزوں کو اور ظاہر چیزوں کو اور وہ حکمت والا ہے، خبر رکھنے والا ہے۔

وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سوائے جس کو اللہ چاہے سب گھبرا جائیں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۔ ۳۶

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکھٹا کریں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۔ ۳۷

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج چلے آو گے۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ۔ ۳۸
ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا۔تو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے وہ سب فنا ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ اچانک دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے

وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ یَّوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَۃَ بِالْحَقِّ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ اِلَیْنَا الْمَصِیْرُ۔ ۳۹

ترجمہ۔اے مخاطب غور سے سن! جب منادی قریب کی جگہ سے پکارے گی جس دن لوگ چیخ کی آواز کو برحق سنیں گے یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے جس دن زمین پھٹ جائے گی تو وہ دوڑتے ہوئے نکلیں گے یہ حشر بپا کرنا ہم پر بہت آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ کفار کر رہے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں پس آپ ان کو قرآن سے نصیحت فرمائے جو میرے عذاب کی وعید سے ڈرتا ہو۔

وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ھُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمْ یَنْسِلُوْنَ۔ ۴۰
ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا پس وہ اس وقت اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیز تیز چلنے لگیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ایک انصاری صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! کون سا مومن زیادہ عقل مند ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کے بعد کے مراحل کے لئے زیادہ اچھی تیاری کرتے ہیں یہی عقل مند ہیں۔ ۴۱

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، قیامت کا دن مومن پر اتنی مقدار کا ہو گا جتنی مقدار ظہر اور عصر کے درمیان ہوتی ہے۔ ۴۲

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی

مثل ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ساتھ ساتھ ملا کر فرمایا۔ ۴۳؎
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔ ۴۴؎
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔ ۴۵؎
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے! جنت میں نیک آدمی کو نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔
حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں! ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ۴۶؎

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا! حزب اللہ کی آنکھیں قیامت کے خوف سے جاگتی ہیں ان کے پہلو آرام سے نا آشنا ہیں اور ان کی زبان ہمہ وقت اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہیں۔
آگاہ ہو جاؤ کے حزب اللہ ہی غالب ہونے والے ہیں۔
خوش بخت ہے وہ انسان جس نے قیامت کو یاد رکھا، حساب کے لئے عمل کیا، جتنا رزق اللہ نے دیا اس پر قانع رہا، اللہ کی رضا میں راضی رہا۔ سفر قیامت کے لئے بدترین زادراہ اللہ کے بندوں پر ظلم ہے۔ عقلمند ہے وہ انسان جو قیامت کے لئے اسی دنیا میں عمل کرتا ہے۔
جو انسان اللہ کے لئے اخلاص اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے دنیا، آخرت اور معاشی حالات کے لئے پشت پناہی فرماتا ہے۔ جو قیامت پر یقین رکھتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ زادراہ کی فکر میں

مبتلا رہتا ہے۔ وہ مومن نہیں جو آخرت کی فکر نا کرے۔
جو اپنی آخرت کو سنوارتا ہے اللہ اس کی دنیا کو سنوارتا ہے۔
دنیا کی تلخی آخرت کی مٹھاس ہے اور دنیا کی حلاوت آخرت کی تلخی ہے۔
امام حسنؑ سے وصیت میں آپؑ نے فرمایا! جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، نہ کے دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کے بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کے زندگی کے لئے۔ جیسے آخرت کا یقین ہو وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا ہے۔
اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہو، کیونکہ اس معاملہ میں صرف کوشش ہی تمھاری معاون ہوسکتی ہے۔ انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے۔ ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے۔ سب سے قریب ترین اور سچی چیز انسان کی موت ہے۔
اس دن کے لئے عمل کرو جس دن کے لئے ذخیرہ کیا جاتا ہے اور اس دن اسرار سے پردہ ہٹ جائے گا۔
بلاشبہ تقویٰ تمام تر استحکام کی کلید ہے اور معاد کا ذخیرہ ہر غلامی سے نجات اور ہر طرح سے ہلاکت سے بچنے کا ذریعہ ہے۔
اللہ کے خاص بندوں نے جو متقی ہیں انھوں نے دنیا اور آخرت دونوں سے فائدہ اٹھالیا۔ ۴۷؎

اہم نکتہ:

قرآن کریم اور کتب حدیث سے قیامت کا قائم ہونا ثابت ہے جبکہ اسلام کے بنیادی عقائد میں عقیدہ آخرت کا شمار ہوتا ہے کیونکہ جب تک انسان عقیدہ آخرت کا اقرار اور یقین نہیں کرے گا وہ حلقہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا، انسان اس دنیا میں جس سے آیا ہے اسی دن سے وہ ہر لمحہ موت اور اگلی دنیا میں جانے کے سفر پر گامزن ہے یعنی جو انسان دنیا میں آ گیا اب وہ یہاں سے جانے کے لئے سفر میں ہے۔
قرآن کریم کے تقریباً ہر صفحے پر آخرت سے متعلق کوئی نا کوئی بات یا پیغام موجود ہے مثلاً موت، قبر، یوم آخرت، قیامت، حساب کتاب جنت دوزخ، میزان، ثواب عذاب، صور کا پھونکے جانا،

پل صراط، اعمال کی باز پرس اور قیامت کا زلزلہ وغیرہ۔
جس معاشرے میں عقیدہ آخرت کمزور پڑ جاتا ہے وہاں ہر طرح کے جرائم بڑھنے لگتے ہیں کیونکہ لوگوں کے دلوں سے موت کا خوف اور قیامت میں باز پرس کا ڈر نکل جاتا ہے جبکہ جن معاشروں میں عقیدہ آخرت مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتا ہے وہاں لوگوں کے دلوں میں خوف خدا ہوتا ہے اور وہ کسی بھی ظلم وزیادتی سے قبل یہ سوچتے ہیں کے ہمیں اللہ کے یہاں اس کا جواب دینا پڑے گا۔
قیامت کے قیام کے عقیدے پر یقین کا فلسفہ یہ ہے کے انسان ہر وقت اگلے جہاں کی تیاری میں لگا رہے اور ہر گناہ سے بچنے اور نیکی کو کرنے کی جانب مکمل تندہی سے راغب رہے کیونکہ جو لوگ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل بھی کر دئے جائیں گے وہ وہاں اس بات پر ندامت محسوس کریں گے کے ہم نے دنیا میں بہت وقت ضائع کیا چنانچہ اس خفت اور ندامت سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے کے ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہا جائے اور اللہ کی اطاعت اور عبادت کو نہایت دل جمعی سے ادا کیا جائے۔

کامیاب لوگ عیش کی زندگی میں ہوں گے:

کامیاب لوگوں سے مراد جنھوں نے اسی دنیا میں بہترین اعمال کے ذریعے اپنی آخرت کو سنوار لیا، کامیاب لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جس کے نتیجے میں انھیں اللہ تعالیٰ نے انعامات عطا فرمائے۔ قرآن کریم میں انعام یافتہ بندوں کا بکثرت ذکر موجود ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ۔ ۴۸

ترجمہ۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا۔

فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ۔ ۴۹

ترجمہ۔ وہ عیش وآرام والی زندگی میں ہوگا۔۔۔

الحاکم نے حسنؒ سے روایت کیا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب انسان مرجاتا ہے تو اس

کی روح مومنین کی ارواح سے ملاقات کرتی ہے، وہ پوچھتی ہے کے فلاں کا کیا حال ہے؟ جب وہ جواب دیتی ہے کے وہ تو مر گیا ہے تو وہ کہتے ہیں اس کے اس کے ٹھکانے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے اور بہت بری رہائش گاہ ہے۔ ۵۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صحابہ کرام کا خیال رکھنا:

ابو یعلیٰ ؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول تھا کے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب میں سے کوئی تین تک نظر نا آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے بارے میں پوچھتے، اس کے لیے دعا خیر کرتے، اگر وہ حاضر ہوتا تو اس سے ملاقات کرتے، اگر وہ بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے۔

انصار کا ایک شخص تین دن تک غیر حاضر رہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے بارے میں دریافت کیا؟ لوگوں نے بتایا کے وہ علیل ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ اس کی عیادت کے لئے گئے، اس سے اس کی طبیعت پوچھی، انصاری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو چیز کھاتا ہوں وہ ہضم نہیں ہو رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا ایسا کیوں ہوا؟ تو انصاری نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے نماز مغرب پڑھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورہ القارعہ پڑھائی، میں نے نماز کے بعد دعا کی، اے اللہ جس گناہ پر آپ مجھے آخرت میں عذاب دینے والے ہیں تو اس کی سزا مجھے دنیا میں ہی دے دیں، اس دعا کے بعد سے میری یہ حالت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب یہ سنا تو فرمایا! تم نے تو یہ بہت برا کیا، خبردار تو اللہ سے سوال کر کے وہ تجھ کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور تجھ کو دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ پھر اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہدایت کے مطابق جب دعا مانگی تو وہ بیماری سے کھڑا ہو گیا، ایسے جیسے وہ بیڑیوں سے آزاد ہو گیا ہو۔ ۵۱؎

حوالہ کتب:

۱۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۲۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ۔آیت۔۱۔
۳۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ۔آیت۔۲۔
۴۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ۔آیت۔۳۔
۵۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ۔آیت۔۴۔
۶۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ۔آیت۔۵۔
۷۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ۔آیت۔۸۔
۸۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ۔آیت۔۹۔
۹۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ۔آیت۔۱۰۔
۱۰۔سورہ اَلْقَارِعَۃُ۔آیت۔۱۱۔
۱۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۶۔سورہ النحل۔آیت۔۷۷۔
۱۷۔سورہ المعارج۔آیت۔۶۔۷۔
۱۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۹۷۔
۱۹۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۲۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۷۔
۲۱۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۷۔
۲۲۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۷۔
۲۳۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۳۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۳۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۳۔سورہ ص۔آیت۔۱۵۔
۳۴۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۳۵۔سورہ نمل۔آیت۔۸۷۔
۳۶۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۱۰۲۔
۳۷۔سورہ النباء۔آیت۔۱۸۔
۳۸۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔
۳۹۔سورہ ق۔آیت۔۴۱۔۴۳۔
۴۰۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔
۴۱۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۴۲۔البعث والنشور۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ص۔۸۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت
۴۳۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۴۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۴۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۶۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۱۶۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۴۴۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۸۔سورہ اَلْقَارِعَةُ۔آیت۔۶۔
۴۹۔سورہ اَلْقَارِعَةُ۔آیت۔۷
۵۰۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۵۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۰۲۔سورہ التَّکَاثُر (مال ودولت کی کثرت)

نام:

التَّکَاثُر ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی مال ودولت کی کثرت کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ التَّکَاثُر مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۸ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،سورہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر مکہ میں نازل ہوئی۔

سعید بن ابی ہلالؒ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابؓ نے ۔اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر۔ کو المغیرہ کا نام دیا۔[۱]

حضرت جریر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!میں تم پر سورہ التَّکَاثُر پڑھنے والا ہوں۔

جو شخص اس سورہ کو سن کر رو دیا وہ یقینی طور پر جنت میں داخل ہو جائے گا،پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سورہ کو پڑھا۔

صحابہ کرام میں سے کچھ روئے اور کچھ نا روئے ،انھوں نے عرض کی ،یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے کوشش کی لیکن ہم میں سے کچھ رونے پر قادر نا تھے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اب میں اس سورہ کو دوسری مرتبہ پڑھوں گا،جو شخص رو دیا اس کے لیے جنت ہے،اور جو شخص رونے پر قادر نا ہو تو اس کو چاہیے کے وہ رونے کی صورت بنائے۔[۲]

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۳؎
حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں۔ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ قبر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۴؎

مضامین:

۱۔ زیادہ مال کے ہوس نے انسانوں کو قبروں تک جا پہنچایا، لیکن عنقریب وہ اس حقیقت کو حال جان لیں گے۔
۲۔ پھر ان سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم میں سے کوئی شخص اتنی طاقت رکھتا ہے کے وہ ایک دن میں ایک ہزار آیات کی تلاوت کرے؟ صحابہ کرام نے عرض کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار آیات بھلا روز کون پڑھ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز سورہ التَّکَاثُرُ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ ۵؎

کثرت خواہشات نے انسان کو غافل کر دیا:

دنیا اور مال ومتاع کی خواہشات کے پیچھے دوڑتے دوڑتے بلاآخر انسان اپنی قبروں تک جا پہنچتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۔۶؎

ترجمہ۔ کثرت خواہشات نے تمھیں غافل کر دیا۔

لفظ التَّکَاثُرُ تین معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

۱۔ انسان دنیاوی اشیاء کی دوڑ میں دوڑنے اور زیادہ سے زیادہ کو حاصل کرنے کی جستجو میں لگا رہے۔
۲۔ انسان دنیا اور حصول دولت کو مقصد بناتے ہوئے دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا رہے۔

۳۔اللہ نے انسان کو نعمتیں ، مقام ومرتبہ ،عزت، دولت ، اولاد اور جو بھی عطا فرمایا اس پر انسانبجائے اللہ کی شکر گزاری کے،دوسروں پر فخر جتائے ،اور غرور وتکبر میں مبتلا ہو جائے۔یہ مال ودولت کے علاوہ حسب،نسب اور اچھی شکل وصورت بھی ہو سکتی ہے۔

مال۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (م۔و۔ل) سے مشتق ہے۔۷؎

المال۔سے مراد ہر وہ چیز جس کے تم مالک ہو۔

مال۔کی جمع اموال۔

مال۔اس سونے اور چاندی کو بھی کہا جاتا ہے جس کا کوئی مالک بن جائے۔

دوسری چیزوں کے ذخائر کو بھی مال کہا جاتا ہے۔

عربوں کے یہاں اونٹوں کے گلے کو بھی مال کہا جاتا ہے۔

رجل میل۔سے مراد بڑا مالدار آدمی۔

تمولت۔استملت۔سے مراد میں بہت مال دار ہو گیا۔

مولہ۔سے مراد اس نے اسے مالدار کر دیا۔

مال۔کو مال اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ کبھی ایک کی جانب اور کبھی دوسرے کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔۸؎

ارشادات خداوندی:

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ وَّ زِیۡنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَ تَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَہِیۡجُ فَتَرٰىہُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطَامًا ؕ وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّ مَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانٌ ؕ وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ۔۹

ترجمہ۔تم خوب جان لو کے دنیوی زندگی محض لہو ولعب اور زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال اور اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنا کو زیادہ بتانا ہے۔جیسے بارش کی پیداوار

کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے، پھر وہ خشک ہوجاتی ہے،
اے مخاطب! اس کو تو زرد ہونے کی حالت میں دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہوجاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضا مندی ہے۔ اور دنیاوی زندگی محض دھوکہ کا سامان ہے۔

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔ ہم تم کو ڈر، بھوک اور (تمہارے) اموال، جانوں اور پھلوں کے نقصان میں ضرور مبتلا کریں گے اور ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے۔

وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ۔ ۱۱

ترجمہ۔ اس نے تمہیں ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے اموال کا وارث بنا دیا۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جان اور ان کے اموال کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کر دیئے جاتے ہیں ۔

اِۨلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ۔ ۱۳ ۔

ترجمہ۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔

یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ۔ ۱۴

ترجمہ۔ وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ (زندہ) رکھے گا۔

ضحاک نے کہا! وہ مال اس لئے گن گن کر جمع کر کے رکھتا ہے تا کہ اس کی اولاد اس مال کی وارث ہوجائے اور اس کا مقصد ان لوگوں کی مذمت کرنا ہے جو اللہ کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے اور اس کو بچا بچا کر رکھتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔۱۵

ترجمہ۔اے ایمان والو! بے شک (اہل کتاب کے) بہت سے علماء اور پیر لوگوں کا ناحق مال کھاتے ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجئے۔

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۔۱۶

ترجمہ۔جس دن وہ (سونا اور چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پیٹھوں کو داغا جائے گا، یہ ہے وہ (سونا اور چاندی) جس کو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو لوگوں پر حسد (رشک) مستحسن ہے۔

ا۔اللہ نے اسے مال دیا اور وہ اس مال کو حق کے راستے پر خرچ کرتا ہو۔

۲۔اللہ نے اس کو علم وحکمت (قرآن کا علم دیا) اور وہ لوگوں کو اس کی تعلیم دے اور اس علم کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرے۔۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنی اولاد اور اپنے اموال کے لئے بددعا نا کرو کہیں ایسا نا ہو کے تم کسی قبولیت کی گھڑی میں اللہ سے دعا کر بیٹھو اور وہ دعا قبول ہو جائے۔۱۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ ایسے مالدار کو پسند فرماتا ہے جو گم نام اور پرہیز گار ہو۔ ۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک ایسے مال دار کو پسند فرماتا ہے جو پرہیز گار، گم نام ہو۔ ۲۰؎

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا! میرے پاس مال اور اولاد دونوں ہیں اور میرے والد میرا مال ختم کرنا چاہتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اور تمھارا مال دونوں تمھارے والد کے ہیں۔ ۲۱؎

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب انسان اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کے اس نے مال کہاں سے حاصل کیا یعنی حلال طریقہ یا حرام طریقہ۔ ۲۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صدقہ کرنے سے مال میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر انسان کے پاس دو وادیاں بھی مال کی ہوں تو وہ تیسری وادی کی تمنا رے گا کیونکہ انسان کا پیٹ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو سچے دل سے اللہ سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالی اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔ ۲۴؎

رسول اللہ نے فرمایا! قسم خدا کی قسم! مجھے تمھارے متعلق محتاجی کا ڈر نہیں لیکن مجھے تم پر اس بات کا خوف ہے کے دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے گی جس طرح سے تم سے پہلوں پر کشادہ کر دی گئی تھی پھر پہلوں کی طرح تم آپس میں رشک کرو گے اور جس طرح سے وہ ہلاک ہو گئے تمھیں بھی یہ چیز ہلاک کر کے رہے گی۔ ۲۵؎

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زیادہ مال والے قیامت کے دن سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے ماسوا ان لوگوں کے جو مال کو دائیں بائیں آگے پیچھے تقسیم کر دیں۔ ۲۶؎

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کو اللہ نے مال عطا کیا اور اس نے اس کو زکوۃ ادا نہیں کی، قیامت کے دن اس کے لیے ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا جس

کے دوز ہریلے ڈنک ہوں گے، اس سانپ کو اس کا طوق بنا دیا جائے گا، پھر وہ اس کو اپنے جبڑوں سے پکڑے گا، پھر کہے گا! میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل عمران کی آیت ۱۸۰ کی تلاوت فرمائی۔۲۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ہر وہ شخص جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ اس کا حق ادا نہ کرتا ہو، جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لیے آگ کے پترے تیار کیے جائیں گے اور ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر ان کے ساتھ اس شخص کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب وہ پترے ٹھنڈے ہو جائیں گے تو ان کو دوبارہ آگ میں گرم کیا جائے گا، یہ عذاب اس دن دیا جائے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، اس کو یہ عذاب دیا جاتا رہے گا حتیٰ کے تمام لوگوں کا فیصلہ کر دیا جائے گا، پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانا، جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف اور جو اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا اس کو اس پورے دن اونٹ اپنے پیروں سے روندتے رہیں گے اور اپنے مونہوں سے کاٹتے رہیں گے حتیٰ کے تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائیگا پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانا جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف اور جو شخص بکریوں اور بھیڑوں کا حق ادا نہیں کرے گا وہ اس کو اس پورے دن تک اپنے سینگھوں سے زخمی کرتی رہیں گی اور اپنے پیروں سے روندتی رہیں گی حتیٰ کے تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانا جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف، اور جو شخص بکریوں اور بھیڑوں کا حق ادا نہیں کرے گا وہ اس کو اس پورے دن تک اپنے سینگھوں سے زخمی کرتی رہیں گی اور اپنے پیروں سے روندتی رہیں گی حتیٰ کے تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانا جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف۔۲۸؎

کنز کے معنی:

علامہ راغب اصفہانی نے لکھا! کنز کا معنی ہے مال کو اوپر تلے رکھنا، مال جمع کر کے اس کی حفاظت کرنا، خزانہ کو کنز کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مال جمع کرنے اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی مذمت فرمائی ہے۔۲۹؎

زکوٰۃ نہ دے کر مال جمع کرنے والوں کی قرآن مجید اور احادیث صحیح سے مذمت:

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ-بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ-سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔

ترجمہ۔اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وراثت ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمھارے کاموں سے خبردار ہے۔۳۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو تم نے اس حق کو ادا کر دیا جو تم پر واجب تھا۔۳۱؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، جس مال کی تم نے زکوٰۃ ادا کردی ہو تو خواہ وہ مال سات زمینوں کے نیچے ہو وہ کنز نہیں ہے اور جس مال کی تم نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تو خواہ وہ ظاہر ہو وہ پھر بھی کنز ہے۔۳۲؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اپنی دولت کو نیکی کے کاموں میں خرچ کرو۔

مال شہوتوں کا مادہ ہے۔ میں مومنین کا بادشاہ ہوں جبکہ مال فاجروں کا بادشاہ ہے۔

سب سے زیادہ گھاٹے میں وہ شخص ہے جس نے مال و دولت کو کمانے میں اپنے جسم کو بےکار کر دیا مگر تقدیر نے اس کا ساتھ نہ دیا اور وہ اس دنیا سے اپنے برے کاموں کے ساتھ آخرت کی جانب چلا گیا۔

اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمھاری حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی حفاظت تم کرتے ہو۔ مال خرچ ہونے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ ہونے سے بڑھتا ہے۔

اے کمیل! دولت اکھٹا کرنے والے ہلاک ہو گئے جبکہ علماء زندہ ہیں جب تک زمانہ باقی ہے وہ بھی باقی رہیں گے۔

ہر انسان کے مال میں دو چیزیں شریک ہیں۔ا۔ورثاء۔۲۔حادثات۔

روز قیامت سب سے زیادہ حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے اللہ کی اطاعت سے ہٹ کر مال کمایا اور وہ دولت اس کے مرنے کے بعد ایک ایسے انسان کو وراثت میں مل گئی جس نے اس دولت کو راہ خدا میں صرف کیا چنانچہ پہلا شخص اسی دولت کے سبب جہنم واصل ہوا جبکہ دوسرا انسان اسی دولت کے سبب جنت کا وارث بنا۔

فقر کو دور کرنے کے لئے اپنی غذا سے راضی رہنے سے بہتر کوئی مال نہیں۔

جب آپؑ سے خیر اور بھلائی کے بارے میں پوچھا گیا! تو آپؑ نے فرمایا! خیر اور بھلائی یہ نہیں کے تمھارا مال بڑھ جائے بلکہ خیر اور بھلائی یہ ہے کے تمھارا علم، حلم اور عبادات بڑھ جائیں۔تمھارا بہترین مال وہ ہے جو تمھاری ضرورت کے مطابق ہو۔

اس شخص کے پاس کوئی دولت نہیں جس کے پاس کوئی تدبیر نہیں۔

تین لوگ ایسے ہیں جو اپنی جان کو داؤ پر لگاتے ہیں۔

ا۔سمندری تاجر۔۲۔بادشاہ کا دوست۔۳۔رشوت لے کر فیصلہ کرنے والا قاضی۔

تین چیزیں ایسی ہیں جس کو کوئی دوام نہیں۔ا۔فضول خرچ کے ہاتھ میں دولت۔۲۔گرمی کے بادل۔۳۔عاشق کا غصہ۔

صلہ رحمی کے ذریعے سے دولت اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

دولت مند شخص کو چاہئے کے وہ فساد سے بچے کیونکہ غیر مستحق اور نا اہل کو مال دینا اللہ کی ناشکری ہے جس کے پاس دولت ہو اس کو چاہئے کے وہ اس دولت کے ذریعے صلہ رحمی، مہمان نوازی، اسیروں کی رہائی، ضرورت مندوں کی حاجت روئی کرے کیونکہ جس انسان کے بھی یہ اعمال ہوں گے وہ آخرت میں شرف اور عزت کا مستحق قرار پائے گا۔

سب سے زیادہ افضل مال وہ ہے جس سے حقوق کی ادائے گی کی جائے۔

اپنی دولت کو عطا کرنے والے اور دوسروں کی دولت سے بے نیاز بن جاؤ۔

انسان اس وقت تک عزت دار نہیں ہوسکتا جب تک کے اس کی دولت اس کی نظر میں بے حقیقت نا ہوجائے۔

جو دولت حرام ذرائع سے حاصل کی جاتی ہے وہ دولت ناحق خرچ بھی ہو جاتی ہے۔
جو انسان لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے دولت کو حاصل کرتا ہے لوگ ایسے انسان کی اطاعت اور اس سے محبت کرتے ہیں لیکن جو شخص اپنے ذاتی مفاد کے لئے دولت کو جمع کرتا ہے ایسے لوگ اسی دولت کے سبب برباد ہو جاتے ہیں۔ ۳۳؎

اہم نکتہ:

مال میں نا کوئی برائی ہے اور نا اچھائی، مال کو برا یا اچھا اس کو کمانے اور خرچ کرنے کا طریقہ بناتا ہے، اگر مال کو حلال طریقے سے کما کر جائز امور پر خرچ کیا جائے تو یہ اللہ کی خوشنودی اور جنت کا ایک راستہ ہے اور اگر اسی مال کو حرام طریقہ سے کما کر ناجائز کاموں پر خرچ کیا جائے تو پھر یہی مال و دولت انسان کے لئے حسر، شرمندگی اور ہلاکت ثابت ہوتی ہے۔
مال کا نفسیاتی پہلو بھی یہی ہے اللہ تعالی نے جس انسان کو مال کی نعمت سے نوازا اور اس نے اس مال کو حلال طریقے سے کما کر جائز امور پر خرچ کیا تو اس شخص کا یہ عمل عبادت، اللہ کی خوشنودی اور دوستی کا سبب بن جاتا ہے اور یہی اللہ کی دوستی اور خوشنودی انسان کے لئے جنت کی نوید ہے، دوسری جانب اگر اسی دولت کو حرام ذرائع سے حاصل کر کے اللہ کی نافرمانی کے کاموں میں اڑاتے ہوئے شراب نوشی، جوا، ملاوٹ، سود، چوری، ڈکیتی، تاوان اور رشوت میں خرچ کیا جائے تو یہی دولت انسان کے لئے جہنم کا ایک گڑھا ثابت ہوتی ہے جبکہ جہنم انسان کی ہلاکت اور تباہی کی وعید ہے۔

زیادہ کی آرزو میں انسان اپنی قبروں تک جا پہنچا:

انسان اپنی پوری زندگی گزار کر جب قبر تک پہنچتا ہے اور پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کے اگلے سفر کا زاد راہ تو اس نے جمع ہی نہیں کیا بلکہ اپنی تمام عمر مال و دولت، دنیا کی طلب، بیوی بچوں کی جائز ناجائز ضروریات کی تکمیل، حسب و نسب پر بے جا فخر، صرف اپنے لئے مال جمع کرنے اور دوسروں کو نیچا دکھانے میں گزار دی۔

اب یہ وہ وقت ہے جب انسان اپنی اپنی قبروں میں خالی ہاتھ جا پہنچے، اگرچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے متعدد مقامات پر اس کی نشاندہی فرمائی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔ ۳۴۔

ترجمہ۔ یہاں تک کے تم اپنی قبروں میں جا پہنچے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔ پڑھی، پھر فرمایا! میں قبروں کو زیارت کے سوا کچھ خیال نہیں کرتا اور زیارت کرنے والے کے لیے اپنے گھر کی طرف لوٹنے سے کوئی چارہ نہیں۔ ۳۵

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔ سے مراد مال اور اولاد میں کثرت کی ہوس نے انسانوں کو ہلاک کر دیا۔ ۳۶

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے تم پر فقر کا کوئی خوف نہیں، لیکن میں تم پر کثرت کی ہوس کا خوف کرتا ہوں، مجھے تم پر خطا کا خوف نہیں، لیکن میں تم پر جان بوجھ کر کرنے کا خوف کرتا ہوں۔ ۳۷

ایک زون سے دوسرے زون میں منتقلی:

علماء کرام لکھتے ہیں، قبر کی مثال ایک دروازے کی طرح ہے جو دوسری دنیا میں کھلتا ہے، جس طرح سے انسان اپنی پیدائش سے قبل رحم مادر میں ہوتا ہے تو اس کی وہی دنیا ہوتی ہے لیکن جس لمحے اس کی پیدائش واقع ہوتی ہے تو گویا وہ ایک چھوٹی سے کوٹھری سے نکل کر اس بڑی دنیا میں قدم رکھتا ہے جو بہت وسیع ہے، پھر اس دنیا کی گہما گہمی میں اس کا دل لگ جاتا ہے، اور ایسا دل لگتا ہے کے اس کو موت سے خوف محسوس ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اسی دنیا میں رہنا چاہتا ہے، لیکن پھر ایک دن ایسا بھی آتا ہے جب اس کو چاہتے نا چاہتے موت کی حقیقت سے گزرنا پڑتا ہے، تاہم جب موت کو گلے لگاتا ہے تو اب وہ ایک دوسری دنیا میں پیدا ہوتا ہے، جو اس دنیا سے بہت بڑی اور وسیع ہے۔

دنیا کے مختلف مذاہب میں انسانوں کی آخری رسومات الگ الگ طریقے سے کی جاتی ہے کہیں

جلا دیا جاتا ہے، کہیں دفنا دیا جاتا ہے، کہیں پرندے انسانی گوشت کونوچ کر کھاجاتے ہیں، کہیں کسی اونچی جگہ سے کسی کھائی میں گرا دیا جاتا ہے۔

الغرض مختلف تہذیبوں اور مذاہب میں انسانوں کی آخری رسومات کے مختلف طریقے صدیوں سے رائج ہیں۔

انسان مرنے کے بعد مٹی ہوجائے، لوہا ہوجائے، پتھر ہوجائے، ڈوب کر مرجائے، جل کر مرجائے یا کوئی درندہ اس کو نگل جائے۔

موت کے بعد لازماً انسان کو اس دنیا سے دوسری دنیا میں جانا ہے، اگلی دنیا میں Time ہے لیکن Space نہیں ہے، اگلا زون بہت Advance Technology سے مزین ہے، جس میں با آسانی Adjust ہونے کی انسان تیاری نا کرسکا اور بالا آخر جب وہ اس زون میں پہنچ گیا تو اس کو بڑی مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ اس نے دنیا میں رہ کر اس زون کی کوئی تیاری ہی نا کی تھی بلکہ وہ دنیاوی محبت اور مال ودولت کے حصول میں اس قدر منہمک تھا کے اس کو خیال تک نا آیا قرآن کریم اور انبیاء کرام کی تعلیمات نے بڑی وضاحت سے بنی نوع انسانیت کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کے دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا ہے، اصل زندگی مرنے کے بعد شروع ہوگی جس کی تیاری تمھیں دنیا میں رہتے ہوئے کرنی ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں، لوگ ابھی سو رہے ہیں، جب مریں گے تو جاگ جائیں گے یعنی مرنے کے بعد وہ جس زون میں داخل ہوں گے تو انھیں جب احساس ہوگا کے کے انھوں نے دنیا میں کتنا فضول وقت ضائع کیا۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص جنت میں داخل ہوجائے گا لیکن اسے پھر بھی اس بات کا افسوس ہوگا کے اس نے دنیا میں بہت وقت ضائع کیا اگر وہ کچھ اور عبادات کر لیتا تو آج وہ اللہ کا اور مقرب ہوتا۔

انسان کی اسی نفسیاتی کیفیت کو اللہ تعالی نے متعدد آیات میں بیان کیا ہے یعنی مرنے کے بعد انسان واپس اس دنیا میں آنا چاہے گا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَ مِنْ
وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۔۳۸

ترجمہ۔(انسان کہے گا) میں اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کرلوں؟ ہرگز ایسا نہ ہوگا، یہ تو صرف ایک قول ہے۔

جس کا یہ قائل ہے، ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے، ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک۔

وَ اَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ
اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَ لَمْ
تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۔۳۹

ترجمہ۔آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرایئے جس دن ان کے پاس عذاب آئے گا، سو جن لوگوں نے ظلم کیا وہ یوں کہیں گے،

اے ہمارے رب تھوڑی سی مدت کے لئے ہمیں مہلت دیجئے، ہم آپ کے بلاوے کو قبول کریں گے۔اور رسولوں کا اتباع کریں گے، کیا تم نے اس سے پہلے قسم نہ کھائی کہ ہمیں کہیں جانا ہی نہیں۔

هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَهٗ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ
قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا
لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ
ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۔۴۰

ترجمہ۔یہ لوگ بس اس انتظار میں ہیں کہ اس کا انجام ان کے سامنے آجائے۔جس دن اس کا انجام سامنے آئے گا تو وہ لوگ کہیں گے جو اس کو پہلے بھول گئے تھے کہ ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے سو کیا ہمارے سفارش کرنے والے ہیں جو ہمارے لئے سفارش کریں یا ہم واپس لوٹا دیئے جائیں سو ہم اس عمل کے علاوہ عمل کریں جو کیا کرتے تھے، ان لوگوں نے اپنی جانوں کو تباہی میں ڈالا اور جو کچھ افتراء پردازی کیا کرتے تھے وہ سب بے کار چلی گئی۔

وَ لَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ

اَبۡصَرۡنَا وَ سَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ۔ ۴۱

ترجمہ۔اے مخاطب اگرتو اس موقع کو دیکھے جبکہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے تو عجیب منظر دیکھے گا یہ لوگ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اورسن لیا سوہم کو واپس بھیج ہم نیک عمل کریں گے بلاشبہ ہمیں یقین آ گیا۔

وَ لَوۡ تَرٰۤی اِذۡ وُقِفُوۡا عَلَی النَّارِ فَقَالُوۡا یٰلَیۡتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَ نَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بَلۡ بَدَا لَهُمۡ مَّا کَانُوۡا یُخۡفُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَلَوۡ رُدُّوۡا لَعَادُوۡا لِمَا نُهُوۡا عَنۡهُ وَاِنَّهُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ۔ ۴۲

ترجمہ۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں دیکھیں جب وہ دوزخ پر کھڑے کئے جائیں گے، تو کہیں گے ہائے! ہماری بربادی کاش ہم واپس کر دیئے جاتے اور اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلاتے! اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جاتے، بلکہ بات یہ ہے کہ وہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپایا کرتے تھے وہ ظاہر ہو گئی اور اگر وہ واپس کر دیئے جائیں تب وہ بھی وہ کام کریں گے جس سے وہ منع کئے گئے اور بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں۔

وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ وَّلِیٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ وَ تَرَی الظّٰلِمِیۡنَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ یَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ اِلٰی مَرَدٍّ مِّنۡ سَبِیۡلٍ۔ ۴۳

ترجمہ۔جس کو اللہ گمراہ کرے، اس کے لئے اس کے بعد کوئی چارہ ساز نہیں، اور جب ظالم لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو کہیں گے کیا یہاں سے واپس جانے کا کوئی راستہ ہے؟

قَالُوۡا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثۡنَتَیۡنِ وَ اَحۡیَیۡتَنَا اثۡنَتَیۡنِ فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا فَهَلۡ اِلٰی خُرُوۡجٍ مِّنۡ سَبِیۡلٍ۔ ۴۴

ترجمہ۔وہ لوگ کہیں گے، اے ہمارے رب! آپ نے ہمیں دو بار موت دی اور دو بار زندگی دی۔ ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا تو کیا اب یہاں سے نکلنے کی کوئی راہ ہے؟

وَ هُمۡ یَصۡطَرِخُوۡنَ فِیۡهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَیۡرَ الَّذِیۡ کُنَّا نَعۡمَلُ اَوَ لَمۡ نُعَمِّرۡکُمۡ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیۡهِ مَنۡ تَذَکَّرَ وَ جَآءَکُمُ

النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ۔۴۵

ترجمہ۔وہ لوگ دوزخ میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں دوزخ سے نکالیے ہم ان اعمال کے علاوہ دوسرے عمل کریں گے جو کیا کرتے تھے کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں وہ شخص سمجھ سکتا تھا جو سمجھنا چاہتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا،سوتم چکھ لو،سو ظالموں کے لئے کوئی بھی مددگار نہیں۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے معلوم ہوا کے کافرین،مشرکین،منافقین اور بدکار جب اپنی قبروں میں جائیں گے،یا قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے ان کی پیشی ہوگی تو وہ دنیا میں واپس آنے کی تمنا کریں گے،اور اللہ سے نیک اعمال کرنے کا وعدہ کریں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں،جب کافر اپنی قبر میں جاتا اور اپنا ٹھکانا جہنم دیکھ لیتا ہے تو کہتا ہے،میرے رب! مجھے لوٹا دے میں توبہ کرلوں گا اور نیک اعمال کرتا رہوں گا،جواب ملتا ہے کے جتنی عمر تجھے دی گئی تھی،تو اسے ختم کر چکا،پھر اس کی قبر اس پر سمٹ جاتی ہے اور تنگ ہوجاتی ہے اور سانپ بچھو چمٹ جاتے ہیں۔۴۶

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں،گناہگاروں پر ان کی قبریں بڑی مصیبت کی جگہ ہوتی ہیں،ان کی قبروں میں انہیں کالے ناگ ڈستے ہیں جن میں سے ایک بہت بڑا سانپ اس کے سرہانے ہوتا ہے،ایک اتنا ہی بڑا سانپ اس کے پاؤں کی طرف ہوتا ہے،وہ سر کی طرف سے ڈستا اور اوپر چڑھتا ہے،جبکہ پیروالا اسے پیروں کی طرف سے ڈستا ہے یہاں تک کے درمیان میں دونوں ہی سانب اکھتے ہوجاتے ہیں ۔پس یہ ہے وہ برزخ جہاں پہ یہ گناہ گار قیامت تک رہیں گے۔۴۷

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مِن وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِي عَنْهُم مَّا كَسَبُوا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔۴۸

ترجمہ۔انکے آگے دوزخ ہے انہوں نے دنیا میں جو کچھ کمایا اور اللہ کے سوا انہوں نے جو کارساز

بنائے ان میں سے انہیں کوئی بھی کچھ نفع نہیں دے گا اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔

يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَ مِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۔۴۹

ترجمہ۔وہ اسے گھونٹ پئے گا اور گلے سے باآسانی اتارے گا اور ہر جگہ سے اس پر موت کی آمد ہوگی اور وہ نہیں مرے گا اور اس کے سامنے سخت عذاب ہوگا۔

علم الیقین۔عین الیقین۔حق الیقین:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! پیدائش سے موت تک اور موت کے بعد کی زندگی میں اَعراف، حشر ونشر، حساب وکتاب، جنّت ودوزخ اور اللہ تعالیٰ کی تجلّی کا دیدار سب کا سب یقین کے اوپر قائم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے جو مربوط ہے۔ ہر نظام کی دوسرے نظام کے ساتھ وابستگی ہے۔

اس نظام میں نہ کہیں اتفاق ہے نہ کہیں حادثہ ہے، نہ کوئی قدرتی مجبوری ہے۔

ہر چیز مِن جانب اللہ ہے۔ جب کسی بندے کے اندر یہ بات یقین بن جاتی ہے کہ اس نظام میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی حرکت اور بڑی سے بڑی شئے اللہ کے بنائے ہوئے ایک مربوط نظام کے تحت قائم ہے تو اس کے اندر ایک ایسا پیٹرن بن جاتا ہے جس کا اصطلاحی نام اِستغناء ہے۔ اس پیٹرن کو جب تحریکات ملتی ہیں اور زندگی میں مختلف واقعات پیش آتے ہیں تو ان واقعات کی کڑیاں اس قدر مضبوط مستحکم اور مربوط ہوتی ہیں کہ آدمی کی عقل یہ سوچنے اور ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے کے وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔

اب میں ان واقعات کا اعادہ کروں گا جو اِستغناء کی دولت کے حُصول پر وقتاً فوقتاً میرے ساتھ پیش آتے رہے۔۵۰ ؎

اللہ تعالی نے قرآن کریم کی متعدد آیات میں روز قیامت، اس کی سختیوں، عذاب الٰہی، اور سزا کا ذکر فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ ۵۱

ترجمہ۔ بے شک تم عنقریب جان جاؤ گے۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ ۵۲

ترجمہ۔ بے شک تم عنقریب جان جاؤ گے۔

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۔ ۵۳

ترجمہ۔ بے شک تم علم الیقین کے طور پر جان جاتے۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ۔ ۵۴۔

ترجمہ۔ تم ضرور ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ۔ ۵۵

ترجمہ۔ بے شک تم اسے عین الیقین کے طریقہ پر دیکھو گے۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ۔ ۵۶

ترجمہ۔ پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔

یقین:

الْيَقِيْنِ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ی۔ق۔ن) سے مشتق ہے۔

يَقِيْنِ۔ سے مراد کسی بات کی وضاحت، کسی بات کا واضح ہو جانا یا حقیقت کا ادراک حاصل کرنا۔

الْيَقِيْنِ۔ کی ضد شکوک وشبہات ہیں جب شک زائل ہو جاتا ہے تو یقین حاصل ہو جاتا ہے

الْيَقِيْنِ۔ سے مراد تحقیق کے ساتھ کسی امر کا پایہ ثبوت تک پہنچ جانا یقین کہلاتا ہے۔ ۵۷؎

موت کو بھی الْيَقِيْنِ کہا جاتا ہے کیونکہ اس ہر ذی روح پر آنا یقینی ہے۔

يَقِيْنِ۔ کرنے والوں کو متقین کہا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فِيْهِ ۚۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ ۵۸

ترجمہ۔اس میں ہدایت ہے متقین کے لئے، جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور قائم کرتے ہیں نماز کو اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔

وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ۔ ۵۹

ترجمہ۔اپنے ربّ کی عبادت کرتے رہیے، یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقین کامل حاصل ہو جائے۔

اہم نکتہ:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! انسان یقین کی بنیاد پر زندہ رہتا ہے تاہم جیسے ہی یقین متاثر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ زندگی بھی متاثر ہوتی ہے یقین کی دنیا روشن ہونے سے انسان Illusion اور بیماریوں سے دور رہتے ہوئے اللہ سے قریب ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ کئی بیماریوں سے محفوظ و ماموں ہوجاتا ہے۔۶۰

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! قرآن کریم میں ارشادخداوندی ہے!

لاریب ہے یہ کتاب اوراس کوہدایت دیتی ہے جس کا یقین غیب پر ہے، جس شک کو اللہ تعالی نے ممنوع قرار دیا ہے یہ وہی شک ہے جس سے آدم کو باز رہنے کا حکم دیا گیا تھا بلاآخر شیطان نے بہکا کر یہ شک آدم کے دماغ میں ڈال دیا جس کے لئے آدم جن ت سے نکالے گئے۔

تاہم اسی مقام سے آدم میں دوسمتوں کا تعین ہوا یعنی شک اور یقین، بیان کردہ حقیقت کی روشنی میں انسان کے دماغ کا محور یقین اور شک پر ہے یہی شک اور یقین ہے جو دماغی خلیوں میں ہمہ وقت عمل کرتا رہتا ہے تاہم جس قدر شک کی زیادتی ہوگی اسی قدر خلیوں کی ٹوٹ پھوٹ واقع ہوگی، یہ بتانا بہت ضروری ہے کے وہ دماغی خلیات ہیں جن کے زیر اثر تمام اعصاب کام کرتے ہیں اور اعصاب کی تحریکات ہی انسانی زندگی ہے۔۶۱

یقین کے درجات:

یقین اسے کہتے ہیں جو کسی بھی طرح متزلزل نہ ہو۔ یقین دین کی اساس ہے۔ مشاہدات اور

مراتب کے لحاظ سے اس کے تین درجے ہیں۔اگر کسی شئے کے علم کے بارے میں دلیل و برہان کے ذریعے اس حد تک یقین ہوجائے کہ تردد نہ رہے تو اسے علم الیقین کہتے ہیں۔اگر یہ علم دلیل و برہان سے گزر کر مشاہدہ بن جائے تو اسے عین الیقین کہتے ہیں۔اگر علم کی حقیقت سامنے آجائے اور بلاکم وکاست حقیقت شئے یا شئے کی تہہ کا علم ہوجائے تو اسے حق الیقین کہتے ہیں۔مثلاً میں نے کہا انگور، اور انگور کی تعریف بھی بیان کردی تو آپ نے یقین کرلیا تو یہ علم، علم الیقین ہے۔

آپ نے پہاڑ پر یا باغ میں جا کر انگور کی بیل پر انگور کے خوشے دیکھ لئے اس کا الگ ذائقہ بھی چکھ لیا، خوشبو سونگھ لی یہ عین الیقین ہے۔آپ نے یہ علم حاصل کرلیا کہ انگور کی بیل میں انگور کیوں لگتے ہیں؟ زمین میں سے انگور میں مخصوص مٹھاس، کھٹاس، ذائقہ میں قدرت کے کون سے فارمولے کام کررہے ہیں تو یہ علم حق الیقین ہے۔ ۶۲

یقین اسے کہتے ہیں جو کسی بھی طرح متزلزل نہ ہو۔یقین دین کی اساس ہے۔

مشاہدات اور مراتب کے لحاظ سے یقین کے تین درجات ہیں۔

۱۔علم الیقین۔ ۲۔عین الیقین۔ ۳۔حق الیقین۔

۱۔علم الیقین:

اگر کسی شئے کے علم کے بارے میں دلیل و برہان کے ذریعے اس حد تک یقین ہوجائے کے کوئی شک وشبہ نا رہے، تو اسے علم الیقین کہتے ہیں۔

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ۔ ۶۳

ترجمہ۔ یقیناً اگر تم یقینی علم کے ساتھ جانتے (تو مال سے محبت نہ رکھتے)۔

۲۔عین الیقین:

عین الیقین سے مراد آنکھوں سے دیکھ کر اس بات کا یقین کرنا۔یعنی۔اگر یہ علم دلیل و برہان سے گزر کر مشاہدہ بن جائے، تو اسے عین الیقین کہتے ہیں۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ۔ ۶۴

ترجمہ۔بے شک تم ضرور اسے یقین کی آنکھ سے دیکھو گے۔

۳۔حق الیقین:

حق الیقین سے مراد مشاہدہ اور مکمل یقین کی کیفیت میں داخل ہوجانا۔یعنی۔اگر علم کی حقیقت سامنے آجائے اور بغیر کسی شک وشبہ کے حقیقت شئے یا شئے کی تہہ کا علم ہوجائے تو اسے حق الیقین کہتے ہیں۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ۔ ۶۵

ترجمہ۔بے شک یہ یقینی بات ہے۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔

۶۔سورہ التکاثر۔آیت۔۱۔

۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۹۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۰۔

۱۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۵۔

۱۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۷۔

۱۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۱۔

۱۳۔سورہ الھمز ہ۔آیت۔۲۔

۱۴۔سورہ الھمز ہ۔آیت۔۳۔

۱۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۴۔

۱۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۵۔
۱۷۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۸۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۱۹۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۲۰۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۲۱۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۳۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۶۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۷۔المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) ۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی ،بیروت۔
۲۸۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۹۔المفردات ۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۳۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۰۔
۳۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۲۔المصنف ۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ) ۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۔۱۳۹۰ھ ۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۳۳۔تجلیات حکمت۔ مرتب ۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔ سید قمر عباس۔ص۔ ۴۲۴ ۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۳۴۔سورہ التکاثر۔آیت۔۲۔
۳۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۳۶۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۳۷۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۳۸۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۰۰۔

۳۹۔سورہ ابراھیم۔آیت۔۴۴۔

۴۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۳۔

۴۱۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۲۔

۴۲۔سورہ انعام۔آیت۔۲۷۔۲۸۔

۴۳۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۴۴۔

۴۴۔سورہ غافر (مومن)۔آیت۔۱۱۔

۴۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۳۷۔

۴۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۴۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۴۸۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۰۔

۴۹۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۷۔

۵۰۔روح کی پکار۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۰۰۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۵۱۔سورہ التکاثر۔آیت۔۳۔

۵۲۔ سورہ التکاثر۔آیت۔۴۔

۵۳۔سورہ التکاثر۔آیت۔۵۔

۵۴۔سورہ التکاثر۔آیت۔۶۔

۵۵۔سورہ التکاثر۔آیت۔۷۔

۵۶۔سورہ التکاثر۔آیت۔۸۔

۵۷۔ج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔

۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۔۳۔

۵۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۹۹۔

۶۰۔ماہنامہ قلندر شعور۔نومبر۔۲۰۲۰ء۔

۶۱۔صدائے جرس۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۱۷۔عظیمیہ پبلیکیشنز کراچی ناظم آباد۔

۶۲۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۶۳۔سورہ التکاثر۔آیت۔۵۔

۶۴۔سورہ التکاثر۔آیت۔۷۔

۶۵۔سورہ واقعہ۔آیت۔۹۵۔

۱۰۳۔سورہ وَ الۡعَصۡرِ (زمانہ)

نام:

وَ الۡعَصۡرِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی زمانہ کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ وَ الۡعَصۡرِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۳ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرمایا! سورہ وَ الۡعَصۡرِ مکہ میں نازل ہوئی۔[۱]

حضرت ابومزینہ دارمیؓ بیان کرتے ہیں، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ملاقات کے بعد جدا ہوتے تو وہ ایک دوسرے کو سورہ وَ الۡعَصۡرِ سناتے،اس کے بعد ایک دوسرے کو الوداعی سلام کرتے۔[۲]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں، اگر لوگ سورہ وَ الۡعَصۡرِ پر غور کریں تو اسی سورہ میں مکمل رہنمائی اور کامل ہدایت موجود ہے۔[۳]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں، اگر قرآن کریم میں سورہ وَ الۡعَصۡرِ کے علاوہ کچھ بھی نا ہوتا تو بھی یہ سورہ لوگوں کی ہدایت کے لئے کافی تھی۔[۴]

مضامین:

۱۔اللہ نے اس سورہ میں زمانہ کی قسم اٹھائی ہے۔

۲۔بتایا ہے کے انسان خسارے یعنی نقصان میں ہے۔

۳۔لیکن اہل ایمان اس خسارے سے نکل سکتے ہیں۔

سورہ وَ الْعَصْرِ کے درج ذیل چار مضامین ہیں۔

۱۔ترتیب نزولی کے اعتبار سے سورہ وَ الْعَصْرِ قرآن کریم کی اولین سورتوں میں سے ایک ہے۔

۲۔سورہ وَ الْعَصْرِ کا شمار قرآن کریم کی مختصر ترین سورتوں میں کیا جاتا ہے۔

۳۔اپنے مضمون اور مفہوم کے اعتبار سے سورہ وَ الْعَصْرِ قرآن کریم کی جامع ترین سورہ ہے۔

۴۔سورہ وَ الْعَصْرِ عربی ادب کا ایک شاہکار ہے، اگرچہ پورا قرآن کریم ہی عربی ادب کا اعلیٰ ترین شاہکار ہے۔۵

وَ الْعَصْرِ / زمانے کی قسم:

قرآن کریم کی متعدد آیات ایسی ہیں جس میں وقت، زمانہ، دن رات کی گردش، سورج اور چاند کا ذکر کیا گیا ہے، قدیم دور میں سورج گھڑی جبکہ چاند کلینڈر کا کام دیتے تھے اور لوگ سورج سے وقت کا تعین جبکہ چاند کی گھٹتی بڑھتی شکل سے مہینے میں دنوں کا تعین کیا کرتے تھے۔

وقت اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے، جس کی اللہ تعالی نے قرآن کریم میں قسم کھائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْعَصْرِ۔۶

ترجمہ۔قسم ہے زمانہ کی۔

وَ الْعَصْرِ۔سے مراد صرف زمانہ نہیں ہے بلکہ نہایت تیزی سے گزرنے والا زمانہ ہے۔

الدَّهْرِ۔وَ الْعَصْر۔عربی زبان کے الفاظ ہیں، اگرچہ جامعیت کے اعتبار سے دونوں ہی الفاظ معانی کا ایک خزآنہ ہیں۔ان الفاظ میں صرف زمان (Time) نہیں بلکہ زمان ومکان کے مرکب (Time and Space Complex) کی جانب بھی اشارہ موجود ہے۔قرآن کریم میں الدَّهْرِ۔وَ الْعَصْر۔نام کی دونوں ہی سورتیں موجود ہیں، تاہم ان دونوں میں فرق صرف یہ ہے کے سورہ الدَّهْرِ میں مرکب زمان ومکان کی وسعت کا لحاظ رکھا گیا ہے یا جدید فلسفے کی اصطلاح میں یوں کہہ لیں کے زمان مطلق سے مراد

(Absolute Time or Pure Duration) ہے۔

جبکہ لفظ و الْعَصْرِ ۔میں زمانہ کی تیزی سے گردش اور گزرنے کی جانب اشارہ موجود ہے، اس کو فلسفیانہ اصطلاح میں زمان مسلسل یا زمان جاری یعنی (Serial Time) بھی کہا جاتا ہے۔

والْعَصْرِ ۔سے مراد تیزی سے گزرنے والا زمانہ شاہد ہے، یعنی وہ گواہی دے رہا ہے۔ ۷؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَ الْعَصْرِ سے مراد دن کے اوقات میں سے ایک وقت۔ ۸؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَ الْعَصْرِ سے مراد وہ وقت جو شام کے وقت سورج غروب ہونے سے پہلے کا ہوتا ہے۔ ۹؎

وَ الْعَصْرِ ۔سے مراد دہر اور زمانہ ہے۔

ایک قول کے مطابق اس سے مراد! رب عصر کی قسم ہے۔

ابن کیسان نے کہا! اس سے مردا دن اور رات ہے۔

حسن بصری نے کہا! اس سے مراد زوال شمس سے لے کر غروب شمس تک کا وقت ہے۔

قتادہ نے کہا! اس سے مراد دن کی ساعات میں سے آخری ساعت ہے۔

مقاتل نے کہا! اس سے مراد عصر کی نماز ہے کیونکہ وہ صلوۃ وسطیٰ ہے۔ ۱۰؎

مقاتل نے کہا! وَ الْعَصْرِ سے مراد عصر کی نماز ہے۔

زمان (وقت) کی تعریف:

وقت اس کرہ ارض پر سب کے پاس ایک جتنا ہے یعنی ۲۴ گھنٹے، نا کم نا زیادہ، چنانچہ کوئی شخص یہ شکایت نہیں کرسکتا ہے کے میرے پاس وقت بہت کم تھا لہٰذا میں بہت پیچھے رہ گیا اور فلاں کے پاس وقت بہت زیادہ تھا اس لئے اس نے زیادہ ترقی کرلی۔

تاہم ہزار کوششوں کے باوجود سائنسدان اب تک وقت کی درست تعریف کرنے سے قاصر ہیں تاہم وقت کو مدت کا شعوری تجربہ کہیں تو بے جا نا ہوگا کیونکہ یہی وہ عرصہ ہے جس میں کوئی فعل یا واقعہ رونما ہوتا ہے جبکہ جدید طبیعات میں وقت کو چوتھی جہت بھی کہا جاتا ہے جو مختلف افعال و واقعات

کے ایک لامتناہی سلسلہ کی نمائندہ بھی ہے، وقت کو اگر طبعی دنیا کی اساسی مقدار کہا جائے تو یہ بھی درست ہوگا کیونکہ وقت میں متنوع واقعات کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ قائم ہے جس کی کڑیاں آپس میں پیوست اور جڑی ہیں بالکل اسی طرح سے اس کو واقعات کی وقوع پذیری کا حوالہ بھی کہا جاسکتا ہے جبکہ اس کے دوٹوک یقین کا انحصار فلکیاتی اور ایٹمی تعریفوں پر بھی منحصر ہے جسے سائنسدانوں نے نہایت عرق ریزی اور برسوں کی مشقت کے بعد انتہائی ریاضیاتی درستگی کے ساتھ قائم کیا ہے دوسری جانب تمام ماہرین طبیعات کا اس بات پر مکمل اتفاق ہے کے وقت ،کائنات کو سمجھنے کے لئے ایک مشکل خواص کی حیثیت رکھتا ہے۔

وقت کا سائنسی مطالعہ:

وقت کا سائنسی مطالعہ سولہویں صدی میں اطالوی طبیعات دان اور ماہر فلکیات گلیلیو گلیلی کے کام سے شروع ہوا پھر سترہویں صدی میں انگلش ریاضی دان اور طبیعات دان سر آئزک نیوٹن نے اس سلسلے میں مزید پیش رفت کی جبکہ بیسویں صدی کے اوائل میں جرمن سائنسدان البرٹ آئن اسٹائین (۱۹۵۵ء۔۱۸۷۹ء) نے پہلی مرتبہ وقت کی جامع وضاحت کرنے کی کوشش کی ۱۹۰۵ء میں آئن اسٹائین نے یہ نظریہ پیش کیا کے رفتار کے ذریعے وقت کو پھیلایا یا پھر سکیڑا جاسکتا ہے اس نظریے نے سائنسی دنیا میں ایک ہلچل مچادی ۱۹۱۵ء میں آئین اسٹائین نے اپنا نظریہ اضافیت مکمل کرلیا اور بتایا کے کشش ثقل وقت کو بھی لپیٹ سکتی ہے پھر اسی نظریے کو بنیاد بناتے ہوئے آگے چل کر بلیک ہول اور وارم ہول کا نظریہ پیش کیا آئین اسٹائین نے اپنے نظریے کی وضاحت میں مزید کہا کے ماضی، حال اور مستقبل محض ایک دھوکے کے سوا اور کچھ نہیں۔ آئین اسٹائین نظریہ اضافیت کا بھی خالق تصور کیا جاتا ہے لہٰذا اس نے ۱۹۰۵ء میں اپنی ایک کتاب 'متحرک اجسام کی برقی حرکیات' میں یہ نظریہ پیش کیا کے خط استوا پر رکھا ہوا کلاک قطبین پر رکھے ہوئے کلاک کے مقابلے میں تھوڑا سست ہوگا جبکہ موجودہ دور میں لوگوں نے جب اس کا تجربہ کیا تو وہ درست ثابت ہوا پھر یہ بھی کے اگر ایک کلاک گھر کی بالائی منزل پر رکھا ہوا اور دوسرا کلاک گھر کی نچلی منزل پر ہو تو بالائی منزل پر رکھا ہوا کلاک گھر کی نچلی منزل پر رکھے ہوئے کلاک کے مقابلے میں تیز چلے گا

اگرچہ آئین اسٹائین کے نظریہ اضافیت کو ماہرین طبعیات وفلکیات نے کئی بار جانچا لیکن وہ ہر بار اس نظریے کی صداقت کے معترف ہوئے۔

وقت کی تعریف اور تقسیم:

بے شمار کائناتی دنیاؤں میں وقت کی تقسیم الگ الگ ہے کسی سیارے کا دن ۱۲ گھنٹے کا ہے تو کسی سیارے کا ایک دن چھ ماہ کا ہے الغرض یہ اللہ کی شان ہے کے اس نے کائنات کے مختلف زون پر وقت کو مختلف انداز سے تقسیم کیا ہے۔ ذیل میں اس کی کچھ مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔

حقیقی سیکنڈ:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء وقت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں! صرف ایک سیکنڈ جو حقیقی ہے اور اس سیکنڈ کی تقسیم سے ازل سے ابد تک وجود صادر ہوا ہے یعنی وہی ایک سیکنڈ حقیقی سیکنڈ (وقفہ کا چھوٹے سے چھوٹا یونٹ) تقسیم ہو کر وقت کے لامتناہی یونٹوں میں رونما ہو رہا ہے اس ایک سیکنڈ کے تکوینی مراحل کا اظہار اس عمل پر مبنی ہے کے اس کی تقسیم لامتناہی یونٹوں کی شکل و صورت اختیار کرے، اس شکل وصورت کا نام مظاہر کائنات یا عالم ناسوت وجبروت ولاہوت ہے۔ ۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! قلم لکھ کر خشک ہو گیا۔ ۱۲؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! فتح کا حامل بندہ یہ دیکھتا ہے کے لاشمار کہکشانی نظام تخلیق ہو رہے ہیں اور لاشمار دور سے گزر کر فنا بھی ہو رہے ہیں، فتح کا ایک سیکنڈ ازل سے ابد تک محیط ہے، اس سے یہ نتیجہ مرتب ہوتا ہے کے وقت محض ایک مفروضہ اور ایک اطلاع ہے، جس اطلاع کو ہم شعوری طور پر محیط کر کے دیکھنا چاہتے ہیں جبکہ وہ محدود نہیں ہے۔ ۱۳؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ۔ ۱۴

انسان اللہ کی بہترین تخلیق ہے، جس میں لامحدودیت ہے لیکن وہ اسفل سافلین یعنی محدودیت میں مقید ہوگیا، جبکہ قرآنی تعلیمات انسان جو اللہ کی بہترین تخلیق ہے اس کو محدودیت یعنی (ٹائم اور اسپیس) سے نکل کر لامحدودیت میں داخل ہونے کے پیغامات دیتی ہے، تاہم انسان ساری عمر محدودیت میں ہی زندگی بسر کرکے مرجاتا ہے، دوسری جانب اسپیس سے بھی سرف نظر آسان نہیں جبکہ ٹائم یعنی ایک سیکنڈ کا ہزارواں فریکشن بھی وقت ہی سمجھا جائے گا۔ ۱۵؎

وقت کی روحانی تفسیر:

علمائے باطن لکھتے ہیں کے جب کائنات کی تخلیق سے پہلے کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب صرف اور صرف ماضی ہے بالفاظ دیگر ماضی کے سوا کچھ نہیں تاہم یہی تشخص حقیقی ہے جس کی وضاحت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کے جو کچھ ہونے والا ہے اسے قلم لکھ کر خشک ہو چکا یعنی اگر اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تجزیہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کے یہاں ماضی کے سوا اور کوئی زمانہ نہیں جبکہ حال اور مستقبل بھی اسی ماضی کے اجزاء ہیں چنانچہ یہیں سے کائنات کی ابتداء اور اس کی ساخت کا سراغ ملتا ہے اس کی مزید وضاحت اس طرح سے بھی کی جاسکتی ہے جب کوئی شخص فلم دیکھتا ہے تو وہ اسے ابتداء سے اختتام تک نہایت توجہ سے دیکھتا ہے تاکہ اسے معلوم ہوسکے کے اس کا انجام کیا ہے؟ لیکن اس فلم کے ڈائریکٹر کو اس فلم کی ابتداء اور انتہاء دونوں کا علم ہوتا ہے لیکن فلم بین اس کے ایک ایک منظر کو انہماک سے دیکھتے ہیں بالکل اسی طرح سے اس کائنات کے ڈائریکٹر نے بھی ایک مکمل فلم بنائی جس میں مختلف کردار ہیں جو اپنا اپنا رول پلے کرکے پردے سے غائب ہوتے چلے جارہے ہیں یعنی قلم لکھ کر خشک ہو چکا یعنی فلم بن چکی ہے اور اس کا انجام بھی ڈائریکٹر کو معلوم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص

کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمل کرتے رہو، ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے سو جو اہل سعادت میں سے ہیں، ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰیۙ وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰی وَ کَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی۔ ١٦

ترجمہ۔ پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا، پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور مومن کی عمر اس میں نیکی کے سوا کسی اور چیز کو زیادہ نہیں کرتی۔ ١٧

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! نگاہ میں جب تک فاصلہ نہیں ہوگا وہ نہیں دیکھ سکتی یعنی نگاہ فاصلہ کا احاطہ کرتی ہے، اگر حد فاصل ختم ہو جائے تو وجود سوالیہ نشان بن جاتا ہے، زمین سے آسمان کے درمیان فاصلہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں آسمان نظر آتا ہے یعنی جب انسان زمین سے آسمان کی جانب دیکھتا ہے تو وہ پہلے اس کے درمیان واقع فاصلے کو دیکھتا ہے، باالفاظ دیگر انسان کی نگاہ پر محدودیت کا غلبہ ہے، اسی طرح سے آسمان پر بھی وقت کی صفات کا غلبہ ہے، یہ وقت لہروں کی شکل میں سفر کرتا ہے، جبکہ ٢٥ برس کی مسافت میں اسپیس کا غلبہ ہے، اگر تصور میں ٢٥ سال کا وقفہ غیر محسوس ہونا وقت میں سفر ہے۔ ١٨

موسم (فصل) Seasons:

رات اور دن کی بدلتی ہوئی لمبائی اور سورج سے موصول شدہ حرارت یا توانائی کی مقدار میں جب تبدل واقع ہو تو اسی بنیاد پر سال کی تقسیم عمل میں آتی ہے تاہم یہ تغیر اور تبدل سورج کے گرد زمین کی گردش اور زمین کے گردشی محور کے جھکاؤ سے پیدا ہوتے ہیں زمین پر موجود کسی بھی مقام پر سورج کی حرارت کے انجذاب کا انحصار اس بات پر ہے کے وہاں دھوپ کس زاویے پر پڑتی ہے نیز ۲۴ گھنٹوں میں دھوپ کتنی دیر وہاں رہتی ہے تاہم سائنسی اصطلاح میں دھوپ کا زاویہ وقوع عمود کے جتنا قریب تر اور اس کا دورانیہ جس قدر طویل تر ہوگا سطح ارض میں اسی قدر حرارت کا انجذاب زیادہ ہوگا اگرچہ سال کے مختلف حصوں میں ان عوامل میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے چنانچہ اسی اعتبار سے موسم میں بھی تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے۔۱۹؎

وقت کی تعریف ہر سیارے پر مختلف ہے:

کائنات بے شمار رازوں سے بھری پڑی ہے، سائنسدان جس قدر اس پر تحقیق کر رہے ہیں وہ اس قدر بے بس ہوتے چلے جا رہے ہیں تاہم کائنات میں وقت یعنی Time پر گریویٹی اثر انداز ہے جبکہ گریویٹی کا دارومدار mass پر ہے یعنی جتنا بڑا سیارہ ہوگا اس کی گریویٹی اتنی ہی زیادہ ہوگی اور اس سیارے پر وقت آہستگی سے گزرے گا اگرچہ یہ انتہائی اہم کائناتی راز ہے یعنی اگر سورج کا mass بہت بڑا ہے تو یقیناً وہاں دنیا کے مقابلے میں وقت آہستگی سے گزرے گا دوسری جانب بلیک ہولز میں چونکہ کشش زیادہ ہوتی ہے لیکن وہاں وقت نہایت سست رفتاری سے گزرتا ہے اسی طرح سے اگر ایک گھڑی کو ایک بہت بلند پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا جائے جبکہ ایک دوسری گھڑی کو اسی پہاڑ کے بالکل نشیب میں رکھ کر دونوں گھڑیوں کا وقت بھی ایک کر دیا جائے لیکن تھوڑی ہی دیر میں پہاڑ کی بلندی پر رکھی ہوئی گھڑی کا وقت سست اور نشیب کی جانب رکھی ہوئی گھڑی کا وقت تیز ہو جائے گا۔

وقت کی تقسیم Division of Time:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سائنسدانوں نے وقت کی تقسیم کو مزید سائنٹفک انداز سے واضح کیا چنانچہ اب وہ منٹ اور سیکنڈز کے مزید چھوٹے یونٹس کو بھی بیان کرنے کے قابل ہوئے۔
ذیل میں ہم وقت کی تقسیم اور اس کے مروجہ اصول وقانون اور ان کے ناموں کو بیان کررہے ہیں۔

۱۔ شمسی وقت:

شمسی وقت کی بنیاد دراصل کرہ ارض کے اپنے محور پر گھومنے کے دورانیے پر قائم ہے۔

کرہ ارض کا اعداد و شمار:

سورج سے اوسط فاصلہ 149.6 ملین کلومیٹر مدار کا دورانیہ 365.25 دن جبکہ مدار میں حرکت کی رفتار 29.8 کلومیٹر فی سیکنڈ ہے تاہم اس کے گھومنے کا دورانیہ (23.93) گھنٹے اور قطر (خط استوا پر)(12.756) کلومیٹر ہے۔۲۰؎
کرہ ارض اپنے ایکسز (محور) پر عمودی رخ پر 23.5 ڈگری پر جھکا ہوا ہے جبکہ سورج کے گرد سیارے کے سالانہ چکر کے دوران یہ جھکاؤ آب وہوا میں تبدیلیوں کی ایک بڑی وجہ بنتا ہے اگرچہ یہ تبدیلیاں خط استوا سے کافی اوپر کے عرض بلد پر سب سے زیادہ واضح محسوس کی جاتی ہیں تاہم سال کے ان مواقع میں سے جب سورج خط استوا سے دورترین ہوتا ہے، شمال میں سب سے زیادہ دوری کا یہ نقطہ ۲۱ جون کو اور جنوب میں ۲۲ دسمبر کو ہوتا ہے اول الذکر کو گرمائی انقلاب جبکہ موخر الذکر کو سرمائی انقلاب کہتے ہیں۔۲۱؎

۲۔ کوکبی وقت:

کوکبی وقت کو Sidereal کا دورانیہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ کوکبی وقت آسمان پر ستاروں کی بدیہی حرکت پر مبنی ہوتا ہے۔

۳۔ایٹمی وقت:

ایٹمی وقت مخصوص ایٹمز یا مالیکیولز کی خارج یا جذب کی ہوئی مقناطیسی لہروں کی فریکوئنسی کو بنیاد بناتا ہے۔

۴۔نوری سالLight Year:

نوری سال کوLight Year بھی کہتے ہیں یہ علم فلکیات میں فاصلے کو ناپنے کی ایک اکائی ہے جو کبھی کبھی وسیع فاصلے کو ناپنے کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے تاہم ایک شمسی سال میں روشنی کا طے کردہ فاصلہ ایک نوری سال کہلاتا ہے جو تقریباً تین لاکھ کلومیٹر فی گھنٹہ کی شرح سے ایک نوری سال(94,61,00,00,00,000)کلومیٹر بنتا ہے۔۲۲؎

ماہرین نے روشنی کی رفتار کے حوالے سے جو تحقیق کی ہے وہ درج ذیل ہے۔

روشنی کی رفتار---۳لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ۔

ایک سیکنڈ میں روشنی فاصلہ طے کرتی ہے-----------------------۳لاکھ کلومیٹر۔

ایک منٹ میں روشنی فاصلہ طے کرتی ہے-----------------۱،ارب آٹھ کروڑ کلومیٹر۔

ایک دن(۲۴ گھنٹوں)میں روشنی فاصلہ طے کرتی ہے------۲۵ارب ۹۲ کروڑ کلومیٹر۔

ایک سال(۳۶۵دنوں)میں روشنی فاصلہ طے کرتی ہے--۹۴ کھرب،۶۰ارب،۸۰ کلومیٹر

ستاروں کے ایک بہت بڑے گروپ کو کہکشاں یا گلیکسی کہا جاتا ہے تاہم بڑی کہکشاؤں میں اربوں ستارے ہوتے ہیں جبکہ چھوٹی کہکشاں میں لاکھوں ستارے ہوتے ہیں لیکن یہ چھوٹی کہکشاں بھی اپنے اندر اتنی وسعت رکھتی ہے کے اس میں روشنی کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانے میں ہزاروں نوری سال درکار ہوتے ہیں یعنی روشنی کی رفتار سے بھی اگر سفر کیا جائے تو ہزاروں برس کے بعد روشنی دوسرے سرے تک پہنچ پائے گی جبکہ ماہرین یہ کہتے ہیں کے ایک بڑا سپر کلسٹر بھی ایک بڑے جھنڈ کا ہی ایک چھوٹا حصہ ہے جبکہ یہاں بھی روشنی کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچنے میں تقریباً ۱۰۰ ملین (۱۰ کروڑ) نوری سال درکار ہیں

اگر چہ سنبلہ نامی جھرمٹ تقریباً ۶۰ ملین (۶۰ کروڑ) نوری برس کے فاصلے پر ہے۔ ۲۳؎

سال Year:

سال یعنی Years بھی وقت کو ناپنے اور اس کے تعین کا ایک طریقہ ہے اگر چہ کرہ ارض ایک دن میں ایک بار اپنے محور پر گھومتا ہے جبکہ سورج کے گرد کرہ ارض کا ایک چکر مکمل ہونے میں ایک سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

شمسی سال:

شمسی سال میں 365 دن، 5 گھنٹے 48 منٹ اور 45.5 سیکنڈز درکار ہوتے ہیں۔

قمری سال:

قمری سال 354 دنوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی شمسی سال سے ۱۱ دن کم جبکہ قمری مہینہ دو چاند کے درمیانی عرصہ پر محیط ہوتا ہے اور اس کا دورانیہ (29.5 دن) ہوتا ہے تاہم جدید کلینڈرز میں مہینے کے دنوں کی بنیاد تقریباً 12 حصوں پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی (28-30) دن۔ ۲۴؎

مہینہ Month:

قمری کلینڈر ہو یا شمسی کلینڈر ہو عیسوی سال ہو یا ہجری سال ہو دونوں کلینڈرز میں ایک سال میں ۱۲ مہینے ہی ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔ ۲۵

ترجمہ۔ درحقیقت مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ (۱۲) ہی ہیں ان میں سے چار مہینے حرام (محترم) ہیں۔

ہفتہ:

آج سے قریب چار ہزار سال پہلے عراق میں بابل اور نینوا کی تہذیب کے لوگ جب اوپر آسمانوں میں دیکھتے تو انھیں مہینے میں چاند گھٹتا بڑھتا نظر آتا۔۔ چاند کی پیدائش سے آدھے چاند تک سات دن، پھر پورے چاند تک سات دن۔ مگر چاند کی پیدائش سے نئے چاند کی پیدائش تک ساڑھے 29 دن لگتے ہیں سو آخری ہفتے میں ایک یا دو دن جمع کر دیا جاتا۔ ہفتے میں سات دنوں کا تصور وہاں سے آیا۔ اس سے پہلے مصری تہذیب میں ہفتہ دس دن کا ہوتا جبکہ رومنز کے ہاں 8 دن کا۔ ہفتے کے نام انھوں نے آسمان پر سات دکھنے والے اجرام، سورج، چاند، عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری اور زحل سے لیے۔ آج بھی لاطینی زبان فرانسیسی، ہسپانوی، اطالوی میں ہفتے کے دنوں کے نام انھیں اجرام فلکی پر ہیں۔

دن Days:

شمسی کلینڈر میں سات ماہ یعنی (جنوری، مارچ، مئی، جولائی، اگست، اکتوبر اور دسمبر) ۳۱ دن کے جبکہ چار ماہ (اپریل، جون، ستمبر اور نومبر) ۳۰ دن کے ہوتے ہیں تاہم فروری ۲۸ یا ۲۹ دن کا ہوتا ہے لیکن قمری مہینے میں چونکہ چاند دیکھ کر مہینے کا آغاز کیا جاتا ہے چنانچہ مہینہ کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ کا چاند ہوتا ہے۔

22 جون سے 22 دسمبر تک روزانہ 80 سیکنڈ کے حساب سے دن چھوٹا ہوتا ہے، یہاں تک کے دن 10 گھنٹے اور رات 14 گھنٹے کی ہو جاتی ہے اسی طرح سے 22 دسمبر سے 21 جون تک 45 سیکنڈ کے حساب سے دن بڑا ہوتا ہے یہاں تک کے دن 14 گھنٹے اور رات 10 گھنٹے کی ہو جاتی ہے تاہم حیرت انگیز امر یہ ہے کے ہر 23 مارچ اور 23 ستمبر کو دن اور رات بالکل برابر یعنی 12 گھنٹے کے ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ کروڑوں سالوں سے جاری ہے جس میں کبھی فرق نہیں آیا۔

گھنٹہ Hour:

زمین پر ایک دن ۲۴ گھنٹوں کا ہوتا ہے جبکہ ہر گھنٹے میں ۶۰ منٹ ہوتے ہیں۔

سیکنڈ Second:

ایک منٹ میں ۶۰ سیکنڈز ہوتے ہیں،ایک گھنٹے میں (۳۶۰۰) سیکنڈز اور ایک دن میں (۸۶۴۰۰) سیکنڈز ہوتے ہیں تاہم انسانی دل ایک سیکنڈ میں ایک مرتبہ دھڑکتا ہے جبکہ ایک سیکنڈ میں چاند کی روشنی زمین تک پہنچتی ہے۔

ملی سیکنڈ Mili Second:

ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کو ملی سیکنڈ کہتے ہیں۔

مائیکروسیکنڈ Micro Second:

اگر ایک سیکنڈ کو دس لاکھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس کے ہر حصے کو مائیکروسیکنڈ کہیں گے تاہم ماہرین کے مطابق چمگادڑ میں اللہ تعالیٰ نے اتنی تیز صلاحیت رکھی ہے کے وہ اپنی جانب آنے والی کسی بھی شے کو صرف دو مائیکروسیکنڈز میں باآسانی سمجھ لیتی ہے۔

پیکوسیکنڈ Pico Second:

اگر ایک سیکنڈ کے ایک کروڑ حصے کئے جائیں پھر اس ایک حصے کے بھی مزید ایک ہزار حصے کئے جائیں تو ہزارویں حصے کو پیکوسیکنڈ کہیں گے۔

آٹوسیکنڈ Atto second:

اگر ایک سیکنڈ کے ایک کروڑ حصے کئے جائیں اور پھر جو حصہ fraction حاصل ہو اس کے بھی ایک کروڑ حصے کر دئے جائیں تو اس کو ایک آٹوسیکنڈ کہتے ہیں۔

نینوسیکنڈ Nino Second:

ایک سیکنڈ کے ایک ارب ویں حصے کو نینوسیکنڈ کہتے ہیں۔

وقت کا سائنسی مطالعہ Scientific Study of Time:

وقت کا سائنسی مطالعہ سولہویں صدی میں ایک اطالوی طبیعات دان اور ماہر فلکیات گلیلو گلیلی نے شروع کیا اس نے اپنی تحقیق میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کے زمین اور دیگر سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں یہی نہیں بلکہ اس نے ۱۵۸۰ء میں پنڈولیم والی ایک گھڑی بھی ایجاد کی جس نے بعد کی گھڑیوں کے لئے ایک بنیاد فراہم کی لیکن گلیلیو کی یہ تحقیق چونکہ کیتھولک چرچ کے عقائد کی خلاف ورزی تھی چنانچہ چرچ کی جانب سے گلیلیو پر کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا اور ۱۶۳۳ء میں اسے مستقل طور پر قید کر دیا گیا جہاں طویل قید و بند کی صعوبتوں کو سہتے ہوئے ۱۶۴۲ء میں اس کا انتقال ہو گیا یہ الگ بات کے ساڑھے تین سو سال کے بعد خود کیتھولک چرچ نے گلیلیو کے نظریات کی نا صرف تصدیق کی بلکہ انھیں تسلیم بھی کیا لیکن گلیلیو کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے Vincenzo نے اپنے باپ کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا بعد ازاں سترہویں صدی عیسوی میں انگریز ریاضی دان اور طبیعات دان سر آئزک نیوٹن نے وقت کے حوالے سے اپنی تحقیق کو آگے بڑھایا جبکہ اسی ضمن میں بیسویں صدی کے اوائل میں جرمن سائنسدان البرٹ آئین اسٹائین نے پہلی مرتبہ وقت کی ایک جامع تعریف پیش کرنے کی کوشش کی اگرچہ آئین اسٹائین نے ہی وقت کو چوتھی جہت کے طور پر متعارف کروایا۔

وقت کی پیمائش کا طریقہ Method of Time Measurement:

ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔ ۲۶

ترجمہ۔ درحقیقت مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ (۱۲) ہی ہیں ان میں سے چار مہینے حرام (محترم) ہیں۔

قدیم ادوار اور تہذیب میں بھی وقت کو جاننے کے طریقے رائج تھے قصص الانبیاء میں ہے کے

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو صبح وشام کی عبادات تعلیم فرمائیں چونکہ ہر عبادت پابندی وقت کے ساتھ مشروط ہے چنانچہ لازمی وہ لوگ بھی وقت کی پابندی اور اس کو دیکھنے، جاننے اور سمجھنے کے اصول سے واقف تھے بعد ازاں یہ علم ان کی نسلوں میں بھی منتقل ہوا جبکہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علوم اسمائے عطا فرمائے لہٰذا وقت جاننے کا علم بھی یقینی طور پر وہ جانتے تھے یعنی اللہ تعالی نے سورج کو گھڑی اور چاند کو کلینڈر بنایا ہے جب ہی ہم سورج کو دیکھ کر صبح، دوپہر، سہ پہر اور رات کا اندازہ قائم کرتے ہیں جبکہ نئے چاند کو دیکھ کر مہینے کی ابتداء اور چودہویں کے چاند کو دیکھ کر مہینے کے وسط کا اندازہ قائم کیا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ ۲۷

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج کو ذریعہ روشنی اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم اس سے برسوں کی تعداد اور حساب معلوم کرسکو اللہ نے اس کو بغیر کسی مصلحت کے پیدا نہیں کیا اوران لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں تفصیل سے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے۔

قدیم تہذیب میں وقت کے تعین کا کوئی باقاعدہ آلہ نہ تھا لیکن یہ بات تسلیم شدہ ہے کے ہزاروں برس قبل مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں آباد تہذیبوں نے وقت کا حساب رکھنا شروع کردیا تھا بعد ازاں ۳۵۰۰ ق م میں اہل مصر نے پتھر کی لوح کی صورت میں وقت کی پیائش کے طریقے کو ایجاد کرلیا تھا وہ پتھر کی تراشیدہ لوح کے سایے سے وقت کا تعین کرتے پھر اسی دور میں شمسی گھڑیاں بھی ایجاد ہوئیں اگرچہ یہ گھڑیاں آج کی گھڑیوں سے مختلف تھیں لیکن ان کا اندرونی میکنزم کسی حد تک آج کی گھڑیوں سے مماثل تھا پھر آبی گھڑیاں اوران کی باقیات بھی فرعون آمن حوتپ اول کے مقبرے سے دستیاب ہوئیں۔

۱۲۸۵ء میں ٹک ٹک کرنے والی گھڑیاں بھی ایجاد کی گئیں اگرچہ وقت کی پیائش کی مختلف کوششیں

عرصہ دراز سے جاری تھیں جس میں بلا آخر ۱۶۸۰ء میں کافی پیش رفت ہوئی چنانچہ اب سائنسدان منٹوں اور سیکنڈز کے حساب کو بھی درست بنیادوں پر استوار کرنے میں کامیاب ہوئے بعدازاں میگمنڈ رائفلر نے ۱۸۸۹ء میں پنڈولیم کلاک تیار کی جو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کو بھی درست بتاتی۔۲۸ے

ارشادات خداوندی:

وقت اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے، جو اللہ کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر وقت پر آیات بیان کی گئی ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا۔۲۹

ترجمہ۔ بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابل ذکر نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں! اس سے مراد غیر معین مدت اور غیر محدود زمانہ ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔۳۰

ترجمہ۔ اسی (زمین) سے ہم تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے۔

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا۔۳۱

ترجمہ۔ (تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا۔۳۲

ترجمہ۔ جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں۔ اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عاقل وہوشمند) کہے گا کے (نہیں بلکہ) صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآءِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

تَرۡضٰى ۔۳۳

ترجمہ۔جو کچھ یہ کہتے ہیں،آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر صبر کیجئے ،سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کیا کرو۔اور رات کی ساعات (اولین) میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی اطراف (یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) تا کہ تم خوش ہو جاؤ۔

وَ يَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ وَ لَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ ؕ وَ اِنَّ يَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ۔۳۴

ترجمہ۔بے شک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کے رو سے ہزار برس کے برابر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، دنیا ایک جمعہ ہے،آخرت کے جمعوں میں سے،یعنی سات ہزار سال اور جس میں سے چھ ہزار سال گزر چکے۔۳۵؎

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں ، بے شک دنیا ایک جمعہ ہے آخرت کے جمعوں میں سے۔۳۶؎

قٰلَ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِيۡنَ ۔۳۷۔

ترجمہ۔(خدا) پوچھے گا کے تم زمین میں کتنے برس رہے؟

قَالُوۡا لَبِثۡنَا يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ فَسۡـَٔلِ الۡعَآدِّيۡنَ ۔۳۸

ترجمہ۔وہ کہیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے،شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیئے۔

قٰلَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا لَّوۡ اَنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۔۳۹

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کے تم تھوڑی ہی مدت رہے اگر تم جانتے ہو۔

وَ يَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۙ مَا لَبِثُوۡا غَيۡرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوۡا يُؤۡفَكُوۡنَ ۔۴۰

ترجمہ۔جس دن قیامت برپا ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے۔اسی طرح وہ (رستے سے) اُلٹے جاتے تھے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔۴۱

وہ آسمان سے زمین تک دُنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور اس کی تدبیر روداد اوپر اُس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے۔

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّ لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ۔۴۲

ترجمہ۔کہو،تمہارے لیے ایک ایسے دن کی میعاد مقرر ہے جس کے آنے میں نہ ایک گھڑی بھر کی تاخیر تم کر سکتے ہو اور نہ ایک گھڑی بھر پہلے اسے لا سکتے ہو؟

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا۔۴۳

ترجمہ۔جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا۔۴۴

ترجمہ۔آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔۴۵

ترجمہ۔موسیٰ نے کہا! مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک، اگر تم کو سمجھ ہو۔

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔۴۶

ترجمہ۔جب اُن کے بارے میں (عذاب) کا وعدہ پورا ہوگا تو ہم اُن کے لئے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بیان کردے گا، اس لئے کے لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دھر (زمانہ) کو برا نا کہو کیونکہ زمانہ خدا ہے۔ ۴۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں! آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے اور وہ اس طرح کے وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے اور زمانہ میں ہوں، میرے ہاتھ میں اختیارات ہیں اور میں ہی شب و روز کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔ ۴۸؎

احمد نے زہد میں ضمیر بن نہار سے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے غریب لوگ۔ امیر لوگوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ آیت پڑھی:

وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ۔ ۴۹

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے جنازہ پر نماز پڑھی، پھر اس کے دفن سے فارغ ہونے سے پہلے واپس آ گیا تو اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہوگا، اگر اس نے انتظار کیا یہاں تک کہ اس کے دفن سے فارغ ہو گئے تو اس کے دو قیراط ثواب ہوگا اور قراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا قیامت کے دن اپنے ترازوں میں پھر ابن عباس رضی الہ عنہما نے فرمایا۔ ہمارے رب کی عظمت کا یہ حق ہے کہ اس کا قیراط احد کے برابر ہوا اور اس کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہو۔ ۵۰؎

حضرت انس ؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا ساری سات دن ہے آخرت کے دنوں میں سے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ۔ ۵۱

ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے نزدیک ایک ایسا دن ہے جو تم لوگوں کے شمار کے مطابق ایک سال کے برابر ہوگا۔ ۵۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو:

۱۔ اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے۔ ۲۔ اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے۔ ۳۔ اپنی مال داری کو اپنی تنگدستی سے پہلے۔

۴۔اپنی فرصت کو اپنی مصروفیت سے پہلے اور۔ ۵۔اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔ ۵۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! روزانہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو یہ اعلان کرتا ہے کے ہے کوئی جو مجھ میں اچھا کام کرسکتا ہے تو کرلے کیونکہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔ ۵۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صحت اور فراغت اللہ کی طرف یہ دو ایسی نعمتیں ہیں، جن کے بارے میں لوگ اکثر خسارے میں رہتے ہیں۔ ۵۵؎

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! زمانہ دو ہی دنوں پر محیط ہے۔

ا۔ایک وہ دن جس دن تمھیں نعمتیں ملیں تو تم اس دن اللہ کا شکرادا کرو۔

۲۔ایک وہ دن جس دن تم پر مشکلات آئیں تو تم اس دن صبر کرو۔

جب زمانے اور اہل زمانہ پر خیر اور صلاح کی حکمرانی ہو اور ایسے میں کوئی کسی شخص کسی نیک انسان کے بارے میں بدگمانی کرے تو اس نے ظلم کیا اور اگر زمانہ اور اہل زمانہ پر فتنہ وفساد کا راج ہو اور ایسے میں کوئی شخص کسی سے حسن ظن رکھے تو بلاشبہ اس نے دھوکا دیا۔

بے صبری زمانے کے مددگاروں میں سے ہے۔

زمانہ انسان کے جسم کو پرانا اور تمناؤں کو نیا کر کے اس کو موت سے قریب کر دیتا ہے۔

ہر زمانے کی ایک خوراک ہے اور تم موت کی خوراک ہو۔ لوگ اپنے آباء واجداد کے مقابلے میں اپنے زمانے سے زیادہ مشابہہ ہوتے ہیں۔ زمانے اپنوں کے ساتھ خیانت کرتا ہے اور اپنے سے شاکی افراد کی شکایات کو قطعاً خاطر میں نہیں لاتا۔

دور اندیش اور عقلمند ہے وہ انسان جو اپنے زمانے سے اچھی طرح سے پیش آئے۔

سب سے بڑا زمانہ شناس وہ ہے جو زمانے کے تغیرات سے متعجب نا ہو۔

جب زمانہ خراب ہوتا ہے تو برے لوگ حکمران بن جاتے ہیں۔ زمانے کی کوئی ضمانت نہیں۔

کوئی انسان بھی زمانے کے تغیرات سے محفوظ نہیں اور نا ہی کوئی شخص روزآنہ نازل ہونے والی بلاؤں سے بچا ہوا ہے۔

جو انسان زمانہ شناس ہو اس کو چاہئے کے وہ زمانے کے تغیرات سے اپنے آپ کو امان میں نہ سمجھے۔

زمانے کی دو ہی حالتیں ہیں۔۱۔ لینا۔ ۲۔ دینا۔ پس زمانے نے اگر کچھ لے لیا تو وہ کبھی واپس نہیں ملتا۔ اور اگر زمانے نے کچھ دے دیا تو وہ ہمیشہ باقی نہیں رہتا۔ جو شخص زمانے کو امانت دار سمجھتا ہے زمانہ اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے۔

جو شخص زمانے کو باعظمت سمجھتا ہے زمانہ اس کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔

جو شخص زمانے کی پناہ میں چلا جاتا ہے زمانہ اس کو ہلاکت میں پھینک دیتا ہے۔

زمانہ ایک ایسا دشمن ہے جس سے دشمنی کی نہیں جاسکتی۔ یہ ایک ایسا حاکم ہے جو ظالم نہیں اور یہ ایک ایسا جنگجو ہے جو نا قابل شکست ہے۔

کتنے ہی حد درجہ مالداروں کو زمانے نے حقیر کر دیا۔

تم کیونکر اپنی حالت پر باقی رہ سکتے ہو جبکہ زمانہ تمھیں ہر دم بدل رہا ہے۔۵۶؎

بزرگان دین کی نظر میں وقت کی قدر و قیمت:

۱۔امام محمدؒ دن رات کتابیں لکھتے، ان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار بتائی جاتی ہے۔ مشغولیت کے باعث انھیں کھانے اور کپڑوں کا بھی ہوش نا رہتا۔۵۷؎

۲۔امام رازیؒ کے نزدیک وقت کی اس قدر اہمیت تھی کے ان کو یہ افسوس ہوتا کے کھانے کا وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی جاتا ہے۔

چنانچہ فرمایا کرتے خدا کی قسم! مجھ کو کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ وقت متاع عزیز ہے۔

۳۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ وہ وقت کے بڑے قدر دان تھے، ان کے اوقات معمور رہتے، اور وہ کسی وقت خالی نہ بیٹھتے۔

تین مشاغل میں سے کسی نہ کسی میں ضرور مصروف رہا کرتے۔

۱۔مطالعہ کتب۔ ۲۔تصنیف و تالیف۔ ۳۔عبادت۔۵۸؎

حتیٰ کے جب تصنیف وتالیف کے کام میں مشغول ہوتے اور درمیان میں قلم کا نوک خراب ہوجاتا تو اس کو درست کرنے کیلئے ایک دومنٹ کا جو وقفہ رہتا، اس کو بھی وہ ضائع نہ کرتے، ذکر الٰہی زبان پر جاری رہتا اور نوک درست کرتے، آپ فرماتے وقت کا اتنا حصہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

۴۔حضرت مولانا عبدالحئی فرنگی محلی کی جو مطالعہ گاہ تھی، اس کے تین دروازے تھے، ان کے والد نے تینوں دروازوں پر جوتے رکھوائے تھے تاکہ اگر ضرورت کے لئے باہر جانا پڑے تو جوتے کی تلاش کے لئے ایک، آدھا منٹ ضائع نا ہو۔

۵۔حضرت علامہ صدیق احمد کشمیری اپنے زمانہ طالب علمی میں سالن کے بغیر صرف روٹی کو جیب میں رکھ لیتے، اور جب موقع ملتا تناول کرلیا کرتے اور فرماتے روٹی کو سالن کے ساتھ کھانے میں مطالعہ کا نقصان ہوتا ہے۔

۶۔شیخ جمال الدین قاسمیؒ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قدر فرماتے، سفر میں ہوں، یا حضر میں، گھر میں ہو یا مسجد میں، مسلسل مطالعہ اور تالیف کا کام جاری رکھتے، کسی بھی وقت ان کے قلم کو قرار نا تھا۔ان کے جیب میں ہر وقت کاغذ اور قلم موجود رہتا۔

آپ لوگوں کو فضول باتوں میں مصروف دیکھ کر بڑی حسرت سے کہا کرتے، اگر وقت کوئی ایسی شئے ہوتی جو بیچی خریدی جاسکتی تو میں ان سب لوگوں کے اوقات کو خرید لیتا۔۵۹

۷۔حضرت مفتی محمود الحسنؒ بھی حفاظت اوقات کا بڑا اہتمام فرماتے، حتیٰ کے کھانا کھاتے وقت بھی کتب زیر مطالعہ رہتیں۔آپ چوبیس گھنٹے متحرک رہتے۔

ایک مرتبہ مغرب کے بعد ایک طالب علم حاضر ہوا، اس وقت آپ کھانا تناول فرمارہے تھے، وہ سلام کرکے خاموش بیٹھ گیا، آپ نے طالب علم سے فرمایا! خاموش کیوں بیٹھے ہو؟ طالب علم نے عرض کی، حضور قرآن کریم کی پڑھ رہا ہوں۔یہ سن کر آپ خوش ہوئے اور فرمایا! وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

۸۔حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نہایت منتظم المزاج اور اصول وضوابط کے پابند تھے۔وقت کے لمحات کو بھی ضائع نا ہونے دیتے، کھانے، پینے، سونے، جاگنے اور اٹھنے بیٹھنے کے تمام اوقات مقرر تھے، جن پر سختی سے عمل فرماتے، اللہ تعالیٰ نے ان کے وقت میں بڑی برکت عطا

فرمائی۔آپ بچپن سے ہی وقت کے قدر دان تھے، ایک مرتبہ آپ کے استاذ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی تشریف لائے، چنانچہ اشرف علی تھانوی اپنے استاذ کے قیام اور راحت رسانی کے تمام انتظامات میں مصروف ہوگئے، جب تصنیف کا وقت آیا تو باادب عرض کی، حضرت میں اس وقت کچھ لکھا کرتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو کچھ دیر لکھ کر پھر حاضر ہوجاؤں، آپ فرمتے ہیں اگر چہ میرا دل اس روز کچھ لکھنے میں لگا نہیں لیکن ناغہ نہیں ہونے دیا کیونکہ بے برکتی نہ ہو، تھوڑا سا لکھ کر جلد حاضر خدمت ہوگیا۔ حضرت کو تعجب بھی ہوا کے اس قدر جلد آ گئے، عرض کیا حضرت! چند سطریں لکھ لیں معمول پورا ہوگیا۔۶۰؎

مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے، کسی نے آپ سے پوچھا اتنا کام آپ کیسے کر لیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا! ابھی نے تم وقت کا طول دیکھا ہے، اس کا عرض نہیں دیکھا۔

۹۔علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں میری پہلی تصنیف تیرہ برس کی عمر میں منظر عام پر آئی، آپ کے پوتے ابوالمظفر کہتے ہیں میں نے اپنے دادا کو آخری عمر میں برسر منبر یہ کہتے سنا کے میری ان انگلیوں نے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔

میرے ہاتھ پر ایک لاکھ آدمیوں نے توبہ کی ہے اور بیس ہزار یہود و نصاریٰ مسلمان ہوئے ہیں۔

علامہ ابن جوزیؒ کی تصانیف کو دیکھ کر علامہ ذہبی کہتے ہیں کے مجھے نہیں معلوم کسی عالم نے ایسی تصنیفات لکھی ہیں جیسی ابن جوزیؒ نے لکھیں۔

۱۰۔ابن جریر طبری صاحب البدایہ والنہایہ لکھتے ہیں، میں نے مسلسل چالیس سال تک لکھا ، میں روزانہ چالیس اوراق لکھا کرتا۔۶۱؎

۱۱۔درس نظامی کی مشہور اور معروف کتاب تفسیر جلالین کو علامہ سیوطی نے بائیس برس کی عمر میں صرف چالیس روز میں لکھی جو درس نظام کے طلباء کو پورے سال پڑھائی جاتی ہے۔

۱۲۔امام غزالی کی تصانیف اور ان کی عمر کا حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کے آپ روزانہ اوسط ۱۶ صفحات لکھا کرتے۔

جبکہ علامہ طبری، ابن جوزی اور علامہ سیوطی کی تصنیفات کا روزانہ اوسط اس سے بھی زیادہ

ہے۔ ۶۲

انسان خسارے میں ہے:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے وقت کے حوالے سے کئی آیات ارشاد فرمائی، لیکن اگر انسان اس دنیا میں وقت کی پابندی نہیں کرے گا اور اس کو فضول چیزوں میں ضائع کرے گا تو یقیناً وہ خسارے میں ہے۔ یعنی دنیا کے قیمتی وقت کو اس نے دنیاوی خواہشات کے حصول اور مال و دولت اور جاہ ومنصب کی دوڑ میں سرف کر دیا اور جب وہ اپنی قبروں میں پہنچا تو وہ خالی ہاتھ تھا یعنی مکمل خسارے میں تھا۔

اگلی دنیا میں کسی بھی اچھے مقام تک رسائی کے لئے اس کے پاس اعمال ناکافی تھے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۔۶۳

ترجمہ۔ بے شک انسان ضرور خسارہ میں ہے۔

لیکن اعمال صالح/حق پر رہنے والے/ اور صابرین کامیاب ہوگئے:

لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے کامیاب ہو گئے، کیونکہ انھوں نے اعمال صالح کئے، حق پر مضبوطی سے جمے رہے اور صبر کیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔۶۴

ترجمہ۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

اعمال صالح:

اعمال صالح، کو اخلاق حسنہ، اسلامی اقدار، نیک سلوک اور بھلائی بھی کہتے ہیں، یہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے بہت وسعت رکھتا ہے، اس میں ہر قسم کی نیکی شامل ہے جیسے سچائی، دیانتداری،

امانتداری،شرم و حیا، عدل و انصاف،علم کا حصول ، وقت پر عبادت کرنا، پاک صاف رہنا، بردباری،ایثار، رحم وکرم،تواضع ، احسان،عفو درگزر، اخلاص، والدین کا ادب، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا،رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنا،مہمان نوازی، تیمارداری، بیوہ اور یتیم کے ساتھ حسن سلوک، اور حاجت مندوں کی حاجت روی، رزق حلال کمانا، اللہ کی مخلوق کی خدمت اور اپنی اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت شامل ہے۔

اعمال صالح سے مراد نیکی کا ہر کام جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا، نیکی کے ہر کام کو عبادت اور اطاعت خداوندی بھی کہا جا سکتا ہے، یہ محض اللہ کی توفیق ہے کے اللہ انسان کو نیکیوں کی توفیق دیتے ہیں اور انسان کو گناہوں سے بچاتے ہیں، جو انسان جس قدر نیکیاں کرتا چلا جائے گا وہ اسی قدر اللہ کا مقرب اور محبوب ہوگا تاہم قدسی نفوس انسانوں کو اللہ نیکیوں کی ترغیب اور توفیق کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنے کی تاکید بھی فرماتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے نیک بندوں کے قلوب میں اللہ اپنے بندوں کی محبت اور خدمت کا جذبہ بھی پیدا کر دیتے ہیں،اس طرح سے اس انسان کی پوری زندگی اطاعت الٰہی اور عبادت خداوندی میں گزر جاتی ہے اور وہ اللہ کے بے شمار انعامات واکرامات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

صالحین جنتوں کے وارث ہیں:

جنت کا حصول نسل، اور قومیت پر موقوف نہیں بلکہ ایمان اور اعمال صالح پر قائم ہر مسلمان داخل جنت ہو جائے گا، جنت کی یہی قیمت ہے،جس کی ادائے گی بعد جنت اس کی ملکیت میں آجائے گی، باالفاظ دیگر جنت کے وارثین صالحین ہوں گے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

۱۔ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ ۶۵

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور (انہوں نے) نیک عمل کیے تو وہی لوگ جنّتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصَارٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔٦٦

ترجمہ۔ بے شک مسلمان اور یہودی اور صابئ اور عیسائی جو کوئی بھی (اپنے مذہب کے زمانے میں) اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور نیک کام کیے تو ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُه ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُه عَذَابًا نُّكْرًا وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَه جَزَآءَ ِالْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَه مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۔٦٧

ترجمہ۔ کہا جو ان میں ظالم ہے اسے تو ہم سزا ہی دیں گے پھر وہ اپنے رب کے ہاں لوٹا یا جائے گا پھر وہ اسے اور بھی سخت سزا دے گا، اور جو کوئی ایمان لائے گا اور نیکی کرے گا تو اسے نیک بدلہ ملے گا، اور ہم بھی اپنے معاملے میں اسے آسان ہی حکم دیں گے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَه كَاتِبُوْنَ ۔٦٨

ترجمہ۔ پھر جو کوئی اچھے کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے گی، بے شک ہم اس کے لکھنے والے ہیں۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۔٦٩

ترجمہ۔ پھر ان کی جگہ ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نماز ضائع کی اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، پھر عنقریب گمراہی کی سزا پائیں گے، مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۔۷۰

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے، وہ جو چاہیں گے، انھیں اپنے رب کے ہاں سے ملے گا، یہی وہ بڑا افضل ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۔۷۱

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کی مہمانی کے لیے فردوس کے باغ ہوں گے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۔۷۲

ترجمہ۔ کہہ دو کہ میں بھی تمہارے جیسا آدمی ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو اسے چاہیے کہ اچھے کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۔۷۳

ترجمہ۔ اس دن اللہ ہی کی حکومت ہوگی وہی ان میں فیصلہ کرے گا، پھر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۔۷۴

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے خوشخبری اور اچھا ٹھکانا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۔۷۵

ترجمہ۔اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت عطا کرے گا جیسا کے ان سے پہلوں کو عطا کی تھی، اور ان کے لیے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا اور البتہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور جو اس کے بعد ناشکری کرے وہی فاسق ہوں گے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَه اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَه فَاٰزَرَه فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِه يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۚ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔۷۶

ترجمہ۔محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع وسجود کر رہے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے، یہی وصف ان کا تورات میں ہے، اور انجیل میں ان کا وصف ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے قوی کر دیا پھر موٹی ہوگئی پھر اپنے تنہ پر کھڑی ہوگئی کسانوں کو خوش کرنے لگی تا کہ اللہ ان کی وجہ سے کفار کو غصہ دلائے، اللہ نے ان میں سے ایمان داروں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

بَلٰى مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا
خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۔۷۷

ترجمہ۔ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کے لیے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے، اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۔۷۸

ترجمہ۔بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔

اَلَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ ۔۷۹

ترجمہ۔جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۔۸۰

ترجمہ۔جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوۡنَ ۔۸۱۔

ترجمہ۔جو زکوٰۃ دینے والے ہیں۔

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حَافِظُوۡنَ ۔۸۲

ترجمہ۔جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اِلَّا عَلٰٓى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ
مَلُوۡمِيۡنَ ۔۸۳

ترجمہ۔مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لیے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔

فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡعَادُوۡنَ ۔۸۴

ترجمہ۔پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں۔

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رَاعُوۡنَ ۔۸۵

ترجمہ۔جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَوٰتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ۔۸۶

ترجمہ۔ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۔ ۸۷

ترجمہ۔ وہی وارث ہیں۔

الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۔ ۸۸

ترجمہ۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حق پرست وارثین جنت ہیں:

ارشادات خداوندی:

وَقُلْ رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا ۔ ۸۹

ترجمہ۔ آپ کہیے اے میرے رب! تو مجھے جہاں بھی داخل کر مجھے صدق (سچائی کے راستے) میں میں داخل کرنا اور تو مجھے جہاں سے بھی باہر لائے صدق (سچائی کے راستے) سے باہر لانا اور میرے لئے اپنے پاس سے وہ غلبہ عطا فرما جو میرا مددگار رہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۔ ۹۰

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۔ ۹۱

ترجمہ۔ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑی سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم وہ کہو جو نہ کرو۔

لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ ۔ ۹۲

ترجمہ۔ (روز قیامت) سچوں سے ان کا سچ دریافت کیا جائے گا۔

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۔ ۹۳

ترجمہ۔ اپنے عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد سے متعلق پوچھ ہوگی۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔۹۴

ترجمہ۔اہل ایمان کو خوشخبری سنا دو، کے اللہ کے یہاں ان کی جائے گاہ صدق ہے۔

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۔۹۵

ترجمہ۔پرہیزگار لوگ باغوں اور نہروں میں سچی عزت کی جگہ بادشاہ قادر کے مقرب ہوں گے۔

وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ..........مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔۹۶

ترجمہ۔سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتوں ۔۔۔۔ان سب کے لئے اللہ نے معافی تیار کر رکھی ہے اور بڑا اجر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سچائی انسان کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے جبکہ جھوٹ اس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔۹۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سچائی کو لازم پکڑو، اور ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈالتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچاتی ہے ۹۸؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

والصدق شفیعی یعنی۔صدق میرا دوست ہے۔۹۹؎

فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ سے پوچھا تمھیں معلوم ہے کے آج میں تمھارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ اہل قریش نے دبی ہوئی زبان کے ساتھ کہا ائے صادق! ائے امین تم ہمارے شریف بھائی ہو اور ہم نے تمھیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔۱۰۰؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب نے فرمایا! جس نے حق کی نصرت کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے حق کے ذریعے عزت چاہی حق اسے عزت دے گا۔حق اور باطل کبھی اکٹھا نہیں ہو سکتے۔

حق کا تھوڑا حصہ بھی باطل کے زیادہ بڑے حصے کو دفعہ کر دیتا ہے۔حق کا ضائع کرنا نافرمانی ہے۔

دو چیزیں دین کی کسوٹی ہیں۔ا۔سچائی۔۲۔تقویٰ۔

جس کی باتیں سچی ہوتی ہیں اس کی قدرومنزلت بڑھ جاتی ہے۔

صدق کے ذریعے استدلال کرنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوسکتا ہے۔

اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو نیک نیتی اور پاک دامنی و باطنی کی وجہ سے داخل جنت کرے گا۔

ایمان یہ ہے کے اپنے لئے نقصان دہ سچ کو اپنے لئے فائدہ مند جھوٹ پر ترجیح دو۔

آپؐ نے فرمایا! اہل تقویٰ اور صدیقین کے ساتھ منسلک ہو جاؤ۔

جس انسان کا ظاہر و باطن اور قول وفعل میں تضاد نا ہو تو گویا اس نے امانت داری کا لحاظ کیا ایسے شخص کی عبادات میں اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔صدق بہترین کلام ہے۔سچائی میں سلامتی ہے۔

صادق کا صدق بلندترین مقام ہے اگر چہ وہ شجاع بھی ہو اور اس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار تلوار ہی کیوں نا ہو۔

نیک لوگوں کے بہترین اعمال اور اوصاف میں شامل تنگ دستی میں سخاوت، حالت غصہ میں سچ بولنا اور دسترس اور توانائی کے باوجود معاف کر دینا ہے۔بدترین سچ یہ ہے کے انسان خود اپنی تعریف کرے۔

صدق انسان کا جمال ہے اور ایمان کا ستون ہے۔

کلام الٰہی کو سچائی کے ذریعے انسان اپنی سرشت کے مطابق کرتا ہے۔

صدق زبان کی امانت اور ایمان کا زیور ہے۔

صدق تم کو نجات دے گا بھلے تم صدق سے خوف زدہ ہی کیوں نا رہو۔

سچائی میں ہر شے کی بھلائی ہے۔صدق دین کا لباس ہے۔صدق فضیلت ہے۔

صدق کے ساتھ ہی نجات ہے۔

تین چیزیں مومن کی زینت ہیں۔ا۔اللہ کا تقویٰ۔۲۔سچی بات۔۳۔اور ادائے امانت۔

بہترین عادات میں شامل سچائی اور اعمال و افعال کو وقار کے ساتھ انجام دینا ہے۔

دین کی کسوٹی دو چیزوں پر قائم ہے۔۱۔سچائی۔۲۔یقین۔
تمھارے لئے صدق لازم ہے کیونکہ جو شخص سچائی سے کام لیتا ہے اس کی قدر و منزلت کو اللہ بڑھا دیتا ہے۔
صدق ایک ایسی نیکی ہے جس کے ذریعے عاقبت کی نجات اور سلامتی کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔
ہر شے کا ایک زیور ہے اور گفتگو کا زیور سچائی اور صداقت ہے۔
جس کا لہجہ سچا ہو جاتا ہے اس دلائل مستحکم ہو جاتے ہیں۔
جب اللہ کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو اسے صدق کا الہام کر دیتا ہے۔
تقوی کا سبب دین کی قوت ہے۔۱۰۱؎

اہم نکتہ:

صدق یا سچائی ایک نا قابل تسخیر حقیقت اور قوت ہے، جس انسان میں یہ صفت موجود ہوتی ہے اس کا رعب و دبدبہ اس کے اطراف میں موجود ہر شے پر قائم ہو جاتا ہے۔ سچائی انسان کو کئی ذہنی اور دماغی امراض سے بچا لیتی ہے اور سچائی کی وجہ سے انسان کی صحت قابل رشک ہوتی۔
امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! انسان کی قدر و قیمت اس کی لگن اور ہمت کے مطابق ہوتی ہے جبکہ انسان کی سچائی اس کی مروت جتنی ہوتی ہے۔

مقام صدیقین:

صدیق ایک مقام ہے یعنی اگر ایک دائرہ کھینچا جائے اور اس دائرے کا نام مقام نبوت رکھ دیا جائے تو اس کی باوٴنڈری لائن پر صدیق ہوگا یعنی اگر صدیق اپنا گلا قدم اٹھائے تو وہ مقام نبوت پر پہنچ جائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔
صدیق اپنے مرتبے کے اعتبار سے صرف نبی سے کم ہوتا ہے وگرنہ منصب صدیقیت میں سوائے نبوت کے سب موجود ہوتا ہے۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی کا یہ ماننا ہے! صدیق اور نبی کے علم کا ماخذ ایک

ہی ہوتا ہے لیکن جب وہ علم الٰہی نبی کے ظرف نبوت میں داخل ہوتا ہے تو وہ وحی الٰہی کہلاتا ہے جو کے قطعیت کے ساتھ ہوتا ہے لیکن جب وہی علم صدیق کے اوپر منکشف ہو کر صدیقیت کے ظرف میں داخل ہوتا ہے تو الہام کہلاتا ہے۔

یہی وجہ تھی ہ کل صحابہ کرام میں جو مقام حضرت صدیق ؓ اکبر اتھا وہ کسی اور کا نہ تھا آپ ؓ کے کلام کی شان، استقامت اور قطعیت دیگر صحابہ کرام سے الگ اور ممتاز تھی آپ کا کلام نہایت ٹھوس، پختہ اور مبنی برحق تھا صدیق کا کلام نبی کے واسطے کا محتاج ہوتا ہے۔

ولایت کے تمام درجات میں درجہ صدیقیت سب سے اونچا اور معتبر ہوتا ہے تاہم ولایت ہمیشہ نبوت کی تابع ہوتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش ؒ فرماتے ہیں! صدیقین کا مرتبہ کمال انبیا کرام کے ابتدائی مراتب کے برابر ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ بہترین رفیق ہیں۔

صدیق کا مقام مقام مشاہدہ کہلاتا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق ؓ مقام مشاہدہ پر فائز تھے جبکہ حضرت عمر فاروق ؓ مقام مجاہدہ پر فائز تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ ذکر خفی جبکہ حضرت عمر فاروق ؓ ذکر جہری کیا کرتے۔

صابرین وارثین جنت ہیں:

صبر خدا کا نور ہے، ہر پریشانی اللہ کے حکم سے آتی اور اللہ کے حکم سے جاتی ہے، دنیا کا ہر شخص کی

زندگی میں مشکلات اور آسانیاں آتی ہیں تاہم مومن اس پریشانی میں اللہ سے جڑ جاتا ہے اور اللہ کی شکایت اللہ کے بندوں سے نہیں کرتا بلکہ اللہ سے مدد مانگتا ہے، یہ ایک نہایت مثبت طرز فکر ہے جس کی وجہ سے انسان غم، خوف، دکھ، درد، ٹینشن اور ڈپریشن کے برے اثرات سے بچ جاتا ہے۔ جبکہ جو لوگ چھوٹی بڑی تکالیف پر بلاوجہ کی شکایات کا انبار لگا دیتے ہیں، ان کے اس طرز فکر کے نہایت منفی اثرات ان کے جسم، روح، ذہن اور نفسیات پر مرتب ہوتے ہیں، قرآن کریم میں صابرین کو بے حدوحساب اجروثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔

اسی حوالے سے ارشار خداوندی ہے!

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ١ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔١٠٣

ترجمہ۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

الصبور۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ص۔ب۔ر) سے مشتق ہے۔ ۱۰۴

صبر۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کسی شخص کا کسی مطلوبہ شے کے حصول کے لئے برابر مصروف کار رہنا۔ ۱۰۵

صبر۔ کے معنی استقامت، ثابت قدمی اور مسلسل کوشش ہے۔

الصبیر ۔ اس بادل کو کہتے ہیں جو ایک ہی جگہ کافی دیر تک مقیم رہے۔

عربی میں پہاڑ کو بھی الصبیر کہتے ہیں۔

الاصیرۃ۔ سے مراد وہ اونٹ اور بکریاں جو صبح وشام اپنے اپنے مالکان تک واپس پہنچ جائیں اور ان سے دور نہ رہیں۔

الصبارۃ۔ سے مراد لوہے یا پتھر کے وہ ٹکڑے جو مستقل کسی جگہ پڑے رہیں۔

الصابورۃ۔ سے مراد ایسا مٹی کا ڈھیر جو کشتی میں اس لئے رکھا جائے تا کہ کشتی اس مٹی کے ڈھیر کے وزن سے ہچکولے نہ کھائے اور اس کا توازن برقرار رہے۔

الصبرۃ۔ سے مراد اناج کا ڈھیر جس کی ناپ تول نہ کی گئی ہو یعنی یہ تمام عربی کے الفاظ کس قدر محنت اور استقامت کے ہم معنی ہیں۔

صبر۔ کے ایک معنی قید کرنے کے بھی ہیں کیونکہ یہ بھی ایک مقام پر جم کے قائم رہنے کے مترادف ہے۔

یمین الصبر۔ سے مراد وہ قسم جو کسی کو مجبور کر کے زبردستی کھلائی جائے۔۱۰۶؎

اصبرھم علی النار۔ سے مراد عذاب جہنم کو سہنے کا حوصلہ۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ۔

ترجمہ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو بدلے ہدایت کے خریدا اور عذاب کو بدلے بخشش کے، پس دوزخ کی آگ پر ان کا کتنا بڑا اصبر ہے۔۱۰۷؎

وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۔۱۰۸

ترجمہ۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

ترجمہ۔ جب وہ (داؤد) جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لئے نکلے تو انھوں نے (داؤد) دعا کی کے اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمارے قدم جمادے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔۱۰۹؎

مندرجہ بالا آیت کے مطالعے سے صبر کی اصل کیفیت سامنے آ گئی یعنی استقامت اور مستقل مزاجی سے باطل قوتوں کے خلاف برسر پیکار رہنا۔

فَآتَاهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۔۱۱۰

ترجمہ۔اللہ نے انھیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی انھیں عطا کیا اللہ کو ایسے ہی نیک عمل لوگ پسند ہیں۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔۱۱۱

ترجمہ۔صبر اور صلوۃ سے مدد لو۔

کچھ اسلامی ممالک میں نماز کے وقت ڈنڈے کے زور پر کاروبار بند کروادیا جاتا ہے یا نمازیوں کو ڈنڈے کے زور پر مساجد میں نماز پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کے سرکاری سطح پر صلوۃ کا نفاذ تو کیا جارہا ہے لیکن انسانی طبیعت میں صلوۃ ابھی تک نفوذ پذیر نہ ہوسکی یعنی صلوۃ کا قائم کرنا بھی صبر کا متقاضی ہے جب تک انسانی طبیعت میں مستقل مزاجی، تحمل اور ثابت قدمی نہ ہوگی انسان رسم صلوۃ تو شاید ادا کرلے لیکن قیام صلوۃ سے وہ نا آشنا ہی رہے گا اگرچہ تمام عبادات ہی مستقل مزاجی اور تحمل کی متقاضی ہیں لیکن صلوۃ چونکہ ایک غیر معمولی عبادت ہے لہٰذا وقت کی پابندی کے ساتھ اس کی ادائے گی کو لازمی قرار دیا گیا ہے یعنی دن میں پانچ مرتبہ اللہ سے ہر حال میں ملاقات کی جائے چاہے کچھ بھی ہوجائے دوسری جانب اللہ کی طرف سے یہ مقرر کی گئی ملاقات کسی صورت ٹل نہیں سکتی۔

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوق تخلیق کیا چنانچہ اشرف مخلوق کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کے وہ اپنی مشکلات، پریشانیاں، مصائب و آلام کو اپنے ہی جیسے کمزور اور بے بس انسانوں سے بیان کرے بلکہ اس کے شایان شان تو یہ ہے کہ اگر اللہ نے اسے کسی ابتلا میں مبتلا کیا ہے تو وہ اس پر صبر وسکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ سے اس مسئلے اور پریشانی کو دور کرنے کی دعا کرے کیونکہ کائنات میں انسان کو جو منصب حاصل ہے اس عظیم منصب کا یہ تقاضا ہے کے وہ کسی بھی عجلت، بے صبرے پن اور ناشکری کا غلطی سے بھی اظہار اقرار اور اس کا مظاہرہ نہ کرے اور مخلوق سے اللہ کی ہرگز شکایت نہ کرے کیونکہ دنیا کی تخلیق سے دو ہزار برس قبل ہی اللہ نے انسانوں کی تقدیر کا فیصلہ کردیا تھا اور انسان کو پہنچنے والی تمام مشکلات اور آسانیاں لوح محفوظ پر تحریر کردی گئیں تھیں تاہم ہر مشکل اللہ کے حکم سے آتی ہے اور اپنی مدت پوری کرکے اللہ کے ہی حکم سے چلی جاتی ہے اب انسان چاہے

کتنا ہی شور وواویلا اور چاہے کتنا ہی زور لگادے وہ مشکل اپنے وقت مقررہ پر ہی ختم ہوگی۔

اسی حوالے سے حضرت علیؓ کے اقوال ہیں:

صبر یہ ہے کے انسان پریشانیوں کو برداشت کرے اور غصہ دلانے والی اشیاء کے مقابلے میں برد بار رہے۔ جو چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے اللہ اسے بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جسے صبر نجات نہ دے سکے اسے بے تابی ہلاک کر دیتی ہے۔ ۱۱۲؎

صبر کے لغوی معنی نفسانی خواہشات سے رکنا اور نفس پر قابو پانا ہے یعنی گناہ پر قدرت ہونے کے باوجود اس سے رکنا جبکہ اس کے دوسرے معنی عزم وحوصلے سے تکالیف کو برداشت کرنا اور حرف شکایت کو زبان پر نہ لانا ہے حضرت امام غزالی صبر جمیل کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کے صبر جمیل کا مطلب ہے کے جب کسی شخص پر کوئی مشکل آئے تو وہ اس کو صبر وتحمل سے برداشت کرے اور اس کی کسی سے کوئی شکایت نہ کرے یہاں تک کے برابر میں بیٹھے ہوئے شخص کو بھی معلوم نہ ہو سکے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا جَمِيۡلًا ۔۱۱۳

ترجمہ۔ صبر کیجئے۔ یعنی صبر جمیل۔

قرآن اور سنت کی اصطلاح میں صبر کے تین درجات ہیں۔

۱۔ اپنے نفس کو حرام اور ناجائز چیزوں سے روکنا۔

۲۔ اپنے نفس کو اطاعت اور عبادت کا پابند کرنا۔

۳۔ مصائب اور مشکلات کا عزم واستقلال سے مقابلہ کرنا مایوسی اور بے قراری پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا تاہم اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا کیونکہ مایوسی کفر ہے۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خاص امتیاز ہے کے اللہ تعالی نے انھیں مشکل وقت میں صبر کی خاص دعا عطا فرمائی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ۔۱۱۴

یعنی ہر شے اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ پڑھنے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے امام طبرانی روایت کرتے ہوئے یہ حدیث نقل کرتے ہیں!

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کو ایک ایسی چیز دی گئی ہے جو پچھلی امتوں میں سے کسی کو بھی نہیں دی گئی یعنی مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ پڑھنا۔۱۱۵؎

ارشادات خداوندی:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ۔۱۱۶

ترجمہ۔اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَاصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔۱۱۷

ترجمہ۔صبر کیجئے، اللہ نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ۔۱۱۸

ترجمہ۔صبر کر اور تیرا صبر کرنا اللہ ہی کی توفیق سے ہے، اور ان پر غم نہ کھا اور ان کے مکروں سے تنگ دل نہ ہو۔

وَلِرَبِّكَ فَاصۡبِرۡ۔۱۱۹۔

ترجمہ۔اپنے رب کے لئے صبر کیجئے۔

وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ۔۱۲۰۔

ترجمہ۔صبر وصلوۃ سے مدد لیجئے۔

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَىۡءٍ مِّنَ الۡخَـوۡفِ وَالۡجُـوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ۔۱۲۱

ترجمہ۔ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے،اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔

وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ۔ ۱۲۲

ترجمہ۔اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ ۔ ۱۲۳

ترجمہ۔اللہ صابرین سے محبت کرتا ہے۔

وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِيْنَ ۔ ۱۲۴

ترجمہ۔اسماعیل،ادریس اور ذوالکفل یہ سب صابرین میں سے تھے۔

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔(اسماعیل) نے کہا آپ مجھے صابرین پائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اللہ عزوجل نے فرمایا!اے جبرائیل! اس شخص کی کیا جزاء ہے جس کی بینائی کو میں سلب کرلوں اور وہ اس پر صبر کرے؟اس کی جزا میرے گھر میں ہمیشہ رہنا اور میرا دیدار کرنا ہے۔ ۱۲۶

امام مالک نے'موطا' میں حضرت ابوسعید دریؓ سے روایت کیا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل فرماتا ہے کے جب میں اپنے بندہ کو کسی مصیبت میں مبتلا کروں اور وہ اس پر صبر کرے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہ کرے تو میں اس کے گوشت کو بہتر گوشت اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دیتا ہوں یعنی جب میں اس کو صحت مند کرتا ہوں تو اس کا کوئی گناہ نہیں رہتا اور اگر میں اس کو وفات دوں تو وہ میری رحمت کی طرف ہے۔ ۱۲۷

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں،سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اللہ تعالی فرماتا ہے کے جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کے جسم مال یا اولاد میں سے کسی پر کوئی مصیبت بھیجتا ہوں اور وہ بندہ اس مصیبت پر صبر جمیل کرتا ہے تو میں قیامت کے دن اس کے لئے میزان قائم کرنے یا اس کا نامہ

اعمال کھولنے سے حیاء کرتا ہوں۔ ۱۲۸؎

ابوعبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ کو اپنے زانو پر مارنا اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے۔ ۱۲۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن مرد و عورت کی جان مال اور اولاد پر ہمیشہ مصیبت آتی رہتی ہے حتیٰ کے وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کے اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ ۱۳۰؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمانوں میں سے جو بھی شخص اپنے جسم کے کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کے اعمال کے محافظ فرشتوں کو یہ حکم دیتا ہے کے میرا یہ بندہ اپنی صحت کی حالت میں جو نیک اعمال کیا کرتا تھا اس کے اس عمل کو اس وقت تک لکھتے رہو جب تک کے وہ میری زنجیر میں بندھا ہوا ہے۔ ۱۳۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! صبر خدا کا نور ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! صبر بہ قدر مصیبت نازل کیا جاتا ہے جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ اپنے زانو پر مارا اس کا عمل ضائع کر دیا جاتا ہے۔ ۱۳۲؎

صبر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ۱۔ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر۔ ۲۔ اور پسندیدہ چیزوں کے لئے صبر صابر کبھی بھی کامیابیوں سے ہاتھ نہیں دھوتا بھلے ہی اسے مدتوں ہی انتظار کیوں نہ کرنا پڑے۔ صبر ایمان کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے اگر صبر کسی انسان کی شکل میں ہوتا تو وہ یقیناً ایک صالح انسان کی شکل میں ہوتا۔

صبر ایسی سواری ہے جو کبھی نہیں گراتی ہے اور قناعت ایسی تلوار ہے جس کی دھار کبھی نہیں الٹتی۔

جو ایک ساعت صبر کر لیتا ہے وہ کئی ساعتوں تک لائق تحسین رہتا ہے۔

صبر تین طرح کا ہوتا ہے۔ ۱۔ مصیبتوں پر صبر۔ ۲۔ اطاعت خدا پر صبر۔ ۳۔ گناہوں سے صبر۔

بلاؤں پر صبر کرنا خوشی کی حالت میں عافیت سے افضل ہے۔

اگر تم نے صبر اختیار کیا تو اسی صبر کے ذریعے تمھیں نیک لوگوں میں شامل کیا جائے گا اور اگر تم نے بے تابی کا مظاہرہ کیا تو تمھاری بے تابی تمھیں جہنم میں دھکیل دے گی۔ بہترین صبر پسندیدہ چیز سے صبر کرنا ہے۔

جس پر زمانے کی سختیاں تواتر سے نازل ہونے لگیں تو اسے صبر عطا کر دیا جاتا ہے۔

جو صبر کرتا ہے اس کی مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں اور صبر کرنے والا امرادوں تک پہنچ جاتا ہے۔

جو دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے اس کے لئے تمام مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں تین دن بعد تعزیت دینا تجدید مصیبت ہے۔ جب مصیبت دور ہوتی ہے تو عیش و عشرت قریب آ جاتا ہے۔

مصیبت جتنا ہی ثواب ملتا ہے۔

امیر المومنین نے اشعث بن قیس کے بیٹے کی تعزیت کے موقع پر فرمایا! اگر تم صبر کرو گے تو بھی اللہ کی قضا و قدر جاری ہو گی لیکن تم کو اس کا اجر و ثواب ملے گا لیکن اگر تم بے صبری اور بے تابی کا مظاہرہ کرو گے تو اللہ کی قضا و قدر تو پھر بھی جاری ہو کر رہے گی لیکن تم اس بے صبری پر گناہ ملے گا۔ صبر کرنے والے پر لازم ہے کے وہ آزاد لوگوں کی طرح صبر کرے وگرنہ ناتجربہ کا جاہل کی طرح عیش کرے۔ جسے صبر نجات نا دے سکے اسے بے تابی ہلاک کر دیتی ہے۔

صبر حادثات کو روکتا اور انھیں کمزور کرتا ہے جبکہ بے تابی اور بے صبری حوادث کے لئے معاون و مددگار ہیں۔ صابر کبھی کامیابی سے ہاتھ نہیں دھوتا چاہے اس کے لئے اس کو مدتوں انتظار ہی کیوں نا کرنا پڑے۔ صبر شجاعت ہے۔ حیا اور صبر جیسا کوئی ایمان نہیں۔

صبر ایمان کے ستون میں سے ایک ستون ہے۔ جس کی چار شاخیں ہیں۔

۱۔ شوق۔ ۲۔ خوف۔ ۳۔ زہد۔ ۴۔ انتظار۔

تم پر لازم ہے کے تم صبر کرو کیونکہ صبر کو ایمان کے ساتھ وہی نسبت ہے جو سر کو جسم کے ساتھ ہے زمانے میں صرف دو ہی دن ہیں۔ ۱۔ ایک دن تمھارا موافق ہے تو اس دن تم اللہ کا شکر ادا کرو ۲۔ ایک دن تمھارا مخالف تو اس دن تم صبر کرو۔ اپنے آپ کو ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کا عادی بناؤ کیونکہ راہ حق میں صبر بہترین اخلاق ہے۔

غموں کی یلغار کا مقابلہ عزم و حوصلے اور صبر اور بہترین یقین کے ساتھ کرو۔

صبر کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ یہ کامیابی کا بہترین ذریعہ ہے۔
مصیبت کے وقت بہترین عمل صبر ہے کیونکہ عاقبت متقین کے لئے ہے۔
دین کا بہترین مددگار صبر ہے۔
مصیبتوں کو چھپانا اور ان پر صبر کرنا نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔
صبر ایک ایسی سواری ہے جو کبھی گراتی جبکہ قناعت ایسی تلوار ہے جس کی دھار کبھی نہیں الٹتی۔
جو ایک ساعت صبر کر لیتا ہے وہ کئی ساعتوں تک لائق تحسین رہتا ہے۔
صبر امتحان اور بلا کی زینت ہے۔ صبر کامیابی کے اسباب میں سے ایک قوی سبب ہے۔
انسانوں کی جانب سے دی گئی مصیبتوں اور غموں پر صبر کرنا تمھیں عظیم کامیابی کے شرف تک پہنچادے گی۔ صبر کامیابی کی سواری ہے۔
یقیناً صبر کامیابی اور عجلت خطرہ ہے۔ بلاؤں پر صبر کرنا حالت اطمینان اور خوشی میں عافیت سے زیادہ افضل ہے۔ صبر دنیا کے مقابلے کے لئے بہترین مددگار ہے۔ صبر مصیبت کے موقع پر تمھارا بہترین دفاع ہے۔
صبر کامیابی کا عنوان ہے۔ صبر ایمان کا ثمر ہے۔ شہوت پر صبر عفت ہے۔ غصے میں صبر کامیابی ہے۔ مصیبت پر صبر تقویٰ ہے۔ صبر یہ ہے کے انسان پریشانیوں کو تحمل سے برداشت کرے اور غصے کے مقابلے میں بردبار رہے۔
صبر بہترین خصلت اور علم شریف ترین زیور اور عطیہ ہے، تم اپنی پسندیدہ ترین اشیا اس وقت تک اللہ سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم ان چیزوں سے صبر نہ کرلو جن کو تم چاہتے ہو۔
یقیناً مقاصد اور ان مقاصد کی انتہا بھی ہوتی ہے لہٰذا صبر سکون کے ساتھ اپنے مقاصد کی جانب بڑھو چاہے مشکلات کی انتہا ہی کیوں نا ہو جائے۔ صبر کے ذریعے ہی تمھیں نیکوکاروں کی منزل ملے گی برعکس اس کے کے تم بے تابی کے ذریعے ہلاک کر دیئے جاؤ۔
بہترین صبر، صبر کا مظاہرہ ہے۔ مصیبت اور پریشانی میں صبر کا ثواب صبر کی مقدار جتنا عطا کیا جائے گا۔
طویل صبر نیک لوگوں کا شیوہ ہے۔ تمھارے لئے صبر لازم ہے کیونکہ یہ ایک مضبوط قلعہ اور صاحبان

یقین کی عبادت ہے۔
جس پر تم نے صبر کیا وہ ان چیزوں سے کہیں زیادہ بہتر ہوتی ہے جن سے تم لطف اندوز ہو چکے
بہترین عادت بلاؤں پر صبر ہے۔
جس انسان پر زمانے کی سختیاں تواتر سے نازل ہوں اس انسان کو صبر عطا کیا جاتا ہے۔
صابر بہت جلد مرادوں تک پہنچ جاتا ہے۔ صابر کی مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں۔
نیکوکاروں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کے انھیں بدکرداروں کی مدارت کی ضرورت پڑ جائے۔ ۱۳۳

اہم نکتہ:

صبر اللہ کا نور ہے جو مادی حواس میں نورانیت داخل کر کے انسان کو اللہ سے قریب کر دیتا ہے، صبر کا مفہوم یہ ہے کے انسان اپنی تدابیر اور کوشش کا نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے، اپنے ارادے کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالی کو قادر مطلق جان لے اور اپنے تمام امور میں تاخیر اور ناکامی پر اللہ کے ارادے اور فیصلے کا انتظار کرے، پھر قدرت کی جانب سے جو کچھ حاصل ہوا وہ اس پر راضی ہو جائے، صبر کا پورا سسٹم فرمانبرداری کو ذہن میں راسخ کرنے کا پروگرام ہے، صبر کرنے سے انسان خود کو قدرت کے ہاتھوں میں مجبور اور بے بس ہونے کا تجربہ حاصل کرتا ہے۔ صبر کرنے سے انسان کے اندر نور داخل ہو جاتا ہے تاہم جب بندہ صبر کرنے کا خوگر ہو جاتا ہے تو اس کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں، بندے کا رابطہ مستقل طور پر اللہ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالی نے اولوالعزم کہا ہے۔ ۱۳۴

حوالہ کتب:

۱۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۔ شعب الایمان۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ دا عا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۔ تفسیر ابن کثیر۔ حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۳ھ)۔ مکتبہ اسلامیہ۔

۴۔تفسیر عبدہ۔علامہ شیخ محمد عبدہ (متوفی ۱۹۰۵ء)۔مکتبہ العلمیہ بیروت۔
۵۔راہ نجات۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ص۔۳۳۔مکتبہ خدام القرآن لاہور۔۱۹۷۳ء۔
۶۔سورہ العصر۔آیت۔۱۔
۷۔راہ نجات۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ص۔۴۳۔مکتبہ خدام القرآن لاہور۔۱۹۷۳ء۔
۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۔معالم التنزیل۔ابو محمد حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۱۱۲۲ء)۔ج۔۵۔ص۔۳۰۲۔ داراحیاء التراث العربی۔بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۱۔تذکرہ قلندر بابا اولیاء۔ص۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۱۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۳۔شرح لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۳۳۱۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۴۔سورہ التین۔آیت۔۴۔۵۔
۱۵۔خطبات لاہور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۱۴۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۶۔سورہ الیل۔آیت۔۵۔ صحیح بخاری۔امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۸۔ماہنامہ قلندر شعور۔اپریل۔۲۰۲۱ء۔
۱۹۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔ص۔۱۶۵۴۔سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۲۰۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۵۹۳۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۱۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۳۰۵۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۲۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۲۰۸۹۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۳۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۶۶۵۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۴۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۱۵۲۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۲۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۲۷۔سورہ یونس۔آیت۔۵۔
۲۸۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۷۸۴۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۹۔سورہ الدھر۔آیت۔۱۔
۳۰۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۵۔
۳۱۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۰۳۔

۳۲۔سورہ طحہ۔آیت۔۱۰۴۔
۳۳۔سورہ طحہ۔آیت۔۱۳۰۔
۳۴۔سورہ الحج۔آیت۔۴۷۔
۳۵۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۶۔ابن ابی الدنیا۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد۔مکتبہ۔دارالکتب بیروت۔
۳۷۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۱۲۔
۳۸۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۱۳۔
۳۹۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۱۴۔
۴۰۔سورہ روم۔آیت۔۵۵۔
۴۱۔سورہ السجدہ۔آیت۔۵۔
۴۲۔سورہ سبا۔آیت۔۳۰۔
۴۳۔سورہ فرقان۔آیت۔۱۳۔
۴۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۱۴۔
۴۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۸۔
۴۶۔سورہ نمل۔آیت۔۸۲۔
۴۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۸۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۴۹۔سورہ الحج۔آیت۔۴۷۔
۵۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۱۔سورہ الحج۔آیت۔۴۷۔
۵۲۔ الفردوس بما ثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۵۳۔صحیح الترغیب للالبانی۔
۵۴۔صحیح الترغیب للالبانی۔
۵۵۔صحیح الترغیب للالبانی۔
۵۶۔ تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۲۳۔مطبع۔انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی۔۲۰۰۳ھ۔
۵۷۔انوار الباری۔
۵۸۔بستان محدثین۔
۵۹۔اقوال سلف۔

٦٠۔ملفوظات حکیم الامت۔
٦١۔ البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
٦٢۔ظفر المصلین۔
٦٣۔سورہ العصر۔آیت۔٢۔
٦٤۔سورہ العصر۔آیت۔٣۔
٦٥۔سورہ البقرہ۔آیت۔٨٢۔
٦٦۔سورہ مائدہ۔آیت۔٦٩۔
٦٧۔سورہ کہف۔آیت۔٨٧۔٨٨۔
٦٨۔سورہ الانبیاء۔آیت۔٩٤۔
٦٩۔سورہ مریم۔آیت۔٥٩۔٦٠۔
٧٠۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔٢٢۔
٧١۔سورہ کہف۔آیت۔١٠٧۔
٧٢۔سورہ کہف۔آیت۔١١٠۔
٧٣۔سورہ الحج۔آیت۔٥٦۔
٧٤۔سورہ رعد۔آیت۔٢٩۔
٧٥۔سورہ النور۔آیت۔٥٥۔
٧٦۔سورہ فتح۔آیت۔٢٩۔
٧٧۔سورہ البقرہ۔آیت۔١١٢۔
٧٨۔سورہ المومنون۔آیت۔١۔
٧٩۔سورہ المومنون۔آیت۔٢۔
٨٠۔ سورہ المومنون۔آیت۔٣۔
٨١۔سورہ المومنون۔آیت۔٤۔
٨٢۔سورہ المومنون۔آیت۔٥۔
٨٣۔سورہ المومنون۔آیت۔٦۔
٨٤۔سورہ المومنون۔آیت۔٧۔
٨٥۔سورہ المومنون۔آیت۔٨۔
٨٦۔سورہ المومنون۔آیت۔٩۔
٨٧۔سورہ المومنون۔آیت۔١٠۔
٨٨۔سورہ المومنون۔آیت۔١١۔
٨٩۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔٨٠۔
٩٠۔سورہ التوبہ۔آیت۔١١٩۔

۹۱۔سورہ الصّف۔آیت۔۲۔۳۔
۹۲۔سورہ احزاب۔آیت۔۸۔
۹۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۴۔
۹۴۔سورہ یونس۔آیت۔۲۔
۹۵۔سورہ قمر۔آیت۔۵۵۔
۹۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۵۔
۹۷۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۹۹۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ
۱۰۰۔الشفاء۔قاضی عیاض بن موسی المالکی (متوفی ۵۴۴ھ) مطبوعہ عبدالتوب اکیڈمی ملتان۔دارالفکر بیروت۔
۱۰۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۷۸۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۰۲۔سورہ النساء۔آیت۔۶۹۔
۱۰۳۔سورہ العصر۔آیت۔۳۔
۱۰۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۵۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۱۰۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۵۔
۱۰۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۹۔
۱۰۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۰۔
۱۱۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۸۔
۱۱۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۵۔
۱۱۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۱۳۔سورہ المعارج۔آیت۔۵۔
۱۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۶۔
۱۱۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۳۲۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔بیروت۔
۱۱۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۳۔
۱۱۷۔سورہ ھود۔آیت۔۱۱۵۔
۱۱۸۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۷۔

۱۱۹۔سورہ المدثر۔آیت۔۷۔
۱۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۵۔
۱۲۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۵۔
۱۲۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۹۔
۱۲۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۶۔
۱۲۴۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۵۔
۱۲۵۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۰۲۔
۱۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۷۔احیاء العلوم۔ابوحامد محمد الغزالی (۵۰۵ھ)۔ج۔۴۔ص۔۲۲۴۔مطبوعہ دارالخیر۔بیروت۔۱۴۱۳ھ۔
۱۲۸۔ الکامل فی الضعفاء ابن عدی۔ابو احمد عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ بن محمد ابن مبارک بن القطان الجرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب علمیہ۔بیروت۔۱۴۰۴ھ۔
۱۲۹۔الفروع من الافی۔ج۔۳۔ص ۲۲۳۔مطبوعہ دارالکتب لاسلامیہ تہران۔۱۳۹۱ھ۔
۱۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۱۔مصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۰۸۰۴۔مطبوعہ دارالوطن
۱۳۲۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔
۱۳۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۶۹۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۳۴۔باران رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۰۵۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔

۱۰۴۔سورہ هُمَزَةٍ (غیبت کرنے والا)

نام:

هُمَزَةٍ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی غیبت کرنے والے یا لوگوں کے عیب تلاش کرنے والے لوگ۔

شان نزول:

سورہ هُمَزَةٍ۔مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۹ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،سورہ هُمَزَةٍ مکہ میں نازل ہوئی۔اـــہ

مضامین:

۱۔طعنہ دینے والے اور عیب تلاش کرنے والے لوگوں کے لئے ہلاکت ہے۔
۲۔مال کو گن گن کر رکھنے والے لوگ، جو یہ سمجھتے ہیں کے ان کا یہ مال ہمیشہ ان کے پاس رہے گا۔
۳۔جہنم کی آگ کا ذکر۔

غیبت/عیب جوئی/طعنہ زنی کرنا:

غیبت،عیب جوئی اور طعنہ زنی کا شمار بڑے گناہوں میں کیا جاتا ہے۔اسلام نے ان گناہوں کی سختی سے مذمت فرمائی ہے۔

قرآن کریم میں دیگر مقامات پر بھی مسلمانوں کو سختی سے اس عمل سے روکا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ۔ ۲

ترجمہ۔ بڑی ہلاکت ہے، ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ۔ سے مراد طعنہ دینے والا غیبت کرنے والا ہے۔ ۳؎

ربیع بن انسؒ بیان کرتے ہیں، کسی کو اس کے منہ پر برا کہنا تو هُمَزَةٍ ہے، اور کسی کا اس کی پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنا لُّمَزَةِۨ ہے۔ ۴؎

قتادہؓ بیان کرتے ہیں، اس سے مراد زبان اور آنکھ کے اشاروں سے اللہ کے بندوں کو ستانا اور انھیں چڑانا ہے، یعنی کبھی تو ان کا گوشت کھائے یعنی غیبت کرے اور کبھی ان پر طعنہ زنی کرے۔ ۵؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، هُمَزَةٍ ہاتھ اور آنکھوں سے ہوتا ہے، جبکہ لُّمَزَةِۨ زبان سے ہوتا ہے۔ ۶؎

آیت۔وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ۔ترجمہ۔ بڑی ہلاکت ہے، ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے۔

یہ آیت ان کفار کے بارے میں نازل ہوئیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب پر اعتراضات اور ان کی غیبت کرتے، ان میں پیش پیش اخنس بن شریق، امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ تھے۔ ۷؎

ابوالعالیہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ۔ان لوگوں کے بارے میں ہے جو لوگوں کو روبرو طعنے دیتے اور ان کی پیٹھ پیچھے انھیں عیب لگاتے ہیں۔ ۸؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ۔ سے مراد ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو اپنی زبان اور اپنی آنکھوں سے طعنے دیتا، عیب جوئی کرتا، لوگوں کا گوشت کھاتا اور ان پر طعنہ زنی کرتا ہے۔ ۹؎

ابن جریج ؒ بیان کرتے ہیں، آیت ۔۔**وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ**۔ سے مراد عیب جوئی کرنا، آنکھوں کے ساتھ، جبڑوں کے ساتھ، ہاتھوں کے ساتھ اور طنز کرنا زبان کے ساتھ۔ ۱۰؎

غیبت عربی زبان کا لفظ ہے، جو (غ۔ب۔ت) سے مشتق ہے۔ ۱۱؎

غیبت سے مراد کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی کوئی ایسی بات، کمزوری یا عیب کو بیان کیا جائے جس کو اگر وہ سن لے تو اس کو برا لگے یعنی کسی شخص کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا۔

غیبت ایک گناہ کبیرہ ہے، جس کی اسلام نے سختی سے ممانیت فرمائی ہے۔ ۱۲؎

ارشادات خداوندی:

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔ ۱۳

ترجمہ۔ بڑی ہلاکت ہے، ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا خَيۡرًا مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُنَّ خَيۡرًا مِّنۡهُنَّ‌ۚ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ‌ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ‌ۚ وَمَنۡ لَّمۡ يَتُبۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ۔ ۱۴

ترجمہ۔ اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو، فسق کے نام لینے ایمان لانے کے بعد بہت برے ہیں، اور جو باز نہ آئیں سو وہی ظالم ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا‌ ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِيۡهِ مَيۡتًا فَكَرِهۡتُمُوۡهُ‌ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيۡمٌ۔ ۱۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو، کیوں کہ بعض گمان تو گناہ ہیں، اور ٹٹول

بھی نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی سے غیبت کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے پیتل کے ناخن تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا! اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے کہا! یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔ ۱۶؎

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھایا، قیامت میں اس کے بھائی کا گوشت اس کے سامنے پیش کیا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا! تم دنیا میں اپنے زندہ بھائی کا گوشت کھاتے تھے، لو اب اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ تو وہ شخص اس کو چیخ مارتا ہوا اور منہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔ ۱۷؎

حضرت ابوسعید ؓ اور حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غیبت زنا سے زیادہ شدید اور سخت گناہ ہے۔ صحابہ نے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا بھلا کیسے ہوسکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک شخص زنا کرتا ہے پھر اس کی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں لیکن غیبت کرنے والے کی مغفرت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کے جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی نہ مانگ لی جائے۔ ۱۸؎

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غیبت کا کفارہ یہ ہے کے تم اس کے لئے استغفار کرو، جس کی تم نے غیبت کی ہے۔ ۱۹؎

عبداللہ بن مبارک نے کہا! جب کوئی شخص کسی کی غیبت کرے تو اس کو نہ بتائے بلکہ اس کے حق میں استغفار کرے۔ ۲۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! غیبت سننے والا غیبت کرنے والوں میں محبوب ہوتا ہے۔
بے وفائی اور غداری ظاہری ذلت ہے جبکہ غیبت باطنی پستی ہے۔
غیبت پست اور کمینوں کی نشانی ہے۔ غیبت منافق کی نشانی ہے۔
فاسق کی کوئی غیبت نہیں۔ عقلمند ہے وہ انسان جو اپنی زبان کو غیبت سے محفوظ رکھے۔
غیبت دوزخ کے کتوں کی خوراک ہے۔ تم پر لازم ہے کے تم غیبت سے پرہیز کرو۔
غیبت لوگوں کو تمھاری دشمنی پر آمادہ کردے گی اور تمھارے اجر کو برباد کردے گی۔
اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مغبوض شخص غیبت کرنے والا ہے۔
قبیح ترین پستی یہ ہے کے لوگوں کی غیبت کی جائے۔
اپنے نفس کو غیبت کا عادی نا بناؤ کیونکہ غیبت کا عادی شخص عظیم گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ۲۱؎

اہم نکتہ:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے فرمایا! کشف القبور کے مراقبہ میں انھوں نے دیکھا کے کچھ لوگوں کے چہرے پر خوف نمایاں ہے، ایک شخص دبے پاؤں نہایت آہستگی سے ایک شخص کی پشت پر چھری مارتا ہے اور اس شخص کے جسم سے رستے ہوئے خون کو کتے کی طرح چاٹتا ہے تاہم تازہ تازہ اور گرم گرم خون پیتے کے ساتھ اس کو قے ہوجاتی ہے پھر وہ بہت کمزوری کے عالم میں نہایت بے زاری سے کراہتے ہوئے کہتا ہے کے کاش عالم فانی میں مجھے یہ بات سمجھ میں آجاتی اور میں یہ جان جاتا کے غیبت کا انجام یہ ہوتا ہے۔ ۲۲؎

کمزور اور گرے ہوئے لوگوں کی کئی منفی عادات میں سے ایک عادت دوسروں کی عیب جوئی، غیبت اور چغلی بھی ہے۔ غیبت کرنے والے لوگوں میں خود تو کوئی کمال نہیں ہوتا، تاہم وہ اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے کامیاب لوگوں کی غیبت کرتے ہیں کیونکہ دوسروں کی غیبت اور برائی ناکام لوگوں کی مجبوری ہوتی ہے۔

جس انسان کو کرنے کے بہت کام ہوتے ہیں وہ ان فضولیات سے اپنے آپ کو آلودہ نہیں کرتے اگرچہ غیبت ایک گناہ کبیرہ ہے اور قرآن میں اس کی مثال اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانے سے پیش کی گئی ہے تاہم عالم اعراف میں بھی چغل خور اور غیبت کرنے والے افراد وہی عمل کریں گے جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے جبکہ دنیا فانی ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی میں ہیشگی ہے یعنی ایسا شخص ساری عمر مردہ بھائی کا گوشت کھاتا رہے گا اگرچہ اس کو شدید ابکائی آئے گی لیکن اس کے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں ہوگا اور وہ بدبودار اور مردار کھانے پر مجبور ہوگا۔

مال کو جمع کرنے والے اور گن گن کر رکھنے والے بخیل لوگ:

مال و دولت اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انسان کو مال و دولت عطا فرماتے ہیں تاکہ معاشرے کے کمزور اور ضرورت مند افراد پر اللہ کے دئے ہوئے اس مال کو خرچ کیا جاسکے، مال نا اچھا ہے اور نا برا ہے، بلکہ اس کو کمانے اور خرچ کرنے کا طریقہ اس کو اچھا یا برا بناتا ہے۔ انسان فطری طور پر مال کی محبت میں گرفتار رہتا ہے، قرآن کریم میں متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس جانب واضح اشارے پیش کیئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ۔ ۲۳

ترجمہ۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ۔ ۲۴

ترجمہ۔ وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

سدیؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ۔ سے مراد جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔

یعنی۔ ایسا شخص جو مال جمع کرتا ہے اور اسے گن گن کر رکھتا ہے۔ ۲۵

بخل۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔خ۔ل) سے مشتق ہے۔ ۲۶

البخل۔ سے مراد اپنی حاصل شدہ چیزوں کو ان مواقع پر خرچ کرنے سے روکنا جہاں ان کو خرچ

کرنے کی ضرورت ہو۔

بخل کی دو اقسام ہیں۔

ا۔انسان اپنی چیزوں کو خرچ کرنے سے گریز کرے۔

۲۔انسان دوسروں کو خرچ کرتے ہوئے دیکھ نا سکے۔ ۲۷؎

بخل سے مراد اشیاء کو روک لینا۔ ۲۸؎

ارشادات خداوندی:

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔۲۹

ترجمہ۔جولوگ خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو (بھی) بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے ان کو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۔۳۰

ترجمہ۔جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پروا رہا۔

هَآ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۔۳۱

ترجمہ۔خبردار تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو بلائے جاتے ہو، تو کوئی تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے، اور جو بخل کرتا ہے سو وہ اپنی ہی ذات سے بخل کرتا ہے، اور اللہ بے پروا ہے اور تم ہی محتاج ہو، اور اگر تم نہ مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا، پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! آدمی میں پائی جانے والی سب سے بری چیز انتہاء کو پہنچی ہوئی بخیلی اور سخت بزدلی ہے۔ ۳۲؎
حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا! خیرات کو مت روکو ورنہ تمھارا رزق بھی روک لیا جائے گا۔ ۳۳؎
حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، کبھی ایسا نہیں ہوا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے وہ دینے سے انکار کیا ہو۔ ۳۴؎
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر روز جب بندہ صبح اٹھتا ہے تو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک فرشتہ کہتا ہے ائے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے ائے اللہ ! جو شخص صدقات واجبہ کو روکے اس کے مال کو تلف کر دے۔ ۳۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! کنجوسی تمام ترعیوب کی جامع ہے۔اور یہ ایک ایسی برائی ہے جو تمام برائیوں کی جانب آدمی کی رہنمائی کرتی ہے۔
مجھے کنجوس کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کیونکہ اس کی جانب ایسی فقیری نہایت سرعت اور تیزی سے بڑھتی جس سے وہ بھاگتا ہے۔تونگری اس کے ہاتھ سے چلی جاتی ہے جس کو وہ بہت چاہتا ہے اور وہ دنیا میں فقیری کی طرح زندگی بسر کرتا ہے لیکن آخرت میں اس کا محاسبہ مالداروں کی طرح کیا جائے گا۔ائے بیٹا! کنجوس کی دوستی سے بچو کیونہ وہ تمھاری شدید حاجت کے وقت میں تم سے الگ ہوجائے گا۔
مردوں کے کچھ خصائل جوان کے لئے نہایت نقصان دہ ہیں لیکن وہی خصائل عورتوں کے لئے بہتر ہیں جس میں تکبر، بخل اور بزدلی شامل ہے۔

ا۔متکبرعورت جلدی غیر کے قابو میں نہیں آئے گی۔ ۲۔بخیل عورت اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی۔

۳۔ بزدل عورت ہر اس نقصان دہ چیز سے بھاگے گی جس سے اس کی آبرو کو کوئی خطرہ لاحق ہو۔

بہت زیادہ بیماریاں بخل کی علامت ہیں

کنجوس اپنا مال اپنے وارثوں کے لئے جمع کرتا ہے۔کنجوسی باعث ملامت ہے۔

بخیل کو یہ خبر دے دو کے اس کا مال کسی حادثے یا اس کے مرنے کے بعد وارثوں کے حوالے ہوجائے گا۔بخل وحرص کے ساتھ کوئی نیکی نہیں۔کنجوس اور لالچی شخص کبھی وسیع القلب نہیں ہوسکتا چاہے وہ ڈھیر ساری دولت ہی کیوں نا پالے۔

کنجوس کے پاس دولت کا جمع ہونا دوطرح کے قحط میں سے ایک طرح کا قحط ہے۔

کنجوس کا وہی دوست ہوسکتا ہے جس نے اس کا تجربہ نا کیا ہو۔

کنجوس کا کسی سخی انسان پر غیظ وغضب اس کی کنجوسی سے زیادہ تعجب خیز ہے۔

اپنے مشوروں میں بخیل اور کنجوس کو ہرگز شامل نا کرو کیونکہ وہ تم سے فضیلت کو الگ کر کے فقر کو قریب کردے گا۔بخیل کے لئے کوئی مروت نہیں۔کنجوسی نا کرو ورنہ تم فقیر ہوجاؤ گے۔

اشراف کے ساتھ کنجوسی کتنا بدترین بخل ہے۔

اپنے پاس موجود اشیاء کے مقابلے میں جس نے کسی محتاج کے ساتھ کنجوسی کی اس پر اللہ غضبناک ہوتا ہے۔جس نے خود اپنے آپ سے کنجوسی برتی وہ دوسروں کے ساتھ اس سے کہیں زیادہ کنجوسی برتے گا۔

اگر تم بخل کو کسی آدمی کے روپ میں دیکھتے تو اس کی مکروہ شکل دیکھ کر ہر انسان اپنی آنکھ کو بند کرلیتا اور ہر دل اس سے نفرت کرتا۔کنجوس اور حریص کا کوئی دوست نہیں۔

آسائشات کے زوال کا ایک سبب محتاج کو کچھ نا دینا ہے۔

کنجوس اپنی دولت میں سے اپنے لئے بھی بہت کنجوسی کرتا ہے لین اپنی دولت کو اپنے وارثوں کے سپرد کر کے جاتا ہے۔

بخل کی کثرت انسان کی مردانگی اور اخوت کو تباہ کردیتی ہے۔

دو خصائل مومن میں جمع نہیں ہو سکتے۔ ا۔ بداخلاقی۔ ۲۔ بخل۔
بدترین بخل مستحق کو دولت نا دینا ہے۔
مخلوقات میں اللہ تعالی سے سب سے زیادہ دور مال دار کنجوس ہوتا ہے۔
کنجوس کو دنیا میں مذمت جبکہ آخرت میں عذاب اور ملامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔
کنجوس بہت جلد فقر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔۳۶

اہم نکتہ:

امیر المومنین حضرت علی فرماتے ہیں کے بہت ساری بیماریوں کی اصل وجہ بخل یعنی کنجوسی ہے، امیر المومنین کا اشارہ جسمانی، روحانی، ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں کی جانب ہے۔
اسلام نے ایک نہایت سادہ سا اصول بیان فرمایا ہے کے جو چیز تمھاری ضرورت سے زائد ہے اس پر اب غریبوں اور ضرورت مندوں کا حق ہے۔
کنجوس شخص اللہ کا ناشکرا اور اللہ کی نعمتوں کا بے قدرا ہوتا ہے دوسری جانب وہ معاشرے میں کئی جرائم کا بھی ایک سبب بنتا ہے۔
جس طرح سے کسی جگہ پر اگر پانی کھڑا ہو جائے تو وہ بدبو، تعفن اور کئی امراض کا سبب بنتا ہے بالکل اسی طرح سے اگر کسی جگہ روپیہ پیسہ جمع کر لیا جائے اور اس کی حرکت کو روک دیا جائے تو وہ بھی کئی اخلاقی بیماریوں کی وجہ بن سکتا ہے جیسے کنجوس انسان جب حق داروں پر خرچ نہیں کرے گا تو خاندان اور گھر میں موجود افراد خانہ میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوگی، لوگ ایسے شخص سے بدظن ہونے کے بعد نفرت کرنے لگیں گے والدین، بیوی، بچے اور دیگر رشتے دار جن کا حق ہے کے ان کی ضروریات پوری کی جائیں وہ کنجوس شخص کے ظلم اور اس کے رویے سے بے چینی اور شدید گھٹن محسوس کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ اکثر یہی افراد خانہ یا رشتے دار اس کنجوس شخص سے روپیہ ہتھیانے کے لئے اس کو قتل، اغوا یا پھر جائیداد کے کاغذات پر کسی بہانے سے دستخط بھی کروا لیتے ہیں بسا اوقات گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھا دیتا ہے اور اپنے ہی گھر کی مخبری کرتے ہوئے چوری یا ڈکیتی بھی کروا دیتا ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ جس مشکل سے وہ پائی پائی جوڑ کر اپنے خزآنے میں اضافہ کرتا ہے اور اپنی اور اہل خانہ کی ضروریات سے پہلو تہی کرتا ہے مرنے کے بعد یہی مال انھی رشتے داروں اور ورثاء کے پاس چلا جاتا ہے۔

الْحُطَمَةِ (جہنم کی آگ):

الْحُطَمَةِ۔ جہنم کی آگ کا نام ہے۔ جو دلوں پر چڑھتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ۔ ۳۷

ترجمہ۔ ہرگز نہیں، یقیناوہ ضرور الْحُطَمَةِ میں پھینکا جائے گا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ۔ ۳۸

ترجمہ۔ تمھیں کیا معلوم کے الْحُطَمَةِ کیا ہے؟

نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ۔ ۳۹

ترجمہ۔ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔

الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ۔ ۴۰ ۔

ترجمہ۔ جو دلوں پر چڑھتی ہے۔

إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ۔ ۴۱

ترجمہ۔ یقیناً وہ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہے۔

فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ۔ ۴۲ ۔

ترجمہ۔ لمبے لمبے ستونوں میں۔

جہنم ایک ایسا مقام ہے جہاں گمراہ، بت پرست، سرکش، ظالم، جابر، جھوٹی خدائی اور جھوٹی نبوت کے دعویدار، بددیانت، زانی، قاتل، چور، شراب نوش، والدین کے نافرمان فسادی، غدار، سازشی، بے ضمیر، رشوت خور اور منکرین ومنافقین ومشرکین داخل کئے جائیں گے کیونکہ دنیا میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ہدایات اور قوانین کے خلاف عمل کیا وہ اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں

اور انبیاء کو مستقل جھٹلاتے رہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے انھیں ناختم ہونے والے عذاب میں گھسیٹ لیا جو ان ہی کی مسلسل نافرمانیوں کا نتیجہ تھیں لہٰذا یہ بات طے ہوگئی کے جہنم ایک ایسا مقام ہے جہاں مایوسی، اضطراب، غم، دکھ، صدمہ، پچھتاوا، اور ایک ناختم ہونے والا مستقل درد اور اپنی نافرمانیوں کی تیز جھلسا دینے والی آگ ہے جس میں جہنمی مسلسل جلتا رہے گا کیونکہ وہ اللہ کی ناراضگی کا مرتکب ہوا۔

ارشادات خداوندی:

عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یَّرۡحَمَکُمۡ ۚ وَاِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا ۘ وَجَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ حَصِیۡرًا ۔ ۴۳

ترجمہ۔ ہم نے کافروں کے لیے دوزخ کو قید خانہ بنا دیا ہے۔

اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغۡلٰلًا وَّسَعِیۡرًا ۔ ۴۴

ترجمہ۔ بے شک ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں، طوق اور آگ تیار کر رکھی ہے۔

تَلۡفَحُ وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ وَهُمۡ فِیۡهَا کٰلِحُوۡنَ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ آگ سے ان کے منہ جھلس جائیں گے اور وہ بدشکل ہو جائیں گے۔

هٰذَا ۙ فَلۡیَذُوۡقُوۡهُ حَمِیۡمٌ وَّغَسَّاقٌ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ پس عذاب چکھو گرم پانی اور پیپ کا۔

لَیۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِیۡعٍ ۔ ۴۷

ترجمہ۔ ان کا کھانا کانٹے دار جھاڑیاں ہوں گی۔

لَّا یَاۡکُلُهٗۤ اِلَّا الۡخٰطِئُوۡنَ ۔ ۴۸

ترجمہ۔ اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔ اا؎

یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیۡطَةٌۢ بِالۡکٰفِرِیۡنَ ۔ ۴۹

ترجمہ۔ یہ آپ سے عذاب کو جلد طلب کر رہے ہیں اور (یہ مطمئن رہیں) یقیناً دوزخ کافروں کا احاطہ کرنے والی ہے۔

ثُمَّ اِنَّهُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِيۡمِ ۔۵۰

ترجمہ۔بے شک وہ ضرور دوزخ میں پہنچیں گے۔

يُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ وَالۡجُلُوۡدُ ۔۵۱

ترجمہ۔ان کی آنتیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی۔

وَلَهُمۡ مَّقَامِعُ مِنۡ حَدِيۡدٍ ۔۵۲

ترجمہ۔ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔

وَنَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ۔۵۳

ترجمہ۔دوزخی پکاریں گے کے اے مالک! ہم پر موت بھیج دے اس پر ان سے یہ کہا جائے گا کے تم ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہو۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ حَقًّا‌ ۚ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ۔۵۴

ترجمہ۔بے شک اللہ منافق مرد، منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ میں جمع کرے گا۔

اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۔۵۵

ترجمہ۔بے شک ظالمین کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَفَعَلۡتَ فَعۡلَتَكَ الَّتِىۡ فَعَلۡتَ وَاَنۡتَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۔۵۶

ترجمہ۔اور تو اپنا وہ کرتوت کر گیا جو کر گیا اور تو ناشکروں میں سے ہے۔

فَاَمَّا مَنۡ طَغٰى وَاٰثَرَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا فَاِنَّ الۡجَحِيۡمَ هِىَ الۡمَاۡوٰى ۔۵۷

ترجمہ۔جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الۡكُبۡرٰى ۔۵۸

ترجمہ۔پس جب وہ بڑا حادثہ آئے گا۔

درک کے معانی دوزخ کے طبقات:

ابوعبیدہ نے کہا کے درک کے معنی منزل کے ہیں اور جہنم کی کئی منازل اور طبقات ہیں تاہم منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

علامہ آلوسی (متوفی۔۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں!

دوزخ کے سات طبقات ہیں:

۱۔پہلا طبقہ جہنم ہے۔۲۔دوسر طبقہ لظی ۔۳۔تیسرا طبقہ الحُطَمَۃِ۔۴۔چوتھا طبقہ السعیر۔
۵۔پانچواں طبقہ سقر۔۶۔چھٹا طبقہ جحیم۔۷۔ساتواں طبقہ ھاویہ ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۔۵۹

ترجمہ۔بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کے منافقین لوہے کے ایک ایسے تابوت میں ہوں گے جس کا کوئی دروازہ نہیں ہوگا۔۶۰

ان طبقات کو درک اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ تہہ در تہہ ہیں تاہم منافقین کا جہنم کے آخری طبقے میں جانے کا مطلب عذاب کی شدت ہے۔۶۱

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا! جہنم کے سات درجات ہیں۔
۷۔ساتواں طبقہ ھاویہ ہے جس میں منافقین رہیں گے۔
۶۔چھٹے طبقہ جحیم ہے جس میں اللہ مشرکین کو رکھے گا۔
۵۔پانچواں طبقہ سقر ہے جس میں اللہ تعالی سورج اور چاند کی پوجا کرنے والوں کو رکھے گا۔
۴۔چوتھا طبقہ السعیر ہے جس میں اللہ تعالی آتش پرستوں کو رکھے گا۔
۳۔تیسرا طبقہ الحُطَمَۃِ ہے جس میں اللہ تعالی یہود کو ڈالیں گے۔
۲۔دوسرا طبقہ لظی ہے جس میں اللہ تعالی نصاریٰ کو رکھیں گے۔

یہ کہہ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام خاموش ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر انھوں نے فرمایا۔

۱۔پہلا طبقہ جہنم ہے جس میں اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت کے گناہ گاروں کو رکھے گا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حد درجہ غمگین ہو گئے یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام نے روایت کیا

آپ ﷺ صرف نماز ادا کرنے مسجد تشریف لے جاتے اور پھر اپنے حجرے کا دروازہ بند کر کے رورو کر اللہ کے حضور دعا مانگا کرتے یہاں تک کے اللہ کا پیغام وحی کی صورت میں آ گیا! اے میرے محبوب غم نہ کرو، میں تمھیں اتنا عطا کروں گا کے آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے۔ ۶۲؎

جب یہ آیت۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

ترجمہ۔ بے شک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کے تم راضی ہو جاؤ گے۔

نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔ ۶۳؎

ارشاد خداوندی ہے!

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ ۶۴

ترجمہ۔ بے شک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کے تم راضی ہو جاؤ گے۔

جہنم کا تیسرا درجہ الْحُطَمَةِ:

جہنم کے تیسرے درجے کا نام الْحُطَمَةِ ہے جس میں اللہ تعالی یہود کو داخل فرمائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ۔ ۶۵

ترجمہ۔ وہ چورا چورا کر دینے والی (آگ) میں جھونک دیا جائے گا، اور آپ کیا سمجھے کہ چورا چورا کر دینے والی (آگ) کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی (آگ) ہے، جو دلوں پر چڑھ جائے گی وہ (آگ) ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی لمبے لمبے ستونوں میں۔

الْحُطَمَةِ۔ کا معنی ریزہ ریزہ اور چورا چورا کرنے والی یعنی جو چیز ٹوٹ پھوٹ کر چورا چورا ہو جائے

الْحُطَمَةِ۔ حطم سے مشتق ہے جس کے معنی توڑ دینا۔

الْحُطَمَةِ۔ جہنم کا ایک مقام ہے۔ ۶۶؎

الْحُطَمَةِ۔ جہنم کی آگ کا وہ طبقہ ہے جہاں انسان کو توڑ پھوڑ کر پیس ڈالا جائے گا۔
الْحُطَمَةِ۔ میں یہود کو توڑ کر، چورا چورا کر دیا جائے گا۔
اور آپ کیا سمجھے کے چورا چورا کر دینے والی (آگ) کیا ہے؟۔٦٧ ے
مقاتل نے کہا! **الْحُطَمَةِ** جہنم کا وہ طبقہ ہے جہاں ہڈیوں کو توڑا جائے گا۔
جہنم کے اس طبقے میں طعنہ زن اور عیب جو کو رکھا جائے گا۔

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ۔٦٨

ترجمہ۔ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی (آگ) ہے۔

جہنم کی آگ کی شدت:

جہنم کی آگ ہے جو کبھی سرد نہیں ہوتی یہ دنیا کی جلائی ہوئی آگ کی طرح نہیں ہے جو بالاخر بجھ جاتی ہے اس آگ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلایا گیا ہے۔
حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہاری آگ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے پوچھا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ آگ بھی کافی تھی، آپ نے فرمایا! جہنم کی آگ تمہاری آگ پر (٦٩) انہتر درجہ زیادہ ہے۔٦٩ ے
حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک دہکایا گیا یہاں تک کے وہ سرخ ہوگئی پھر اس کو مزید ایک ہزار سال تک دہکایا گیا یہاں تک ا کے وہ سفید ہوگئی، پھر س کو مزید اایک ہزار سال تک دہکایا گیا یہاں تک کے وہ سیاہ ہوگئی، پس وہ سیاہ اندھیری ہے۔٧٠ ے

کفار کے عذاب کی کیفیت:

جہنم کی آگ کافروں کے پیٹ میں داخل ہو کر ان کے سینہ تک پہنچ جائے گی اور ان نے دلوں پر چڑھ جائے گی وہ (آگ) ان پر ہر طرح سے بند کی ہوئی ہوگی۔٧١ ے
ان کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا یعنی جہنم ایک نہایت گہری جگہ ہے جیسے گہرا اندھا کنواں تاہم اس گہرے اور اندھے کنویں میں کافروں کو جھونک دیا جائے گا اس اندھے کنویں سے نکلنے کا کوئی

راستہ نہ ہوگا اور اس طبقہ کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر دیا جائے گا اور اس دردناک عذاب سے نجات کی کوئی صورت نہ ہوگی، لمبے لمبے ستونوں میں۔۷۲؎

اس آیت میں عمد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو عمود کی جمع ہے جس کے معنی ستون کے ہیں۔

مدۃ کے معنی طویل آگ کے شعلے جو لمبے لمبے ستونوں کی طرح بلند ہوں گے نہ وہ بجھیں گے نہ ان کی ایذا ئرسانی میں کوئی کمی ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جہنم پر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب وہ خزآں رسیدہ پتے کی مانند ہوجائے گی اور اس کے تمام دروازے کھل جائیں گے اور اس میں کوئی بھی نہ ہوگا۔۷۳؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہاری (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔۷۴؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک جہنم والوں میں سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جس کو آگ کی دو جوتیاں اور دو تسمے پہنائے جائیں گے اس سے اس کا دماغ اس طرح کھول رہا ہوگا جس طرح چولہے پر رکھی ہوئی دیگچی کھولتی ہے۔۷۵؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جہنم میں صرف شقی القلب داخل ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شقی کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اللہ کے لیے کوئی اطاعت نہ کی اور نہ ہی اس کی کسی معصیت کو ترک کیا۔۷۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! بنو آدم میں سب سے پہلے جہنم میں جانے والا قابیل ہے۔۷۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جہنم میں سب سے پہلے زبردستی حکمران بننے والا داخل ہوگا۔۷۸؎

بقول اقبال!

اہل دنیا جو یہاں آتے ہیں
اپنے انگارے بھی ساتھ لاتے ہیں۔۷۹؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

جہنم کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۔۸۰

ترجمہ۔ جب سمندر بھڑکائے جائیں گے۔

ایک قول یہ ہے کے سمندر کا پانی زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور اس میں آگ بھڑکا دی جائے گی۔

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۔۸۱

ترجمہ۔ پھر کفار دوزخ کی آگ میں جلائے جائیں گے۔

حدیث میں ہے کے سمندر قیامت کے دن آگ بن جائیں گے۔

قتادہ نے کہا! اس کے معنی ہیں المملوء (بھرا ہوا) یعنی قیامت کے دن سمندر آگ سے بھرا ہوا ہوگا۔ ۸۲؎

امیر المومنین حضرت علیؑ نے ایک یہودی سے پوچھا! جہنم کہاں ہے؟ اس نے کہا! سمندر میں حضرت علیؑ نے کہا! میرا گمان ہے کے وہ صادق ہے پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ۔۸۳۔

ترجمہ۔ بھڑکائے ہوئے سمندر کی قسم۔

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۔ ۸۴۔

ترجمہ۔ جب سمندر بھڑکا دئے جائیں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا! جو زیادہ باتیں کرتا ہے اس کی خطائیں زیادہ ہوجاتی ہیں، جس کی خطائیں زیادہ ہوجاتی ہیں اس کی شرم وحیاء کم ہوجاتی ہے، جس کی شرم وحیاء کم ہوجاتی ہے اس کا تقویٰ کم ہوجاتا ہے، جس کا تقویٰ کم ہوجاتا ہے، اس کا دل مرجاتا ہے اور جس کا دل مرجاتا ہے اس کا ٹھکانا

جہنم ہے۔۸۵؎

اہم نکتہ:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! جب انسان غصہ کرتا ہے تو اس کے شعور میں اضطراب پیدا ہوتا ہے اور اس کے اعصاب پر تناوطاری ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے وہ انسان جسمانی اور نفسیاتی مریض بن جاتا ہے دوسری جانب غصہ کرنے والے لوگوں کی روحانی ترقی رک جاتی ہے کیونکہ اللہ غصہ کرنے والے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔۸۶؎

رومی کہتے ہیں! تمام تر خباثتوں کی ہیئت کلی کا نام دوزخ ہے، انسان کے اندر جتنے بھی خبائیثات پائے جاتے ہیں وہ اس کل کا ایک جز ہیں ایسے لوگوں کا دوزخ میں جانے کا مطلب یہ ہے کے جز اپنے کل کی جانب مائل ہوکر واصل ہو رہا ہے۔

کُل شَیئیِ یَرُ جعُ اِلٰی اَصلِہٖ۔ اس قانون کا اطلاق اولادو مال صالح پر بھی ہوتا ہے تمام خوبیوں اور نعمتوں کی ہیئت کلی کا نام جنت ہے انسان میں جو بھی خوبی پائی جاتی ہے وہ جنت کا ایک جز ہے یہ خوبیاں انسان کو اس کلی سمت یعنی جنت کی طرف لے کر جاتی ہے۔۸۷؎

رومی کہتے ہیں! اللہ نے جہنم کو عذاب کے لئے نہیں بلکہ امتحان اور اصلاح کے لئے بنایا ہے جس طرح سے آگ سے دھات کا فضلہ صاف اور اس کی اصلیت نمایاں ہوجاتی ہے۔۸۸؎

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! جب آدم نے قید و بند کی زندگی کو اپنالیا تو اسی لمحے اس نے جنت کی زندگی جو زمان و مکان کی پابندیوں سے آزاد تھی اس کو رد کردیا تاہم زمین ایک ایسا مقام ہے جس کو قرآن نے اسفل سافلین کہا ہے دوسری جانب دنیا میں آنے کے بعد انسان جنت کے حواس سے نکل کر قید و بند کی صعوبتوں میں گرفتار ہوگیا۔۸۹؎

حوالہ کتب:

۱۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۔سورہ الھمز ہ۔آیت۔۱۔

۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۔تفسیر جلالین۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۳۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۱۔
۱۴۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۱۔
۱۵۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۱۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۷۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض۔
۱۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۶۶۔مطبع انتشارات
۲۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۳۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۲۔
۲۴۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۳۔
۲۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۲۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۷۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۸۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۹۔سورہ النساء۔آیت۔۳۷۔
۳۰۔سورہ اللیل۔آیت۔۸۔
۳۱۔سورہ محمد۔آیت۔۳۸۔
۳۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۳۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات
۳۷۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۴۔
۳۸۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۵۔
۳۹۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۶۔
۴۰۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۷۔
۴۱۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۸۔
۴۲۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۹۔
۴۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۔
۴۴۔سورہ الدھر۔آیت۔۴۔
۴۵۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۰۴۔
۴۶۔سورہ ص۔آیت۔۵۷۔
۴۷۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۶۔
۴۸۔سورہ الحاقۃ۔آیت۔۳۷۔
۴۹۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۵۴۔
۵۰۔سورہ المطففین۔آیت۔۱۶۔
۵۱۔سورہ الحج۔آیت۔۲۰۔
۵۲۔سورہ الحج۔آیت۔۲۱۔
۵۳۔سورہ الزخرف۔آیت۔۷۷۔
۵۴۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۱۔
۵۵۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۲۲۔
۵۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۹۔
۵۷۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۷۔۳۹۔
۵۸۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۴۔
۵۹۔سورہ النساء۔آیت۔۱۴۵۔
۶۰۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۶۱۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۶۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۶۳۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت

۶۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۵۔سورہ الھمز ہ۔آیت۔۴۔۹۔
۶۶۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث۔
۶۷۔سورہ الھمز ہ۔آیت۔۵۔
۶۸۔سورہ الھمز ہ۔آیت۔۶۔
۶۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۷۱۔سورہ الھمز ہ۔آیت۔۸۔
۷۲۔سورہ الھمز ہ۔آیت۔۹۔
۷۳۔سیرۃ النبی۔ج۔۴۔ص ۴۰۹۔دارالاشاعت، کراچی۔۱۹۸۵ء۔
۷۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۶۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۷۷۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت
۷۸۔صحیح ابن حبان۔علامہ امام محمد تمیمی ابن حبان بن احمد بن حبان۔(متوفی ۹۶۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب۔
۷۹۔کلیات اقبال (اردو ترجمہ۔بال جبرائیل)۔ڈاکٹر محمد اقبال۔ص۔۱۷۶۔خزینہ علم وادب لاہور۔
۸۰۔سورہ التکویر۔آیت۔۶۔
۸۱۔سورہ مومن۔آیت۔۲۷۔
۸۲۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۸۳۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۸۴۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔
۸۵۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)۔خطبہ۔۳۴۹۔مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۸۶۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۸۷۔تشبیہات رومی۔مرتب۔ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۱۶۹۔ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۸۸۔تشبیہات رومی۔مرتب۔ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۱۴۹۔ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۸۹۔قلندر شعور۔ستمبر۔۲۰۱۵ء۔

۱۰۵۔سورہ الْفِيْلِ (ہاتھی)

نام:

الْفِيْلِ۔عربی زبان کالفظ ہے،جس کے معانی ہاتھی کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ الْفِيْلِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۵ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

قیس بن مخرمہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عام الْفِيْلِ (ہاتھی والے سال) پیدا ہوئے۔[1]

محمد بن جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت عام الْفِيْلِ کو ہوئی

عکاظ کا بازار عام الْفِيْلِ کے پندرہ سال بعد قائم ہوا۔

بیت اللہ کی تعمیر عام الْفِيْلِ کے پچیسویں سال شروع ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عام الْفِيْلِ کے چالیس سال کے بعد نبوت کا اعلان فرمایا۔[2]

مضامین:

۱۔ہاتھی والوں کا ذکر، جو خانہ کعبہ پر چڑھائی کی نیت سے اور اسے ڈھانے کے مذموم عزائم کے ساتھ آئے تھے۔

۲۔اللہ تعالی نے آسمان پر ابابیل بھیجے جنھوں نے ان ہاتھی والوں پر کنکریاں برسائیں۔

۳۔عذاب الٰہی کے ذریعے ان کا خاتمہ کیا گیا۔

اصحاب الْفِیْلِ:

روایت ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے تین ماہ قبل یعنی ماہ محرم میں یمن کے بادشاہ ابراھہ نے اپنے 60,000 کے فوجی لشکر کے جس میں بدمست ہاتھی بھی شامل تھے نے مکہ پر پیش قدمی کی، اس پیش قدمی کا مقصد صرف یہ تھا کے اس نے یمن کے دارالسلطنت میں ایک عظیم الشان کلیساء تعمیر کروایا تھا اور کلیساء کی تعمیر کے بعد اس نے شاہ حبش کو ایک مکتوب میں یہ لکھا کے میں عربوں کا حج کعبہ سے اس کلیساء کی طرف موڑے بغیر نہیں رہوں گا' چنانچہ انھی مذموم عزائم کے ساتھ وہ وادی محسر میں پہنچا جو مکہ سے پہلے واقع تھی، اس وقت حضرت عبدالمطلب سردار مکہ تھے جب انھیں خبر ہوئی تو انھوں نے ابراھہ سے ملاقات کی اور اس کے آنے کا مقصد جانا پھر آپ وہاں سے اٹھ کر خانہ کعبہ تشریف لے گئے آپ کے ساتھ عرب کی کچھ معزز شخصیات اور بھی تھیں پھر ان سب نے خانہ کعبہ کے رب سے دعا کی ائے رب! تو ہی اپنے گھر کی حفاظت فرما کیونکہ ہمارے پاس نہ تو اتنی بڑی فوج ہے اور نہ ہی اتنا اسلحہ ہے کے ہم اس ظالم اور جابر سے ٹکرا سکیں۔
مورخین لکھتے ہیں کے ابھی دعا مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کے اچانک آسمان پر ابابیل کے جھنڈ کے جھنڈ نمودار ہوئے اور انھوں نے ابرھہ کے لشکر پر پتھر برسانے شروع کردیے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، جس پر بھی یہ کنکری گرتی اس کے جسم سے خون پانی کی طرح بہنا شروع ہوجاتا اور جلد جھڑنے لگتی یہاں تک کے اس کی ہڈیاں نمودار ہوجاتیں اور اس کی موت واقع ہوجاتی خود ابراھہ کا بھی یہی انجام ہوا۔ ۳؎
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ ۴

ترجمہ۔تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟

اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ۔ ۵

ترجمہ۔کیا اس نے ان کی تدبیر کو اکارت نہیں کردیا؟

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ۔ ۶

ترجمہ۔اوران پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے۔

تَرۡمِيۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ۔۴

ترجمہ۔جوان کے اوپر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔

فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ۔۵

ترجمہ۔پھران کا یہ حال کردی جیسے (جانوروں کا) کھایا ہوا بھوسا۔

الۡفِيۡلِ۔کا واقعہ رسول اللہ کی پیدائش سے دو ماہ قبل کا ہے، یعنی اس واقعہ کے دو ماہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی، لیکن اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر یہ سورہ ۴۲ برس کی عمر میں نازل فرمائی تاہم ۴۲ کا عدد بھی ٦ ہے، جس کا مطلب ہے

کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کائنات کے صعودی نظام کا مشاہدہ کروایا گیا، اللہ نے کس طرح سے اپنے گھر کی انتظام ایک چھوٹے سے پرندے کی چونچ میں واقع ایک چھوٹے سے کنکر سے کی، ابابیل کا شمار کرہ ارض کے چھوٹے پرندوں میں کیا جاتا ہے جس کا مقابلہ دنیا کے سب سے بڑے جانور یعنی ہاتھی سے تھا۔

پرندے کرہ ارض کی ایسی مخلوق ہیں جو زمین کی کشش ثقل کو توڑ کر کائناتی لہروں کے زیادہ قریب ہیں، تاہم ان کی چونچ میں موجود کنکریاں، کسی دھاتی کنکریوں سے کم نا تھیں جن میں ایٹمی ذرات کی آمیزش تھی، ایٹمی لہریں یا انرجی مادے کو ذرات میں تبدیل کرسکتی ہیں۔ ہاتھیوں کو دنیا بھر کی قدیم جنگوں میں مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے، اور انھیں شراب یا نشہ آور اشیاء کا استعمال کروایا جاتا جس کی وجہ سے یہ بدمستی کے عالم میں اپنے اردگرد اور سامنے کی ہر شے کو روند کر رکھ دیتے، لیکن اللہ نے اس قوی جانور کو باریک کنکریوں سے نا صرف ہلاک کیا بلکہ اس سرکش ٹولے کو جو بیت اللہ کو مٹانے کے لئے آیا تھا ایک ایسی عبرت ناک سزا سے دوچار کیا جسے تاریخ میں نہایت ذلت اور حقارت سے جانا جاتا ہے۔

ابابیل:

ابابیل متفرق پرندوں کو کہتے ہیں جو ایک ساتھ مل کر جھنڈ کی شکل میں اڑتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا یہ پرندے سبز، زرد اور سیاہ رنگ کے تھے اور سمندر کی جانب سے اڑتے ہوئے آئے تھے جن کے پنجوں اور چونچ میں کنکریاں تھیں۔ ۹؎

قتادہ نے لکھا ابابیل سفید رنگ کے پرندے تھے جو سمندر کی جانب سے آئے تھے اور ہر پرندے کے پاس تین پتھر تھے جو ان کے دونوں پنجوں اور چونچ میں دبا ہوا تھا۔

جس کو بھی یہ پتھر لگتا اس کے جسم کے مقابل سمت سے وہ پتھر خارج ہو جاتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، اگر وہ پتھر کسی شخص کے سر پر پتھر لگتا تو اس کے مقعد سے وہ پتھر خارج ہو جاتا۔ ۱۰؎

عبید بن عمیر اللیثیؒ بیان کرتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندے بھیجے جو سمندر کی جانب سے آئے، وہ دیکھنے میں چمگادڑوں کی مانند تھے، ہر پرندے کے پاس تین سیاہ پتھر تھے، جس میں سے ایک پتھر ان کی چونچ میں، اور دو پتھر ان کے پاؤں میں تھے، پھر وہ پرندے دشمنوں کے سروں پر چیختے ہوئے منڈلانے لگے، اور ان پر وہ پتھر برسانے لگے، اپنی وہ چونچ اور پاؤں میں لائے تھے، چنانچہ جس کسی پر وہ پتھر گرتا تو وہ اس کے سر پر لگتا اور مقعد سے خارج ہو جاتا۔

واقع ہوتا تو پاخانے کے راستے سے نکل جاتا، بلا آخر وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ ۱۱؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ کے بارے میں روایت ہے کے وہ سفید رنگ کے پرندے تھے، جبکہ ایک دوسری ورایت میں ہے کے وہ سبز رنگ کے پرندے تھے، جو سمندر کی جانب سے آئے تھے، ان پرندوں کے منہ درندوں کی مانند تھے، اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی نے ایسے پرندے نہیں دیکھے، ان پتھروں کے برسنے سے دشمنوں کے جسم پر چچک نکل آئی، تاہم اس سے قبل دنیا میں چچک نہیں تھی۔ ۱۲؎

سجیل:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، سجیل کے معنی کنکریا پتھر کے ہیں۔ ۱۳؎

سجیل کے معانی کاغذ، صحیفہ، محضر، وثیقہ، بنڈل اور مکتوب کے بھی ہیں۔

امام راغب اصفہانی نے لکھا کے سجل ایک قسم کا پتھر ہے جس پر لکھا جاتا ہے تاہم اس پتھر پر ایک ہر ایک شخص کا نام درج تھا۔ ۱۴؎

ابو نعیم نے ام کرز الخزاعیہؓ سے روایت کیا کے میں نے ان پتھروں کو دیکھا، جو ہاتھی والوں پر پھینکے گئے تھے، وہ پتھر سرخ رنگ کے مہر لگے ہوئے تھے، اور دیکھنے میں ایسے لگتے تھے گویا وہ ستاروں کے ٹکڑے ہیں۔ ۱۵؎

ام ہانیؓ بنت ابوطالب (حضرت علیؓ کی ہمشیرہ) بیان کرتی ہیں، انھوں نے ان میں سے ایک پتھر کو دیکھا، جو سرخ دھاری دار تھے گویا کہ وہ ظفار کے نگینے ہوں، تاہم ہر پتھر پر دشمن کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھا ہوا تھا۔ ۱۶؎

عصف:

عربی زبان میں عصف کے معنی بھوسا، چھلکا، ڈنٹھل، گھاس پھوس یا پتے کے ہیں جیسے گندم کے اطراف میں جو بھوسی ہوتی ہے اس کو بھی عربی زبان میں عصف کہتے ہیں۔

لغات القرآن میں عصف کے معنی غلے کے دانے پر موجود چھلکا یا بھوسا۔ ۱۷؎

یہ بھوسا جب زمین پر گرتا ہے تو پیروں تلے روندا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ سے مراد اللہ نے انھیں بھوسے کی طرح بنا دیا۔ ۱۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ سے مراد اللہ تعالیٰ نے ان کو گندم کے پتوں یعنی بھوسے کی طرح بنا دیا۔ ۱۹؎

سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ سے مراد گندم کے کھائے ہوئے پتے یعنی بھوسہ۔ ۲۰؎

31۔ عبد بن حمید نے طاؤسؒ سے روایت کیا ہے کے آیت فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ سے مراد گندم کے وہ پتے جن میں سوراخ ہوں۔ ۲۱؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ۔ سے مراد جب دانہ کھایا جائے

تو وہ اندر سے خالی اور کھوکھلا ہو جائے۔ ۲۲؎

جس طرح سے جانوروں کا کھایا ہوا بھوسا ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح سے یہ نشان یافتہ کنکریاں جس شخص کو بھی لگ جاتیں اس شخص کا حال بھی کسی بھوسے کی مانند ہو جاتا، یہ واقعہ مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان واقع وادی محسر میں پیش آیا۔

جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر جب اس جگہ سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رفتار کو تیز کر دیا۔ ۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مزدلفہ پورا کا پورا ٹھہرنے کا مقام ہے مگر وادی محسر میں نہ ٹھہرا جائے۔ ۲۴؎

الْفِيْلِ/ہاتھی:

ہاتھی ایک قوی الجثہ جانور ہے، جس کا عمومی حمل ۲۲ ماہ پر مشتمل ہے جبکہ ہاتھی کے نومولود بچے کا وزن 120 کلوگرام ہوتا ہے، ہاتھی کی طبعی عمر ۷۰ سال ریکارڈ کی گئی ہے۔

ہاتھی صحارا کے زیریں علاقوں، جنوبی ایشیاء اور جنوب مغربی ایشیاء، افریقہ اور دنیا کے دیگر مما لک میں پائے جاتے ہیں۔

سب ہی ہاتھی نباتات کھاتے ہیں، اور قابل رسائی پانی کے ذخائر سے قریب رہنا پسند کرتے ہیں۔

ہاتھی کے گروہ کی رہنمائی عمر رسیدہ مادہ ہاتھی کرتی ہے، ہاتھی جب بلوغت کی عمر کو پہنچتے ہیں تو اپنے گروہ کو چھوڑ کر تنہا یا پھر دیگر نر گروہ کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں، تاہم اپنی افزائش نسل کے غرض سے یہ خاندانی گروہ کے قریب آتے ہیں، اس دور میں نر ہاتھی کے جنسی ہارمون میں اضافہ نوٹ کیا گیا ہے، ہاتھی کے خاندان میں ہاتھی کے بچوں کو مرکزی اہمیت اور حیثیت حاصل ہوتی ہے چھوٹے بچے اور تین سال کی عمر کے ہاتھی کے بچے اپنی ماں پر انحصار کرتے ہیں۔

ہاتھیوں کے باہمی رابطوں میں دیکھنا، سونگھنا، آواز کے ذریعے ایک دوسرے سے پیغام رسانی، انفرا ساونڈ اور سائزمک ریز کے ذریعے وہ دور دراز طویل مقامات تک رابطہ استوار کر سکتے ہیں، یہ حساس ہوتے ہیں، اپنے ساتھی اور رشتے داروں کی جدائی پر غم کا اظہار کرتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں ہاتھی جنگوں میں بھی استعمال ہوتے رہے ہیں، ہاتھی کے جسم میں 351-326 تک ہڈیاں ہوتی ہیں، ان کی پسلیوں میں 21-19 جوڑ ہوتے ہیں۔
ہاتھی کم تعدد کی آوازوں کو با آسانی سن سکتے ہیں یعنی ایک کلو ہرٹز والی آوازیں سن لیتے ہیں۔
ہاتھی اپنی سونڈ سے 350 Kg تک کا وزن با آسانی اٹھا سکتا ہے، جبکہ سونڈ کی حساسیت اس قدر ہے کے وہ اس کے ذریعے بغیر مونگ پھلی کو نقصان پہنچائے، اس کے چھلکے کو چھیل لیتا ہے، ہاتھی اپنی سونڈ کی مدد سے سات میٹر اونچی چیز تک بھی پہنچ جاتا ہے، اسی سونڈ کی مدد سے وہ زمین کھود کر پانی بھی نکال سکتا ہے۔

اصحاب الْفِيلِ کے ہاتھی:

ابونعیم نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کرتے ہیں، **اصحاب الْفِيلِ** اپنے ساتھ دو ہاتھی لے کر آئے تھے۔

۱۔ ان میں ایک محمود تھا جو بیٹھ گیا تھا، اس نے جنگ میں شرکت نہیں کی۔
۲۔ دوسرا ہاتھی فشجع تھا جو جنگ میں شریک تھا اور پتھروں سے مارا گیا۔

فتنہ اور فساد فی الارض:

فساد فی الارض کی اصطلاح بے حد وسیع اور معانی خیز ہے، دنیا کے ہر خطے میں جہاں کہیں بھی ظلم وزیادتی، زمین داریاں، سرمایہ کاریاں جاگیرداریاں، معاشی اور معاشرتی ناہمواریاں ہیں، یہ سب کی سب فساد فی الارض کے زمرے میں شامل ہیں۔
اقوام گزشتہ کسی ایک ناہمواری کے سبب عذاب الٰہی کا شکار ہوئی، مثلاً قوم شعیب ناپ تول میں کمی کے سبب، قوم لوط غیر فطری جنسی تعلقات کے سبب اور قوم ثمود لالچ، نافرمانی اور تکبر کے سبب اللہ کے عذاب کی گرفت میں آئی۔
بالکل اسی طرح سے اصحاب الْفِيلِ اللہ کی زمین اور اللہ کے مقدس گھر پر ناحق قابض ہونے اور اہل مکہ کی زمینی حدود کو روندنے اور بیت اللہ کی سرحدی حدود کی پامالی کے نتیجے میں عذاب الٰہی کا

شکار ہوئے، اور اللہ نے آسمان سے پرندوں کے ذریعے اس سرکش دشمن کو صفحہ ہستی سے نا صرف مٹایا بلکہ انھیں نشان عبرت بھی بنایا۔

فتنہ:

فتن عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ف ۔ت ۔ن) سے مشتق ہے۔ ۲۵؎

فتن ۔کے بنیادی معنی سونے یا چاندی کو آگ میں جلانا تا کہ اس کا کھوٹ الگ ہو جائے

دینار مفتون سے مراد وہ دینا جو آگ میں جلایا گیا۔

فتنہ ۔کے معنی عذاب، مصیبت اور جنگ کے ہیں ۔ ۲۶؎

فتنہ ۔کے ایک معنی گمراہ کرنے کے بھی ہیں ۔ ۲۷؎

ارشادات خداوندی:

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔۲۸

ترجمہ ۔انہوں نے کہا کہ ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا اے ہمارے رب تو ہمیں ظالم قوم کے لئے فتنہ نہ بنا۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَ اُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۔۲۹

ترجمہ ۔عنقریب تم دوسرے لوگوں کو پاؤ گے جو یہ چاہیں گے کے تمہارے طرف سے بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں، جب کبھی لوٹائے جائیں فتنے کی طرف تو اس کی طرف واپس لوٹ جائیں، سو اگر وہ تم سے یکسو نہ ہوں اور تمہاری طرف سلامت روی کا معاملہ نہ رکھیں اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں سو ان کو پکڑ و اور قتل کرو جہاں بھی ان کو پاؤ، اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر ہم نے تمہارے لئے ایسی حجت دے دی ہے جو واضح ہے۔

اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۔۳۰

ترجمہ۔کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کے ان کو ہر سال ایک یا دو مرتبہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۔۳۱۔

ترجمہ۔تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۔۳۲

ترجمہ۔آپ ان کے درمیان اسی کے موافق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے اتارا اور ان کی خواہشوں کا اتباع نہ کریں اور اس بات سے پرہیز کریں کہ یہ لوگ آپ کو اللہ کے دیئے ہوئے احکام میں سے کسی حکم سے ہٹا دیں۔سو اگر وہ روگردانی کریں تو آپ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان کو سزا دیدے اور بیشک لوگوں میں بہت سے ایسے ہیں جو نافرمان ہیں۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۔۳۳

ترجمہ۔قریب تھا کے وہ آپ کو اس چیز سے لغزش دے دیتے جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی ہے، تاکہ آپ ہماری طرف اس کے علاوہ دوسری بات کی نسبت کردیں۔اور اس صورت میں وہ آپ کو اپنا دوست بنا لیتے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ

ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۔ ۳۴

ترجمہ۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی عبادت اس طرح کرتے ہیں جیسے کوئی شخص کنارہ پر ہو پھر اگر اس کو کوئی بھلائی پہنچ گئی تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو گیا اور اگر کچھ آزمائش آ گئی تو اپنے چہرہ کے بل پلٹ گیا وہ دنیا اور آخرت کے اعتبار سے تباہ ہو گیا۔ یہ کھلی ہوئی تباہی ہے۔

وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۔ ۳۵

ترجمہ۔ ہم نے (موسیٰ) کی کئی طرح آزمائش کی۔

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۔ ۳۶

ترجمہ۔ ان سے جہاد کرتے رہو حتیٰ کے فتنہ (شرک) نہ رہے اور اللہ ہی کا دین رہ جائے۔

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ ۳۷

ترجمہ۔ ان کے خلاف جنگ کرتے رہو حتیٰ کے کفر (کا غلبہ) نہ رہے اور پورا دین (صرف) اللہ کے لیے ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں دیکھتا ہوں کے تمھارے گھروں میں فتنے اس طرح سے گر رہے ہیں جس طرح بارش کے قطرے گرتے ہیں۔ ۳۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے جس میں ہر آنے والا دن تمھارے آج سے بدتر ہو گا حتیٰ کے تم اپنے رب سے جا ملو گے۔ ۳۹

فساد:

فساد۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ف۔س۔د) سے مشتق ہے۔ ۴۰

لحم فاسد۔ سے مراد سڑا ہوا بدبودار گوشت۔

فساد کا متضاد صلاح ہے۔
فساد کے معنی توازن کا بگڑ جانا یا بے ترتیبی (Disorder)۔[41] ہے
قرآن کریم میں مفسدین کے مقابلے میں مصلحین کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

فساد فی الارض کی وجوہات:

فساد فی الارض کی کی درج ذیل تین وجوہات ہیں۔۱۔جان۔۲۔مال۔۳۔عزت
ظلم و جبر کے ماحول میں افراد کی جان، مال، عزت و آبرو غیر محفوظ ہوتی ہے۔
تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کے جب جب اللہ کی زمین پر فتنہ اور فساد نے سر اٹھایا ،خونریزی، خوف وڈر، حقوق کی پامالی، ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں کمی، جنسی بے راہ روی، زنا، چوری، ڈکیتی، رشوت، اغوا برائے تاوان، ملاوٹ، جھوٹی قسم، بہتان، غیبت، چغلی، لوگوں کی عزتوں کو پامال کرنا، حق وراثت سے محرومی، مزدور کو اس کی مزدوری نا دینا یا کم دینا یا کھا جانا، عورتوں کے حقوق کی پامالی، ان پر ظلم و جبر، غیر انسانی سلوک، مال کی محبت، حرام مال کو کمانا یہ سب کے سب گناہ عظیم ہیں، اور ان کی وجہ سے معاشرے میں موجود افراد غیر محفوظ ہوجاتے ہیں، اور یہی فساد فی الارض ہے کے جس کی وجہ سے اقوام پر عذاب الٰہی کا فیصلہ کیا گیا۔
اگر انبیاء کرام اور پیغمبروں کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کے ہر پیغمبر کو نیکی کی ترغیبات، ہدایت اور رہنمائی کے بدلے میں ان کی قوم نے ان کی جان لینے کی کوشش بھی کی، ان کی عزتون کو بھی پامال کیا، ان پر جھوٹی تہمت بھی لگائی گئی، اور انھیں شہر بدر یا ملک بدر بھی کیا گیا اور آخر میں دین اسلام اور اس کے پیرو کاروں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی بھر پور کوشش کرتے ہوئے ان سے جنگیں بھی لڑی گئیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ۔[42]

ترجمہ۔کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کے ضرور ضرور ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا

یہ بات ہو کے تم ہمارے دین میں واپس ہو جاؤ، سو ان کے رب نے ان کی طرف وحی بھیجی کے ہم ضرور بالضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔

تاہم گزشتہ اقوام تو اپنی کسی ایک برائی کی وجہ سے جہنم واصل کی گئی یا انھیں عذاب الٰہی نے آ پکڑا لیکن فی زمانہ مسلمان تو ہر طرح کی برائیوں اور گناہوں میں نا صرف ملوث ہیں بلکہ ان کی اکثریت ایسی ہے جن کے اندر سے احساس گناہ بھی مٹ چکا ہے۔

لوگوں کی اکثریت کی نظر میں فساد فی الارض کا مطلب جنگ یا خونریزی ہے جبکہ زنا، کسی کے مال کو جبر سے ہڑپنا، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، حرام جنسی تعلقات اور زبردستی کسی کی جان، مال، عزت آبرو کو پامال کرنا، کسی کی زمین اور جائیداد پر ناجائز قابض ہو جانا وغیرہ۔

یہ سب کے سب فساد فی الارض کے زمرے میں ہے۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ۔[۴۳]

ترجمہ۔ گزشتہ اقوام میں کچھ ایسے بافضلیت لوگ کیوں نا ہوئے جو زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے البتہ ان میں تھوڑے سے ایسے تھے جنھیں ہم نے نجات دی اور ظالم لوگ اسی عیش وعشرت کے پیچھے پڑے رہے جو انھیں دیا گیا اور وہ مجرم تھے، اور تمھارا رب ایسا نہیں کے بستیوں کو بلا وجہ ہلاک کر دے حالانکہ ان کے رہنے والے اچھے لوگ ہوں۔

فساد فی الارض کا ضابطہ:

قرآن کریم کی یہ بنیاد ہے کے اللہ تعالی نے جتنی بھی اقوام گزشتہ پر بھی عذابات نازل فرمائے ان کے در پردہ ایک اصول اکرفرما ہے، یعنی اللہ تعالی نے کفر یا شرک کرنے کی پاداش میں عذاب الٰہی نازل نہیں فرمایا، اب چاہے یہ کفر و شرک انبیاء و رسل کی موجودگی میں ہو یا ان کی غیر موجودگی میں ہو، صرف کفر کی بنیاد پر اللہ تعالی عذاب نہیں دیتے بلکہ اتمام حجت جب تک مکمل نا ہو جائے عذاب الٰہی نہیں آتا، اسی اتمام حجت میں ایک شرط فساد فی الارض کی بھی ہے یعنی جب تک وہ قوم فساد فی الارض میں مبتلا ہو کر اس پر اصرار نا کرے اس وقت تک عذاب کا فیصلہ نہیں کیا جاتا۔

دوسری جانب قرآن کریم میں بے شمار مثالیں موجود ہیں کے جب کفار امن سے رہتے ہوئے اپنے اپنے مذاہب کو پریکٹس کرتے ہوں لیکن وہ کسی فرد یا قوم کے لئے کسی تفنہ اور فساد کا موجب نہیں بنتے تو اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اس کو نص کر دیا ہے کے ان پر عذاب الٰہی جاری نا ہوگا، ان کا حساب روز قیامت اللہ تعالی لیں گے لیکن عذاب الٰہی کی تکمیل کے لئے فساد فی الارض کا ہونا ضروری ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات اسی فتنے اور فسادات کے گرد گھومتی ہیں تاہم اگر یہ نظریہ سمجھ میں آجائے گا تو باقی معاملات اور احکامات بھی با آسانی سمجھ میں آجائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں! ۔

فَلَوۡ لَا كَانَ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اُولُوۡا بَقِيَّةٍ يَّنۡهَوۡنَ عَنِ الۡفَسَادِ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّمَّنۡ اَنۡجَيۡنَا مِنۡهُمۡ‌ۚ وَ اتَّبَعَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مَاۤ اُتۡرِفُوۡا فِيۡهِ وَكَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ۔ ۴۴

ترجمہ۔ جو امتیں تم سے پہلے گزری ہیں ان میں سے ایسے سجھدار لوگ کیوں ہوئے جو زمین میں فساد کرنے سے روکتے بجز چند آدمیوں کے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا اور جن لوگوں نے ظلم کی راہ اختیار کی وہ اسی عیش و عشرت کے پیچھے پڑے ہے جس میں وہ تھے اور یہ لوگ مجرم تھے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهۡلِكَ الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّاَهۡلُهَا مُصۡلِحُوۡنَ۔ ۴۵

ترجمہ۔ آپ کا رب ایسا نہیں ہے، جو بستیوں کو بطور ظلم کے ہلاک فرما دے حالانکہ ان کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں۔

ابن جریرؓ سے روایت ہے، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهۡلِكَ الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّاَهۡلُهَا مُصۡلِحُوۡنَ

سے مراد اس قوم کے رہنے والے ایک دوسرے سے انصاف کرتے ہیں۔ ۴۶

اللہ تعالی صرف کفر کی بنیاد پر عذاب نہیں دیتے، بلکہ ایسے لوگوں کو مہلت دی جاتی ہے۔

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ؕ اِلَّا تَفۡعَلُوۡهُ تَكُنۡ فِتۡنَةٌ فِى

الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ۔۴۷

ترجمہ۔جن لوگوں نے کفر کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۔۴۸

ترجمہ۔اس میں کجی تلاش کرتے ہو۔اور یاد کرو جبکہ تم تھوڑے سے تھے سو اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا۔اور دیکھو فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ۔۴۹

ترجمہ۔ان میں سے بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان لائیں گے اور بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان نہیں لائیں گے،اور آپ کا رب فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

فساد فی الارض کی وجہ سے عذاب الٰہی آتا ہے:

صرف کفر کی موجودگی میں قتال ،سزا یا عذاب کا حکم نہیں ،انبیاء کی موجودگی یا غیر موجودگی میں یہی اصول قیامت تک جاری رہے گا،قرآن کریم میں جتنی بھی اقوام گزشتہ ہیں ان سب میں کوئی نا کوئی ایسی برائی اور گناہ تھا جو جڑ پکڑ چکا تھا چنانچہ اس گناہ کے سدباب کے لئے پیغمبروں کو بھیجا گیا تا کہ لوگ اللہ کی طرف رجوع ہوں اور توبہ تائب کریں لیکن اقوام مسلسل سرکشی ،بغاوت اور گناہ پر آمادہ رہی ،چنانچہ اتمام حجت کے بعد اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔قرآن کریم نے اس کو نص کیا ہے،صرف کفر کی بنیاد پر عذاب نہیں آتا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِينَ كَفَرُوا وَ صَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۔۵۰

ترجمہ۔جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا ہم عذاب پر ان کا عذاب بڑھا دیں گے اس سبب سے کے وہ فساد کرتے تھے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔۵۱

ترجمہ۔ظاہر ہوگیا فساد خشکی میں اور دریا میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھادے تا کہ وہ لوگ باز آجائیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ۔۵۲

ترجمہ۔جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح ہی کرنے والے ہیں۔

وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ. الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ۔۵۳

ترجمہ۔اور ان لوگوں کی بات نہ مانو جو حد سے آگے بڑھ جانے والے ہیں، جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ۔۵۴

ترجمہ۔اگر تم والی بن جاؤ تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع رحمی کردو، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا، پھر ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ

لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۔٥٥

ترجمہ۔ اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے اس میں دار آخرت کی جستجو کرتا رہ اور دنیا میں سے اپنا حصہ فراموش مت کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اسی طرح تو بھی احسان کر اور زمین میں فساد کو تلاش مت کر بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۔٥٦

ترجمہ۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کے اعمال نہیں سنوارتا۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۔٥٧

ترجمہ۔ اگر حق (اللہ تعالی) ان کی خواہشات کے تابع ہوجائے تو آسمان اور زمین اور جو ان کے اندر ہیں سب تباہ ہوجائے بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت بھیجی ہے سو وہ اپنی نصیحت سے روگردانی کررہے ہیں۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۔٥٨

ترجمہ۔ اگر آسمان میں اور زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ان دونوں کا نظام درہم برہم ہوجاتا، سو اللہ جو عرش والا ہے اس چیز سے پاس ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

ا۔ فرعون کی مثال:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے متعدد آیات میں فرعون کی مثال پیش کی ہے جو فساد فی الارض کا مرتکب تھا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۔٥٩

ترجمہ۔ اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی،

انہوں نے بہت فساد مچایا، سو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ۔ ٦٠

ترجمہ۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو یوں ہی چھوڑ دے گا تا کہ وہ زمین میں فساد کریں اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑے رہیں۔ اس نے کہا کے ابھی ہم ایسا کریں گے ان کے بیٹوں کو مار ڈالیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر پوری طرح غلبہ حاصل ہے۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ ٦١

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ۔ ٦٢

ترجمہ۔ فرعون نے کہا مجھے چھوڑو میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دوں اور وہ اپنے رب کو پکارے بلا شبہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل دے یا زمین میں فساد پھیلا دے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ۔ ٦٣

ترجمہ۔ ہم نے ان کے بعد اپنی آیات کے ساتھ موسیٰ کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا سو انہوں نے ان آیات کے ساتھ ظلم والا معاملہ کیا سو تو دیکھ لے فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا؟ یہاں بھی اللہ تعالی نے فساد کی ہی علت قائم کی ہے۔

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ ٦٤

ترجمہ۔ اب (فرعون کہتا ہے میں مان گیا) حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں

رہا۔

۲۔قوم لوط کی مثال:

قوم لوط ایک سرکش اور باغی قوم تھی ، اللہ تعالی نے انھیں ان کی سرکشی اور فساد فی الارض کے نتیجے میں عذاب الہی میں پکڑا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَئِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَ تَقۡطَعُوۡنَ السَّبِيۡلَ ۙ وَ تَاۡتُوۡنَ فِىۡ نَادِيۡكُمُ الۡمُنۡكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۔۶۵

ترجمہ۔کیاتم مردوں کے پاس آتے ہواور رہزنی کرتے ہواور اپنی مجلسوں میں برا کام کرتے ہوسو ان کی قوم کا جواب یہی تھا کہ تو اللہ کا عذاب لے آ اگر تو سچوں میں سے ہے۔

قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِىۡ عَلَى الۡقَوۡمِ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ۔۶۶

ترجمہ۔لوط نے عرض کی ، اے میرے رب! فساد کرنے والوں کے مقابلہ میں میری مدد فرمایئے۔

۳۔قوم شعیب کی مثال:

قوم شعیب نے بھی اللہ کی زمین پر فتنہ فساد مچایا اور ناپ تول میں کمی کی ،جس کی وجہ سے لوگوں کی کثرت اس ظلم کا شکار ہوئی ،قوم شعیب مال کی محبت میں گرفتار تھی ، اور انھوں نے مال کو ہی اپنا خدا بنالیا تھا۔اس فساد کے سد باب کے لئے اللہ تعالی نے اس قوم پر حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا،لیکن قوم کی بغاوت اور سرکشی بے قابو ہوتی گئی ، چنانچہ اس قوم پر عذاب الہی کا فیصلہ کرلیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ ارۡجُوا الۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۔۶۷

ترجمہ۔ ہم نے مدین والوں کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا سو انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی توقع رکھو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ۔ ٦٨

ترجمہ۔ ان لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا لہٰذا انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا اور وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے تھے۔

۴۔قوم ثمود کی مثال:

قوم ثمود کی جانب حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا لیکن وہ اپنے غرور و تکبر میں اس قدر سرکش اور باغی ہو چکے تھے کے حضرت صالح کی دعوت دین کو وہ خاطر میں ہی نا لاتے، چنانچہ حجت کے اتمام کے بعد اس قوم کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا کیونکہ یہ قوم فساد فی الارض میں ملوث تھی اور اللہ کی نشانی کو قتل کرنے کے جرم میں بھی شریک تھی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔ ٦٩

ترجمہ۔ یاد کرو جب اللہ نے تمہیں عاد کے بعد زمین میں رہنے کا ٹھکانہ دے دیا۔ تم اس زمین کے نرم حصہ میں محلات بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت کرو۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ۔ ٧٠

ترجمہ۔ ان کے شہر میں نو اشخاص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے، وہ کہنے لگے کہ تم سب مل کر اس بات پر اللہ کی قسم کھالو کہ ہم صالح کو اور اس کے گھر والوں کو راتوں

رات ایسی حالت میں قتل کر دیں گے کہ انہیں اس کا دھیان بھی نہیں ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت:

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ ۔

ترجمہ۔نو آدمیوں کی ایک جماعت اوران کے نام یہ تھے۔زعمی، زعیم، ہرمی ہریم، داب اور ہواب ریاب او سیطع اور قدار بن سالف جس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے۔۱ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ سے مراد نو افراد نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں جب انہوں نے اونٹنی کی کونچنیں کاٹیں تو انہوں نے کہا ہم رات کے وقت صالح علیہ السلام اوران کے گھر والوں پر ضرور حملہ کریں گے اور ہم ان سب کو قتل کر دیں گے، پھر صالح علیہ السلام کے اولیاء سے کہہ دیں گے ہم حاضر نہیں تھے اس معاملے میں ذرا بھی اور ہم کو اس کا کوئی علم نہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔۲ے

۵۔قوم ابراہیم کی مثال:

قوم ابراہیم نے حضرت ابراہیم کی شرک سے بے زاری اور دعوت دین کے نتیجے میں انھیں بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی رحمت خاص سے بچالیا اور وہ آگ ان پر سلامتی بن گئی اور ٹھنڈی ہوگئی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔۳ے

ترجمہ۔(ابراہیم) کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کے اس کو قتل کرڈالو، یا جلاڈالو، سو اللہ نے ان کو آگ سے نجات دے دی، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

۶۔حضرت ذولقرنین:

حضرت ذولقرنین اللہ کے برگزیدے بندے اور نبی تھے، جن کو اللہ نے ایسی قوم پر بھیجا تھا جہاں

یاجوج اور ماجوج نے بڑی تباہی مچارکھی تھی یعنی فساد فی الارض مچارکھا تھا،جس کی وجہ سے عام انسان بڑی تکلیف میں مبتلا تھے، چنانچہ حضرت ذولقرنین نے اس قوم کی استدعا کو سنتے ہوئے انھیں اس مشکل سے نجات دی اور یاجوج ماجوج جس راستے سے آکر فساد فی الارض کیا کرتے، حضرت ذولقرنین نے اللہ کے حکم اور اللہ کی دی ہوئی قوت فہم وفراست سے اس راستے کو بند کیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۔۷۴

ترجمہ۔وہ کہنے لگے کہ اے ذوالقرنین بلاشبہ یاجوج ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں،سو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کے لئے اس شرط پر کچھ مال جمع کردیں کہ آپ ہمارے اوران کے درمیان ایک آڑ بنادیں۔

قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ رَدْمًا ۔۷۵

ترجمہ۔ذوالقرنین نے جواب دیا کے میرے رب نے جو کچھ اختیار واقتدار عطا فرمایا ہے وہ بہتر ہے،سوتم قوت کے ساتھ میری مدد کرو میں تمہارے اوران کے درمیان ایک موٹی دیوار بنادوں گا۔

۷۔حضرت خضر علیہ السلام:

حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ایڈمنسٹریشن کا علم اور علم تکوین عطا فرمایا،تاہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خواہش کے مطابق جب ان دونوں کی ملاقات ہوئی تو کئی خلاف عقل واقعات ہوئے جن میں سے حضرت خضر کا ایک بچے کا قتل بھی تھا،تاہم حضرت موسیٰ کا اس حوالے سے حیرت اورغم وغصے کا اظہار کے جواب میں حضرت خضر نے فرمایا! یہ تمام امور کی نگرانی میں اللہ کے حکم سے کرتا ہوں اور جس بچے کا قتل کیا گیا،اگر وہ جوان ہوجاتا تو وہ فساد فی الارض،کفر، بغاوت اورفحشاء میں مبتلا ہوجاتا جو کے بہت نقصان کا سبب بنتا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَمَّا الۡغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰہُ مُؤۡمِنَیۡنِ فَخَشِیۡنَاۤ اَنۡ یُّرۡہِقَہُمَا طُغۡیَانًا وَّ کُفۡرًا۔٧٦

ترجمہ۔لڑکے کا معاملہ سو بات یہ ہے کہ اس کے ماں باپ مومن تھے تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ ان دونوں کو سرکشی میں اور کفر میں نہ ڈال دے۔

٨۔قارون کا معاملہ:

قارون ایک مغرور و متکبر سرکش انسان تھا جس کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا، لیکن اس نے دنیا اور مال کو اپنا خدا بنا لیا اور بغاوت و سرکشی پر اتر آیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ قَارُوۡنَ کَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰی فَبَغٰی عَلَیۡہِمۡ ۪ وَ اٰتَیۡنٰہُ مِنَ الۡکُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَہٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَۃِ اُولِی الۡقُوَّۃِ ٭ اِذۡ قَالَ لَہٗ قَوۡمُہٗ لَا تَفۡرَحۡ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡفَرِحِیۡنَ۔٧٦

ترجمہ۔بے شک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا سو وہ ان کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا، ہم نے اسے خزانوں میں سے اس قدر دیا تھا کے اس کی چابیاں ایسی جماعت کو گراں بار کر دیتی تھیں جو قوت والے لوگ تھے جبکہ اس کی قوم نے اس سے کہا تو مت اترا، بے شک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَ ابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰىکَ اللّٰہُ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ وَ لَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا وَ اَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ وَ لَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ۔٧٨

ترجمہ۔اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے اس میں دار آخرت کی جستجو کرتا رہ اور دنیا میں سے اپنا حصہ فراموش مت کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اسی طرح تو بھی احسان کر اور زمین میں فساد کو تلاش مت کر، بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

۹۔قوم بنی اسرائیل:

اللہ تعالی نے قوم بنی اسرائیل پر سب سے زیادہ انبیاء اور پیغمبر مبعوث فرمائے، لیکن یہ ایک ایسی سرکز، باغی، متکبر اور مغرور قوم تھی کے باوجود پیغمبروں کی تبلیغ دین، ہدایت اور رہنمائی کے یہ کوئی اثر قبول نا کرتے اور بدستور اپنی طاغوتی راہ پر گامزن رہتے، یہی نہیں بلکہ یہ کتاب اللہ میں بھی تحریف جیسے بڑے جرم کے مرتکب ٹھہرے۔ان کی ان ہی سرکشی، بغاوت اور فساد فی الارض کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ فِى الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ۔۷۹

ترجمہ۔اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کے جو بھی کوئی شخص کسی شخص کو بلاعوض جان کے یا بغیر کسی فسار کے قتل کردے جو زمین میں ہو تو گویا قتل کرنے والے نے سب لوگوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ کر دیا اور یہ واقعی بات ہے کہ ان کے پاس ہمارے رسول کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے پھر اس کے بعد ان میں سے بہت سے لوگ زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيۡنَ يُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَسۡعَوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ يُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ يُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ يُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمۡ خِزۡىٌ فِى الدُّنۡيَا وَلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ۔۸۰

ترجمہ۔جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو سولی پر چڑھایا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں جانب

مخالف سے کاٹ دیئے جائیں یا زمین سے نکال دیئے جائیں، یہ دنیا میں ان کی رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔۸۱

ترجمہ۔سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم ان پر قدرت پاؤ سو جان لو کہ بلاشبہ اللہ غفور ہے رحیم ہے۔

قوم موسیٰ کا فتنہ ارتداد:

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر چالیس دن کے لئے تشریف لے گئے تو اپنی غیر موجودگی میں انھوں نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو جانشین مقرر فرمایا تا کہ ان کی غیر حاضری میں حضرت ہارون علیہ السلام ان کی قوم کی اصلاح اور دیکھ بھال کر سکیں تا کہ وہ فساد فی الارض سے بچی رہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔۸۲

ترجمہ۔(موسیٰ نے ہارون سے کہا) میرے بعد تم میری قوم میں جانشین ہو (ان) کی اصلاح کرتے رہنا اور مفسدین کے راستے پر نا چلنا۔

لیکن قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سونے کی گائے کی پوجا شروع کر دی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے اپنے بھائی کو ان کے بالوں سے پکڑا اور ان سے پوچھا یہ میری قوم توحید کو چھوڑ کر شرک میں کیسے مبتلا ہوگئی؟ جس پر حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا! میرے بھائی تمھاری قوم میری کوئی بات نا سنتی بلکہ وہ تو الٹا میرے قتل کے درپے ہو چکی تھی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ

مِنۡۢ بَعۡدِیۡ ۚ اَعَجِلۡتُمۡ اَمۡرَ رَبِّکُمۡ ۚ وَ اَلۡقَی الۡاَلۡوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاۡسِ اَخِیۡهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیۡهِ ؕ قَالَ ابۡنَ اُمَّ اِنَّ الۡقَوۡمَ اسۡتَضۡعَفُوۡنِیۡ وَ کَادُوۡا یَقۡتُلُوۡنَنِیۡ ۫ۖ فَلَا تُشۡمِتۡ بِیَ الۡاَعۡدَآءَ وَ لَا تَجۡعَلۡنِیۡ مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ۔۸۳

ترجمہ۔ جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف اس حال میں واپس ہوئے کہ وہ غصہ میں اور رنج میں تھے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے میرے بعد میری بری نیابت کی، کیا اپنے رب کا حکم آنے سے پہلے تم نے جلدی کر لی؟ اور موسیٰ نے تختیوں کو ڈال دیا اور بھائی کے سر کو پکڑ لیا جسے اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے میرے ماں جائے بلاشبہ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں، لہٰذا مجھ پر دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور مجھے ظالموں میں شمار نہ کرو۔

وَ اتَّخَذَ قَوۡمُ مُوۡسٰی مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ حُلِیِّهِمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّهٗ لَا یُکَلِّمُهُمۡ وَ لَا یَهۡدِیۡهِمۡ سَبِیۡلًا ۘ اِتَّخَذُوۡهُ وَ کَانُوۡا ظٰلِمِیۡنَ ۔۸۴

ترجمہ۔ موسیٰ کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑے کو معبود بنا لیا جو ایک ایسا جسم تھا کہ اس میں سے گائے کی آواز آرہی تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا اور نہ انہیں کوئی راستہ بتلاتا ہے۔ انہوں نے اس کو معبود بنا لیا اور وہ ظلم کرنے والے تھے۔

وَ لَمَّا سُقِطَ فِیۡۤ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ رَاَوۡا اَنَّهُمۡ قَدۡ ضَلُّوۡا ۙ قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ یَرۡحَمۡنَا رَبُّنَا وَ یَغۡفِرۡ لَنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۔۸۵

ترجمہ۔ جب وہ پچھتائے اور انہوں نے سمجھ لیا کے بلاشبہ وہ گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے رب ہم پر رحم نہ فرمائے اور ہمیں بخش نہ دے تو ہم تباہ کاروں میں سے ہو جائیں گے۔

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال:

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دین اسلام کو مکمل فرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبین بنا دیا دین اسلام سلامتی کا دین ہے، جو اپنے پیروکاروں کو صلح و سلامتی سے رہنے کی سختی سے تلقین و تاکید

کرتا ہے، اسی ضمن میں معاشرت کے اصول اور قوانین بھی بتائے گئے، یہی نہیں بلکہ جزا و سزا کے اصول بھی مرتب کئے گئے ، دوسری جانب اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اصول اور ضابطے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کے فساد فی الارض ایک گناہ عظیم ہے، جس کی سزا بھی نہایت سخت ہے۔

عام طور پر لوگوں کا یہ گمان ہے کے قتل اور خونریزی کو ہی صرف فساد فی الارض کہا جاتا ہے لیکن ہر وہ گناہ اور جرم فساد فی الارض کے زمرے اور دائرے میں شامل ہے جس سے عوام کی جان، مال، عزت و آبرو کو خطرات لاحق ہوں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۔٨٦

ترجمہ۔جو اہل فساد ہیں وہ صالحین کی طرح نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں کے ساتھ خدا تعالیٰ ایک جیسا معاملہ کرے گا۔

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ ۔٨٧

ترجمہ۔کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان لوگوں کی طرح کر دیں جو زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں؟ یا ہم پرہیزگاروں اور بدکاروں کو ایک جیسا کر دیں؟۔

لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۔٨٨

ترجمہ۔زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد بپا نا کرو، اللہ سے طمع کے ساتھ دعا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کی رحمت نیک لوگوں سے قریب ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ ۔٨٩

ترجمہ۔اگر ایک کو دوسرے سے دفع کرادینا اللہ کا دستور نہ ہوتا تو زمین خراب ہو جاتی۔

وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا وَ ادۡعُوۡهُ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔۹۰

ترجمہ۔فسادنہ کروزمین میں اس کی اصلاح کے بعد،اور پکاروا پنے رب کوڈرتے ہوئے اورامید رکھتے ہوئے۔بے شک اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں سے قریب ہے۔

تِلۡكَ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ نَجۡعَلُهَا لِلَّذِیۡنَ لَا یُرِیۡدُوۡنَ عُلُوًّا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۔۹۱

ترجمہ۔یہ آخرت کا گھر ہم اسے ان لوگوں کے لیے خاص کردیں گے جوزمین میں بلندی اورفسادکا ارادہ نہیں کرتے اوراچھا نتیجہ متقیوں کے لیے ہے۔

وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىهُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ۔۹۲

ترجمہ۔اگرایمان والوں کی دوجماعتیں آپس میں قتال کرنے لگیں توان کے درمیان صلح کرادو، پھراگران میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پرزیادتی کرے تواس سے جنگ کروجوزیادتی کررہا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔سووہ رجوع کرے توان دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادواورانصاف کروبے شک اللہ انصاف کرنے والوں کوپسند کرتا ہے۔

وَ مَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا ۔۹۳

ترجمہ۔جوشخص کسی مومن کوقصداً قتل کردے تواس کی جزاءجہنم ہےاس میں ہمیشہ رہے گااوراس پراللہ کاغضب ہوگااوراس پراللہ کی لعنت ہوگی،اوراس کے لئے اللہ نے بڑاعذاب تیارفرمایا ہے۔

فسادفی الارض کی اقسام اور انسانی نفسیات اور سماج پر اس کے اثرات:

ماہرین کے مطابق ایک انسانی دماغ میں اندازاً دو کھرب (۲،۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) سے زائد خلیات پائے جاتے ہیں اب اگر یہ مان بھی لیا جائے کے اس وقت ایک اندازے کے مطابق پوری دنیا کی آبادی تقریباً ساڑھے چھ ارب انسانوں سے زائد ہے تو پھر بہ حیثیت مجموعی پوری نا سہی لیکن ۹۰ فیصد اقوام عالم کے دماغ میں پائے جانے والے ان خلیات میں اگر تخریب نافرمانی، شک وشبہات اور بے یقینی ہے تو یقیناً من حیث القوم اس نوع انسانیت کی تباہی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہے گا اور مختلف اقسام کے عذاب الٰہی کے علاوہ جسمانی، ذہنی، دماغی اور نفسیاتی بیماریوں سے ان کا واسطہ یقینی ہوگا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ [۹۴]

ترجمہ۔ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑ لیا، بعض پر ہم نے سخت ہوا بھیج دی، بعض کو چیخ نے پکڑ لیا، بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو غرق کر دیا، اللہ ایسا نہیں کے ان پر ظلم فرماتا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

فی زمانہ دنیا کا ہر انسان کسی نہ کسی سماجی، معاشی، معاشرتی، مالی، تعلیمی، جسمانی، دماغی، ذہنی یا نفسیاتی مسائل یا الجھن کا شکار ہے جس کی بے شمار وجوہات میں شامل عدم انصاف، عدم مساوات، عدم توجہ، عدم تحفظ، عدم استحکام، قرض کا بوجھ، گھریلو جھگڑے، شدید بیماریاں، شدید صدمات، احساس کمتری، احساس محرومی، مایوسی، تنہائی، المناکی، دھچکے، دہشت، پراسراریت، نفرت، نجات شرم، مدد کی پکار، ناکامی کا خوف، والدین کی طلاق یا علیحدگی، خاندانی دشمنی یا مسائل، جنسی مسائل، عشق میں ناکامی، اپنی بے وقعتی کا احساس، خودغرضی، پاگل پن، جنون، سزا، انتقام، احتجاج،

ہتھیار، سیاسی بیانات، وراثت، پریشانی، غلطی، غصہ، نا قابل معافی جرم، تکلیف، مالی مشکلات، بے گھر ہوجانا، بے روزگاری، ہم جنس پرستی، ایڈز، منشیات، شراب نوشی، شیزوفرنیا، ناکام شادیاں اور زمین جائیداد کے تنازعات وغیرہ ہیں پھر اس کے ساتھ ہی شک وشبہات، وسوسے، جلن، حسد، غرور وتکبر، انانیت، خودغرضی احساس برتری، مزاج کی تیزی، جلد بازی، اتہام، بہتان، غیبت، چغلی، جھوٹ، غم وغصہ اور دوسروں کی زندگی میں تجسس وغیرہ تاہم یہی وہ عوامل ہیں جن کی وجہ سے انسان کا نفس بیمار ہو جاتا ہے اور اس کی روح اور روحانی صلاحیتیں کمزور وناتواں ہوجاتی ہیں دوسری جانب وہ مسلسل ذہنی خلفشار کا شکار رہتا ہے جس کی وجہ سے روحانی، نفسیاتی اور ذہنی امراض وعلامات بسا اوقات جسم انسانی میں سرائیت ہوکر موذی جسمانی امراض کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

قابل غور نکتہ یہ ہے کے ہر برائی، گناہ ہے اور جتنے بھی رزائل اخلاق ہیں وہ سب کسی نا کسی درجے میں فساد فی الارض کی وجہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ایک صالح معاشرے اور مثالی شخصیت کی نشونما کے خدوخال کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی قیمتی اصولوں کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَيَدِہٖ ۔ ٩٥

ترجمہ۔ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب کامل مومن وہ ہے جو لوگوں میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو اور میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ سب سے بڑھ کر نرمی اور شفقت سے پیش آنے والا ہوں۔ ٩٦ے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا! سب سے بہترین اسلام کس کا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو ضرورت مندوں کو کھانا کھلائے اور ہر شخص کو سلام کرے چاہے وہ اُس کو جانتا ہو یا نا جانتا ہو۔ ٩٧ے

فساد فی الارض کی سزا:

اللہ کے یہاں بغاوت کی سزا بہت جلدی اور ظلم کی سزا بہت دیر میں ہے، بلاشبہ بغاوت اور جھوٹ انسان کو دین اور دنیا میں تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور عیب جوئی کرنے والوں کے عیوب کو ظاہر کر دیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ۔۹۸

ترجمہ۔ ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کے لئے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں بس یہی ہے کے وہ قتل کر دئے جائیں یا سولی دے دئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پیر الٹے سیدھے کاٹ دئے جائیں (سیدھا ہاتھ اور الٹا پیر) یا انھیں ملک سے نکال دیا جائے یہ ذلت تو ان کے لئے دنیا کی زندگی میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ مَا بَطَنَ وَ الۡاِثۡمَ وَ الۡبَغۡیَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ اَنۡ تُشۡرِکُوۡا بِاللّٰہِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطٰنًا وَّ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔۹۹

ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان سے کہو کے میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں۔

۱۔ بے شرمی کے کام (چاہے کھلے ہوں یا چھپے)۔

۲۔ گناہ (کبیرہ، صغیرہ)۔

۳۔ بغاوت (حق کے خلاف زیادتی)۔

۴۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (شرک)۔

۵۔اور یہ کے اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہنا جس کے متعلق تمھیں علم نہ ہو۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب نے فرمایا!تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ و آزمائش سے پناہ چاہتا ہوں اس لئے کے ایسا کوئی نہیں ہے، جو فتنوں کی لپیٹ میں نہ ہو بلکہ اگر کوئی پناہ مانگے تو گمراہ کرنے والے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ۔۱۰۰

ترجمہ۔اس بات کو جان لو کے تمھارا مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہیں۔

یعنی اللہ تعالی لوگوں کی آزمائش مال اور اولاد کے ذریعے سے کرتا ہے تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کے کون اپنی روزی پر ناراض ہے اور کون اپنی قسمت پر شاکر ہے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جنھیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی طرف سے گناہوں کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر بلاء و آزمائش میں پڑ گئے جو فتنہ کی آگ بھڑکائے گا وہ خود ہی اس کی لپیٹ میں آجائے گا۔فتنہ فساد کا جاری رہنا سب سے زیادہ عظیم مصیبت اور بلا ہے فتنہ رنج و غم کے ساتھ ہوتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا! میری جان کی قسم مستقبل میں ایسے فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے جن کی آگ میں مومن ہلاک ہوں گے اور غیر مسلم ان سے بچے رہیں گے۔

جو بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے وہ اسی سے قتل کر دیا جاتا ہے۔

بغاوت شر ہے۔بغاوت نعمتوں کو سلب کر دیتی ہے۔

بغاوت کے ساتھ ہرگز کوئی کامیابی نہیں۔

بغاوت بلاؤں کو دعوت دیتی ہے۔باغیوں کے لئے عذاب عظیم ہے۔

سب سے جلدی بغاوت، غداری اور جھوٹی قسم کی سزا ملتی ہے۔

بغاوت اچھے اچھوں کو پچھاڑ دیتی ہے۔ بغاوت موت کو قریب تر کر دیتی ہے۔
کتنی قریب ہیں باغیوں اور طاغیوں کی سزائیں۔
آپ نے فرمایا! میری جان کی قسم! مستقبل میں ایسے فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے جن کی آگ میں مومن ہلاک ہوں گے اور غیر مسلم ان سے بچے رہیں گے۔
اے لوگو! امت کے بڑے حصے کے پابند رہو بلاشبہ اللہ کی حمایت جماعت کے ساتھ ہے اور تفرقہ سے دور رہو کیونکہ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والا شیطان کے لئے اسی طرح ہوتا ہے، جیسے گلے سے الگ ہو جانے والی بھیڑ، بھیڑئے کے لئے ہوتی ہے۔
شیطان تمھارے مستحکم اجتماعات میں تفرقہ ڈال دیتا ہے اور تفرقہ کے ذریعہ فتنہ اور فساد پیدا کر دیتا ہے۔ آپؐ نے ایک دستے کو دشمن کی طرف بھیجتے ہوئے یہ نصیحت کی کے تفرقہ اور اختلاف سے پرہیز کرنا جب منزل اختیار کرنا تو ایک ہی جگہ اترنا اور جب کوچ کرنے کا وقت ہو تو سب ایک ساتھ کوچ کرنا۔
تفرقہ اہل باطل کا شیوہ ہے بھلے ہی وہ تعداد میں کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں جبکہ اتحاد و ہم آہنگی اہل حق کا طریقہ ہے اگر چہ وہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں۔ ۱۰۱؎
امیر المومنین حضرت علیؓ نے اپنے فرزند حضرت امام حسنؓ سے فرمایا! تم کسی کو جنگ کی دعوت نہ دینا لیکن جب کوئی للکار دے تو فوراً جواب دے دینا کیونکہ جنگ کی دعوت دینے والا باغی ہوتا ہے اور باغی بہر حال ہلاک ہونے والا ہے۔ ۱۰۲؎

سیکیٹرین ازم یا کمیونل ازم Sectarianism or Communalism:

یہ دونوں اصطلاحات فرقہ واریت کے لئے استعمال کی جاتی ہیں لیکن کمیونل ازم کی اصطلاح خاص طور سے ہندوستان کے دو مذہبی جماعتوں یا گروہوں کے لئے استعمال کی گئی جبکہ سیکیٹرین ازم کی اصطلاح دو مذاہب کے تصادم کے لئے نہیں بلکہ ایک ہی مذہب کے فرقوں میں تصادم یا اختلافات کے لئے استعمال کی جاتی ہے جیسے کے عیسائیت میں کیتھولک یا پروٹسٹنٹ فرقوں کی لڑائیاں یا مسلمانوں میں شیعہ سنی اختلافات وغیرہ۔

ویسے تو ہر مذہب کے اندر فرقے اور اختلافات پیدا ہوتے رہتے ہیں تفرقہ یا فرقہ کا مطلب پھوٹ ڈالنا جو کسی بھی مذہب میں اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے لیکن فرقے مذہب کے پھیلاؤ اور وقت کی تبدیلیوں کے سبب پیدا ہوتے ہیں یعنی کوئی بھی مذہب جب اپنے وطن سے نکل کر دوسرے علاقوں میں جاتا ہے تو اسے وہاں کی ثقافت، رسم ورواج اور عادات کے تحت بدلنا پڑتا ہے لہٰذا مذہب کی ثقافتی حیثیت پر معاشرے اور ملک میں بدلتی رہتی ہے۔

قانون نافذ کرنے والے ادارے جب ایک بار فسادات میں ملوث ہو جاتے ہیں تو ان کے کردار میں ظلم وتشدد آجاتا ہے اور وہ معاشرے کے ہر فرد کو مجرم سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرتے ہیں ان فسادات میں خواتین کی ایک بڑی تعداد بڑی شدت سے متاثر ہوتی ہے کیونکہ انھیں بربریت کا نشانہ بنانے کا یہی مقصد ہوتا ہے کے ان کی پوری کمیونٹی کو بے عزت کیا جارہا ہے۔

موجودہ دور میں بوسنیا کی مثال پیش کی جاسکتی ہے جہاں خواتین کو تشدد اور بربریت کا نشانہ بنایا گیا ظالم اور مخالف فرقہ نے اس تشدد سے مظلوموں کو یہ پیغام دیا کہ وہ کس قدر لاچار ومجبور اور بے بس ہیں کہ اپنی عزتوں کی حفاظت تک نہیں کرسکتے ہیں یہ عمل طاقت، تسلط اور مردانگی کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔جس سے نفرت اور مخالفت میں شدید اضافہ ہوتا ہے لیکن خواتین اس بہیمانہ تشدد کے نتیجے میں اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتی ہیں یا ان کی اکثریت خودکشی کو ترجیح دیتی ہے پھر معاشرہ بھی انھیں ہمدردی کے لائق نہیں سمجھتا اور وہ بغیر کسی وجہ کے عبرت کا نشان بن جاتی ہیں تاریخ کے مطالعے سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات، معاشرے کو تباہ وبرباد، ویران، پسماندہ اور افراد کی زندگیوں کو بے معنی بنادیتے ہیں۔

عذاب الٰہی کی سائنسی وجوہات:

اسلام اور سائنس دو الگ علوم نہیں ہیں قرآن کریم میں کائنات کے تمام معلوم اور نامعلوم علوم آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل درج کردئے گئے اگرچہ علوم کی کئی اقسام ایسی بھی ہیں جو کے ابھی دریافت یا معلوم نہ کی جاسکیں لیکن قرآن کریم میں ان علوم کا بھی تذکرہ موجود ہے چنانچہ قیامت

تک آنے والی نسلیں اپنے دور کے مروجہ علوم کی روشنی میں جب قرآن کریم کا مطالعہ کریں گی تو یقیناً وہ بھی اس حقیقت تک پہنچ جائیں گی تمام پیغمبروں (حضرت آدم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک) نے اپنے اپنے دور میں شعور انسانی اوران کی ذہنی سکت کوملحوظ رکھتے ہوئے اپنی قوم کو بتدریج سائنس، ٹیکنالوجی، جدید سائنسز اور روحانیت کے علوم سے سرفراز فرمایا یہ الگ بات ہے کہ ہر انسان اپنی ذہنی سکت اور استعداد کے مطابق ہی ان علوم سے استفادہ کرسکتا ہے۔

زیر نظر مقالہ عذاب الٰہی کی وجوہات پر تحریر کیا گیا ہے لہٰذا جہاں ان بھیجے جانے والے عذاب کی دیگر وجوہات ہیں وہیں پر اگر سائنسی علوم کی روشنی میں ان بھیجے جانے والے عذاب کا تجزیہ کیا جائے تو بھی کئی حیرت انگیز رموز واسرار سے پردہ اٹھتا ہے جیسا کے قرآن یہ کہتا ہے۔

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۔۱۰۳

ترجمہ۔ہم نے ان پر بانجھ ہوا بھیجی وہ جس چیز پر سے گزرتی ہے اس کو بوسیدہ ہڈیوں کی مانند کئے بغیر نہ چھوڑتی۔

عربی زبان میں لفظ الْعَقِيْمَ بانجھ عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو کے بے اولاد ہو جبکہ اس آیت میں لفظ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایسی بانجھ اور خشک ہوا جو اپنے ساتھ بادلوں اور بارش کو نہیں لاتی، اسی طرح سے قرآن کریم میں ایک جگہ عذاب یو م الْعَقِيْمَ کا ذکر بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں تباہ کردینے والے دن کا عذاب یعنی ایسا عذاب کے جس سے اس قوم کی نشونما اور صلاحیتیں سلب ہوجائیں اور ان کی جڑ کٹ کر رہ جائے۔۱۰۴ ۔

عربی زبان میں 'رم العظم' بوسیدہ اور گلی سڑی ہڈی کو کہتے ہیں یعنی قوم عاد پر اللہ نے ایسی آندھی بھیجی جو جس جگہ اور چیز پر سے گزری اس نے اس کو تباہ و برباد اور بوسیدہ اور چورا چورا کردیا۔۱۰۵ ۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کے ہزاروں سال قبل پیش آنے والے ان واقعات اور بانجھ ہواؤں کے

اثرات آج تک ان علاقوں کے شہروں، گلی کوچوں، درودیواروں پہاڑوں، سمندروں، ریت کے ذرات، فضاؤں، ہواؤں اور آبی ذخائر میں موجود ہیں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اس جانب واضح اشارہ پیش کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی سرزمین ہے، مسلمانوں نے ان کے کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا بھی گوندھا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کے جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دیا جائے اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید حکم دیا کے تم لوگ اگر پانی پینا چاہو تو اس کنویں سے پیو جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔[106]

مندرجہ بالا حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے عذاب یافتہ علاقوں سے گزرتے وقت خاص احتیاط کی جانب واضح اشارہ موجود ہے، 'الرِّيحَ الْعَقِيمَ ' کے لغت میں ایک معنیٰ 'بانجھ ہوا' کے بھی ہیں یعنی ایسی ہوا جو کے براہ راست تولیدی نظام کو متاثر کرے کیونکہ اس بانجھ ہوا میں تابکاری کی تمام صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں پھر یہ کے آج سے ہزاروں سال قبل لوگ تابکاری کی سائنسی اصطلاح سے بھی ناواقف تھے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کی فہم کے مطابق انھیں ایسی عذاب یافتہ بستی کی کسی بھی شے کو استعمال کرنے سے سختی سے منع کیا، تابکاری پیدا کرنے والے عناصر کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کے یہ دیگر عام عناصر کے ایٹمز کے برعکس زیادہ توانائی کے حامل ہوتے ہیں، نیوٹران، پروٹان یا پھر ان میں موجود فاضل توانائی کے اخراج سے تابکار شعاعیں پیدا ہوتی ہیں اور تابکار شعاعوں کے اخراج کو انگریزی زبان میں

Ionizing Radiation بھی کہا جاتا ہے اس عمل کے دوران یہ عناصر دوسرے تابکار عناصر میں تبدیل ہوجاتے ہیں اور اٹامک نمبر کے ساتھ ساتھ ان کا اٹامک وزن بھی تبدیل ہوجاتا ہے اس عمل کو سائنسی زبان میں Radio Activity کہا جاتا ہے سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے تابکاری کے اثرات کڑی در کڑی اپنا سفر جاری رکھتے ہیں اور آج بھی زمین پر اس دور یا پھر دور اول کے اثرات پائے جاتے ہیں جب زمین پر زندگی کے آثار بھی موجود نہ تھے اگرچہ روزمرہ

استعمال کی بے شمار اشیاء سے بھی خطرناک تابکاری کی شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جس سے انسانی حیات اور صحت بری طرح سے متاثر ہوتی ہے اور کئی لاعلاج بیماریاں بھی وقوع پذیر ہوتی ہیں یہی نہیں بلکہ ان تابکار شعاعوں کے اثرات سے انسانی، حیوانی اور نباتاتی تولیدی نظام بھی بری طرح سے متاثر ہوتا ہے لہٰذا بالفاظ دیگر تابکار شعاعیں دراصل بانجھ ہوا ہی ہے۔ سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے جدید اسلحہ جس میں Radiological Weapons، ایٹم بم ہائیدروجن بم، نیوٹران بم، کوبالٹ بم اور پھر اس جیسے نا جانے کتنے ہی خطرناک ہتھیار جو کے انسانیت کی تباہی کے لئے بنائے گئے ہیں ان کے استعمال سے انتہائی شدید اور مضر صحت تابکار شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جو کے عمارتوں، زمین، فضاء، ہوا، پانی، دریا، سمندر، کنویں، کھیت کھلیانوں، چٹانوں اور پہاڑوں میں سرائیت کر جاتے ہیں اور پھر ہزاروں سال تک ان میں سے ان شعاعوں کا اخراج ہوتا رہتا ہے کوبالٹ بم کے بارے میں سائنسدانوں کا یہ ماننا ہے کے یہ بم جس جگہ گرایا جائے گا اس سے خارج ہونے والی تابکار شعاعیں بادلوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے اس علاقے کی تمام حیات کو ختم کر دیتی ہیں اور یہ سلسلہ برسہا برس تک جاری رہتا ہے پھر یہی نہیں بلکہ اب تو کچھ ایسے بم بھی ایجاد کر لئے گئے ہیں جو جب کسی علاقے میں پھینکے جائیں گے تو وہاں کی آکسیجن کو مکمل طور پر ختم کر دیں گے جس کی وجہ سے وہاں حیات کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ آکسیجن پر ہی تمام ذی نفوس کی زندگی کا دارومدار ہے۔

ہیروشیما اور ناگاساکی کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جب ۱۹۴۵ء میں امریکہ نے ان علاقوں پر ایٹم بم برسائے تو ہزاروں افراد ہلاک ہو گئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ معذور اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۸۰ فیصد افراد کینسر جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہوئے جبکہ عرصہ دراز تک اس علاقے میں معذور بچے پیدا ہوتے رہے پھر اس دھماکے کے بہت سال بعد جب ایک سروے کیا گیا تو معلوم ہوا کے اس دھماکے سے پیدا ہونے والے تابکاری کے اثرات آج بھی دنیا کی فضاؤں میں موجود ہیں اور انھیں آلودہ کئے ہوئے ہیں یہاں تک کے امریکہ کے شمال میں واقع غیر آباد خطہ آرکٹک میں بھی ان تابکار آلودگی کے اثرات پائے گئے یہی نہیں بلکہ یہ تابکار شعاعیں کڑی در کڑی سفر کرتے ہوئے غذاؤں اور پانی میں بھی موجود ہیں اور نسل انسانی کو شدت سے

متاثر کر رہی ہیں۔

۲۸ اپریل ۱۹۸۶ء میں روس کا چرنوبل ایٹمی پلانٹ جب ایک شدید دھماکے سے پھٹ گیا تو اس کی تباہی اور تابکاری کے اثرات سے اسی وقت سینکڑوں افراد ہلاک اور بے شمار افراد زخمی ہو گئے جب کہ فوری طور پر پلانٹ کے اردگرد کا تقریباً ایک سو پچاس مربع کلومیٹر کے رقبے کو اگلے کئی عشروں تک کے لئے آلودہ قرار دیتے ہوئے بند کر دیا گیا جس کی وجہ سے ایک لاکھ پینتیس ہزار افراد کو نقل مکانی کرنا پڑی لیکن چرنوبل سے خارج ہونے والی ان تابکار شعاعوں نے فصلوں، پانی ہوا اور فضاء کو بھی شدت سے متاثر کیا اور یہ آلودگی کڑی در کڑی سفر کرتے ہوئے اسکینڈے نیویا اور مشرقی یورپ اور اس سے بھی آگے کئی ممالک میں سرائیت کر گئی۔

تابکار عناصر جن میں بیریم، کرپٹان، کیوریم، آئیوڈین اور سیزیم سرفہرست ہیں ان میں سے ہر ایک عنصر ایک مخصوص انسانی جسمانی عضو کو متاثر کرتے ہوئے ان اعضاء کے خلیات اور بافتوں کی کارکردگی اور ساخت میں تبدیلی اور پیچیدگی پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے کئی خطرناک بیماریاں جن میں کینسر اور ایڈز جیسے مہلک امراض شامل ہیں پیدا ہوتے ہیں مثلاً بیریم کی ساخت چونکہ کیلشیئم سے مشابہہ ہے لہٰذا یہ انسانی ہڈیوں اور دانتوں کو، سیزیم کی ساخت پوٹاشیئم سے مماثل ہے لہٰذا یہ انسانی پٹھوں اور بافتوں کو جبکہ آئیوڈین کے تابکار ذرات تھائیرائیڈ گلینڈز میں جمع ہو کر اس عضو اور اس کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں چونکہ تمام نیوکلیائی ذرات کے اثرات اور اہداف ایک دوسرے سے مختلف ہیں لہٰذا وہ اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے مختلف انسانی، حیوانی اور نباتاتی حیات پر اپنے شدید اثرات مرتب کرتے ہیں سائنسدانوں کے مطابق تابکار عناصر زمین پر انسانی حیات سے قبل بھی موجود تھے مثلاً تھورون گیس اور ریڈان گیس وغیرہ ان گیسیز سے خارج ہونے والے آئسوٹوپس انسانی حیات کے لئے ضرر رساں ہیں چونکہ یہ گیسیز فضاء میں پائی جاتی ہیں لہٰذا یہ انسانی جسم میں عمل تنفس کے ذریعے سے با آسانی داخل ہوتی ہیں دوسری جانب خلاء سے زمین پر کاسمک ریز کا نزول بھی ہوتا ہے یہ کاسمک ریز اپنے فضاء سے زمین پر نزول کے سفر میں مزید تابکار شعاعوں کو جنم دیتی ہیں جبکہ سائنسدانوں نے مزید یہ انکشاف بھی کیا ہے کے زمین کی تہہ میں بھی قدرتی طور پر کئی تابکار عناصر اور اجزاء پائے جاتے ہیں ان تابکار عناصر کی

مقدار اور اخراج مختلف علاقوں اور ممالک میں الگ الگ ہے لہٰذا یہ اپنے اخراج کے اعتبار سے مختلف انسانوں پر مختلف انداز اور مقدار سے اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ مختلف افراد میں ان تابکار شعاعوں کے انجذاب کی شرح بھی الگ ہے اوسطاً ۹۵ فیصد افراد کے جسم میں ان عناصر کے 0.6.0.3 ملی سیورٹ (تابکاری ناپنے کا پیمانہ) جذب ہوتے ہیں لیکن کئی خطوں میں یہ مقدار 1.4 ملی سیورٹ تک بھی پائی جاتی ہے برازیل کے ایک پہاڑی علاقے میں انسانی جسم میں تابکار عناصر کی مقدار ۲۵ ملی سیورٹ تک ریکارڈ کی گئی ہے۔

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کے ان علاقوں میں تابکار عناصر سے شعاعوں کا اخراج قدرتی طور پر بہت زیادہ ہے لہٰذا وہ علاقہ لوگوں سے خالی کروالیا گیا۔

ایک دوسری تحقیق کے مطابق بھارت، فرانس اور نائیجریا کے کئی علاقوں میں یہ مقدار ۴۰۰ ملی سیورٹ تک بھی ریکارڈ کی گئی جبکہ تحقیق میں آگے یہ بھی بتایا گیا ہے کے ان علاقوں کے در و دیوار، مکانات، سڑکوں، گزرگاہوں حتیٰ کے آبی ذخائر تک میں یہ تابکار عناصر بڑی مقدار میں سرائیت کر چکے ہیں۔

انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی (AEA) اور عالمی ادارہ صحت (WHO) نے غیر قدرتی ذرائع سے انسانی جسم میں داخل ہونے والے تابکار عناصر کی محفوظ مقدار کی حد ۵ ریم یا سیورٹ فی ۳۰ سال مقرر کی ہے لیکن یہ بھی ایک لمحہ فکر یہ ہے کے روز افزوں ترقی کے اس تیز سفر میں کئی ایسی ایجادات جو انسانی زندگی کے لئے اب لازم وملزوم کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں ان سے بھی خطرناک تابکار شعاعوں کا مسلسل اخراج ہوتا رہتا ہے جو انسانی حیات اور ماحول کو مستقل طور پر آلودہ کرنے کا ایک اہم سبب ہیں۔

قانون قدرت سے انحراف کے نتیجے میں اقوام کو اس کی بڑی بھاری قیمت چکانی پڑتی ہے اگر ہم اپنے اطراف پر نظر دوڑائیں تو ہم یہ دیکھیں گے کے نت نئے جسمانی، دماغی، نفسیاتی اور ذہنی امراض کی ایک طویل فہرست ہے جس میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہی ہو رہا ہے وسائل کے انبار کے باوجود افراد تنگی روزی کا شکار ہیں، ازدواجی بندھن کسی بوجھ سے کم نہیں، ناگہانی اموات اور حادثات روز کا معمول بن چکے ہیں، کہیں والدین کو اپنی اولاد سے اور کہیں اولاد کو اپنے

والدین سے ناختم ہونے والی شکایات ہیں پھر بنی نوع انسانیت چاہے اس کا تعلق ترقی یافتہ مما لک سے ہو یا پسماندہ، دونوں ہی ایک تکلیف دہ عدم تحفظ کا شکار ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا وَّ نَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى۔۱۰۷

ترجمہ۔ جولوگ میرے احکامات کو بھول جائیں گے، ہم ان کی روزی کو تنگ کردیں گے اور قیامت میں انھیں اندھا بنا کر اٹھائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی امت کی سرکشی، نافرمانی اور گناہوں کی آلودگی کے حوالے سے فرمایا، حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت ضرور خمر (انگور کی شراب) کا نام بدل بدل کر پیتی رہے گی اور اس کے سروں پر آلات موسیقی بجتے رہیں گی اور گانے والیاں گاتی رہیں گی حتیٰ کے اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بندر اور خنزیر بنا دے گا۔۱۰۸

حضرت علیؓ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب میری امت پندرہ قسم کے کام کرے گی تو اس پر بلائیں اور مصائب نازل ہوں گے۔

۱۔ جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنالیا جائے گا۔

۲۔ امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے گا۔

۳۔ زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔

۴۔ مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔

۵۔ اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا۔

۶۔ مرد اپنے دوست کے ساتھ نیکی کرے گا۔

۷۔ اپنے باپ کے ساتھ بدی کرے گا۔

۸۔ مساجد میں شور کیا جائے گا۔

۹۔ ذلیل آدمی کو قوم کا سردار بنا دیا جائے گا۔
۱۰۔ کسی انسان کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے گی۔
۱۱۔ شراب پی جائے گی۔
۱۲۔ ریشم پہنا جائے گا۔
۱۳۔ امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہیں گے۔
تو اس وقت سرخ آندھیوں اور زمین میں دھنسائے جانے اور مسخ کئے جانے کا انتظار کرو۔۱۰۹؎

سورہ الۡفِیۡلِ کے عجائبات:

اہل روحانیت، صوفیاء اور اولیاء نے سورہ الفیل کے نہایت حیرت انگیز اور عجیب وغریب اثرات کا ذکر کیا ہے۔
۱۔ بالخصوص اس سورہ کو حصار باندھنے کے لئے اس کے ورد کی طاقت کے نتائج کو مضبوط ترین تصور کیا جاتا ہے۔
۲۔ علماء لکھتے ہیں، اس سورہ کے ورد سے شیطانی قوتوں کا زور ٹوٹتا ہے، بدروح اور ہمزاد کے برے اثرات کو بھی یہ سورہ زائل کرتی ہے۔
۳۔ یہ سورہ نظر بد اور حسد کے اثرات کو بھی ختم کرتی ہے۔
اگرچہ مفسرین اور محدثین نے اس سورہ کے فضائل اور برکات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

سورہ الۡفِیۡلِ میں حسابی پہلو:

سورہ الۡفِیۡلِ۔ میں علم الاعداد اور علم الحروف کے اسرار و رموز پوشیدہ ہیں۔
ترتیب کے اعتبار سے یہ سورہ قرآن کریم کی ۱۰۵ نمبر کی سورہ ہے، جس کا عدد ۶ بنتا ہے، اگرچہ اس کی کل آیات ۵ ہیں لیکن اگر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے ساتھ پڑھی جائیں تو پھر ان آیات کی تعداد ۶ ہو جاتی ہے، تاہم اس سورہ کے کل الفاظ ۲۴ ہیں، جس کا ابجدی عدد بھی ۶ ہے،

علم الاعداد اور علم حروف میں ٦ کا ہندسہ کائنات کی صعودی حرکت کہلاتا ہے، جب ہر زاویہ سے الفاظ اور ہندسوں کے ساتھ کوئی عدد بار بار آئے تو عدد کی یہ حرکت دائرے میں بدل جاتی ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کے یہ سورہ دائرے میں کام کرتی ہے اور دائرہ یعنی Circle روحانیت اور غیبی دنیا کی حرکت سمجھا جاتا ہے، روحانیت میں مادی دنیا کا حرکتی نظام تکون (Triangle) کہلاتا ہے۔

اس سورہ کا آغاز ہی کشف والہام کی صلاحیت سے شروع ہوتا ہے، اللہ تعالی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمار ہے ہیں! کیا تم نے نہیں دیکھا ہم نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

حوالہ کتب:

١۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
٢۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
٣۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ١۴١۴ھ۔
۴۔ سورہ الفیل۔ آیت۔ ١۔
۵۔ سورہ الفیل۔ آیت۔ ٢۔
٦۔ سورہ الفیل۔ آیت۔ ٣۔
٧۔ سورہ الفیل۔ آیت۔ ۴۔
٨۔ سورہ الفیل۔ آیت۔ ۵۔
٩۔ جامع البیان۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ٣١١ھ)۔ ج۔ ٣٠۔ ص۔ ٣٨٢۔ مطبوعہ دار المعرفہ۔ بیروت۔ ١۴٠٩ھ۔
معالم التنزیل۔ امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵١٦ھ)۔ ج۔ ۵۔ ص۔ ٣٠٨۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ١۴١۴ھ۔
١٠۔ معالم التنزیل۔ امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵١٦ھ)۔ ج۔ ۵۔ ص۔ ٩۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ١۴١۴ھ۔
١١۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
١٢۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
١٣۔ جامع البیان۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ٣١١ھ)۔ رقم الحدیث۔ ٢٩٣٩٨۔ مطبوعہ دار المعرفہ۔ بیروت۔ ١۴٠٩ھ۔

۱۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۹۶۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۱۵۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔ص۔۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۱۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۰۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۱۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
سنن ابو داؤد۔امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۲۴۔موطا امام مالک۔امام مالک بن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۲۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۶۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۲۷۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۲۸۔سورہ یونس۔آیت۔۸۵۔
۲۹۔سورہ النساء۔آیت۔۹۱۔
۳۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۶۔
۳۱۔سورہ الصافار۔آیت۔۱۶۲۔
۳۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۹۔
۳۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۳۔
۳۴۔سورہ الحج۔آیت۔۱۱۔
۳۵۔سورہ طحہ۔آیت۔۴۰۔
۳۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۳۔
۳۷۔سورہ انفال۔آیت۔۳۹۔
۳۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۳۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۱۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ دارا حیاء التراث العربی بیروت۔
۴۲۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۳۔
۴۳۔سورہ ھود۔آیت۔۱۱۷۔
۴۴سورہ ھود۔آیت۔۱۱۶۔
۴۵۔سورہ ھود۔آیت۔۱۱۷۔
۴۶۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۴۷۔سورہ انفال۔آیت۔۴۳۔
۴۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۶۔
۴۹۔سورہ یونس۔آیت۔۴۰۔
۵۰۔سورہ النحل۔آیت۔۸۸۔
۵۱۔سورہ روم۔آیت۔۴۱۔
۵۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۔
۵۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۵۱۔
۵۴۔سورہ محمد۔آیت۔۲۱۔۲۲۔
۵۵۔سورہ القصص۔آیت۔۷۷۔
۵۶۔سورہ یونس۔آیت۔۸۱۔
۵۷۔سورہ مومنون۔آیت۔۷۔
۵۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۲۲۔
۵۹۔سورہ فجر۔آیت۔۱۰۔۱۳۔
۶۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۲۷۔
۶۱۔سورہ القصص۔آیت۔۴۔
۶۲۔سورہ مومن/ غافر۔آیت۔۲۶۔
۶۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۳۔
۶۴۔سورہ یونس۔آیت۔۹۱۔
۶۵۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۲۹۔
۶۶۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۱۷۔

۶۷۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۳۶۔
۶۸۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۳۷۔
۶۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۴۔
۷۰۔سورہ نمل۔آیت۔۴۸۔۴۹۔
۷۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۳۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۲۴۔
۷۴۔سورہ کہف۔آیت۔۹۴۔
۷۵۔سورہ کہف۔آیت۔۹۵۔
۷۶۔سورہ کہف۔آیت۔۸۰۔
۷۷۔سورہ قصص۔آیت۔۷۶۔
۷۸۔سورہ قصص۔آیت۔۷۷۔
۷۹۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۲۔
۸۰۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۳۔
۸۱۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۴۔
۸۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۲۔
۸۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۰۔
۸۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۸۔
۸۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۸۔
۸۶۔سورہ نحل۔آیت۔۸۸۔
۸۷۔سورہ ص۔آیت۔۲۸۔
۸۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۶۔
۸۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۹۰۔سورہ انفال۔آیت۔۵۶۔
۹۱۔سورہ قصص۔آیت۔۸۳۔
۹۲۔سورہ الحجرات۔آیت۔۹۔
۹۳۔سورہ النساء۔آیت۔۹۳۔
۹۴۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۴۰۔
۹۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۹۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۹۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۹۸۔سورہ مائدہ۔آیت ۳۳۔
۹۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۳۔
۱۰۰۔سورہ انفال۔آیت۔۲۸۔
۱۰۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۰۲۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مطبوعہ ایران و مطبوعہ کراچی۔
۱۰۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۲۔۴۱۔
۱۰۴۔لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔ص۔۱۱۸۳۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء
۱۰۵۔لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔ص۔۸۲۷۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب زہد و رقاق۔ج۔۷۔ص۔۸۶۵۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۰۷۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۲۴۔
۱۰۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۰۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث ۲۲۱۰۔مطبوعہ دارالفکر۔

۱۰۶۔سورہ قُرَيْشٍ

(ادھر ادھر سے چیزیں اکھٹی کرنا)

نام:

قُرَيْشٍ عربی زبان کا لفظ ہے، جو قرش سے مشتق ہے، اس کے معانی ادھر ادھر سے چیزیں اکھٹی کرنا۔ا؎

مکہ کا ایک قبیلہ جس کا نام قریش ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق اسی قبیلے سے تھا۔

شانِ نزول:

سورہ قُرَيْشٍ مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۴ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ، آیت ۔لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ۔ مکہ میں نازل ہوئی۔۲؎

مضامین:

ا۔قبیلہ قُرَيْشٍ پر اللہ کے کئے گئے احسانات اور انعامات کا ذکر۔

قبیلہ قُرَيْشٍ کا اعزاز:

اللہ تعالی نے قبیلہ قُرَيْشٍ کو یہ اعزاز عطا فرمایا کے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی قبیلے میں

بھیجا، قبیلہ قُرَیۡشٍ اہل عرب میں اور دیگر قبائل میں عرصہ دراز سے فضیلت رکھتا تھا، اس قبیلے کے معزز افراد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اباؤ اجداد تے وہ تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے اور دور دراز کے تجارتی سفر کیا کرتے تھے، لیکن اس دور میں سفر نہایت پر خطر ہوا کرتے چنانچہ انھیں سفری مشکلات درپیش رہا کرتیں، قرآن کریم میں قبیلہ قُرَیۡشٍ کی انھی مشکلات کو اللہ نے آسانی میں بدل دیا کا ذکر فرمایا گیا۔

ابن زیدؒ بیان کرتے ہیں، قبیلہ قُرَیۡشٍ کے تجارت کی غرض سے دو سفر ہوتے۔

ا۔ گرمی میں شام کی طرف۔ ۲۔ سردی میں یمن کی طرف۔ ۳؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ۔ ۴

ترجمہ۔ قریش کی الفت رکھنے کی وجہ سے۔

اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ۔ ۵

ترجمہ۔ ان کی وہ الفت جو سردی اور گرمی کے سفر کرنے سے ہے۔

فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِ۔ ۶

ترجمہ۔ ان کو چاہیے کے وہ اس بیت کے رب کی عبادت کریں۔

الَّذِيۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ۔ ۷

ترجمہ۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور انہیں خوف سے امن دیا۔

قُرَیۡشٍ کی کئی وجہ تسمیہ ہے جس میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

قبیلہ قُرَیۡشٍ کو اس لئے بھی قُرَیۡشٍ کہا جاتا تھا کیونکہ وہ حرم میں جمع ہوتے تھے۔

تقُرَیۡشٍ کے معانی سامان تجارت کو پہلے خریدنا قبیلہ قریش چونکہ تجارت کے پیشے سے منسلک تھے چنانچہ وہ بہت جلد چیزوں اور سامان تجارت کو خرید لیا کرتے اور انھیں بہت جلد اکھٹا کر لیا کرتے۔

قُرَیۡشٍ نضر بن کنانہ (قریش کے جد امجد) ہیں، ایک دن انھوں نے اپنے آپ کو کپڑے میں

سمیٹ لیا چنانچہ اس نسبت سے ان کا نام قریش پڑ گیا۔

قُرَشٍ سے مراد بڑی وھیل مچھلی جس سے دوسرے سمندری جانور ڈرتے ہوں اسی وجہ سے قبیلہ قُرَیْشٍ کو بھی قُرَیْشٍ کہا جانے لگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت امیر معاویہؓ نے قُرَیْشٍ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا!

قُرَشٍ سمندر کا ایک طاقتور ترین جانور (وھیل مچھلی) ہے، یہ مچھلی دیگر مچھلیوں کو کھا جاتی ہے لیکن اس مچھلی کو کوئی نہیں کھا سکتا ہے اور وہ مچھلی ہمیشہ دوسری مچھلیوں پر غالب ہی رہتی ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتی۔

قبیلہ قُرَیْشٍ کا یہ نام ان کے جد قریش بن مخلد بن غالب بن فہر کی وجہ سے پڑا یہ تجارتی قافلے کے سالار کی حیثیت سے جانے مانے جاتے۔

ازھری کہتے ہیں کے کیونکہ سرداران قبیلہ قُرَیْشٍ بڑے بڑے تجارتی قافلوں کے منتظمین تھے اور بڑے تواتر سے ان کے کامیاب تجارتی سفر اندرون ملک اور بیرون ملک ہوا کرتے تھے چنانچہ اسی نسبت سے انھیں قریش کہا جانے لگا۔ ۸

قُرَیْشٍ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی بیوی جناب ہاجرہ علیہ السلام اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو سرزمین حجاز میں بسایا بعدازاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے، جن میں قیدار نامی بیٹے بڑے نامور تھے چنانچہ ان کا خاندان بنو قیدار بہت پھلی پھولی جو آگے جا کر کئی معزز خاندانوں میں منقسم ہوئی انھی نامور خاندانوں میں سے ایک قبیلہ قریش بھی تھا، جو عرب کا نہایت بااثر، متمول اور باعزت خاندان کی حیثیت سے جانا جاتا تھا تاہم اسی خاندان کے ایک نامور چشم و چراغ قصی بن کلاب بھی تھے جو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی قُرَشِی ہے۔ اسی مناسبت سے قرآن کریم میں ایک سورہ قُرَیْشٍ بھی ہے۔

قریش کے فضائل کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انا قرشی یعنی میں قرشی ہوں۔ ۹؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اوران میں سے اوپر والے آسمانوں کو اپنے لئے پسند فرمایا اوراس میں سکونت اختیار کی اور باقی آسمانوں میں اپنی مخلوقات میں سے جیسے چاہا سکونت دی پھر اللہ نے مخلوقات کو پیدا کیا اور مخلوقات میں سے بنی آدم کو پسند کیا اور بنی آدم میں سے عربوں کو پسند کیا، اور عربوں میں سے مضر کو پسند کیا اور مضر میں سے قریش کو پسند کیا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو پسند کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو پسند کیا سو میں پسندیدہ لوگوں میں سے پسند کیا گیا ہوں۔ ۱۰؎

حضرت واثلہ بن الاسقعؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چن لیا، اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو چن لیا اور قُرَیْشٍ میں سے بنوھاشم کو چن لیا اور بنوھاشم میں سے مجھ کو چن لیا۔ ۱۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس دین میں لوگ قریش کے تابع ہیں مسلمان، مسلمان کے تابع ہیں اور کافر کافر کے تابع ہیں۔ ۱۲؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگ خیر اور شر میں قُرَيْشٍ کے تابع ہیں۔ ۱۳؎

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسلام بارہ خلفاء تک مسلسل غالب رہے گا اور وہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔ ۱۴؎

حضرت عسدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے قُرَيْشٍ کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا اللہ اس کو ذلیل کر دے گا۔ ۱۵؎

حضرت ام ہانیؓ بنت ابی طالب بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! اللہ تعالی نے سات وجوہات کی بناء پر قُرَيْشٍ کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔

۱۔ میں قُرَشِی ہوں۔ ۲۔ نبوت قُرَيْشٍ میں ہے۔

۳۔حجابت قریش میں ہے۔
۴۔زمزم سے پانی پلانے کا منصب قریش کے پاس ہے۔
۵۔اللہ نے اصحاب الفیل کے خلاف اہل قُرَیْشٍ کی مدد فرمائی۔
۶۔اہل قُرَیْشٍ نے ان دس سالوں میں بھی اللہ کی عبادت کی جب کوئی اللہ کی عبادت نا کرتا تھا
۷۔اللہ نے اہل قُرَیْشٍ سے متعلق قرآن کریم میں ایک سورۃ نازل فرمائی۔۱۶

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۔سورہ القریش۔آیت۔۱۔
۵۔سورہ القریش۔آیت۔۲۔
۶۔سورہ القریش۔آیت۔۳۔
۷۔سورہ القریش۔آیت۔۴۔
۸۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۹۔حدیث نبوی ﷺ۔
۱۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)۔مطبوعہ دارالنفائس
۱۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔باب خصائل نبوی ﷺ۔مطبوعہ دارالفکر۔
مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی۔۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔باب خصائل نبوی ﷺ۔مطبوعہ دارالفکر۔
۱۶۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔

۱۰۷۔سورہ الماعون

(روزمرہ کی اشیاء جو ادھار میں لی جاتی ہوں)

نام:

الماعون عربی زبان کا لفظ ہے، اس سے مراد روزمرہ کی چیزیں ادھار دینا۔

شانِ نزول:

سورہ الماعون مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۷ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ مکہ میں نازل ہوئی۔ ا؎

مضامین:

۱۔ دین کی تکذیب کرنے والوں کا ذکر۔
۲۔ معمولی چیزیں دینے سے منع کرنے والوں کا ذکر۔
۳۔ یتیم کو کھانا نا کھلانے والوں کا ذکر۔
۴۔ نماز سے غفلت اور ریا کاری کرنے والوں کا ذکر۔

روزِ جزا کو جھٹلانے والے:

ہر دور میں اور ہر پیغمبر کی قوم نے یہ سوال اٹھایا کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کیسے ممکن ہے؟

ہم اور ہمارے آباؤاجداد مرنے کے بعد مٹی ہوجائیں گے یا لوہا بن جائیں گے تو پھر ہم دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے؟ یہ سوالات بڑی کثرت سے پوچھے گئے، جس کا قرآن کریم نے بھی نہایت مفصل جوابات عطا کیئے، جبکہ انبیاء کرام نے بھی بتایا کے یہ سب کچھ اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خادوندی ہے!

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ۔ ۲

ترجمہ۔کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے۔

حسنؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ سے مراد ہے حساب۔ ۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ سے مراد اللہ کے حکم کو جھٹلانا۔ ۴؎

دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں:

اللہ تعالی کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں۔

اس حوالے سے قرآن کریم میں بے شمار آیات موجود ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا۔ ۵

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج درفوج چلے آوگے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا
مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ ۶

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے وہ سب فنا ہوجائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ اچانک دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ
الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا
الْمَصِيْرُ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا

يَسِيْرٌ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ
بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ۔ ۷

ترجمہ۔اے مخاطب غور سے سن جب منادی قریب کی جگہ سے پکارے گی جس دن لوگ چیخ کی آواز کو برحق سنیں گے یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے جس دن زمین پھٹ جائے گی تو وہ دوڑتے ہوئے نکلیں گے یہ حشر بپا کرنا ہم پر بہت آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ کفار کررہے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں پس آپ ان کو قرآن سے نصیحت فرمائے جو میرے عذاب کی وعید سے ڈرتا ہو۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ۔ ۸

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا پس وہ اس وقت اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیز تیز چلنے لگیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے استفسار:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بارے میں جب اللہ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے کیا تمھیں اس پر یقین نہیں ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کے یقین تو ہے لیکن پھر بھی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کے یہ کس طرح سے ہوگا؟

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ
قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ
اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ
سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ ۹

ترجمہ۔پس چار پرندے لے لو اور انھیں اپنے سے مانوس کر لو پھر (ذبح کر کے) ان کے جز کو چاروں طرف پہاڑ پر ڈال دو پھر انھیں بلاؤ تو وہ (اللہ کے حکم سے) تمھارے پاس دوڑے چلے

آئیں گے اور تم جان لو کے اللہ بے شک غالب اور حکمت والا ہے۔

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔جس دن وہ اپنی قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کے وہ کسی مطلوب کی طرف تیز تیز جا رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ سے یہ کہا یہ دنیا فانی ہے اور یہاں سے ایک دن ہم چلے جائیں گے اور روز قیامت ہم دوبارہ اٹھیں گے تو کفار مکہ نے یہ کہا بھلا ہم اور ہمارے باپ دادا جو مٹی ہو چکے وہ بھلا دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے۔

اس پر ارشاد خداوندی ہوا!

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَه قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔ ۱۱

ترجمہ۔انھوں نے کہا جب ہڈیاں بوسیدہ ہو کر گل جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر پیدائش کو خوب جاننے والا ہے۔

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ۔ ۱۲

ترجمہ۔تو کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ وہ اپنے از سر نو پیدا ہونے کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ۔ ۱۳

ترجمہ۔ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے جیسے پلک کا جھپکنا۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَه كُنْ فَيَكُوْنُ۔ ۱۴

ترجمہ۔جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس چیز سے فرماتا ہے کے کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتی ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ۔ ۱۵

ترجمہ۔جس دن لرزنے والی لرز جائے گی پھر پیچھے آنے والی اس کے پیچھے آئے گی بہت سے دل اس دن لرز رہے ہوں گے۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ۔ ١٦

ترجمہ۔اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہے،جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اس بچے سے غافل ہوجائے گی جس کو اس نے دودھ پلایا تھااور ہر حاملہ اپنا حمل کرادے گی اور اے مخاطب تو لوگوں کو مخمور دیکھے گا حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ۚ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ ١٧

ترجمہ۔وہ مردوں کو زندہ کرنے پر ضرور قادر ہے کیوں نہیں بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ ١٨

ترجمہ۔اگر تم تعجب کرو تو باعث تعجب تو ان کا یہ قول ہے،کیا ہم مٹی ہوجانے کے بعد از سر نو پیدا ہوں گے؟ یہی وہ لوگ ہیں کے جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور یہی وہ لوگ ہیں کے جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ جب تک چاہے گا لوگ اس عذاب میں مبتلا رہیں گے اور ایک طویل عرصہ تک لوگوں کی یہ حالت رہے گی پھر اللہ تعالی حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کے وہ موت کا صور پھونکیں تو اللہ کے حکم کے مطابق حضرت اسرافیل علیہ السلام موت کا صور پھونک دیں گے جس کے نتیجے میں

آسمانوں اور زمینوں کے لوگ ہلاک ہوجائیں گے ماسوا ان کے جن کو اللہ چاہے گا اور جب وہ سب ہلاک ہوجائیں گے ملک الموت اللہ ے سامنے حاضر ہوکر عرض کریں گے کے تو خوب جاننے والا ہے۔ ائے میرے رب! تو باقی ہے جو زندہ ہے اور تیرے عرش کو اٹھانے والے، جبرائیل ومیکائیل اور میں باقی ہوں، اللہ تعالی حکم کرے گا کے جبرائیل اور میکائیل کو بھی فوت ہونا چاہئے کیونکہ میں نے اپنے عرش ے نیچے ہر ایک کے لئے موت مقرر کردی ہے چنانچہ حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام پر بھی موت واقع ہوجائے گی اس کے بعد حاملین عرش اور سب سے آخر میں ملک الموت پر بھی موت واقع ہوجائے گی اور صرف اللہ کی ذات پاک جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی وہ باقی رہ جائے گی اس وقت اللہ تبارک تعالی کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا پھر آسمان اور زمین کو اس طرح سے لپیٹ دیا جائے گا جس طرح سے اوراق کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس کے بعد اللہ تعالی فرمائیں گے کے میں جبار اور قھار ہوں آج کس کی بادشاہی ہے؟ پھر اللہ فرمائیں گے کے جس نے میرے لئے شریک بنایا ہو وہ لے آئے پھر اللہ تبارک تعالی دوسری آسمان اور زمین پیدا فرما کر انھیں دراز کریں گے جس میں کوئی نقص اور کجی نہ ہوگی اس کے بعد اللہ اپنی مخلوق کو زبردست آواز کے ساتھ جھڑکے گا تاہم لوگ اس نو پیدا شدہ زمین میں پہلے کی طرح ہوجائیں گے پھر اللہ تعالی تمھارے اوپر عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائے گا پھر تم پر چالیس دن تک آسمان سے بارش ہوتی رہے گی حتیٰ کے تم پر بارہ ہاتھ پانی بلند ہوجائے گا پھر اللہ تعالی تمھارے جسموں کو اگنے کا حکم دے گا تو وہ سبزیوں کی طرح اگنا شروع ہوجائیں گے جب اجسام پہلے کی طرح مکمل ہوجائیں گے تو اللہ تعالی حاملین عرش کو زندہ فرمائے گا پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پکڑنے کا حکم دے گا، حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام کو دوبارہ زندہ فرمائے گا اور تمام ارواح کو بلایا جائے گا تاہم مسلمانوں کی ارواح نور کی طرح چمک رہی ہوں گی جبکہ دیگر ارواح تاریک ہوں گی پھر حضرت اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم دیا جائے گا اور تمام ارواح شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی جس کی وجہ سے زمین اور آسمان بھر جائیں گے پھر اللہ تعالی ان ارواح کو ان کے اجسام میں داخل ہونے کا حکم فرمائیں گے چنانچہ ارواح اپنے اجسام میں ناک کے نتھنوں کے راستے داخل ہوں گی، اس کے بعد زمین پھٹے گی اور سب سے پہلے میں ﷺ اس میں سے

نکلوں گا اور لوگ نہایت سرعت کے ساتھ اپنے رب کی طرف نکلیں گے تم سب تیس (۳۰) سال کی عمر میں اٹھو گے اور اس دن سب کی زبان سریانی ہو گی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ مُّهۡطِعِيۡنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوۡلُ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا يَوۡمٌ عَسِرٌ ۔۱۹

ترجمہ۔وہ نیچی آنکھیں ئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ زمین پر پھیلے ہوئے ٹڈی دل ہیں بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوئے کافر کہیں گے کے یہ بڑا سخت دن ہے۔

یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے جس دن اللہ تم سب کو جمع کرے گا پھر تمام لوگ ایک جگہ ستر سال تک کھڑے رہیں گے اور اللہ اپنی مخلوق کی جانب نہ دیکھے گا اور نہ ہی کوئی فیصلہ کرے گا تاہم خلقت روئے گی اور پریشانی کے عالم میں پسینے سے شرابور ہوجاتے ہوئے شفاعت طلب کرے گی اور حضرت آدم علیہ السلام سے شفاعت کی گزارش کرے گی لیکن وہ بھی منع فرمادیں گے اس کے بعد خلقت باری باری ہر نبی کے پاس شفاعت کی گزارشات لے کر جائیں گے اور وہ سب بھی انکار ردیں گے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

پھر یہ خلقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے گی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوں گے حتیٰ کے اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا جو انھیں بازوں سے اٹھائے گا اور اللہ رب العزت جو سب باتوں کا جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے گا کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بات ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کے اللہ تعالی تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا پس اپنی مخلوق کے متعلق میری شفاعت قبول فرماتے ہوئے ان کا فیصلہ فرما تاہم اس وقت آسمان سے ایک زبردست آواز آئے گی اور ایک بہت بڑی تعداد میں آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوگا حتیٰ کے زمین ان کے نور سے روشن ہوجائے گی اور یہ فرشتے اپنی صفیں بنائیں گے اور نہایت بلند آواز سے اللہ کی حمد وثناء پڑھتے ہوئے یہ کہہ رہے ہوں گے!

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِی لَا يَمُوتُ، سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُبِكَ مِنَ النَّارِ۔

پھر اللہ کا عرش رکھا جائے گا اور اعمال اور صحائف کھول کر پڑھ کر سنائے جائیں گے جو شخص نیکیاں پائے گا وہ اللہ کی حمد وثناء کرے گا اور جس کے اعمال اس کے مخالف ہوں گے وہ اپنے نفس کو ملامت کرے گا پھر اللہ دوزخ کو حکم دے گا اور اس میں سے ایک چمکتی ہوئی سیاہ گردن نمودار ہوگی پھر اللہ فرمائے گا!

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ ۲۰

ترجمہ۔اے مجرموں! آج (نیکیوں سے) الگ ہوجاؤ، اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

اس کے بعد تمام انس وجن کے سوا کل مخلوقات کے درمیان فیصلہ ہوجائے گا حتیٰ کے بعض کا بعض سے قصاص لیا جائے گا اور سینگھ والی بکری سے قصاص لیا جائے گا جب ہر کسی کا حق ادا ہوجائے گا اس وقت اللہ فرمائے گا!

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا۔ ۲۱

ترجمہ۔بے شک ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے، اس دن ہر آدمی ان (اعمال) کو جو اس نے آگے بھیجے ہیں دیکھ لے گا، اور (ہر) کافر کہے گا: اے کاش! میں مٹی ہوتا (اور اس عذاب سے بچ جاتا)۔

پھر اللہ عزوجل تمام انس وجن کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور سب سے پہلے اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے یعنی قاتل اور مقتول کو پیش کیا جائے گا اور ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔

یتیموں کے ساتھ برا سلوک کرنے والوں پر عذاب کی وعید:

یتیم بچے معاشرے کے کمزور اور ناتواں بچے ہوتے ہیں، کم عمری میں والدین کا سایہ ان کے سر سے اٹھ جانے کی صورت میں یہ بڑی مشکلات اور مسائل کا شکار ہوتے ہیں، دوسرے رشتے داروں کے رحم وکرم پر رہنے کی وجہ سے یہ زود حس ہو جاتے ہیں، اپنی خواہشات اور اپنے جذبات کو دل میں لے کر گھٹتے رہتے ہیں، اگر مالی اعتبار سے کمزور ہیں یعنی والدین ترکہ میں کچھ چھوڑ کر نہیں گئے تو بڑے مشکل حالات سے دوچار رہتے ہیں، اور اگر والدین کا ترکہ موجود ہو تو پھر دیگر رشتے داروں کی نظر اس مال پر رہتی ہے اور موقع غنیمت جان کر لوگ اس مال کو ہڑپنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

اکثر لوگ انھیں معاشرے پر بوجھ تصور کر کے ان سے تضحیک آمیز سلوک کرتے ہیں، یہاں تک کے مار پیٹ، دھتکارنے اور دھکا دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

اسلام اس طرز عمل کی سختی سے مذمت کرتا ہے اور لوگوں کو ایسے کمزور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کی خاص تاکید کرتا ہے۔

لوگوں کے اسی بڑے رویے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۔ ۲۲

ترجمہ۔ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

سعید بن منصور نے محمد بن کعبؒ سے روایت کیا کے آیت يَدُعُّ الْيَتِيْمَ سے مراد یتیموں کو دھکے دینا یا انھیں پیچھے ہٹانا ہے۔ ۲۳

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت يَدُعُّ الْيَتِيْمَ سے مراد وہ یتیموں پر ظلم کرتے ہیں۔ ۲۴

یتیم عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ی۔ت۔م) سے مشتق ہے۔

الیتم سے مراد اکیلا اور تنہا رہ جانا۔

الیتیم عربی زبان میں اس ریتیلی زمین کو بھی کہتے ہیں جو اپنے اردگرد کی زمینوں سے الگ تھلگ اور منفرد ہو۔

الميتم سے مراد تنہا اور اکیلی۔

دریتیم نہایت قیمتی جواہر، نہایت قیمتی موتی، بڑا موتی جو بے نظیر ہو، ایسا قیمتی موتی جو اپنی نوعیت کا ایک ہی ہو۔ ۲۵ے

یتیم بن باپ کے بچے کو یتیم اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اکیلا اور تنہاء رہ گیا۔۔

یتیم اُس کمسن بچے کو کہتے ہیں جس کے سر سے باپ کا سایہ عاطفت اٹھ جائے۔

اور جس بچے کی ماں انتقال کر جائے اسے عربی میں عَجِی کہتے ہیں۔

یتیم سے مراد تنہا رہ جانے والا یا ایسا شخص جس کی طرف سے غفلت برتی جائے۔

یتیم عظیم ترین شخص، یکتا اور بے مثل شخص، اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہیں۔

يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۔ کے معنی ہیں، یتیموں کو دھکے دینا ہے۔

ضحاک نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۔ سے مراد وہ یتیم کو حق دینے کی بجائے اُسے دھکے دیتے ہیں۔ ۲۶ے

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ لوگ یتیموں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔ ۲۷ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے کسی یتیم کو اپنے ساتھ ملایا، یہاں تک وہ غنی ہو گیا تو اُس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ ۲۸ے

مساکین کو کھانا نا کھلانے پر وعید:

اسلام مساکین، عزیز، رشتے دا، پڑوسیوں اور گھر والوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا ہے، جبکہ کھانا کھلانا اسلام کا ایک بہترین عمل ہے، لیکن کئی لوگ مال کی محبت اور تکبر کے باعث لوگوں کو کھانا کھلانے سے گریز کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۔ ۲۹ ۔

ترجمہ۔ اور مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔

کھانا کھلانے کی ترغیب:

اسلام اپنے پیروکاروں کو خاص تاکید کرتا ہے کے وہ اپنے ارد گرد موجود غرباء اور مساکین کو کھانا کھلائیں، اور یہ اسلام کا ایک مستحسن عمل ہے جبکہ کھانا کھلانا مومنین کی صفات بھی ہے اور ان کے گناہوں سے نجات کا ایک عمل اور جنت میں داخلے کا ایک پروانہ بھی ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا ۔۳۰

ترجمہ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین یتیم اور قیدیوں کو۔

اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡہِ اللّٰہِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوۡرًا اِنَّا نَخَافُ مِنۡ رَّبِّنَا یَوۡمًا عَبُوۡسًا قَمۡطَرِیۡرًا ۔۳۱

ترجمہ۔ وہ تمہیں خاص اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلاتے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش، نہایت سخت ہے۔

لِّیَشۡہَدُوۡا مَنَافِعَ لَہُمۡ وَ یَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَہُمۡ مِّنۡۢ بَہِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ ۚ فَکُلُوۡا مِنۡہَا وَ اَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِیۡرَ ۔۳۲

ترجمہ۔ تاکہ اپنے فائدوں کے لیے آموجود ہوں اور تاکہ جو چار پائے اللہ نے انہیں دیے ہیں ان پر مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد (قربانی) کریں، پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھانا کھلانے کی ترغیب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غرباء، مساکین، مستحقین، عزیز، رشتے دار اور پڑوسیوں کو کھانا کھلانے کی

ترغیب دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کے بہترین اسلام کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! کھانا کھلاؤ اور سلام کرو جس کو تم جانتے ہو اور جس کو تم نہیں جانتے ہو۔ ۳۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے لوگو! سلام کو عام کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ ۳۴؎

حضرت عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جس وقت مدینہ تشریف لائے تو جو پہلی بات میں نے آپ ص سے سنی وہ یہ تھی کے، تم رحمان کی عبادت کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ ۳۵؎

حضرت عمرؓ نے حضرت صہیبؓ سے کثرت کے ساتھ کھانا کھلانے کا شکوہ کیا، اور اسے اِسراف قرار دیا، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا حوالہ دیا! تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو کھانا کھلاتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ ۳۶؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اپنے کسی بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اُسے (دوزخ کی) آگ سے سات خندق جتنے فاصلے کی دوری پَر کر دے گا، اور دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ ۳۷؎

نماز میں دکھاوا/سستی و کاہلی/غفلت/ریاکاری یا ترک نماز:

نماز ایک نہایت غیر معمولی عبادت ہے جس میں بندہ اپنے اللہ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے روبرو کھڑے ہو کر اپنی حاجات بیان کرتا ہے جبکہ حالت سجدے میں بندے کی پیشانی اللہ کے قدموں میں جھکی ہوتی ہے، نماز کیونکہ نہایت خاص عبادت ہے۔ اسی لئے اس کا اہتمام نا کرنے اور خلوص نیت کے نا ہونے پر بھی بڑی سخت گرفت ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ۔ ۳۸۔

ترجمہ۔ پس ان نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے۔

اَلَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ۔ ۳۹

ترجمہ۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔

اَلَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ۔ ۴۰۔

ترجمہ۔ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

الصلوۃ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ص۔ل۔و(ی) سے مشتق ہے۔

الصلی کے معنی آگ یا ایندھن ہے۔ ۴۱؎

صلٰی سے مراد آگ کو دور کرنے والی۔ ۴۲؎

صلی علیہ سے مراد تعلیم دینا، دعا دینا، حوصلہ فزائی کرنا، پروان چڑھانا، نشونما دینا اور ہر قسم کی خرابی یا فساد سے گریز۔ ۴۳؎

عطاء بن دینار لکھتے ہیں، اللہ کا بے حد شکر ہے کے اللہ کا ارشاد ہے!

عَنۡ صَلَاتِهِمۡ ہے فی صَلَاتِهِمۡ نہیں۔ یعنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں، نمازوں میں غفلت برتتے ہیں نہیں۔

یہ ارشاد ایسے نمازیوں کے لئے ہے جو ہمیشہ نماز کو آخری وقت میں ادا کرتے ہیں۔

ریاکاری:

ریا عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر۔ا۔ی) سے مشتق ہے۔ ۴۴؎

یراءون سے مراد لوگوں کو دیکھانا۔

ریاکاری سے مراد لوگوں کو دیکھانے اور اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے نیک ظاہر کرنے کے لئے دکھاوے کی عبادت کرنا۔

ریاکاری سے مراد وہ لوگوں کو دکھاتے ہیں کے وہ اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں

حالانکہ وہ دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں، جیسے فاسق اس لئے نماز پڑھتا ہے کے اس کو نمازی کہا جائے۔

ا۔ ریا کار کا پہلا طریقہ یہ ہے کے وہ عبادت کے ذریعے دنیا طلب کرتا ہے اور دکھاوے کی عبادات سے لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ اور عزت پیدا کر سکے، ریا کار شخص دکھاوے کی عبادات کے ذریعے لوگوں سے تعریف اور تحسین کی توقع کرتا ہے۔

۲۔ ریا کار کا دوسرا طریقہ یہ ہے کے وہ موٹے کپڑے پہنتا ہے تا کہ یہ ظاہر کرے کے اس کو دنیا میں کوئی رغبت نہیں ہے۔

۳۔ ریا کار کا تیسرا طریقہ یہ ہے کے وہ اپنی باتوں سے ریا کاری کرتا ہے، وہ اہل دنیا کی مذمت کرتا ہے اور نیکی اور عبادت کے ضائع ہونے پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

۴۔ ریا کار کا چوتھا طریقہ یہ یہ کے وہ لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہے اور لوگوں کو دکھا کر بہت خیرات اور صدقات دیتا ہے۔ ۴۵

ارشادات خداوندی:

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔۴۶

ترجمہ۔ بے شک منافق (اپنے زعم میں) اللہ کو دھوکا دے رہے ہیں، جبکہ اللہ ان کو دھوکے کی سزا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھانے کے لیے اور اللہ کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۔۴۷

ترجمہ۔ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک ریا شرک ہے۔ ۴۸

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس وقت تک بندہ کا ایمان مکمل نہیں ہوگا' جب تک کہ وہ جھوٹ کر ترک نہ کردے حتی کے مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے اور ریا کو ترک کردے خواہ وہ اس میں صادق ہو۔ ۴۹؎

براء بن عبدالرحمانؓ بیان کرتے ہیں، وہ بصرہ میں جب حضرت انس بن مالکؓ کے گھر گئے تو وہ ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے تھے، ان کا گھر مسجد کے ساتھ تھا، جب ہم ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا، کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے ہیں، انہوں نے کہا عصر کی نماز پڑھ لو، ہم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، جب ہم فارغ ہوئے تو حضرت انسؓ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، اتنی تاخیر کرنا منافق کی نماز ہے، وہ بیٹھ کر سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتیٰ کے جس وقت سورج دو سینگھوں کے درمیان ہوتا ہے تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس میں اللہ کا ذکر بہت کم کرتا ہے۔ ۵۰؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عشاء اور فجر کی نماز منافقوں پر سب سے بھاری ہے اور فرمایا کاش ان کو معلوم ہوتا کے عشاء اور فجر کی نماز میں کتنا اجر ہے۔ ۵۱؎

حضرت محمود بن ولیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اپنی امت پر جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے وہ شرک اصغر ہے' صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ریا' قیامت کے دن جب اللہ تعالی لوگوں کو انکے اعمال کی جزا دے گا تو فرمائے گا! جاؤ انہی لوگوں کے پاس جن کے لیے تم ریاکاری کرتے تھے دیکھو ان سے تمہیں کوئی جزا ملتی ہے۔ ۵۲؎

حضرت شداد بن اوسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا خوف ہے، میں نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں، لیکن وہ سورج' چاند، پتھروں اور بتوں کی عبادت نہیں کرے گی لیکن وہ اپنے اعمال میں ریا کرے گی اور شہوت خفیہ یہ ہے کے ایک شخص روزہ رکھے' پھر کسی نفسانی خواہش کی بناء پر وہ روزہ ترک کردے۔ ۵۳؎

حضرت بشیر بن عقربہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے محض لوگوں کے دکھانے اور سنانے کے لیے خطبہ دیا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ریا اور سمعہ (دکھانے اور سنانے) کے مقام پر کھڑا کرے گا۔ ۵۴؎

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا! منافق وہ ہے جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتا اور لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے۔

دجال سے بھی خطرناک چیز:

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں ایسی چیز نا بتاؤ جو مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ چھپا ہوا شرک یہ ہے کے جب انسان نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور جب اسے یہ معلوم ہوتا ہے کے کوئی اسے دیکھ رہا ہے تو وہ اپنی نماز کو خوبصورت بناتا ہے۔ ۵۵؎

روایت ہے کے، جہنم کی ایک وادی کا نام ویل، جس کی آگ اس قدر تیز ہے کے جہنم بھی ایک دن میں اس سے اللہ سے چارسو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، یہ ویل اس امت کے ریاکار علماء، ریاکاری کے طور پر صدقہ خیرات کرنے والوں، ریاکاری کے طور پر حج کرنے والوں اور ریاکاری کے طور پر جہاد کرنے والوں کے لیے ہے۔ ۵۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص دوسروں کو سنانے کے لیے کوئی نیک کام کرے، اللہ تعالیٰ بھی اس کو لوگوں کو سنا کر عذاب کرے گا اور اسے ذلیل وحقیر کرے گا۔ ۵۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! عمل بغیر ریا اور دکھاوے کے کرو کیونکہ جو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے، اسی کے سہارے چھوڑ دے گا۔

جان لو کے تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے۔

ریاکار کا ظاہر خوبصورت اور باطن بیمار ہوتا ہے۔ عبادت کی مصیبت ریاکاری ہے۔

ریا کار کی زبان بڑی میٹھی اور پیاری ہوتی ہے لیکن اس کے دل میں بیماری جڑ پکڑے ہوتی ہے۔۵۸؎

اہم نکتہ:

ریا کاری سے مراد دکھاوا ہے یعنی انسان لوگوں کو دکھانے کے لئے نیک اعمال کرے لیکن تنہائی میں وہ گناہ کی آلودگی میں جکڑا رہے۔

علماء کرام لکھتے ہیں کے انسان جس طرح سے جلوت میں نیک اعمال انجام دیتا ہے اسی طرح سے اس کی خلوت بھی پاکیزہ اور عبادات سے مزین ہونی چاہئے، لیکن ریا کاری میں سارا زور اس بات پر ہوتا ہے کے لوگ اس شخص کے بارے میں اچھا گمان کریں تاہم ایسے تمام افراد دراصل نفسیاتی اعتبار سے جھوٹے اور دھوکے باز ہیں کیونکہ وہ لوگوں کے سامنے جھوٹ اور دھوکے کا لبادہ اوڑھتے ہیں لیکن تنہائی میں ان کا روپ شیطان سے مماثل ہوتا ہے۔

اللہ تعالی کو اخلاص پسند ہے اور اخلاص کے ساتھ کیا گیا عمل ہی اللہ کے یہاں منظور اور مقبول ہے، ریا کار شخص دو زندگی جیتا ہے لوگوں کے سامنے کچھ اور تنہائی میں کچھ۔ ایسا شخص نہایت دوغلا اور ناقابل اعتبار ہوتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے ساتھ اللہ کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے۔

ماعون سے کیا مراد ہے؟

ماعون عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب روزمرہ استعمال کی اشیاء۔۵۹؎

قرآن کریم انسانی نفسیات کی اس سطح پر آ کر انسانوں کو نیکی کی ترغیب دیتا ہے، جس کا کسی دوسرے مذہب میں تصور بھی محال ہے۔

یعنی روزمرہ استعمال کی کئی اشیاء ایسی ہوتی ہیں جو لوگ ایک دوسرے سے لے کر اپنا کام چلا لیتے ہیں، جیسے کوئی اوزار، گھریلو استعمال کی اشیاء جیسے برتن، دیگچی، پتیلی یا اسی نوعیت کی کوئی اور چیز وغیرہ۔

لیکن لوگوں کی اکثریت ایسی ہے جو اتنی معمولی چیزوں سے بھی لوگوں کی مدد سے گریز کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سوچ کی مذمت فرماتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۔٦٠

ترجمہ۔اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کیا کرتے کے ماعون سے مراد ڈول، ہانڈی اور کلہاڑا اور وہ چیزیں جن سے مستغنی نہیں ہوا جا سکتا۔٦١

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، مسلمان، منافقین سے عاریتاً ڈول ہانڈی اور کلہاڑی اور اسی جیسی چیزیں مانگتے تھے تو وہ ان کو نہ دیتے، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۔

ترجمہ۔اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں۔٦٢

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت۔**وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ**۔ترجمہ۔اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں۔کے بارے میں فرمایا! لوگ آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں، کلہاڑی، ہانڈی اور ڈول اور اس جیسی چیزوں سے اس سے یہی مراد ہے۔٦٣

قرۃ بن دعموض النمیریؓ بیان کرتے ہیں، وہ وفد بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کے ہمیں کوئی وصیت فرمائے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ماعون کو نہ روکو! صحابہؓ نے عرض کی، ماعون کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پتھر لوہا اور پانی، پوچھا کون سا لوہا؟ فرمایا تمہاری تانبے کی دیگیں اور لوہے سے مراد اوزا جن کے ساتھ وہ کام کاج کرتے ہیں پھر وفد نے پوچھا پتھر کیا ہے؟ فرمایا تمہاری پتھر کی ہانڈیاں وغیرہ۔٦٤

الباوردی نے حرث بن شریح سے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔

جو اس سے مروزمرہ استعمال کی چیزیں نہیں روکتا۔عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماعون کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پتھر، پانی، اور لوہا، عرض کی، کونسا لوہا؟ فرمایا تانبے کی دیگیں اور کلہاڑی کا وہ لوہا جس کے ساتھ تم پیشے کا کام کرتے ہو، پھر عرض کی، یہ پتھر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ ہانڈی جو پتھر کی بنی ہوئی ہو۔٦٥؁

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں، الماعون سے مراد فرض زکوٰۃ ہے۔ یعنی۔وہ اپنی نماز کے ساتھ ریا کاری کرتے ہیں اور اپنی زکوٰۃ نہیں دیتے۔٦٦؁

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔ سے مراد زکوٰۃ ہے۔٦٧؁

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا!۔وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔اس سے مراد وہ مال ہے جس کا حق ادا نہ کیا جائے۔٦٨؁

سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں، الْمَاعُوْنَ۔قریش کی زبان میں مال کو کہتے ہے۔٦٩؁

ابن ابی شیبہ نے ضحاک اور ابن الحنفیہ رحمہا اللہ دونوں سے روایت کیا، الْمَاعُوْنَ۔ سے مراد زکوٰۃ ہے۔٧٠؁

محمد بن کعبؒ بیان کرتے ہیں، وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔سے مراد معروف۔یعنی۔نیکی۔٧١؁

حسابی پہلو:

سورہ ماعون 107 نمبر کی سورہ ہے، جس کا حروف ابجدی عدد 8 ہے، اس کی ترتیب نزول کا شمار 17 ہے، بسم اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے اس کی آیات کی تعداد 8 ہیں۔اس سورہ میں کل الفاظ کی تعداد 26 ہیں جس کا عدد بھی 8 ہے، اس سورہ میں حروف کی تعداد 114 ہے، جس کا عدد 6 ہے، علم الاعداد اور علم حروف میں 8 کا ہندسہ شعوری اور لاشعوری تحریکات کے آپس میں تعلق کو ظاہر کرتا ہے اور یہ نزول وصعود کے درمیان کے مقامات کے متعلق بھی رہنمائی کرتا ہے،

8 کے ہندسے میں 9 یعنی نزول کی حرکت اور 6 یعنی صعودی حرکت دونوں موجود ہوتی ہیں یعنی جس مقام پر نزول صعود آپس میں مظاہرہ کرتے ہیں اس کا نقشہ 8 کے ہندسے سے ظاہر کیا جاتا ہے

کیونکہ 8 کے ہندسے میں دو دائروں کا ملاپ ہوتا ہے اور دائرہ روحانی علوم کی وسعتوں کو ظاہر کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے فیوض و برکات اور فضائل نا قابل بیان ہیں، کائنات اللہ کی صفات سے وجود میں آئی ہے، اور اللہ کی صفات کا نام ہی دین ہے۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۔۔سورہ الماعون۔آیت۔۱۔

۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۵۔سورہ النباء۔آیت۔۱۸۔

۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔

۷۔سورہ ق۔آیت۔۴۱۔۴۵۔

۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔

۱۰۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۳،

۱۱۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۸۔۷۹۔

۱۲۔سورہ ق۔آیت۔۱۵۔

۱۳۔سورہ قمر۔آیت۔۵۰۔

۱۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۲۔

۱۵۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۶۔۸۔

۱۶۔سورہ الحج۔آیت۔۱۔۲۔

۱۷۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔

۱۸۔سورہ رعد۔آیت۔۵۔

۱۹۔سورہ قمر۔آیت۔۷۔۸۔

۲۰۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۹۔۶۰۔

۲۱۔سورہ النباء۔آیت۔۴۰۔

۲۲۔سورہ الماعون۔آیت۔۲۔
۲۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۹۔سورہ الماعون۔آیت۔۴۔
۳۰۔سورہ الدھر۔آیت۔۸۔
۳۱۔سورہ الدھر۔آیت۔۹۔۱۰۔
۳۲۔سورہ الحج۔آیت۔۲۸۔
۳۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۷۔ المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشا پوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔ مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۸۔سورہ الماعون۔آیت۔۵۔
۳۹۔سورہ الماعون۔آیت۔۶۔
۴۰۔سورہ الماعون۔آیت۔۷۔
۴۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۲۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۔دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۴۳۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۴۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۶۔سورہ النساء۔آیت۔۱۴۲۔

۴۷۔سورہ الماعون۔آیت۔۶۔
۴۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۹۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۵۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۵۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۲۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۵۳۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۵۴۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۵۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۵۶۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۵۷۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۵۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۲۱۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۰۔سورہ الماعون۔آیت۔۷۔
۶۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی ،بیروت۔
۶۲۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۳۔تہذیب وتاریخ دمشق۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ۔
۶۴۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۲۳۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۵۔ الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔ دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۷۔ دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۸۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۹۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۲۳۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۰۔ الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۷۱۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۰۸۔سورہ الْكَوْثَرَ (خیر کثیر/حوض کوثر)

نام:

الْكَوْثَرَ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی خیر کثیر کے ہیں تاہم جنت کے ایک حوض کا نام بھی الْكَوْثَرَ ہے۔

شانِ نزول:

سورہ الْكَوْثَرَ ۔مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات ۳ ہیں جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر کثیر عطا فرمایا۔

۲۔نماز اور قربانی کا ذکر۔

۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہی جڑ کٹے رہیں گے۔

الْكَوْثَرَ یا خیر کثیر:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام نعمتیں کثرت میں عطا فرمائی ہیں،جس میں شامل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسب،نسب،نبوت،رسالت،امانت،دیانت،فصاحت،بلاغت،شمائل،فضائل، خصائل،علم وعقل اور اخلاق حسنہ ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۔۱

ترجمہ۔بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غنودگی طاری تھی ، پھر اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور مسکرا کر فرمایا! مجھ پر اس وقت ایک سورہ نازل ہوئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ الْكَوْثَرَ کی تلاوت فرمائی پھر آپ نے صحابہ سے پوچھا کے جانتے ہو الْكَوْثَرَ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوثر جنت کی ایک نہر ہے، جو بھلائی اور خیر سے بھری ہوئی ہے، یہ الْكَوْثَرَ مجھے میرے رب نے عطا فرمائی ہے، جس پر میری امت روز قیامت آئے گی، اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں، بعض لوگ اس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا، اے میرے رب! یہ بھی میرے امتی ہیں، تو کہا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں معلوم کے ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد (اس دین میں کیا کیا بدعتیں نکالی تھیں۔ ۲؎

ایک دوسری حدیث میں ہے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! الْكَوْثَرَ میں دو پرنالے آسمان سے گرتے ہیں۔ ۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے الْكَوْثَرَ عنایت کی گئی جو ایک جاری نہر ہے، اس کے دونوں جانب موتی کے خیمے ہیں، اس کی مٹی خالص مشک کی ہے، اس کے کنکر سچے موتی کے ہیں۔ ۴؎

شب معراج جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں نہر الْكَوْثَرَ کو دیکھا، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کے یہ کون سی نہر ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا! یہ الْكَوْثَرَ ہے جو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔ ۵؎

الْكَوْثَرَ سے مراد کثرت کے ہیں، یعنی خیر کثیر۔ ۶؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، الْكَوْثَرَ سے مراد دنیا اور آخرت کی بے حد بھلائیاں۔ ۷؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، الْكَوْثَرَ سے مراد نبوت، ثواب، آخرت اور قرآن۔ ۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، الْكَوْثَرَ سے مراد جنت کی ایک نہر جس کے دونوں کنارے سونے اور چاندی کے ہیں، یہ نہر یاقوت اور موتیوں پر بہہ رہی ہے، اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ ۹؎

خیر کثیر سے مراد:

۱۔خیر کثیر سے مراد اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہو،اب چاہے اذان ہو،نماز ہو،درود وسلام ہو اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو دین ودنیا میں سربلندی عطا فرمائی ،دین اسلام مسلسل ترقی کرر ہا ہے اور اسلام دنیا بھر میں پھیل رہا ہے۔

۲۔خیر کثیر سے مراد روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی تعداد دیگر امتوں سے کہیں زیادہ ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل جنّت کی 120 صفیں ہوں گی،جن میں سے 80 صفیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت کی ہوگی ۔یعنی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت اہل جنّت کے دو تہائی ہوں گے۔۱۰؎

۳۔خیر کثیر سے مراد یہ بھی ہے کے اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتہائی بلند مقام یعنی مقام محمود عطا فرمایا۔اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں فرمایا!

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۔۱۱

ترجمہ۔عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔

مقام محمود کی تفسیر میں مفسران اور علماء کرام نے چار اقوال ذکر کئے ہیں۔

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کبریٰ عطا فرمانا۔

۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمد کا جھنڈا عطا فرمانا۔

۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوزخ سے مسلمانوں کو نکالنے کے لئے شفاعت کا اذن عطا فرمانا۔

۴۔اللہ تعالی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بیٹھانا۔۱۲؎

شفاعت کبریٰ سے متعلق احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

شفاعت کبریٰ سے مراد وہ شفاعت ہے جو سب سے پہلی شفاعت ہوگی، اللہ تعالی محشر والوں کا

حساب شروع کریں گے اس دن اللہ تعالی اس قدر جلال میں ہوں گے کے کوئی شخص اللہ تعالی سے کلام کی جراءت نہیں کر پائے گا سب خوفزدہ ہوں گے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عرش کے نیچے اللہ تعالی کو سجدہ کریں گے اور پھر اللہ تعالی آپ کو اذن شفاعت عطا فرمائیں گے یہی مقام محمود ہے یعنی جو کام کوئی نہ کر سکے گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے دن کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کے قیامت کے دن لوگ مختلف گروہوں میں بٹ جائیں گے اور ہر گروہ اپنے بنی کی پیروی کرے گا وہ کہیں گے کے ائے فلاں شفاعت کیجئے حتیٰ کے شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچے گی اور یہی وہ دن ہوگا جب اللہ تعالی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مقام محمود پر فائز کریں گے۔ ۱۳؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے اذان سننے کے بعد یہ دعا کی اس دعوت کامل اور اس کے بعد کھڑی ہونے والی نماز کے رب۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جنت میں بلند درجہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا (تو کہنے والے کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت قبول ہوجائے گی)۔ ۱۴؎

یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ۔ ۱۵

ترجمہ۔ ائے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں نجات کا وسیلہ تلاش کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

امام مسلم بن الحجاج القشیری (متوفی۔ ۲۶۱ھ) روایت کرتے ہیں! حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا کے جب تم موذن کی اذان سنو تو اس کے کلمات کی مثل کہو پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا پھر میرے وسیلے کا سوال کرو کیونکہ وسیلہ جنت اایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو حاصل ہوگا اور مجھے امید ہے کے وہ بندہ میں ہوں تو جس شخص نے میرے وسیلے کا سوال کیا اس کے حق میں میری شفاعت جائز ہوجائے گی۔ ۱۶؎

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی۔ ۳۶۰ھ) روایت کرتے ہیں! حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اذان سن کر یہ دعا کی:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ۔

یعنی۔اے اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ نازل فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر پہنچا جو تیرے نزدیک جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص ہے اور قیامت کے دن ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میں داخل فرما تو جو شخص یہ دعا کرے گا اس کے لئے شفاعت واجب قبول ہو جائے گی۔۱۷؎

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور فخر نہیں اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا اور فخر نہیں۔۱۸؎

اَلْکَوْثَرَ کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس کے کنارے دراز گردن والے پرندے بیٹھے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، وہ پرندے بہت ہی خوبصورت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ کھانے میں بھی بہت لذیذ ہیں۔۱۹؎

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، اَلْکَوْثَرَ جنت کے درمیان میں واقع ہے۔۲۰؎

اللہ کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجیئے:

عرب کے مشرکین، کافرین اور منافقین اللہ کے سوا غیر اللہ کو سجدے کیا کرتے اور غیر اللہ کے نام پر قربانی بھی کیا کرتے۔

یہ سب سخت گناہ کے کام تھے، جن کی اسلام میں سختی س ء ے مذمت اور ممانیت کی گئی ہے۔

تمام عبادات صرف اور صرف اللہ کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور قربانی بھی صرف اللہ کے نام کی کی جائے گی۔

اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صلوۃ کو قائم کرنے اور اللہ کی راہ میں قرنانی کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۔۲۱

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے۔

نُحر۔ سے مراد قربانیوں کا ذبح کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز عید سے فارغ ہو کر اپنی قربانی ذبح کرتے ،اور فرماتے ! جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہم جیسی قربانی کرے ،اس نے شرعی قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے ہی جانور ذبح کر لیا تو اس کی قربانی نہیں ہوئی۔ ۲۲؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ،حضرت عطاءؒ ،مجاہدؒ ،عکرمہؒ سمیت متعدد مفسرین فرماتے ہیں ! **وَانْحَرْ** سے مراد اُونٹ کا نَحر ہے، جو قربانی کا سب سے بڑا جانور ہے۔ ۲۳؎

قربانی کی قدیم تاریخ:

ہابیل اور قابیل کی اللہ کی راہ میں قربانی:

تاریخی اعتبار سے قربانی نہایت قدیم عبادت ہے ،اور اللہ کی زمین پر معلوم تاریخ کے مطابق اللہ کے حضور پہلی قربانی ہابیل اور قابیل نے پیش کی ،قابیل حضرت آدم علیہ السلام کی پہلی اولاد تھا لیکن دنیا کا پہلا قاتل بھی قابیل تھا ،قابیل فطرتاً حاسد، متکبر اور بلا کے غصہ کی طبیعت کا حامل تھا وہ زراعت کے پیشے سے وابستہ تھا، جبکہ ہابیل مضبوط جسم کا مالک ،نرم خو، مہذب، رحم دل، معاف کرنے اور عفو و درگزر جیسی صالح فطرت کا مالک ایک وجیہ نوجوان تھا، ہابیل گلہ بانی کیا کرتے تھے۔

دونوں بھائیوں نے اللہ کے حضور اپنی اپنی قربانی پیش کی ۔ ہابیل نے ایک خوبصورت، فربہہ، تندرست اور توانا جانور اللہ کی راہ میں قربان کیا۔ قابیل نے فضول ردی فصل کا گٹھا اللہ کی راہ میں پیش کیا۔ اللہ نے ہابیل کی قربانی قبول جبکہ قابیل کی قربانی کو رد فرمایا۔

اُس زمانے میں قربانی کی قبولیت کی علامت یہ ہوتی کے آسمان سے ایک شعلہ زمین پر اُترتا اور وہ قربانی کے لیے پیش کی گئی شئے کو جلا کر بھسم کر دیتا، جس کا مطلب یہ تھا کے اللہ نے قربانی قبول فرمالی۔ یہ دیکھ کر قابیل غضب ناک ہو گیا اور حسد کی آگ میں جل کر ہابیل سے بولا ،مَیں تجھے جان سے مار ڈالوں گا۔

ہابیل نے کہا، بھائی جان! اس میں میرا کیا قصور ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ وہ صرف اپنے متّقی بندوں کی قربانی قبول فرماتا ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ اٹھائیں گے، لیکن

مَیں آپ کو قتل کے لیے اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا، کیوں کے مجھے رب اللعالمین کا خوف ہے۔ اگر آپ اس انتہا تک پہنچ جائیں گے کہ مجھے قتل کر ہی دیں گے، تو آپ اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ میری خطاؤں کا بوجھ بھی اپنے سر اُٹھائیں گے۔ ایک بے گناہ انسان کو قتل کرنے والا گویا مقتول کے تمام گناہوں کا بوجھ بھی اپنے سر اٹھالیتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دے، جب ان دونوں نے قربانی کی ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی، اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا، اس نے جواب دیا اللہ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا، میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، خدا کی قسم، ہابیل، قابیل سے زیادہ طاقت ور تھا، لیکن اسے حیا وشرم مانع رہی کے وہ اپنے بھائی کی طرف قتل کے لیے ہاتھ بڑھائے۔

یہودیت میں قربانی:

قربانی کو عبرانی زبان میں قربن، جبکہ عربی زبان میں قربان کہا جاتا ہے، قربن کی جمع قربانوت ہے۔

قرو کے لغوی اور مذہبی معانی قرب کے ہیں یعنی قربانی کے ذریعے انسان اللہ سے قرب حاصل کرتا ہے۔

اہل یہود زیادہ تر قربانی میں جانور قربان کیا کرتے لیکن احکام تورات میں واجب شدہ قربانی میں

اناج، پھل، سبزی، میوہ جات، خوشبویات اور حلال جانور میں بیل، بھیڑ، بکری شامل ہیں۔
تورات کے مطابق خدا نے بنی اسرائیل کو بہت سارے مواقع پر قربانی کرنے اور کرتے رہنے کا حکم دیا ہے، ان قربانیوں کی ادائیگی صرف کاہنوں کے ہاتھوں ہی سرانجام پا سکتی ہے۔
ہیکل یروشلیم کی تعمیر سے پہلے جب بنی اسرائیل صحرا میں تھے، اس دوران میں قربانیاں صرف خیمہ اجتماع میں ہی ادا کی جاتی تھیں۔
تورات کے مطابق ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے بعد تمام قربانیاں وہیں کی جاتیں۔
ہیکل سلیمانی اول کی تباہی کے بعد ہیکل دوم کے قیام پر قربانیوں کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا جو ہیکل دوم کی تباہی تک جاری رہا۔
ہیکل دوم کی تباہی کے بعد قربانی ممنوع قرار پائیں کیونکہ ہلاخا کے مطابق قربانی صرف ہیکل میں ہی کی جا سکتی ہیں۔
قربانیوں کی ادائیگی کا سلسلہ دوسری صدی عیسوی میں یہود، رومن جنگ کے دوران میں پھر سے شروع ہوا اور کئی حلقوں میں بعد ازاں بھی جاری رہا ادوار قدیم میں قربانیاں 613 احکامات کی اطاعت و پیروی میں کی جاتی ،لیکن اب عہد جدید میں جب ہیکل و کاہن نہیں تو موجودہ وقت کے یہودی صدقات وخیرات کی صورت یہ فریضہ ادا کرتے ہیں۔
اکثر قدامت پسند یہودی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہیکل سوم کی تعمیر کے ساتھ ہی جانوروں کی قربانی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جبکہ دوسرے مکتب فکر کے یہودی سمجھتے ہیں کہ صدقہ وخیرات ہی کافی ہوں گے۔
قربانی کی رسم قدیم ادوار سے جاری ہے۔ مختلف قدیم تہذیب اور ثقافت میں قربانی کا سلسلہ مختلف صورتوں میں جاری رہا ہے۔
قربانی میں جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان کی قربانی دیوتاؤں کے حضور پیش کی جاتی، تاکہ انسان دیوتاؤں کے غیض وغضب سے مامون رہ سکے، چنانچہ مہنگی اور قیمتی اشیاء دیوتاؤں کے چرنوں میں پیش کی جاتیں، جس میں روپیہ، پیسہ، ہیرے، جواہرات، سونا، اشرفیاں، اصلی گھی، تنومند جانور، گوشت، غلہ، پھل، شراب، کمسن بچے اور خوبصورت جوان کنواری دوشیزائیں شامل

تھیں۔

ا۔شہزادے کی قربانی:

مغربی ایشیا کے سامی بادشاہوں میں سے ایک کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ موآب (جو شام کا علاقہ تھا) کے بادشاہ نے جب اپنی سلطنت کو بنی اسرائیل سے خطرے میں محسوس کیا تو اپنے بڑے بیٹے کو خداؤں کے حضور فدیہ کر دیا۔ یہ اس کا وہی بیٹا تھا جسے اس کا جانشین ہونا تھا۔ بادشاہ کے حکم پر اسے شہر کی قربان گاہ پر لے گئے جہاں اسے فدیہ کے نام پر قتل کر دیا گیا اور اس کے جسم کو جلا دیا گیا۔

۲۔شکرانے کے لئے:

چوتھی صدی قبل مسیح میں روم میں کنسولی کامیل کے زمانے میں سینٹ اور عوام میں اختلاف کے خاتمے پر جشن منایا گیا اور تمام عبادت گاہوں میں خداؤں کے شکرانے کیلئے قربانیاں پیش کی گئیں۔

۳۔خوبصورت قیدی کی قربانی:

عرب کے کئی قبائل جب کسی جنگ میں کامیاب ہوتے تو مغلوب قوم کے اموال لوٹ کر انھیں قیدی بنا لیتے۔اس فتح کے شکرانے میں وہ قیدیوں میں سے خوبصورت شخص کو اپنے بتوں کے حضور قربان کرتے، اس کے خون کو اپنے سر اور چہرے پر ملتے تاکہ فتوحات کا یہ سلسلہ جاری رہے۔

۴۔اشیاءِ خورد ونوش کی قربانی:

قدیم ادیان میں اشیاءِ خورد ونوش مثلاً تازہ پھل، سبزی، اناج، پانی اور شراب کی قربانی دیوتاؤں کے حضور پیش کی جاتی۔ یہ زمین کے مالک کی طرف سے ایک طرح کی مالی قربانی یا ٹیکس کی ادائیگی شمار ہوتی۔

۵۔دریا نیل میں خوبصورت دوشیزہ کی قربانی:

قبل از اسلام کے مصر کے لوگ دریائے نیل کی روانی برقرار رکھنے کیلئے ایک خوبصورت اور کنواری دوشیزہ کی قربانی کیا کرتے ،تا کہ دریائے نیل کے دیوتا کو خوش کیا جا سکے چنانچہ ایک کم سن دوشیزہ کو قیمتی لباس اور زیورات پہنا کر عین دریا کے وسط میں اسے دریا برد کر دیا جاتا ،تاہم اس قربانی کے نتیجے میں دریائے نیل کا بہاؤ تیز ہو جاتا۔

۶۔ہندو اور بدھ مت میں قربانی:

ہندومت ، بدھ مت اور آتش پرستوں میں دیوتاؤں کے حضور قیمتی زیورات ،سونے ، چاندی ، روپے پیسے، گھی ، دودھ اور میوہ جوات کے نذرانے پیش کئے جاتے ہیں ،جبکہ خوبصورت کنواری لڑکیاں مندر کے پجاریوں کو پیش کی جاتی ہیں ، دراصل یہ سب گناہ کبیرہ کو مذہب کی چادر میں چھپانے کی مذموم کوشش اور نفسانی خواہشات کو مذہبی رنگ دینا ہے۔

۷۔ستی:

ہندو عقیدے کے مطابق شوہر کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ کا شوہر کی چتا کے ساتھ جل کر مر جانا ستی کہلاتا ہے۔

جو ہندو مردے کو جلانے کی بجائے دفن کرتے تھے وہ بیوہ کو بھی زندہ دفن کر کے ستی کی رسم ادا کرتے ،تاہم اگر شوہر کی موت کہیں اور ہوتی اور لاش موجود نا ہوتی تو ستی کی رسم ادا کرنے کیلئے بیوہ کو شوہر کی کسی استعمال شدہ چیز کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا۔

ستی ہونے والی خاتون کو ماتمی لباس کی بجائے شادی کے کپڑے پہنائے جاتے ،ستی کی کافی رسومات شادی کی رسومات سے ملتی جلتی ہیں۔ ہندو عقیدے کے مطابق ستی ہونے سے جوڑے کے تمام گناہ دھل جاتے ، انھیں نجات حاصل ہوتی اور وہ موت کے بعد بھی ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے۔

۸۔دودھ،خون اور شراب کا چھڑکاؤ:

آشوری اپنے دیوتاؤں کے چرنوں میں شراب پیش کرتے۔
قدیم عرب اپنے دیوتاؤں کے قدموں میں قربانی کا خون پیش کرتے۔
فنیقی دیوتاؤں کو دودھ کا نذرانہ پیش کرتے۔

۹۔انسانوں کی قربانی:

افریقا، جنوبی امریکا، انڈونیشیا، جرمنی اور اسکینڈی نیویا کے بعض قبائل اپنے دیوتاؤں کے غضب سے بچنے، ان کی خوشنودی حاصل کرنے، کسی نئی عمارت، پُل یا بادشاہ کی موت، یا ناگہانی آفت کے وقت انسانوں کی قربانی کیا کرتے۔
قدیم یونانی بھی انسان کی قربانی کے قائل تھے جس کی تصدیق ان ہڈیوں سے ہوتی ہے جنھیں آثار قدیمہ کے ماہرین نے کھدائی کے دوران برآمد کیا ہے۔ کریٹ کے قلعے سے ملنے والی بچوں کی ہڈیاں اس بات کا پتا دیتی ہیں کہ انھیں ذبح کیا گیا تھا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے پیش کرنا، قربانی کے اس واقعے کو اہل یہود بھی مانتے ہیں، لیکن وہ حضرت اسماعیل کے بجائے حضرت اسحاق کا ذکر کرتے ہیں، لیکن تاریخی اعتبار سے اس وقت تک حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ
فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ
اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۔۲۵

ترجمہ۔ پھر جب وہ (اسماعیل)، ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے لگا، تو (ابراہیم نے) کہا اے بیٹے!

بے شک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ (اسماعیل نے کہا) بابا جان! جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجیے، آپ مجھے ان شا اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

قربانی کا فکر و فلسفہ:

دین اسلام میں اللہ کی راہ میں قربانی کو پسند کیا گیا ہے، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ۔ ٢٦

ترجمہ۔ ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کر دی، تا کہ اللہ نے جو چوپائے انہیں دیے، ان پر اللہ کا نام یاد کریں،

پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہے، پس اس کے فرمانبردار رہو، اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔

تاہم قربانی کے پس پردہ جو فکر و فلسفہ ہوتا ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔

١۔ اللہ کی حمد اور شکر کے اظہار کے لئے۔ ٢۔ طلب حاجات کے لئے۔

٣۔ حصول رضا کے لئے۔ ٤۔ اللہ کے غضب کو ٹالنے کے لئے۔

٥۔ گناہوں کے کفارے کے لئے۔ ٦۔ دنیا کی بہتری کے لئے۔ ٧۔ مجالس کی خیر و برکات کے لئے۔

حج اور قربانی:

حج کے موقع پر تمام فرزندان اسلام اللہ کے حضور حلال جانور کی قربانی پیش کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ
نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ
الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا
رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ۔ ۲۷

ترجمہ۔اللہ کے لیے حج اور عمرہ پورا کرو، پس اگر روکے جاؤ تو جو قربانی سے میسر ہوا سے (دو) اور اپنے سر نا منڈواؤ جب تک کے قربانی اپنی جگہ پر پہنچ نا جائے، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اسے سر میں تکلیف ہو تو روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے فدیہ دے، پھر جب تم امن میں ہو تو عمرہ سے حج تک فائدہ اٹھائے تو قربانی سے جو میسر ہو (دے)، پھر جو نا پائے تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب تم لوٹو، یہ دس پورے ہوگئے، یہ اس کے لیے ہے جس کا گھر بار مکہ میں نہ ہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ
كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ
الْمُحْسِنِيْنَ۔ ۲۸

ترجمہ۔اللہ کو نا ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیز گاری اس کے ہاں پہنچتی ہے، اسی طرح انہیں تمہارے تابع کر دیا تا کہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اس پر کے اس نے تمہیں ہدایت کی، اور نیکوں کو خوشخبری سنادو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بقرعید کے دن قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کے نزدیک محبوب نہیں، بے شک قربانی کرنے ولا قیامت کے دن اپنی

قربانی کے سینگوں، بالوں اور کھروں کو لے کر آئے گا۔ یعنی۔ یہ حقیر اشیاء بھی اپنے وزن اور تعداد کے اعتبار سے ثواب میں اضافہ در اضافہ کا سبب بنیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ قبولیت حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا قربانی خوب خوش دلی سے کیا کرو۔ ۲۹؎

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ نے عرض کی، یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ تمہارے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، ہمارے لیے اس میں کیا اجر و ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، اگر اون والا جانور ہو یعنی دنبہ ہو جس کے بال بہت ہوتے ہیں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کے بھی ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔ ۳۰؎

تمھارا دشمن ہی جڑ کٹا رہے گا:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے قاسم رضی اللہ عنہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بچپن میں انتقال ہوا تو کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طعنہ دینا شروع کر دیا اور آپ کو۔ الأبتر۔ کے نام سے مشہور کر دیا۔ کفار کہتے کے اس آدمی کی بات چھوڑو، اس کے بارے میں ہمیں کچھ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ تو مقطوع النسل ہے، جس طرح اس کی اولاد ختم ہو گئی، اس کا مشن بھی ختم ہو جائے گا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں رہے گا۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا!

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۔ ۳۱

ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہی جڑ کٹا رہے گا۔

الْأَبْتَرُ سے مراد ایسا شخص جس کی نسل اور نسب منقطع ہو گئی ہو۔

عطاؒ فرماتے ہیں، آیت إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ۔ ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہی جڑ کٹا رہے گا۔ ۳۲؎ ابولہب کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

صاحبزادے کا انتقال ہوا تو ابولہب نے مشہور کر دیا کے آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کٹ گئی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام دشمنوں کو اللہ تعالی نے الْاَبْتَر۔ کر دیا۔ الْاَبْتَر۔ کے معنی تنہا کے ہیں۔ ۳۳

جب کسی کی نرینہ اولاد مر جائے تو اہل عرب ایسے شخص کو محاورتاً۔ الْاَبْتَر۔ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل و اولاد، و ازواج و اصحاب پر قیامت تک درود سلام جاری فرما دیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی خود فرماتے ہیں!

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ ۳۴

ترجمہ۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجتے ہیں، تو اے ایمان والو! تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

یعنی اللہ تعالی بذات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجداد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیج رہے ہیں، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرخیزی اور شادابی کا عالم کیا ہوگا؟ سُبْحَانَ اللّٰه۔

بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشن اور وہ تمام نعمتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نوازا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنی امت کے لئے، وہ نعمتیں قیامت تک باقی رہیں گی۔

تاریخ گواہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعنہ زنی کرنے والے دشمنان اسلام جن میں عاص بن وائل اور کعب بن اشرف پیش پیش تھے وہ سب کے سب نا صرف نیست و نابود ہوئے بلکہ ان کی نسل بھی مقطوع ہوئی، اور اللہ نے ان کا نام و نشان تک صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

اس کے برعکس اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے قیامت تک جاری کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مہدی میری نسل یعنی میرے نسب

اور اہل بیت، فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔۳۵؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

مہدی مجھ سے ہوگا، اس کی پیشانی چوڑی ہوگی، وہ اونچی اور لمبی ناک والا ہوگا، وہ زمین میں عدل وانصاف کو عام کرے گا جس طرح کے زمین ظلم وزیادتی سے بھر چکی ہوگی۔ وہ سات سال تک بادشاہی کرے گا۔۳۶؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الکوثر۔آیت۔۱۔
۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۹۔
۱۲۔ الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی۔(متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۲۸۰۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۵۔
۱۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۷۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۹۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۲۰۔ جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۲۱۔سورہ الکوثر۔آیت۔۲۔
۲۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۲۷۔۲۸۔
۲۵۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۰۲۔
۲۶۔سورہ الحج۔آیت۔۳۴۔
۲۷۔سورہ الحج۔آیت۔۱۹۶۔
۲۸۔سورہ الحج۔آیت۔۳۷۔
۲۹۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۳۰۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۳۱۔سورہ الکوثر۔آیت۔۳۔
۳۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۶۔
۳۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۰۹۔سورہ الْكَافِرُوْنَ (کافر کی جمع)

نام:

الْكَافِرُوْنَ۔عربی زبان کا لفظ ہے، یہ جمع کا صیغہ ہے، اس کا واحد کافر ہے،یعنی دین اسلام کا انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں،کفر کے معانی ڈھانپنے اور چھپانے کے بھی ہیں۔

شان نزول:

سورہ الْكَافِرُوْنَ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۶ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،قریش مکہ نے مصالحت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے درج ذیل تجاویز رکھیں۔

۱۔ہم آپ کو اتنا مال دیں گے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اہل مکہ سے زیادہ مال دار ہو جائیں گے۔

۲۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس خوبصورت عورت سے نکاح کرنا چاہیں،ہم ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

۳۔ایک سال ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کی عبادت کریں گے۔

۴۔ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے خداؤں کی عبادت کرلیں

ان تجاویز کے بدلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اتنا کریں کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔اس پر سورہ الْكَافِرُوْنَ کا نزول ہوا۔

مضامین:

۱۔بت پرستی سے براءت کا اعلان۔

۲۔ کفار کے مزاج کا بیان۔
۳۔ تمھارے لئے تمھارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ الْكَافِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ ا؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ الْكَافِرُوْنَ کو اور سورۃ اخلاص کو طواف کے بعد کی دو رکعات نماز میں تلاوت فرمایا۔ ۲؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو سنتوں میں سورہ الْكَافِرُوْنَ اور سورہ اخلاص کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کے فرائض سے پہلے کی دو رکعات میں اور مغرب کے بعد کی دو رکعات میں سورہ الْكَافِرُوْنَ اور سورہ اخلاص پڑھا کرتے۔ ۴؎

کافر/ الْكَافِرُوْنَ:

دنیا میں عقائد کے اعتبار سے دو ہی طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔
ا۔ اللہ کو ماننے والے یعنی مسلم۔
۲۔ اللہ کو نا ماننے والے، اس کا انکار کرنے والے یعنی کفار۔
کفر ایک باقاعدہ نظام، سسٹم یا ایک علیحدہ ملت ہے۔

امام شافعیؒ اس آیت۔ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ۔ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں! کفر ایک ہی ملت ہے۔

اس لیے یہود نصرانی کا اور نصرانی یہود کا وارث ہوسکتا ہے جبکہ ان دونوں میں بظاہر نسب یا سبب وراثت موجود نہیں، لیکن اسلام کے سوا کفر کے جتنے بھی راستے ہیں وہ سب کے سب باطل ہیں، اور آپس میں ایک ہیں۔ ۵؎

قرآن کریم میں کفار کو بارہا عذاب کی وعید سنائی گئی یہی نہیں بلکہ ان کی ذہنی اور نفسیاتی کیفیات کو

بھی قرآن کریم نے بری وضاحت سے بیان کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ يَآاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ۔٦

ترجمہ۔ کہد دو! اے کافرو!

کفر عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ک۔ف۔ر) سے مشتق ہے۔٧

کفر کے معانی چھپانے اور ڈھانپنے کے ہیں۔

کافر سے مراد ایسا شخص جو مختلف ہتھیار سے لیس ہو یہاں تک کے وہ اس میں ڈوب جائے اور اس کا جسم نظر نا آئے تو ایسے شخص کو کافر کہا جاتا ہے۔

رات کو بھی کافر کہا جاتا ہے کیونکہ رات کی تاریکی تمام چیزوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

سیاہ بادل کو بھی کافر کہا جاتا ہے کیونکہ گہرے بادل روشنی کو چھپا دیتے ہیں۔

سمندر کو بھی کافر کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اپنے اندر موجود چیزوں کو چھپاتے ہیں۔

کسان کو بھی کافر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بیج کو مٹی میں چھپا دیتا ہے۔

قبر کو بھی الکفر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مردے کو چھپا لیتی ہے۔

اسلام میں مومن کے مقابل کافر ہے۔

ٹھوس حقائق اور ابدی سچائیوں پر پردہ ڈالنے والا کافر کہلاتا ہے۔

ایمان کا مقابل کفر ہے۔

کفر سے مراد قرآنی صداقتوں کا انکار۔

کفر بمقابلہ شکر بھی ہے یعنی شکر کی کیفیت میں انسان ان چھپی ہوئی چیزوں کا اقرار کرتا ہے جو نعمتیں اور آسانیاں اللہ نے اسے عطا فرمائی ہیں۔

کفارہ کو کفارہ اس لئے کہا جاتا ہے کے وہ غلط اور ضرر رساں نتائج کو ڈھانپ دیتا ہے۔

کفران سے مراد نعمتوں کا انکار۔

کافر کی جمع کفار۔

کفور سے مراد بڑا ناشکرا۔

کافور وہ خول جو شگوفے کو اپنے اندر چھپالے لیکن کافور ایک خوشبودار دوا ہے جو حدت کے اثر کو کم کرتی ہے۔۸؎

ارشادات خداوندی:

اَلۡقِیَا فِیۡ جَهَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیۡدٍ۔۹

ترجمہ۔ ہر سرکش کافر کو جہنم میں ڈال دو۔

وَمَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوۡرٍ۔۱۰

ترجمہ۔ ہماری آیات کا انکار صرف وہی شخص کرتا ہے جو بڑا بدعہد اور سخت ناشکرا ہے۔

کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ۔۱۱

ترجمہ۔ گرتم نے ناشکری کی، تو بے شک میرا عذاب ضرور سخت ہے۔

فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ۔۱۲

ترجمہ۔ جو شخص طاغوت سے کفر کر کے اللہ پر ایمان لے آیا تو اس نے ایسا مضبوط دستہ پکڑ لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔

وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِهٖ۔۱۳

ترجمہ۔ شیطان یہ چاہتا ہے کے انھیں گمراہ کر کے بہت دور کی گمراہی میں ڈال دے۔

وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا ۔۱۴

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی وہی لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اس دوزخ میں رہیں گے۔

وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیۡمٍ۔۱۵

ترجمہ۔ للہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔۱۶

ترجمہ۔اے ایمان والو! مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۔۱۷

ترجمہ۔بے شک کافر تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔

إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۔۱۸

ترجمہ۔بے شک اگر تو نے انہیں چھوڑا تو یہ تیرے بندوں کو گم راہ کریں گے اور ان سے صرف بدکار کافر پیدا ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نماز مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن ایک آنت سے کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔۲۰؎

عبداللہ بن بریدہؒ اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا عہد ہے، سو جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔۲۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! کفر چار ستونوں پر استوار ہے۔

۱۔حد درجہ کاوش

۲۔تنازعہ۔

۳۔کج روی۔

۴۔تفرقہ

چنانچہ جو اوہام پرستی کے نتیجہ میں حد درجہ کوشش کرتا ہے وہ کبھی حق کی جانب رجوع نہیں کرتا۔جس شخص کا جہالت پر تنازعہ ہمشگی اختیار کر لیتا ہے وہ شخص ہمیشہ حق سے اندھا ہی رہتا ہے۔

جو شخص حق سے منہ موڑ لیتا ہے اس کے نزدیک برائی، اچھائی اور اچھائی برائی بن جاتی ہے اور شخص

اختلاف اور تفرقہ میں مبتلا ہوجاتا ہے اس کے راستے دشوار اور معاملات پیچیدہ ہوجاتے ہیں۔نعمتوں کے کفران سے بچو کیونکہ اس کے نتیجے میں تم پر بلائیں نازل ہوں گی۔

نعمتوں کی ناشکری نا کرو کیونکہ کفران نعمت سب سے زیادہ گھٹیا کفر ہے۔

کفر چار ستونوں پر کھڑا ہے۔ا۔جفا۔۲۔اندھاپن۔۳۔غفلت۔۴۔شک چنانچہ جو جفا کرتا ہے وہ حق کو حقیر اور باطل کو عیاں کرتا ہے، جو علماء سے دشمنی مول لیتا ہے وہ بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتا ہے، جو اندھا ہوجاتا ہے وہ ذکر کو بھول جاتا ہے اور وہ اپنے گمان ی پیروی کرتا ہے، جو شخص غفلت اختیار کرتا ہے وہ ہدایت سے دور ہوجاتا ہے،اور جو شخص اللہ کی ذات میں شک اور شبہ کرتا ہے وہ اللہ تعالی اسے اسی کی حکومت کے ذریعے ذلیل اور اسی کے رعب و دبدبے کو پامال کرتا ہے۔آپؑ نے فرمایا! سب سے شدید تر فقر ایمان کے بعد کفر ہے۔کافر کی ساری محنت اور لگن اس کی دنیا کے لئے ہوتی ہے اس کی ایک کی جدوجہد ہوتی ہے کے اس کی تمام آرزوئیں اور خواہشات مکمل ہوجائیں۔۲۲؎

اہم نکتہ:

کفر سے مراد چھپانا یعنی کافر اللہ کے ایک ہونے کی سچائی کو اپنے آپ سے چھپاتا ہے اگر چہ ہر روز بے شمار حقائق کو وہ اپنی نظروں کے سامنے ہوتا دیکھتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اللہ کی وحدانیت کا انکاری ہے، حقیقت یہ ہے کے روزلست تمام ارواح نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرلیا تھا اور سب نے اللہ کی ربوبیت کی گواہی دی تھی لیکن دنیا میں آنے کے بعد کچھ لوگ اس گواہی پر قائم رہے اور کچھ منکر ہوگئے چنانچہ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ۔۲۳

ترجمہ۔جب انہیں سائبانوں کی طرح موج ڈھانک لیتی ہے تو خالص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارتے ہیں، پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو بعض ان میں سے راہِ

راست پر رہتے ہیں، اور ہماری نشانیوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بدعہد ناشکر گزار ہیں۔

دین اسلام کا بانگ دہل اعلان:

لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ۔۲۴

ترجمہ۔میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم کرتے ہو۔

وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۔۲۵

ترجمہ۔اور نا تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔

وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ۔۲۶

ترجمہ۔اور ورنا میں اس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم نے کی۔

وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۔۲۷

ترجمہ۔اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ۔۲۸

ترجمہ۔تمھارے لیے تمھارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔

سورہ الکافرون میں اللہ تعالیٰ نے علی الاعلان اس بات کی وضاحت فرمائی کے دین اسلام کو کسی بھی صورت میں کفار کے دین کے ساتھ نہیں ملایا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کھلم کھلا کفار کے افعال کی مذمّت کرتے ہوئے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کے وہ صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کریں جس میں کسی قسم کا کوئی شرک نا ہو۔

دین اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جو ہر اعتبار سے مکمل اور جامع دین ہے، جو فطرت کے عین مطابق اور انسانی نفسیات سے مطابقت رکھتا ہے، دین اسلام کا پہلا سبق وحدانیت ہے، چنانچہ جیسے ہی انسان کی فکر میں وحدانیت کا عنصر داخل ہوتا ہے باقی عقائد بھی مراحلہ وار مرتب ہوتے چلے جاتے ہیں۔

قرآن کریم کی ہر آیت میں انسان کی نفسیاتی کیفیات کو بیان کیا گیا ہے، قرآن کریم میں دنیا کا ہر معلوم اور نا معلوم علم موجود ہے۔

حتیٰ کے اللہ تعالی نے انسان کو یہ سیکھایا کے وہ پانی کیسے پیئے گا؟ اور کس کروٹ سوئے گا؟اتنی لطافت سے انسان کی تربیت کسی بھی دوسرے مذہب میں ممکن ہی نہیں۔

یہی وجہ ہے کے دین اسلام کو کسی بھی دوسرے دین و مذہب کے ساتھ نہیں ملایا جا سکتا ہے، کیونکہ دین اسلام کا مدار اور بنیا د وحدانیت پر قائم ہے، اللہ کی ذات وصفات پر پر دل سے یقین رکھنا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا ہے۔

اسلام پا کیز گی اور تقوی کا راستہ ہے، جہاں انسان صرف ایک خدا کی عبادت اور اطاعت کرتا ہے جب کے دیگر مذاہب کی بنیاد کفر وشرک اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت پر ہے، شرک وکفر کا راستہ اسلام کے راستے سے بالکل مخالف وجدا ہے کیونکہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی پر ایمان لانے اور کسی کی بھی عبادت کرنے اور کسی کے حکم ماننے (جب وہ حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے) کی کوئی گنجائش نہیں ہے، جب کے شرک وکفر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کو ماننے اور قبول کرنے کی دعوت دی جاتی ہے، اگر چہ مسلمان اور غیر مسلموں کے راستے ہر اعتبار سے مختلف اور جدا ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو ہر ممکن طریقے سے کفار کی وضع قطع ، طور طریقے اور رسم ورواج سے احتراز برتنا چاہیئے۔

تمھارے لئے تمھار دین اور میرے لئے میرا دین:

دین کا مطلب نظام، راستہ، طریقہ اور سسٹم کے ہیں۔

اسلام ایک ایسا نظام زندگی ہے جس پر ہر وہ شخص عمل کرسکتا ہے جو مستقیم اور سلیم الفطرت ہو‘ اس پر عمل کرنے کے لئے کسی خارق العادت عزم اور کسی بڑے اولوالعزم شخص کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے لوگ تو دنیا میں چند ایک ہوتے ہیں اور اسلامی نظام حیات ان چند لوگوں کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ یہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے بھیجا گیا ہے‘ اور دنیا میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں جو مختلف درجات کے ہوتے ہیں۔ بعض کی طاقتیں اور صلاحتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بعض کی کم۔ یہ دین لوگوں کی اوسط تعداد کو مدنظر رکھ کا بھیجا گیا ہے‘ جو احکام پر عمل کر سکتے ہیں اور معاصی سے رک سکتے ہیں۔

عقل انسانی کا اصل دائرہ کار کائنات کے قوانین قدرت ہیں اور یہ نہایت ہی وسیع دائرہ کار ہے۔
ضرورت اس بات کی ہے کے عقل انسانی کو اسی قدر مقام و منزلت دی جائے جس قدر اللہ نے اسے دیا تاہم فطرت نے عقل کے لئے جو دائرہ مقرر کیا ہے اس کی پاسداری کی جائے اور اس حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔
اسلام کا ایک فطری اور صالح نظام ہے جو حق پر مبنی ہے، یہ نظام انسان کو دینی اور دنیاوی کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ہے۔
بالکل اسی طرح سے باطل کا بھی ایک الگ نظام، سسٹم، طریقہ اور راستہ ہے، جو غیر فطری، طاغوتی اور شیطانی نظام ہے، اس نظام کے پیروکار دین اور دنیا میں شدید خسارے کا شکار رہیں گے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کے انھوں نے جان بوجھ کر حق کا انکار کیا اور باطل جو طاغوت اور شیطانی صفات سے لبریز سسٹم تھا اس کو جان بوجھ کر اپنایا جبکہ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کے اس نظام کی بنیاد سرکشی اور بغاوت پر مبنی ہے، بالفاظ دیگر کانٹے بونے کے بعد پھل کی امید نہایت احمقانہ سوچ ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ‌ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ۔ ۲۹

ترجمہ۔ جس شخص نے اسلام کے سوا کسی اور دین کو طلب کیا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ۔ ۳۰

ترجمہ۔ تمھارے لیے تمھارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔

نفاذ دین:

اللہ تعالی جب کسی انسان، اقوام یا گروہ کو طاقت، قوت، غلبہ اور اقتدار عطا کرتے ہیں، تو اس کا بنیادی مقصد صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کے وہ اللہ کی زمین پر نفاذ اسلام میں اپنا مثبت کردار ادا

کرے، اگر وہ اس طاقت اور غلبے کا منفی استعمال کرتا ہے یعنی وہ طاغوتی نظام کو تقویت دیتا ہے تو یہ اللہ کی زمین پر اللہ کے ساتھ بغاوت اور سرکشی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان عرش کے سامنے سے اس وقت تک ہل نہیں سکتا جب تک وہ پانچ سوالات کے جوابات نا دے دے، تاہم ان پانچ سوالات میں سے پہلا سوال یہ ہے کہ تم اپنی جوانی کن کاموں میں سرف کی؟ یعنی (جب تمھیں زمین میں طاقت اور غلبہ حاصل تھا تو تم نے دین اسلام کے نفاذ کے لئے کیا کام کیئے؟

الدین عربی زبان کا لفظ ہے، جو (د۔ی۔ن) سے مشتق ہے۔ ۳۱؎

دین کثیر المعانی لفظ ہے جس کے معنی، غلبہ، اقتدار، حکومت، مملکت، آئین، قانون، نظم و نسق، فیصلہ، ٹھوس نتیجہ، سزا جزا، بدلہ اور اختیار کے ہیں، دوسری جانب دین اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اہل لغات نے دین کے معانی حساب، غلبی، تدبیر اور عادت بھی لکھے ہیں۔

قرآن کریم میں مندرجہ بالا تمام معانی میں دین استعمال ہوا ہے۔

دین کے ایک معنی عادت مستمرہ کے بھی ہیں چنانچہ دین اس بارش کو بھی کہتے ہیں جو عادتاً ہمیشہ ایک ہی جگہ برستی ہے۔ ۳۲؎

اسلامی ممالک کا منشور دراصل قرآن کریم کے غیر متبدل اصولوں کا نام ہے تاہم تمام ممالک اسلامیہ کے کل کاروبار زندگی انھی اصولوں کے ماتحت ہونا چاہئے اسی کو دین کہتے ہیں۔

دین سے مراد اللہ کا عطا کردہ نظام زندگی جو بنی نوع انسانیت کی آزادی اور پابندی کی حدود کو متعین کرتی ہے۔

دین کے مطابق انسانی زندگی اعمال کے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

جس دن انسان اللہ کے دین کا تابع اور فرمانبردار ہو جائے گا وہ ہر قسم کی محکومی سے آزاد ہو جائے گا

ماہرین لغات نے لکھا کے مدینہ منورہ وہ ریاست ہے جہاں اللہ کا دین قائم ہوا۔

مدینہ کے معانی شہر کے ہیں یعنی ایسا شہر جہاں حکومت کی اطاعت کی جائے۔

دین سے مراد ضابطہ حیات ہے۔ ۳۳؎

ارشادات خداوندی:

لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا۔ ۳۴

ترجمہ۔تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کیا، کے تم اس کو اپناؤ۔

مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ۔ ۳۵

ترجمہ۔روز جزاء کا مالک ہے۔

ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ۔ ۳۶۔

ترجمہ۔یہی دین مستقیم ہے۔

ثُمَّ مَاۤ أَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِ۔ ۳۷

ترجمہ۔پھر آپ نے کیا سمجھا روز جزاء کیا ہے؟

ثُمَّ مَاۤ أَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِ۔ ۳۸

ترجمہ۔جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا، اور اس دن تمام احکام اللہ ہی کے لیے ہوں گے۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ۔ ۳۹

ترجمہ۔وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو ہر دین پر غالب کردے خواہ مشرکین کو ناگوار ہو۔

اَلۡيَوۡمَ يَئِسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا۔ ۴۰

ترجمہ۔آج تمہارے دین سے کفار ناامید ہو گئے، سو ان سے نا ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔

وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ

مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ ۴۱

ترجمہ۔جس شخص نے اسلام کے سوا کسی اور دین کو طلب کیا تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا،اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

دین کا لغوی معنی:

علامہ زبیدی لکھتے ہیں،دین کا معنی عادت ہے۔

مازال ذالک دینی سے مراد میری ہمیشہ سے یہ عادت ہے۔

دین کے معنی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

دین کے معنی اطاعت ہے۔

دین اور مذہب کا فرق:

دین وہ قانون، دستور اور ضابطہ حیات ہے جو اللہ کی طرف سے ملا ہو اور دین اپنی اصل شکل میں قرآن کریم کی شکل میں قیامت تک دنیا میں موجود رہے گا جبکہ مذاہب مختلف انسانوں کے بنائے ہوئے قواعد وضوابط کا مجموعہ ہوتا ہے تاہم مذاہب میں کئی فرقے بھی ہوتے ہیں۔

دین،شریعت اور مذہب وغیرہ کی تعریفات: میر سید شریف لکھتے ہیں! دین ایک الہی دستور ہے تاہم دین اللہ کی طرف منسوب ہے،ملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور مذہب مجتہد کی طرف منسوب ہے۔ ۴۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی کاہن کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کی یا جس شخص نے حائضہ عورت کے ساتھ جنسی عمل کیا یا جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ عمل معکوس کیا' تو وہ اس (دین) سے بری ہو گیا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ ۴۳

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ دین فطرت (اسلام) پر

پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ ۴۴ے

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

جو انسان دین اسلام کے لئے کام کرتا ہے اللہ تعالی اس انسان کے دنیاوی معاملات کی کفایت فرماتے ہیں، لوگ کسی بھی دینی امر کے لئے اپنے دنیاوی بھلائی کو ترک نہیں کرتے یہاں تک کے اللہ ان کے لئے کوئی اور نقصان دہ شے کا راستہ کھول دیتا ہے۔

آپؓ نے اپنے بیٹے محمد بن حنیفہؒ سے فرمایا! اے بیٹے میں تمھارے لئے فقر سے ڈرتا ہوں لہٰذا فقر سے اللہ کی پناہ طلب کرو کیونکہ فقر دین کی مشکل، عقل کی حیرانگی اور غیظ وغضب کا باعث ہے۔ اللہ نے حج کو اپنے دین کی تقویت اور اپنے قرب کے لئے واجب فرمایا ہے۔ دین کی ابتداء اللہ کی معرفت ہے۔

اس شخص کی قربت سے بچو جو تمھارے دین اور تمھاری عزت کے لئے خطرہ ہو۔

دین محض پیروی ہے اس میں انسان کی اپنی ذاتی رائے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

بہت سے ایسے امور ہیں جنھیں تم انجام پذیر کرنا چاہتے ہو، جبکہ ان امور کے وقوع پذیر ہونے میں تمھارے دین کی تباہی مضمر ہے دین میں متلون مزاجی سے ڈرو۔

جو دین کو ہلکا سمجھتا ہے وہ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ دین میں یقین کا ہونا سرفہرست ہے۔

دین کا بہترین معاون صبر ہے۔ حسد دین کی آفت ہے۔

جس شخص کی کوئی نیت نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ دین کو ہلکا سمجھنا دین کی آفت ہے۔

بد بخت ہے وہ شخص جو دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنے دین کو بیچ دے۔

آپؓ نے فرمایا! دین کے راستے کی مصیبت سب سے سخت ترین ہے۔

جو شخص جنگ وجدل اور کٹ حجتی کے ذریعے دین کو طلب کرے گا وہ زندیق ہو جائے گا۔

اس شخص کے پاس کوئی دین نہیں جس نے مخلوق کی اطاعت کے لئے اللہ کی نافرمانی کو اختیار کیا۔ بدعت جیسا کسی نے دین کو برباد نا کیا اور طمع اور لالچ سے زیادہ کسی شے نے مردوں کو خراب نا کیا۔ تمھارا بھائی، تمھارا دین ہے لہٰذا اپنے دین کے لئے جس طرح سے چاہو احتیاط کرلو۔ دین

داروں کی کچھ علامات ہیں جس کے ذریعے سے انھیں پہچانا جا سکتا ہے۔

ا۔ سچی بات۔ ۲۔ادائے امانت۔ ۳۔وعدوں کو وفا کرنا۔ ۴۔صلہ رحمی۔

۵۔کمزوروں پر رحم۔ ۶۔نیکی انجام دینا۔ ۷۔خوش اخلاقی۔ ۸۔علم اور ہر اس چیز کی پیروی جو اللہ کی قربت کا سبب ہو۔ دین سب سے زیادہ بافضیلت مطلوب ہے۔

دین ایک ایسا درخت ہے جس کی جڑ تسلیم ورضا ہے۔

جس کا دین خراب ہو گیا وہ خسارے میں ہے۔ دین دو نسبوں میں شریف ترین نسب ہے۔

دین کی اصلاح عقل کے سوا کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

دین کو اپنی پناہ گاہ اور عدل کو اپنی تلوار بنالو تو تم ہر برائی سے بچے رہو گے اور تم ہر دشمن پر غالب آجاؤ گے۔ بہترین ہے وہ انسان جس کی شہوت اس کے دین کو خراب نا کرے۔

یقیناً دین کا بافضیلت ترین جز۔ ا۔ اللہ کی محبت۔ ۲۔ اللہ کے لئے بغض۔ ۳۔اور اللہ کے لئے لین دین کرنا ہے۔

اللہ تبارک تعالی دین کو صرف اپنے چنے ہوئے خاص بندوں اور اپنی مخلوقات میں سے نہایت چنے ہوئے افراد کو عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالی دنیا تو اسے بھی دیتا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے جسے دوست نہیں رکھتا لیکن دین وہ صرف اسے دیتا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے۔ اگر تم نے اپنی دنیا کو اپنے دین کے تابع کر لیا تو سمجھ لو کے تم نے اپنی دین اور دنیا دونوں کو ک محفوظ کر لیا اور آخرت میں تم کامیاب ہو گئے۔ دین کا ثمر امانت داری ہے۔

تین چیزیں دین کی بنیاد ہیں۔ ا۔ پاک دامنی۔ ۲۔تقویٰ۔ ۳۔حیاء۔

تین چیزیں کمال دین ہیں۔ ا۔اخلاص۔ ۲۔یقین۔ ۳۔قناعت۔

دین کو دنیا کے ذریعے مضبوط کرو لیکن دنیا کو دین کے ذریعے پائیدار نا کرو۔

دین کا بلند ترین مقام صبر، یقین اور نفسانی خواہشات سے مقابلہ ہے۔

دین کو اپنی حکومت کا قلعہ اور شکر کو اپنی نعمتوں کا محافظ بناؤ کیونکہ ہر وہ حکومت جس کا دین نے احاطہ کر لیا وہ مغلوب نہیں ہو سکتی اور ہر وہ نعمت جسے دین نے گھیر لیا وہ سلب نہیں ہو گی۔

دین کا مقصد امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور اللہ کی حدود کے قیام میں ہے۔
ہر وہ عزت جس کی تائید دین نا کرے وہ ذلت ہے۔
اپنے دین کی امور میں عقل مند اور دنیاوی امور میں جاہل بن جاؤ۔
جس انسان کی دیانت داری درست ہوجائے گی اس انسان کی امانت داری بھی درست اور قوی ہوجائے گی۔جس انسان کے پاس دین نہیں اس کے پاس مروت نہیں۔
جس انسان کو دین عطا ہوجاتا ہے اس انسان کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا ہوجاتی ہیں۔
جو دین میں احتیاط سے کام لیتا ہے وہ قیامت کے دین عظیم المرتبت ہوجائے گا۔
جس انسان پر دین حق کا غلبہ ہوجاتا ہے وہ انسان نرم ہوجاتا ہے۔
شک اور شبہ میں مبتلا رہنے والے کے پاس کوئی دین نہیں اور غیبت کرنے والے کے پاس کوئی مروت نہیں۔دین کا تھوڑا حصہ بھی دنیا کے بڑے حصے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ ۴۵؎

اہم نکتہ:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ! مذہب اور لا مذہب میں بنیادی فرق یہ ہے کے لا مذہبیت انسان کے اندر شکوک وشبہات، وسوسے اور غیر یقینی احساسات کو جنم دیتی ہے جبکہ مذہب ،احساسات، خیالات،تصورات اور زندگی کے اعمال وحرکات کو قائم بالذات اور مستقل ہستی سے وابستہ کر دیتا ہے۔
انسان کے نفس کو سدھارنے اور سدھانے کے لئے کسی نا کسی سبق کی لازمی ضرورت ہوتی ہے۔
اور اللہ نے انسان کو تخلیق کرنے کے بعد اس کو یونہی تنہا بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ اس کی تعلیم و تربیت کا بھی مکمل انتظام فرمایا۔تمام پیغمبر جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی جاتی ہے وہ بنی نوع انسانیت کے معلم ہیں اور ان سب نے انسانوں کی پہلی تربیت یہی کی کے اس کل کائنات کا خالق و مالک صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے چنانچہ اللہ کی زمین پر اللہ کا ہی نظام نافذ ہوگا اور اللہ کی کل مخلوقات کو اللہ کے ہی بنائے ہوئے آئین کی پاسداری کرنا ہوگی کیونکہ کائنات میں کل غلبہ،حکومت،نظم ونسق،فیصلہ اور اختیار اللہ کا ہی قائم ہے چنانچہ جب انسان اللہ کے بنائے ہوئے

قاعدے قوانین کا پابند ہو جاتا ہے تو سکون، اطمینان، آسودگی اور دائمی خوشی اس کے قدم چومنے لگتی ہے کیونکہ اللہ نے انسان کو اپنی اطاعت، عبادت اور فرمانبرداری کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

اس اعتبار سے دین کی ضرورت لازمی امر ہے کیونکہ یہی وہ آئین ہے جس پر عمل کر کے انسان حق اور باطل کے فرق کو سمجھتے ہوئے انسانیت کے منصب پر فائز ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۔سورہ الکافرون۔آیت۔۱۔
۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۔سورہ ق۔آیت۔۲۴۔
۱۰۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۲۔
۱۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۷۔
۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۶۔
۱۳۔سورہ النساء۔آیت۔۶۰۔
۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۹۔
۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۶۔
۱۶۔سورہ النساء۔آیت۔۱۴۴۔
۱۷۔سورہ النساء۔آیت۔۱۰۱۔
۱۸۔سورہ نوح۔آیت۔۲۷۔
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔۴۱۲۔مطبع انتشارات دفتر

تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۲۳۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۲۔
۲۴۔سورہ الکافرون۔آیت۔۲۔
۲۵۔سورہ الکافرون۔آیت۔۳۔
۲۶۔سورہ الکافرون۔آیت۔۴۔
۲۷۔سورہ الکافرون۔آیت۔۵۔
۲۸۔سورہ الکافرون۔آیت۔۶۔
۲۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۵۔
۳۰۔سورہ الکافرون۔آیت۔۶۔
۳۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۔
۳۵۔سورہ الفاتحہ۔آیت۔۲۔
۳۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۳۷۔سورہ الانفطار۔آیت۔۱۸۔
۳۸۔سورہ الانفطار۔آیت۔۱۹۔
۳۹۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۳۔
۴۰۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۔
۴۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۵۔
۴۲۔کتاب التعریفات۔علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ)۔ص۔۷۴۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ۔
۴۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۱۹۳۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۱۱۰۔سورہ نَصۡرُ (فتح ونصرت)

نام:

نَصۡرُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی فتح ونصرت یا مدد کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ نَصۡرُ مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۳ ہیں جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں ، سورہ نَصۡرُ حجۃ الوداع میں منیٰ کے مقام پر نازل ہوئی۔ا؎

اس کے بعد سورہ مائدہ کی آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ نازل ہوئی،جس کے نزول کے 80 دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا۔۲؎

بیہقی بیان کرتے ہیں ، جب سورہ نَصۡرُ ۔نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا! مجھے میرے انتقال کی خبر آ گئی ، یہ سن کر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ رونے لگیں ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر وہ مسکرانے لگیں۔

جب لوگوں نے رونے اور مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپؓ نے فرمایا! جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال کی خبر سنی تو میں رونے لگی لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے تسلی دی اور فرمایا! بیٹی صبر کرو، میرے اہل میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی،،تو یہ سن کر میں بے ساختہ مسکرانے لگی۔۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب سورہ نَصۡر کا نزول ہوا، تو اس سورہ میں آپ ﷺ کے انتقال کی خبر تھی چنانچہ اس سورہ کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دینی کاموں کی انجام دہی کے لئے مزید کمر کس لی۔ ۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، سورہ نَصۡرُ سورتوں میں پوری سورت نازل ہونے کے اعتبار سے سب سے آخری سورہ ہے ۵؎

سورہ نَصۡرُ ۔کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! لوگو سنو، فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں البتہ جہاد اور نیت ہے۔ ٦؎

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سورہ نَصۡرُ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ ۷؎

مضامین:

۱۔فتح مکہ کی بشارت۔

۲۔اللہ کی مدد۔

۳۔اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے۔

۴۔اللہ سے مغفرت طلب کیجئے۔

فتح مکہ کی بشارت:

اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو عنقریب فتح کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا!

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۔۸

ترجمہ۔جب اللہ کی مدد اور فتح آ چکی۔

وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۔۹

ترجمہ۔آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیا۔

نَصَرُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی فتح ونصرت کے ہیں ۔

نَصَرُ الغیث الارض۔ بارش نے زمین کو سرسبز وشاداب کر دیا۔

نَصَرُ سے مراد فتح مکہ ہے۔

ناصر یا ناصرۃ اس پانی کو کہتے ہیں جو دور دراز سے آئے اور سیلاب کو آگے بڑھنے میں مدد پہنچائے۔۱۰؎

ابن قتیبہ کہتے ہیں **نَصَرُ** کے معانی رزق پہنچانے کے ہیں۔۱۱؎

نَصَرُ کے معانی عطیہ اور بخشش کے ہیں۔

نَصَرُ کے معانی کسی کا ساتھ دینا۔

نَصَرُ کے ایک معانی اعانت اور مدد کے بھی ہیں۔

نَصَرُت دفع مضرت کے لئے خاص ہے۔

نَاصِرُ مددگار۔

استنصار کسی سے مدد طلب کرنا۔

استنصر ہ علی فلان ۔اس نے فلاں کے خلاف مدد طلب کی۔

نَصَرُت۔ سے مراد وہ ثمرات جو عمل کے بعد حاصل ہوں مثلاً راہ خدا میں جان توڑ محنت کے بعد تائید غیبی،اللہ کی مدد اور نصرت آتی ہے۔۱۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔۱۳

ترجمہ۔آخر اس سے پہلے جنگ بدر میں اللہ تمھاری مدد کر چکا حالانکہ اس وقت تم بہت کمزور تھے۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔۱۴

ترجمہ۔فتح ونصرت جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡب ۔۱۵

ترجمہ۔ بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصۡرِهِمۡ لَقَدِيۡر ۔۱۶

ترجمہ۔ بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ۔۱۷

ترجمہ۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔

وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ۔۱۸

ترجمہ۔ تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے نہ مددگار۔

نَصۡرُ ۔ سے مراد فتح مکہ ہے، جبکہ فتح بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔

الۡفَتۡحِ ۔ سے مراد کھولنا ہے تاہم اس میں شدت کا عنصر غالب ہے۔۱۹

الۡفَتۡحِ ۔ زمین کے بالائی حصے پر بہتے ہوئے پانی کو بھی کہتے ہیں۔

فَتۡحِ ۔ کے دیگر معانی میں مدد، نصرت، کامیابی اور دو جھگڑوں کے مابین ہار جیت کا فیصلہ ہے۔

الۡفَتۡحِ ۔ سے مراد وہ رزق جیسے اللہ کسی کے لئے کھول دے۔۲۰

فَتۡحِ ۔ کا مطلب کھلنا اور فاتح کے معنی کھولنے والا کے ہیں۔۲۱

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۔۲۲

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روشن فتح فرما دی۔

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيۡكُم ۔۲۳

ترجمہ۔ وہ باتیں جنھیں اللہ نے تم پر واضح کیا (بالفاظ دیگر جن کے دروازے تم پر کھول دئے گئے

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَـقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ ۔۲۴

ترجمہ۔ اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

وَاسۡتَفۡتَحُوۡا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ۔ ۲۵

ترجمہ۔ انہوں نے فیصلہ چاہا اور ہر ایک سرکش ضدی نامراد ہوا۔

قُلۡ يَوۡمَ الۡفَتۡحِ لَا يَنۡفَعُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِيۡمَانُهُمۡ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ۔ ۲۶

ترجمہ۔ کہہ دو کہ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

اِنَّ قَارُوۡنَ كَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰى فَبَغٰى عَلَيۡهِمۡ‌ وَاٰتَيۡنٰهُ مِنَ الۡكُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَةِ اُولِى الۡقُوَّةِ اِذۡ قَالَ لَهٗ قَوۡمُهٗ لَا تَفۡرَحۡ‌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡفَرِحِيۡنَ۔ ۲۷

ترجمہ۔ بے شک قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا پھر ان پر اکڑنے لگا، اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے تھے کہ اس کی کنجیاں ایک طاقت ور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں، جب اس سے اس کی قوم نے کہا اِترا مت، بے شک اللہ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مَا يَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَا‌ وَمَا يُمۡسِكۡ فَلَا مُرۡسِلَ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ۔ ۲۸

ترجمہ۔ اللہ بندوں کے لیے جو رحمت کھولتا ہے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا، اور جسے وہ بند کر دے تو اس کے بعد کوئی کھولنے والا نہیں، اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ الفتح کے نزول کے بارے میں فرمایا! یہ سورہ مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیاری ہے۔ ۲۹

صلح حدیبیہ سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو بلوا کر اس سورہ کو سنایا جس میں مسلمانوں کو اللہ تعالی نے ایک قریبی فتح کی بشارت دی کیونکہ فتح مکہ کے تناظر میں بحث ہو رہی ہے چنانچہ یہ فتح مبین تاریخ کی ایک نہایت انوکھی فتح ہے کے اگر چہ دس ہزار کا لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں مکہ میں موجود تھا لیکن بغیر کسی مزاحمت اور جھڑپ کے مکہ فتح ہو گیا یعنی

خلیل کی دعا! اے اللہ مکہ کو امن کا شہر بنا، دوسری جانب حبیب ﷺ کے ہاتھوں مکہ کی فتح مبین اور وہ بھی حیران کن انداز سے کے ایک معمولی جھڑپ بھی نہ ہوئی اور پورا مکہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سن ۸ ھ میں فتح ہو گیا۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔۳۰

ترجمہ۔ کہہ دو حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے کے لئے ہی تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں! فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ اپنی چھڑی سے ایک ایک بت کو گراتے جاتے تھے اور یہ آیت تلاوت کرتے جاتے تھے یعنی باطل قوتیں کتنا ہی زور لگالیں وہ اللہ کے دین اور حق کو کبھی نہ مٹا سکیں گی اور ہر حال میں حق آ کر ہی رہے گا اور اللہ اپنے حق پر قائم بندوں کی مدد اور نصرت فرمائے گا چاہے ان کی جماعت کتنی ہی قلیل اور کمزور کیوں نہ ہو اس کی کئی مثالیں کتب تاریخ میں درج ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں اختصار اور اشارے کے طور پر بیان کی جارہی ہیں کے کس طرح سے اللہ حق کو باطل سے الگ کرتا ہے اور س طرح سے کمزوروں کو نصرت عطا فرماتا ہے۔

فتح مکہ یا فتح مبین:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۔۳۱

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ ﷺ کے لئے روشن فتح فرمادی۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر فتح ونصرت علوم وفنون، حکمت اور ہدایت، شفاعت کبریٰ، مقام محمود کے ابواب کھولے اور جو چاہا اس کے سوا بھی اسرار وحقائق منکشف فرمائے جو گزشتہ پیغمبران کرام پر منکشف نہ فرمائے تھے زیر نظر آیت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی اور آپ ﷺ کو عنقریب فتح کی بشارت عطا فرمائی گئی جو دو سال کے بعد فتح مکہ کی شکل میں سامنے آئی اس فتح کو 'فتح مبین' بھی کہا جاتا ہے۔ تاریخ میں فتح مکہ کو کئی زاویوں سے نہایت اہمیت حاصل ہے۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران تین دعائیں مانگیں تھیں جو تینوں بارگاہ ایزدی میں مقبول اور منظور ہوئیں انھی مانگی گئی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کے اے اللہ مکہ کو

امن کا شہر بنا۔اسی دعا کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا ۔۳۲

ترجمہ۔جب ابراہیم نے کہا! اۓ میرے اللہ! اس شہر کو امن کا شہر بنا دے۔

مورخین یہ لکھتے ہیں، دنیا کے ہر حصے اور گوشے میں کوئی نہ کوئی چھوٹی یا بڑی جنگ، جھڑپ یا خونریزی کبھی نہ کبھی تو وقوع پذیر ہوئی ہے لیکن اللہ تعالی نے شہر مکہ کو امن وسلامتی کا شہر بنایا حتیٰ کے ابراھہ بھی جب ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آیا تو وہ بھی مقام محسر جو مکہ سے پہلے واقع ایک آبادی تھی وہیں مقیم تھا جہاں اس پر اور اس کے لشکر پر اللہ نے ابابیل کے ذریعے عذاب الہی بھیجا تاہم مکہ اور بیت اللہ اس وقت بھی اس سے محفوظ اور مامون تھے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا ۔۳۳

ترجمہ۔وہ (مکہ) امن کی جگہ ہے۔

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَه كَانَ اٰمِنًا ۔۳۴

ترجمہ۔بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی زیارت کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے جو جہان والوں کے لئے برکت والا ہے، جو اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن میں ہو جاتا ہے

حدیبیہ سے مدینہ واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ الفتح کا نزول ہوا۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۔۳۵

ترجمہ۔بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روشن فتح فرما دی۔

یعنی ہم نے آپ کے لئے زندگی کی راہیں کھول دیں اور آپ پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کردی۔مفسرین اور علمائے کرام اس فتح مبین کو صرف صلح حدیبیہ کے تناظر میں ہی نہیں دیکھتے بلکہ اس سے مراد اللہ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی بیش بہا نعمتوں ی تکمیل جس میں علوم ومعارف، فہم وفراست، بلندی، اقتدار، نصرت، کامرانی، کامیابی، سرفرازی اور کشادگی شامل ہے یعنی اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کی مشکلات آزمائشیں، پریشانیاں، دشمنوں کی

چالیں اور روکاوٹوں کو نا صرف دور فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حقائق بھی منکشف فرمائے اور حق و باطل کا ایک فیصلہ کن انقلاب کا بپا ہوجانا اپنے اندر ایک بہت بڑی کامیابی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ الفتح کے نزول کے بارے میں فرمایا کے یہ سورہ مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیاری ہے۔۳۶؎

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عمر کو بلوا کر اس سورہ کو سنایا جس میں مسلمانوں کو اللہ تعالی نے ایک قریبی فتح کی بشارت دی چونکہ فتح مکہ کے تناظر میں بحث ہورہی ہے چنانچہ یہ فتح مبین تاریخ کی ایک نہایت انوکھی فتح ہے کہ اگرچہ دس ہزار کا لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں مکہ میں موجود تھا لیکن بغیر کسی مزاحمت اور جھڑپ کے مکہ فتح ہوگیا یعنی خلیل کی دعا کے اے اللہ مکہ کو امن کا شہر بنا دوسری جانب حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں مکہ کی فتح مبین اور وہ بھی حیران کن انداز سے کے ایک معمولی جھڑپ بھی نہ ہوئی اور پورا مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں سن ۸ ھ میں فتح ہوگیا۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔۳۷

ترجمہ۔ کہہ دو حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے کے لئے ہی تھا۔

اعلان کر دو کے حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے کے لئے ہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں! فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چھڑی سے ایک ایک بت کو گراتے جاتے تھے اور یہ آیت تلاوت کرتے جاتے تھے، باطل قوتیں کتنا ہی زور لگا لیں وہ اللہ کے دین اور حق کو کبھی نہ مٹا سکیں گی اور ہر حال میں حق آ کر ہی رہے گا اور اللہ اپنے حق پر قائم بندوں کی مدد اور نصرت فرمائے گا چاہے ان کی جماعت کتنی ہی قلیل اور کمزور کیوں نہ ہو اس کی کئی مثالیں کتب تاریخ میں درج ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں اختصار اور اشارے کے طور پر بیان کی جارہی ہیں کے کس طرح سے اللہ حق کو باطل سے الگ کرتا اور کمزوروں کو نصرت اور سرفرازی عطا فرماتا ہے۔

۱۷ رمضان سن ۸ ھ میں فتح مکہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے مہینے میں مکہ کی جانب جنگ

کے ارادے سے پیش قدمی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ۱۰۰۰۰ کا لشکر تھا مکہ سے پہلے ایک وادی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات قیام کیا اور لشکر کے مجاہدین کو دس ، دس افراد کے ٹولے کی شکل میں میدان میں دور تک پھیلا دیا اور درمیان میں آگ کو روشن کرنے کا حکم دیا تا کہ دشمن مسلمانوں کی کثیر تعداد کا اندازہ لگالیں جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو وہ حواس باختہ ہو گیا، ایک روایت میں ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابوسفیان کے لئے امان طلب کی اور ابوسفیان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر گئے جہاں ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ پر اسلام قبول کیا پھر حضرت عباسؓ ابوسفیان کو ایک ایسی جگہ لے جا کر کھڑے ہوئے تا کہ وہ لشکر اسلام کو مکہ میں داخل ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس دس مجاہدین کے ایک گروہ کو ایک ساتھ داخل مکہ کر رہے تھے۔ مجاہدین تکبر پڑھتے ہوئے مکہ میں داخل ہو رہے تھے جس کی آواز سے مکہ کی پہاڑیاں گونج رہی تھیں کفار مکہ اور ان کے سردار ہیبت زدہ ہو کر اس منظر کو دیکھ رہے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستہ کا پرچم زبیر بن عوام نے اٹھایا تھا تھوڑی بہت جھڑپ ہوئی جس میں کفار کے ۱۴ جبکہ مسلمانوں کے ۱۲ افراد شہید ہوئے پھر کفار نے اپنے اندر مقابلے کی سکت نہ پائی اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے ابوسفیان کے گھر پناہ لے لی وہ بھی امان میں ہے جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اپنا ہتھیار پھینک دیا، یا حرم میں پناہ لے لی وہ بھی امان میں ہے۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا۔ خطبہ کے آغاز میں آپ نے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور بڑائی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

ترجمہ۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تنہا ہے۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا، انہوں نے اپنے بندے کی مدد کی اور انہوں نے تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔

بخاری کی ایک روایت ہے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں ۳۶۰ بت نصب تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چھڑی سے ایک ایک بت کو گراتے جاتے اور یہ آیت تلاوت کرتے جاتے!

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۔۳۸

ترجمہ۔ کہہ دو حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے کے لئے ہی تھا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے زمانہ جاہلیت کے اپنے خاندان کے قتل اور سود کو بھی معاف فرما دیا اس موقع پر جو لوگ اسلام لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بیعت فرمائی۔

فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ۱۹ دن قیام کیا اور یہاں عتاب بن اسید کو گورنر مقرر کیا

اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے اور اس سے مغفرت طلب کیجئے:

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص ہدایت دی کے ذکر اللہ اور تسبیحات میں مشغول رہیے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۔۳۹

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کیجیے اور ان سے مغفرت طلب کیجیے۔ بے شک وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔

ہر لمحہ اللہ کی تسبیحات کی ہدایت:

ہر لمحہ اللہ کی تسبیحات کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۔۴۰

ترجمہ۔ جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے اور جو اس کے گردا گرد (حلقہ باندھے ہوئے) ہیں (یعنی فرشتے) وہ اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور مومنوں کے لئے

بخشش مانگتے رہتے ہیں کے اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے رستے پر چلے ان کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ﹰالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ
اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔۴۱

ترجمہ۔اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشہ رہنے کے بہشتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں ان کو بھی۔بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔۴۲

ترجمہ۔اور ان کو عذابوں سے بچائے رکھ اور جس کو تو اس روز عذابوں سے بچالے گا تو بے شک اس پر مہربانی فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

تسبیح عربی زبان کا لفظ ہے جو (س۔ب۔ح) سے ماخوذ ہے۔۴۳

السباح عربی زبان میں تیز رفتار گھوڑے،اونٹ اور پیراک کو بھی کہتے ہیں۔

سبح سے مراد جو شخص تلاش معاش میں تگ ودو کرے یا دوڑے بھاگے۔

السبح،عربی زبان میں زمین کے گھومنے کو بھی کہا جاتا ہے۔

سبح سے مراد کسی بھی کام کی تکمیل کے لئے جدو جہد اور پوری تگ ودو کرنا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ۔کا ایک مطلب اللہ کی جانب نہایت تیز رفتاری سے جانا۔

سبح سے مراد پانی یا ہوا میں نہایت تیزی سے دوڑنا۔۴۴

التسبیح سے مراد اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں تیزی سے عمل کرنا۔

یسبحون۔سے مراد فلک میں تیزی سے گردش کرنے والے ستارے اور سیارے۔۴۵

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَا الشَّمۡسُ يَنۡۢبَغِىۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّيۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ‌ؕ وَ كُلٌّ فِىۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ ۔۴۶

ترجمہ۔نہ تو سورج ہی سے ہوسکتا ہے کے چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

اِنَّ لَكَ فِى النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًا ۔۴۷

ترجمہ۔دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالطَّيۡرُ صٰٓفّٰتٍ‌ؕ كُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسۡبِيۡحَهٗ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ۔۴۸

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کے جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی اور سب اپنی نماز اور تسبیح کے طریقے سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں (سب) خدا کو معلوم ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔۴۹

ترجمہ۔آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات اللہ کی تسبیح کرتی ہے، جو غالب (اور) حکمت والا ہے۔

وَيُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِهٖ وَالۡمَلٰٓـئِكَةُ مِنۡ خِيۡفَتِهٖ‌ۚ وَيُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيۡبُ بِهَا مَنۡ يَّشَآءُ وَهُمۡ يُجَادِلُوۡنَ فِى اللّٰهِ‌ۚ وَهُوَ شَدِيۡدُ الۡمِحَالِ ۔۵۰

ترجمہ۔اور رعد اور فرشتے سب اس کے خوف سے اس کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے اور وہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے۔

وَّسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ۔۵۱

ترجمہ۔اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ۔۵۲

ترجمہ۔تو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

تسبیحات سے مراد کل اشیاء کائنات اپنی اپنی تسبیحات، مقاصد، جدوجہد، اپنے دائرہ کار، حصول معاش، طور طریق اور عبادات سے بخوبی واقف ہیں، سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے، باقی کل اشیاء کائنات اللہ کی مطیع اور فرمانبردار ہے، اور نہایت خلوص اور شدت کے ساتھ اپنے مقاصد کی جانب نہایت تیزی سے گامزن اور عمل پیرا ہیں تاہم باطل قوتوں کے خلاف مزاحمت اور جدوجہد کو بھی تسبیح کہا گیا ہے، چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی جانب مہم پر روآنہ ہوئے تو انھوں نے اللہ سے اپنے بھائی ہارون کی وزارت طلب فرمائی تاکہ دونوں بھائی مل کر فرعون کے دربار میں جاکر اللہ کی بہت پاکی بیان کریں اور اللہ کی بہت تسبیح بیان کریں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۙ وَّ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۔۵۳

ترجمہ۔اور تجھے کثرت سے یاد کریں تاکہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں۔

قرآن کریم میں تمام انسانوں کے لئے دن میں تسبیحات یعنی صلوۃ کو فرض فرمایا ہے چنانچہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امت کو صلوۃ کے قیام کا حکم دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی بھی دن میں پانچ بار صلوۃ قائم کر کے اللہ کی حمد وثناء اور تسبیحات کا اہتمام کرتے ہیں، دوسری جانب صلوۃ ایک ایسا پروگرام ہے جس میں انسانی حرکات وسکنات اور الفاظ انسان کے جذبہ عمل کا بے تابانہ اظہار کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے مطابق! تسبیحات کا اصل مقصد اللہ کے قاعدے قوانین کی مکمل پاسداری کرنا ہے اور اللہ کی اطاعت میں پوری جدوجہد اور سرگرمی سے عمل پیرا ہونا ہے۔تسبیح میں شدت کا پہلو نمایاں ہے جب ہی سبحان اللہ کہنے والے کے ذہن میں یہ بات پوری طرح سے راسخ ہوتی ہے کے اللہ تعالی تمام عیوب اور نقائص سے پاک اور منزہ ہے، دوسری جانب ان الفاظ میں شدت، قوت مضبوطی اور تیزی کا عنصر بھی نمایاں ہے یہی وجہ ہے کے عربی زبان کا لفظ کساء مسبح کا مطلب نہایت مضبوطی اور سختی سے بنا ہوا کمبل ہے۔

اس اعتبار سے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۔ کے معانی۔ صفات الٰہی کو نہایت تیزی، شدت اور مضبوطی کے ساتھ اپناتے ہوئے عام کرنا ہے۔ سورہ الصفت میں جب حضرت یونس علیہ السلام کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا تو اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۔ ۱۴۳

ترجمہ۔ پھر اگر وہ (خدا کی) پاکی بیان نہ کرتے۔

لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ ۱۴۴

ترجمہ۔ تو اس روز تک کہ لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اسی کے پیٹ میں رہتے۔

علماء لغات کے مطابق! اگر یہ لفظ (مسبحین) سبح سے ہوتا تو اس کے معانی تیراک ہوتے لیکن سبح کے اعتبار سے اس کے معانی پوری قوت اور شدت سے جدوجہد کرنے والا چنانچہ واقعے سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے لئے نہایت شدت سے اللہ کے حضور معافی پیش کی جس کے نتیجے میں مچھلی نے بلا آخر انھیں ساحل پر اگل دیا، اور اگر وہ اللہ کی پاکی بیان نا کرتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۔ ۱۶۴

ترجمہ۔ اور (فرشتے کہتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے۔

وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۔ ۱۶۵

ترجمہ۔ اور ہم صف باندھے رہتے ہیں۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۔ ۱۶۶

ترجمہ۔ اور (خدائے) پاک (ذات) کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

یعنی فرشتوں کا انتہائی قوت، جدوجہد، شدت، اور مضبوطی کے ساتھ اللہ کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل میں مصروف عمل رہنا۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ ۱۵۹

ترجمہ۔ یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی فرمار ہے ہیں! اللہ تعالی ان تمام غلط تصورات سے بہت دور ہے جولوگوں نے اللہ سے متعلق گھڑر کھے ہیں۔

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ۔ ۶۰

ترجمہ۔تو جس وقت تم کو شام ہواور جس وقت صبح ہوخدا کی تسبیح کرو یعنی (نماز پڑھو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بازی لے گئے مفردون ،صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ مفردون کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔۶۱؎

جب کوئی شخص صبح یا شام میں (۱۰۰) بار سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وبحمدہ کہے گا تو قیامت کے دن کوئی شخص اس شخص سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا سوائے ان کلمات کے۔۶۲؎

حضرت ابوسعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کے لوگ تمھیں دیوانہ کہیں ۶۳؎

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے فرمایا! کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ لوگوں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا ہم میں سے کوئی شخص ایک ہزار نیکیاں کما سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس کو چاہئے کے وہ (۱۰۰) بار سُبۡحٰنَ اللّٰهِ کہے اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ایک ہزار گناہ مٹا دئے جائیں گے۔۶۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص صبح اور شام کے وقت (۷) مرتبہ یہ کلمات کہے گا تو اللہ اس شخص کی پریشانیوں سے اسے کافی ہوگا چاہے ان کے کہنے میں وہ سچا ہو یا جھوٹا

حَسۡبِيَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَ هُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ۔ ۶۵

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص دن میں (۱۰۰) مرتبہ

لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحۡدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلَى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

پڑھے گا تو اس شخص کے لئے (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اس کے (۱۰۰) گناہ مٹادیئے جائیں گے اور یہ کلمات شام تک پورا دن شیاطین سے اس شخص کی حفاظت فرمائیں گے اور کوئی شخص اس سے زیادہ افضل عمل نہیں کرسکتا سوائے اس شخص کے جو اس سے بھی زیادہ مرتبہ یہی عمل دہرائے۔٦٦ ؎

موذی چیزوں اور بیماریوں سے بچانے والا ذکر:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! مجھے رات میں ایک بچھو نے کاٹ لیا جس کے کاٹنے سے مجھے شدید تکلیف پہنچی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم شام کے وقت یہ کلمات کہہ دیتے تو وہ بچھو تمھیں نقصان نہ پہنچاتا:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔٦٧

جنت کے پودے:

حضرت ابو ایوب انصاریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو حکم دیجئے کے وہ جنت میں زیادہ سے زیادہ پودے لگائیں کیونکہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور زمین وسیع ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! جنت کے پودے کیا ہیں؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کے

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔٦٨

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ کہا اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا گیا۔٦٩ ؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

سُبْحٰنَ اللہِ۔ والحمد للہ ولآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ۔ اللہُ ا کبر کہوں تو یہ بات مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ ۷۰؎

حضرت انسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا جس کے پتے خشک تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر اپنی چھڑی ماری تو سوکھے پتے جھڑنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحٰنَ اللہِ ولآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ۔ اللہُ ا کبر کہنا بندے کے گناہ کو گرادیتا ہے جیسے اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ ۷۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب کوئی بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہوئے نہایت اخلاص کے ساتھ لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں حتیٰ کے یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔ ۷۲؎

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب سے افضل ذکر لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کرے اور سب سے افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ ۷۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ذکرالٰہی کے سوا زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ ذکرالٰہی کے سوا زیادہ باتیں کرنا دل کو سخت بنادیتا ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہوتا ہے۔ ۷۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا! تم جب بھی عبادت کرو تو تصور احسان کے ساتھ عبادت کرو صحابہ کرام نے پوچھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ تصور احسان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تصور احسان کا مطلب ہے تم یہ تصور کرو کے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ تصور قائم نہیں ہوتا ہے تو پھر یہ تصور کرو کے اللہ تو تمھیں دیکھ ہی رہا ہے یعنی ہر عبادت میں اللہ کی طرف مکمل توجہ اور اس کے احساس کا ہونا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب کوئی بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اس کو یاد کرتا ہے، ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔ ۷۵؎

جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں انھیں فرشتے اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت انھیں گھیر لیتی ہے اور اطمینان قلب انھیں میسر آتا ہے اور اللہ تعالی فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتے ہیں۔ ۷۶؎

شیطان انسان کے قلب سے چمٹا رہتا ہے اور وہ صرف اللہ کے ذکر سے بھاگتا ہے۔۷۷؎

جو شخص اللہ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اس کو تنہائی میں یاد کرتا ہے اور جو شخص اللہ کو کسی محفل یا مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ اسے اس سے بہتر محفل یا مجلس میں یاد فرماتا ہے۔۷۸؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، میں عرض کیا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے وصیت کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم سے جس قدر ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور تم جو برا کام کرو اس کے بعد توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ کرو اور کھلم کھلا گناہ کی توبہ کھلم کھلا کرو۔۷۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔۸۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ دن میں (۱۰۰) مرتبہ پڑھا اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔۸۱؎

حضرت خولہ بنت حکیمؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے! جو شخص کسی منزل پر اترا اور اس نے یہ کلمات کہے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

تو اسے اس منزل سے چلے جانے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔۸۲؎

حضرت ابو سعید خدریؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا! قیامت کے دن اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے کون سے بندے افضل، اونچے مرتبے والے اور اللہ سے زیادہ نزدیک ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں پھر میں نے دوبارہ سوال کیا کے کیا ان ذاکرین کے درجات شہداء سے بھی بڑھ کر ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں اگر چہ کسی شخص نے اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو ہی کیوں نہ مارا ہو اور اتنی شدید جنگ لڑی ہو کے اس کی تلوار بھی ٹوٹ گئی ہو اور وہ خود خون میں ہی کیوں نہ رنگ

گیا ہو تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے کے درجات شہید سے بلند ہوں گے۔ ۸۳؎

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ سے کیا جائے بہترین رزق وہ ہے جو بہ قدر کفایت ہو۔ ۸۴؎

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صبح کو تم میں سے ہر ایک شخص کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہے پس ہر ایک تسبیح (سُبۡحٰنَ اللّٰہِ) کہنا بھی صدقہ ہے ہر ایک تحمید (اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ) کہنا بھی صدقہ ہے ہر ایک تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کہنا بھی صدقہ ہے اور تکبیر (اللّٰہُ اکبر) کہنا بھی صدقہ ہے۔ ۸۵؎

حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص باوضو ہو کر اللہ کا ذکر کرے اور ذکر کرتے کرتے سو جائے پھر رات کے کسی پہر اس کی آنکھ کھلے اور وہ اس وقت اللہ سے دنیا و آخرت کی کوئی خیر طلب کرے تو اللہ اسے وہ خیر ضرور عنایت فرمائے گا۔ ۸۶؎

اللہ کا ذکر چھوڑنے کا نقصانات:

حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی جگہ یا مجلس میں بیٹھا ہو اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لئے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہو گی اور جو کوئی کسی جگہ لیٹا ہو اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لئے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہو گی۔ ۸۷؎

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر انسان اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان یہ کہتا ہے کے اسے رہنے کا ٹھکانہ اور کھانے کو کھانا مل گیا۔ ۸۸؎

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، جو لوگ مجلس سے اٹھیں اور اس مجلس میں وہ اللہ کا ذکر نہ کریں تو وہ گویا کسی مردار گدھے پر سے اٹھے اور آخرت میں ان پر یہ مجلس باعث حسرت ہو گی۔
(اور وہ تمنا کریں گے کے کاش اس مجلس میں ہم نے اللہ کا ذکر کر لیا ہوتا)۔ ۸۹؎

ذکر یا تسبیحات کی اقسام:

ذکر کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

ا۔ذکر قلبی:

اللہ کو دل میں یاد کرنا یہ ذکر کی سب سے اعلیٰ قسم ہے کے انسان دنیاوی کاموں میں مصروف رہے لیکن اس کا دل اللہ کی یاد میں محو ہو۔

۲۔ذکر قولی:

اللہ کا ذکر زبان سے کرنا یعنی اللہ کے اسماء الحسنیٰ کا ورد کرنا، استغفار کرنا، درود شریف پڑھنا، اللہ کی حمد وثناء کرنا اور اللہ کی بنائی ہوئی کائنات پر غور فکر کرنا۔

۳۔ذکر عملی:

اللہ کے بتائے ہوئے احکامت پر عمل کرنا بھی ذکر الٰہی کی عملی قسم ہے یعنی اللہ کے حکم پر نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نیکی کے کام، سلام میں پہل، جنازے میں شرکت، مریض کی عیادت، رزق حلال کمانا، والدین کی عزت اور احترام کرنا، بچوں سے شفقت کرنا، سچ بولنا، وعدہ پورا کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، مصافحہ کرنا، ایک دوسرے کو تحائف بھیجنا، مسکرا کر ملنا، الغرض ہر وہ عمل جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے اس کو کرنا دراصل ذکر الٰہی کی عملی قسم ہے اور اللہ کو عمل ہی چاہئے جو انسان کو جنت میں لے کر جائے گا ورنہ زبانی کلامی باتیں تو سب ہی کر لیتے ہیں۔

تسبیحات کے فوائد:

تسبیحات کے بے شمار فوائد ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

ا۔تسبیحات اور ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان اور چین ملتا ہے۔

۲۔انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

۳۔اس کی زندگی خیر و برکت اور سکون آتا ہے۔
۴۔انسان کی سوچ اللہ کی جانب رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر مشکل، پریشانی اور مسائل کا بہتر طریقے سے مقابلہ کرتا ہے۔
۵۔اس میں عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔
۶۔اللہ کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔
۷۔گناہ مٹتے ہیں اور نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے۔
۸۔انسان کا شمار اللہ کے مقرب بندوں میں ہوتا ہے۔
۹۔وہ کئی قسم کی نفسیاتی، دماغی، ذہنی اور جسمانی بیماریوں سے بچتا ہے۔
۱۰۔تسبیحات کی برکتوں سے کئی ناگہانی حادثات، بلاؤں اور وباؤں سے بھی اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔
۱۱۔اللہ دشمنوں سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو دین اور دنیا میں بلند درجات سے نوازتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کے اللہ تعالی نے تسبیحات اور ذکر الٰہی کو دلوں کی جلا قرار دیا ہے۔ذکر اللہ کا نور ہے۔
عافیت کے ۱۰ جز ہیں، جن میں سے ذکر الٰہی کے علاوہ ۹ جز خاموشی میں ہیں اور ایک جز بے وقوفوں کی صحبت سے پرہیز میں ہے۔
ہر وہ بات جو ذکر الٰہی سے خالی ہو لغو ہے۔
جو شخص آخرت کو یاد رکھے گا وہ اس کی تیاری بھی کرے گا۔
تین کام بڑے مشکل ہیں ۔۱۔ ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھنا۔ ۲۔اپنے مال کے ذریعے اپنے بھائیوں کی مدد کرنا۔
۳۔لوگوں کے درمیان خود سے انصاف کرنا۔اعضاء کا بہترین عمل یہ ہے کہ تمھاری زبان ہر وقت

ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

ذکر دو طرح کے ہیں:

۱۔ اللہ کا ذکر زبان سے کرنا۔

۲۔ حرام اشیاء میں مبتلا ہونے کے وقت ذکر الٰہی کرنا

یہاں دوسرا ذکر پہلے کے مقابلے میں فضیلت میں افضل تر ہے۔ سب سے بہترین عمل یہ ہے کہ تم مرتے دم تک ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہو۔

اللہ کو غافلوں کے درمیان یاد کرنے والا اس سرسبز پودے کی طرح ہے جو خشک گھاس کے درمیان ہو یا اس تعمیر شدہ گھر کی طرح ہے جو خرابات کے درمیان ہو۔ تسبیحات عقل کی وحشتوں کو دور کرتا ہے اور قلب کو روشن کرتا ہے اور رحمتوں کے نزول کا بھی سبب ہے۔

تسبیحات عقل کی روشنی نفس کی حیات اور سینے کی جلا ہے۔

مومن ہمیشہ بہت زیادہ ذکر الٰہی کرنے والا، اپنی آخرت کو بہت یاد کرنے والا، اپنی پریشانیوں پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرنے والا ہوتا ہے۔ عقلمند وہ ہے جو اپنی زبان کو ذکر الٰہی کے سوا ہر چیز سے روکے رکھے۔ ذکر محبوب کے ساتھ بیٹھنے کی طرح ہے۔

ذکر جمیل دو زندگیوں میں سے ایک زندگی ہے۔ ذکر انسیت اور محبت کی کنجی ہے۔

ذکر سے سینے میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ ذکر الٰہی نہایت بافضیلت عبادت ہے۔

خلوت کو ذکر الٰہی سے آراستہ کرو۔

اگر تم دیکھو کے اللہ تمھیں اپنے ذکر سے مانوس کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کے وہ تمھیں دوست رکھنے لگا ہے۔

بہترین عبادت، تسبیحات یا ذکر الٰہی کے لئے جاگتی آنکھوں میں رات گزار دینا ہے۔

تسبیحات کے ذریعے نعمتوں کا نزول چاہا جاتا ہے۔ تسبیحات ایمان کا ستون اور شیطان سے بچاؤ کا راستہ ہے۔

تسبیحات ہر نیک انسان کی خوبی اور ہر مومن کی روش ہے۔

تسبیحات اور ذکر الٰہی نفسانی (نفسیاتی امراض) بیماریوں کا علاج ہے۔

اللہ کو یاد رکھنے والا اس کا ہم نشین ہوتا ہے جو اس سے انس رکھتا ہے۔ جو اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ اس کو یاد کرتا ہے۔

تسبیحات آنکھوں کو روشن اور ضمیر کو مانوس کر دیتا ہے۔ ذکر الٰہی متقیوں کا شیوہ ہے۔

اللہ کو یاد رکھنے والا انسان کامیاب انسانوں میں سے ہوتا ہے۔

تمھارے لئے ذکر الٰہی لازم ہے کیونکہ یہ دلوں کا نور ہے۔ ذکر الٰہی میں قلب کی حیات ہے۔

ذکر الٰہی پورے ہوش وحواس، ظاہر، باطنی قلبی اور لسانی کیفیات کے ساتھ مکمل جانتے بوجھتے اور سوچ سمجھ کر کیا کرو کیونکہ درحقیقت تم اس وقت تک ذکر الٰہی کر ہی نہیں سکتے جب تک اپنے آپ اور اپنے نفس کو فراموش نا کر دو۔ ۹۰

اہم نکتہ:

پروفیسر رفیق احمد فرماتے ہیں! جب کوئی شخص مسلسل تسبیحات کرتا ہے تو وہ گویا اللہ کے قبضے میں آجاتا ہے یعنی دوست کبھی بھی اپنے دوست کو تنہا نہیں چھوڑتا، وہ اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے، اس کا خیال رکھتا ہے، اس کی فکر کرتا ہے اور ہمیشہ اس سے دو ہاتھ بڑھ کر اس کی خدمت کرتا ہے۔

تسبیحات اور ذکر الٰہی کے بے شمار نفسیاتی فوائد ہیں جو نفس انسانی پر نہایت مثبت اثرات مرتب کرتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔ تسبیحات اور ذکر الٰہی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کے انسان دنیا کے غم بھلا کر اللہ کی یاد میں اللہ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کو دماغی اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے دوسری جانب اس ذکر کی تاثیر سے اس پر انوار اور تجلیات کی ایسی نورانی بارش ہوتی ہے جس میں وہ پرسکون اور ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔

۱۔ ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان اور چین ملتا ہے۔

۲۔ انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

۳۔ اس کی زندگی خیر و برکت اور سکون آتا ہے۔

۴۔ انسان کی سوچ اللہ کی جانب رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر مشکل، پریشانی اور مسائل کا بہتر طریقے سے مقابلہ کرتا ہے۔

۵۔اس میں عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔
۶۔اللہ کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔
۷۔گناہ مٹتے ہیں اور نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے۔
۸۔انسان کا شمار اللہ کے مقرب بندوں میں ہوتا ہے۔
۹۔وہ کئی قسم کی نفسیاتی، دماغی، ذہنی اور جسمانی بیماریوں سے بچتا ہے۔
۱۰۔ذکر الٰہی کی برکتوں سے کئی ناگہانی حادثات، بلاؤں اور وباؤں سے بھی اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔
۱۱۔اللہ دشمنوں سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو دین اور دنیا میں بلند درجات سے نوازتے ہیں۔

اللہ سے بہت استغفار طلب کیجئے:

زیر نظر آیت میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کثرت استغفار کی خاص ہدایت فرما رہے ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا۔[91]

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کیجیے اور ان سے مغفرت طلب کیجیے۔بے شک وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔
الغفار عربی زبان کا لفظ ہے۔
صاحب محیط نے غفر کے معانی بیان کرتے ہوئے کہا کے کسی کو ایسی چیز پہنا دینا کے جس سے وہ غلاظت اور گندگی سے محفوظ رہ سکے یعنی اس اسم میں چھپانے اور محفوظ رکھنے کا مفہوم شامل ہے۔
صاحب تاج نے غفر کے معانی بیان کرتے ہوئے کہا! غفر سے مراد کسی شے کو چھپا لینا اور اس پر پردہ ڈال دینا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے! غفر المتاع فی الوعاء۔یعنی سامان کو کسی برتن میں ڈال کر چھپا لینا اور اس طرح سے اس سامان کی حفاظت کرنا۔
المغفر والغفار سے مراد ایسی آہنی حلقوں سے بنی ہوئی جالی جو خود کے نیچے پہنی جاتی ہے جس کے

پہننے سے گردن اور مونڈھے محفوظ ہوجائیں اور تلوار کی کاری ضرب اور حملہ آور کے حملے سے پہننے والا محفوظ و مامون ہوجائے۔

ابن فارس نے الغفر اور والغفر ان کے ایک ہی معانی بیان کئے ہیں۔

غفر، مغفرۃ، غفران، غافر، غفور اور غفار۔ عام طور پر تھوڑے فرق سے ہم معانی ہیں۔

غافر اسم فاعل جبکہ غفور اور غفار اسم مبالغہ ہیں۔

استغفار کا مطلب اللہ سے حفاظت طلب کرنا ہے۔ ۹۲؎

مندرجہ بالا معانی اور مفاہیم سے کسی حد تک مغفرۃ کے معانی بھی واضح ہو گئے یعنی حفاظت اور غلاظت و گندگی سے محفوظ رکھنا۔

فقہائے کرام نے اسم الغفار کی دو تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ امام خطابی فرماتے ہیں! الغفار وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپانے والی ہے اور ان پر مہربانی اور شفقت کا پردہ ڈالنے والی ہے۔ ۹۳؎

۲۔ ملا علی قادری فرماتے ہیں! الغفار وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی کمزوریوں اور گناہوں پر دنیا میں تو پردہ رکھتی ہے لیکن آخرت میں بھی انھیں سزا دینے سے درگزر فرماتی ہے۔ ۹۴؎

اللہ کی صفت غفاریت دنیا میں ہر جگہ موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کے انسانوں کے گناہ اس قدر ہیں کے اگر اللہ انھیں ان کے گناہوں پر سزا دے تو پھر دنیا میں ایک ہرا گھاس کا تنکا بھی نظر نہ آئے لیکن اللہ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور انھیں مٹا دیتا ہے۔

یہ اللہ کا احسان ہے کے وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو چاہے وہ آسمان پر موجود ستاروں، سمندر میں موجود لہروں یا صحرا میں موجود ریت کے ذرات کے برابر ہوں اگر اللہ کے بندے سچے دل سے اللہ سے توبہ اور استغفار طلب کرتے ہیں تو اللہ ان کے سارے گناہوں و مٹا دیتا ہے بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے تاہم بندوں کو چاہئے کے وہ اللہ کے بے شمار احسانات کا شکر بجالائے اور اللہ کی عبادت کرے۔

دنیا میں عقیدے کے اعتبار سے دو ہی قسم کے انسان پائے جاتے ہیں۔

ا۔ اللہ پر ایمان لانے والے یعنی مسلمان ۔ ۲۔ اللہ کا انکار یا اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے یعنی غیر مسلم تاہم غیر مسلم بحث کا موضوع نہیں مسلمان جو ایمان لائے لیکن بے شمار مسلمان ایسے ہیں جو کئی گناہوں میں ملوث ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر انسان خطا کار ہے لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو گناہ کے فوراً بعد استغفار طلب کرے، کوئی نیک عمل کرے یا صدقہ دے۔ ۹۵

کوئی شخص یا قوم کسی غلط روش پر گامزن تھی پھر انھیں احساس ندامت ہوا اور وہ قانون خداوندی کے مطابق اپنی گزشتہ روش کو ترک کرتے ہوئے توبہ کی جانب متوجہ ہوئے تو اس موقع پر قانون قدرت نہ صرف ان سے گناہوں کی گندگی کو صاف کرتی ہے بلکہ ان کے لئے اصلاح کے مواقع بھی پیدا فرماتی ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔۹۶

ترجمہ۔جنھوں نے برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو بے شک تیرا پروردگار اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۗ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔۹۷

ترجمہ۔جنھوں نے توبہ کر لی اور اصلاح پر آ گئے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔۹۸

ترجمہ۔اگر تم اب بھی توبہ کر لو تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے، اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز کرنے والے نہیں، اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ

مِن لَّدُنۡهُ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ۔۹۹

ترجمہ۔ بے شک اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اس کو دگنا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ ۔۱۰۰

ترجمہ۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۔۱۰۱

ترجمہ۔ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا ۔۱۰۲

ترجمہ۔ بارش ہوگی۔

وَيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ ۔۱۰۳

ترجمہ۔ اولاد نصیب ہوگی۔

وَيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ ۔۱۰۴

ترجمہ۔ مال ملے گا۔

وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ ۔۱۰۵

ترجمہ۔ باغات ملیں گے۔

وَّيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ اَنۡهٰرًا ۔۱۰۶۔

ترجمہ۔ نہریں جاری ہوں گی۔

وَاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا ۔۱۰۷

ترجمہ۔ تم اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو تا کہ تمہیں ایک وقت مقرر تک اچھا فائدہ پہنچائے اور جس نے بڑھ کر نیکی کی ہو اس کو بڑھ کر بدلہ دے۔

وَيٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُرۡسِلِ السَّمَآءَ

عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا وَّيَزِدۡكُمۡ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمۡ وَلَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِيۡنَ۔۱۰۸

ترجمہ۔اے قوم! اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور تم نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب وہ اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور اپنے کئے پر غمگین ہوتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرمادیتے ہیں۔۱۰۹

اس کی مثال یوں بھی پیش کی جاسکتی ہے جیسے مرض سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر کا کرنا مثلاً پولیو اور عمر بھر کی معذوری سے بچنے کے لئے پولیو کے دوڈراپس کا پینا دنیا بھر میں اس احتیاطی تدبیر نے ایک قانونی حیثیت اختیار کرلی ہے اس احتیاطی اور حفاظتی تدبیر کو (preventives) کہا جاتا ہے جس کا مقصد لوگوں کو تاعمر کی معذوری اور محرومی سے بچاتے ہوئے انھیں صحت مند شہری بنانا اس فکر کو قرآن کریم نے اس طرح سے بیان کیا ہے کے گناہ کے قریب بھی نہ جاؤ، یا شراب نوشی، بے حیائی، جھوٹ، دھوکہ اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو کیونکہ شریعت جانتی ہے کے ان گناہوں کی آلودگی سے متاثرہ شخص جسمانی، دماغی، ذہنی اور نفسیاتی اعتبار سے کس قدر زوال کا شکار ہوجائے گا لہٰذا پہلے ہی سختی سے خبردار کردیا اس خبرداری کو اصلاحی تدبیر یعنی (Curatives) کہتے ہیں۔

تائب ہونے والے افراد یا اقوام کے اندر توبہ کی مثبت توانائیاں دور کرتی ہے جس کی وجہ سے ایسے افراد یا اقوام شیاطین کی تخریبی کاروائیوں سے اللہ کی حفاظت میں آجاتے ہیں یہاں اللہ کی صفت غفاریت ان کا احاطہ کرتے ہوئے ان کی حفاظت کا پورا انتظام اور اہتمام کرتی ہے استغفار کا مطلب اللہ سے حفاظت طلب کرنا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ

عَظِيۡمٌ ۔۱۱۰

ترجمہ۔اللہ نے وعدہ کیا ہے کے جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

وَاِنِّىۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰى ۔۱۱۱

ترجمہ۔بے شک میں اس شخص کو بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی، ایمان لایا، نیک اعمال کئے اور پھر ہدایت پر قائم رہا۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَهُمۡ دَرَجَاتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَمَغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۔۱۱۲

ترجمہ۔(سچے مومنین) کے لئے اللہ کے یہاں بلند درجات، بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّكَفِّرَ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَيُدۡخِلَكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۙ يَوۡمَ لَا يُخۡزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ يَسۡعٰى بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَبِاَيۡمَانِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔۱۱۳

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ کے سامنے خالص توبہ کرو، کچھ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دور کردے اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جس دن اللہ اپنے نبی کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہیں کرے گا، ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر اور ہمیں بخش دے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۔۱۱۴

ترجمہ۔کیا انھیں یہ معلوم نہیں کے اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا اور ان کی خیرات منظور

کرنے والا ہے۔ اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔ وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور ان کی خطائیں معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ ان کا جاننے والا ہے۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۔ ۱۱۶

ترجمہ۔ جس نے توبہ کی اور نیک اعمال ئے تو بے شک اللہ اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔

دنیا اسفل سافلین ہے:

دنیا اسفل سافلین یعنی بری جگہ ہے جہاں کائنات کی بہترین تخلیق احسن تقویم یعنی انسان کو بھیج دیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ۔ ۱۱۷

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر اس کو اسفل سافلین (حقیر اور پست) جگہ پھینک دیا۔

اسفل سافلین سے مراد انتہائی پست مقام پر انسان کو بھیج دیا گیا اللہ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا فرمایا اس کے خاکی جسم میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی چونکہ روح اللہ کا اذن ہے چنانچہ جو لوگ اونچے روحانی مدارج اور اللہ کی نیابت اور خلافت کا حق ادا ردیتے ہیں وہ دوبارہ اللہ کے یہاں جنت میں رہنے کے قابل ہوجاتے ہیں اس اعتبار سے دنیا ایک کثیف، حقیر اور نہایت پست مقام ہے جہاں انسان کا ازلی دشمن شیطان اور اس کی فتنہ انگیزیاں اور وسوسے بھی ہمہ وقت انسان کے ساتھ ہیں تاہم انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے وہ ایک نہ ختم ہونے والی مسلسل اذیت اور مشکل کا شکار رہتا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِيۡ كَبَدٍ ۔۱۱۸

ترجمہ۔اس شہر کی قسم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شہر میں مقیم ہیں، اور باپ کی اور اس کی اولاد کی قسم ہے، بے شک ہم نے انسان کو مصیبت میں پیدا کیا ہے۔

یعنی معلوم ہوا کے انسان کو دنیا میں ہر وقت مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ قصداً اور عمداً گناہ بھی کرتا ہے تاہم اللہ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے دوسری جانب اللہ نے اپنے اوپر رحمت لازم کرلی چنانچہ اسی بے حد محبت کی وجہ سے بنی نوع انسان جو کے خطاء کا پتلا ہے اس سے جب کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے اور اس کو اس گناہ کا احساس ہوتا ہے اور وہ اللہ کی جانب رجوع کرتا ہے تو اس وقت رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور اس سے بڑھ کر اللہ کی رحمت کی اور کیا مثال دی جائے کے خود اللہ فرماتے ہیں!

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۔۱۱۹

ترجمہ۔جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک اعمال کئے تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت کریمہ اللہ کی رحمت، محبت اور شفقت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس میں اللہ تعالی اپنے گناہ گار بندوں کی ندامت، استغفار اعمال صالحہ اور ایمان سے خوش ہو کر ان پر اس قدر مہربان ہو گئے کے ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل ڈالا بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میں ضرور اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اس شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کے اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے دور رکھو پھر اس سے کہا

جائے گا کے تو نے فلاں فلاں دن یہ کام کیے تھے؟ وہ کہے گا ہاں اور اس کا انکار نہیں کر سکے گا اور اس بات سے ڈر رہا ہو گا کے کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دئے جائیں پھر اس سے کہا جائے گا کے تمھارے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے تب وہ شخص یہ کہے گا کے اے میرے رب میں نے تو اور بھی بہت سارے کام کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا پھر میں نے دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے حتی کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔۱۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم بالکل گناہ نہ کرو تو اللہ تمھارا وجود ختم کر دے گا اور ایسے لوگ پیدا فرمادے گا جو گناہ کریں اور پھر استغفار ریں اور پھر اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائیں۔۱۲۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو گمشدہ سواری کے مل جانے سے جتنی خوشی ہوتی ہے اللہ کو تمھاری توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔۱۲۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔۱۲۳؎

امام احمد، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن حبان، حضرت اغر مزنی سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میرے دل پر حجاب چھا جاتا ہے اور میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔۱۲۴؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان کو مقرر کیا گیا ہے صحابہ نے پوچھا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا کے ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے اس کو مسلمان کر دیا ہے اور وہ مجھے نیک کام کا مشورہ دیتا ہے۔۱۲۵؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا

اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔۱۲۶؎
حضرت بلال بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کہا!

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيهِ

اس کی مغفرت کر دی جائے گی خواہ وہ میدان جہاد سے پیٹھ موڑ کر ہی کیوں نہ بھاگا ہو۔۱۲۷؎
حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے! اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جو نیک کام کرتے ہیں، تو خوش ہوتے ہیں اور وہ جب کوئی برا کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔۱۲۸؎
حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والے توبہ کریں اور دن میں اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والے توبہ کریں (وہ یونہی کرتا رہے گا) حتی کے سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔۱۲۹؎
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کے میں مدینہ کے آخری حصے میں ایک عورت کے ساتھ بغل گیر ہوا اور میں نے زنا کے سوا باقی سب کچھ کر لیا اور اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے بارے میں جو چاہیں وہ فیصلہ کریں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کے اللہ سبحانہ نے تیرے جرم پر پردہ رکھا تھا، تم بھی اپنے جرم کا پردہ رکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص کو کوئی جواب نہ دیا اور وہ شخص واپس چلا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے پیچھے گئے اور اس شخص کو بلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی کے دن کے دو طرفوں میں (فجر اور عصر میں) نماز پڑھئے اور رات کے قریب (مغرب اور عشاء میں) بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔۱۳۰؎
مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص نے کہا (یہ صغائر کی نیکیوں ں سے مغفرت) خاص ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کے نہیں بلکہ تم سب کے واسطے ہے۔۱۳۱؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص کو مبارک دی جس کے نامہ اعمال میں استغفار بکثرت

ہو۔ ۱۳۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جو شخص پابندی سے استغفار کرتا ہے اللہ اسے غم اور ہر تکلیف سے نجات دے گا اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ ۱۳۳؎

حضرت علیؓ نے اہل عراق سے فرمایا! تم یہ کہتے ہو کے اللہ کی کتاب میں سب سے زیادہ امید افزاء آیت کون سی ہے؟ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! آپ کہیے کے اے میرے بندوں جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا بے شک وہی بے حد مغفرت کرنے والا ہے اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ ۱۳۴؎

جب یہ آیت ۔وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی ۔ترجمہ۔ بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہوجاوگے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔ ۱۳۵؎

اللہ تعالی نے فرمایا! اے محمد! ہم عنقریب آپ کو راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔ ۱۳۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو گمشدہ سواری کے مل جانے سے جتنی خوشی ہوتی ہے اللہ کو تمھاری توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ ۱۳۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم کسی شخص میں دنیا سے بے رغبتی اور قلت کلام دیکھو تو اس کا قرب حاصل کرو کیونکہ اس کو حکمت عطا کی گئی ہے۔ ۱۳۸؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، میں عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے وصیت کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سے جس قدر ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور تم جو برا کام کرو اس کے بعد توبہ کرو، پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ کرو اور کھلم کھلا گناہ کی توبہ کھلم کھلا کرو۔ ۱۳۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا

ایسا ہی ہے جیسے کے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ۱۴۰؎

امام احمد، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن حبان، حضرت اغر مزنی سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک میرے دل پر حجاب چھا جاتا ہے اور میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ ۱۴۱؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ۱۴۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب وہ اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور اپنے کیئے پر غمگین ہوتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ۱۴۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے ۱۰۰ رحمتیں پیدا کیں ایک رحمت کو تمام مخلوق میں رکھ دی اور ۹۹ رحمتیں اپنے پاس رکھ لیں۔ ۱۴۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تمھارا رب اپنے بندے کی اس بات سے خوش ہوتا ہے جب بندہ یہ کہتا ہے کے اۓ اللہ! تو میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی اور ذات نہیں جو گناہوں کو معاف کر سکے۔ ۱۴۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح سے وضو کر کے دو رکتیں ادا کرے پھر استغفار کرے تو اللہ اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔ ۱۴۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میری پوری امت معاف کر دی جائے گی لیکن کھلم کھلا گناہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ ۱۴۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالی دوسری مخلوق پیدا فرما دے گا جو گناہ کریں گے اور اللہ تعالی سے مغفرت طلب کریں گے تو اللہ تعالی ان کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ ۱۴۸؎

ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں حرام اشیا کو چھوڑ دینا بھی ہجرت ہے اور اپنے نفس کو اس بات کے لئے تیار کرنا اور مجبور کرنا کہ وہ حرام کو چھوڑ دے، یہ جہاد ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب نے فرمایا کے بدترین گناہ وہ ہے جسے اس کا کرنے والا ہلکا سمجھے۔ ترک گناہ، طلب توبہ سے زیادہ آسان ہے۔ جس کو توفیق استغفار مل گئی وہ مغفرت سے محروم نہیں رہے گا۔

اپنے آپ کو استغفار سے معطر کرلو تمھیں گناہوں کی آلودگی اور بدبو رسوا نہیں کرے گی۔

استغفار گناہوں کا علاج ہے۔

امیر المومنین نے ایک شخص سے فرمایا! کیا تجھے معلوم ہے کے استغفار کیا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا استغفار اعلیٰ مرتبت لوگوں کا مقام ہے جس کے چھ معانی ہیں۔

۱۔ گزشتہ پر ندامت۔ ۲۔ دوبارہ نا کرنے کا عزم۔ ۳۔ خلق خدا کے حقوق کی ادائے گی۔

۴۔ روز قیامت بغیر کسی بوجھ کے اللہ کے سامنے حاضری۔ ۵۔ اپنے اوپر عائد تمام فرائض کی انجام دہی۔ ٦۔ حرام سے اجتناب۔

عقلمند ہے وہ شخص جو گناہ کے فوراً بعد استغفار کر لیتا ہے اور برائی کے بعد شرمندہ ہو جاتا ہے۔

اگر لوگ گناہوں کے فوراً بعد استغفار کرلیں تو وہ کبھی بھی ہلاک نا ہوں۔

مجھے ایسے گناہ کی پرواہ نہیں ہے جس کے کرنے کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کے میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اللہ سے عافیت مانگ لوں۔

حرص و حسد اور تکبر گناہوں میں ڈوب جانے کے باعث ہوتے ہیں۔

گناہوں سے مایوس نہ ہو جبکہ توبہ کا در کھلا ہوا ہو۔

اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے پر امید نہ رہو اور اپنے گناہوں کے علاوہ کسی اور سے خوف زدہ نہ رہو۔ اعتراف کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا۔

لوگوں کی گناہوں کے ذریعے ہونے والی اموات زیادہ ہوتی ہیں بہ نسبت قضاء وقدر کے باعث ہونے والی اموات کے۔

گناہ ایک ایسا مرض ہے کے جس کی دوا استغفار ہے اور اس گناہ کو نہ دہرانا اس کی شفا ہے۔

مجھے مایوس ہونے والے لوگوں پر تعجب ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس استغفار کی قوت موجود ہے جیسے توفیق استغفار نصیب ہوگئی تو وہ مغفرت سے محروم نہ ہوگا۔

آپ ؑ نے فرمایا کے مجھے تعجب اس شخص پر ہوتا ہے جو نجات کے ہوتے ہوئے بھی ہلاک ہو گیا آپ سے پوچھا گیا کے نجات کیا ہے؟ تو آپ ؑ نے فرمایا! توبہ استغفار۔

تین چیزیں بندے کو خدا سے ملا دیتی ہیں۔ ١۔ کثرت استغفار۔ ٢۔ پہلو تہی یعنی تواضع۔ ٣۔ اور بکثرت صدقہ۔

اہل زمین کے لئے دو چیزیں عذاب الٰہی سے امان ہیں ان میں سے ایک امان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اٹھا لیا گیا ہے لیکن دوسری امان استغفار باقی ہے۔

آپ ؑ نے فرمایا کے استغفار اعلیٰ مرتبت لوگوں کا مقام ہے جس کے چھ معنی ہیں۔

١۔ گذشتہ پر ندامت۔ ٢۔ اس کو دوبارہ نہ کرنے کا عزم۔ ٣۔ خلق خدا کے حقوق کی ادائے گی ٤۔ فرائض کی انجام دہی۔ ٥۔ حرام سے اجتناب۔ ٦۔ جسم کو اطاعت کی تکلیف سے شناسا کرنا پھر اس کے بعد استغفار۔

استغفار گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ عقل مند ہے وہ جس نے گناہ کے بعد استغفار کیا اور برائی کے بعد شرمندہ ہوا۔

اگر لوگ گناہ کے وقت توبہ استغفار کر لیں تو نہ کبھی ہلاک ہوں اور نہ ہی عذاب میں مبتلا ہوں۔

دنیا میں دو ہی طرح کی بھلائی ہے۔ ١۔ جو گناہ کرے وہ توبہ کے ذریعے اس کا تدارک کرے ٢۔ جو نیک کاموں میں سبقت لے جائے

ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کے اللہ کسی کے لئے باب شکر تو وا کرے مگر اس کی نعمتوں کی زیادتی کا دروازہ بند کر دے یا پھر یہ کہ کسی کے لئے باب توبہ تو کھول دے مگر مغفرت کا دروازہ بند کر دے جب تک باب توبہ کھلا ہوا ہے ہرگز گناہ کے بعد مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا اللہ نے گناہ کے ذریعے امتحان لیا اور اس گناہ کے بعد اس نے توبہ کر لی اور پھر گناہ کر کے بہت زیادہ توبہ کر لی۔

آپ ؑ سے پوچھا گیا توبہ النصوح کیا ہے؟ تو آپ ؑ نے فرمایا! دل سے ندامت محسوس کرنا زبان

سے استغفار کرنا اور دل میں اس کو نہ کرنے کا عزم کرنا۔
توبہ طلب کرنے سے زیادہ آسان گناہ کو ترک کرنا ہے۔
توبہ واستغفار کا تھوڑا سا حصہ بھی گناہوں اور ان پر اصرار کو دھو دیتا ہے توبہ کے ذریعے گناہوں کو پوشیدہ کیا جاتا ہے توبہ نزول رحمت کا باعث ہے۔۱۴۹؎

امام حسنؓ مجتبیٰ کا واقعہ:

حضرت امام حسن مجتبیٰؓ سے ایک شخص نے بارش کے نہ ہونے اور خشک سالی کی شکایت کی تو آپ نے اسے استغفار کی کثرت کی تلقین فرمائی تاہم بارش ہوگئی۔
امیر معاویہؓ نے اس شخص سے کہا تم جا کر امام حسنؓ مجتبیٰ سے پوچھو کے اس عمل کی سند کیا ہے؟ جب حضرت امام حسن مجتبیٰؓ سے سند دریافت کی گئی تو آپؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَيٰا قَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡا اِلَيۡهِ يُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا وَّيَزِدۡكُمۡ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمۡ ۔۱۵۰

ترجمہ۔اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا۔
امام حسن بصری کے پاس مختلف سائلین آتے اور اپنا مسئلہ بتاتے آپ انھیں استغفار کی کثرت کی تلقین کرتے مثلاً ایک شخص نے بیماری، ایک نے بے اولادی، ایک نے تنگی رزق اور بے روزگاری، ایک نے گھریلو الجھنوں اور پریشانی کی شکایت کی اور آپ نے سب کو استغفار کی تلقین کی پاس بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں نے پوچھا کے حضرت لوگوں کے مسائل اور مشکلات تو الگ الگ ہیں لیکن آپ ان سب کو ایک ہی وظیفہ عنایت کر رہے ہیں تو انھوں نے بھی اسی آیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جواب عطا کیا۔

اہم نکتہ:

احساس گناہ ایک بوجھ ہے اور جتنے زیادہ گناہ ہوں گے انسان پر اسی قدر گناہوں کا بوجھ ہوگا تاہم

انسان اپنے گناہوں پر ندامت اور توبہ کے ذریعے اس بوجھ سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ مومن کی یہ پہچان ہے کہ جب اس سے کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو وہ دلی طور پر اداس اور پریشان ہوجاتا ہے دوسری جانب اگر وہ کوئی نیکی کرتا ہے تو اس سے اس کے دل کو خوشی اور سرور حاصل ہوتا ہے چنانچہ گناہوں کے بوجھ سے آزادی استغفار کے ذریعے ممکن ہے لہٰذا جب انسان استغفار کے ذریعے اپنے گناہوں کے بوجھ سے نجات حاصل کر لیتا ہے تو وہ بہت ہلکا پھلکا اور پرسکون ہوجاتا ہے اور ذہنی سکون کسی بڑی دولت سے کم نہیں۔

حوالہ کتب:

١۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔١٤١٤ھ۔
٢۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔١٤١٤ھ۔
٣۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ٣٦٠ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
٤۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ٣٦٠ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
٥۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ٣٦٠ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
٦۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ٣٦٠ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
٧۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ١٤٢١ھ۔
٨۔سورہ النصر۔آیت۔١۔
٩۔سورہ النصر۔آیت۔٢۔
١٠۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ١٤٠٥ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
١١۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ١٤٠٥ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
١٢۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ١٤٠٥ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
١٣۔سورہ آل عمران۔آیت۔١٢٣۔
١٤۔سورہ آل عمران۔آیت۔١٢٦۔
١٥۔سورہ بقرہ۔آیت۔٢١٤۔
١٦۔سورہ الحج۔آیت۔٣٩۔
١٧۔سورہ العنکبوت۔آیت۔٢٢۔
١٨۔سورہ البقرہ۔آیت۔١٠٧۔
١٩۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ١٢٠٥ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔

۲۰۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۲۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۲۔سورہ الفتح۔آیت۔۱۔
۲۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۷۔
۲۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۹۔
۲۵۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۵۔
۲۶۔سورہ السجدہ۔آیت۔۲۹۔
۲۷۔سورہ القصص۔آیت۔۶۷۔
۲۸۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۔
۲۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۱۔
۳۱۔سورہ الفتح۔آیت۔۱۔
۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۲۶۔
۳۳۔سورہ القصص۔آیت۔۵۷۔
۳۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔
۳۵۔سورہ الفتح۔آیت۔۱۔
۳۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۱۔
۳۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۱۔
۳۹۔سورہ النصر۔آیت۔۲۔
۴۰۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔
۴۱۔سورہ المومن۔آیت۔۸۔
۴۲۔سورہ المومن۔آیت۔۹۔
۴۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۴۔لمفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔دار الشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۴۵۔ لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۶۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۴۷۔سورہ مزمل۔آیت۔۷۔
۴۸۔سورہ النور۔آیت۔۴۱۔
۴۹۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۔
۵۰۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔

۵۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۲۔
۵۲۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۹۶۔
۵۳۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۵۴۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۴۳۔
۵۵۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۴۴۔
۵۶۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۶۴۔
۵۷۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۶۵۔
۵۸۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۶۶۔
۵۹۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۵۹۔
۶۰۔سورہ روم۔آیت۔۱۷۔
۶۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۶۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۳۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۶۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۶۶۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۸۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۶۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۷۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۷۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۸۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۸۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۸۱۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۸۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۸۴۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۸۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۹۰۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔
۹۱۔سورہ النصر۔آیت۔۳۔
۹۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۳۔شان الدعاء۔لابی سلیمان حمد بن محمد خطابی الحافظ۔ص۔۲۵۔دارالمامون التراث۔
۹۴۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۷۵۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۹۵۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۹۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۳۔
۹۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۹۔
۹۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۔
۹۹۔سورہ النساء۔آیت۔۴۰۔
۱۰۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۲۔
۱۰۱۔سورہ نوح۔آیت۔۱۰۔
۱۰۲۔سورہ نوح۔آیت۔۱۱۔
۱۰۳۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۱۰۴۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۱۰۵۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۱۰۶۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۱۰۷۔سورہ ہود۔آیت۔۳۔
۱۰۸۔سورہ ہود۔آیت۔۵۲۔
۱۰۹۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۷۵۲۱۔
مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۱۱۰۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۔

۱۱۱۔سورہ طٰحٰہ۔آیت۔۸۲۔
۱۱۲۔سورہ انفال۔آیت۔۴۔
۱۱۳۔سورہ تحریم۔آیت۔۸۔
۱۱۴۔سورہ توبہ۔آیت۔۱۰۴۔
۱۱۵۔سورہ شوریٰ۔آیت۔۲۵۔
۱۱۶۔سورہ فرقان۔آیت۔۱۷۔
۱۱۷۔سورہ التین۔آیت۔۴۔۵۔
۱۱۸۔سورہ بلد۔آیت۔۱۔۴۔
۱۱۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۰۔
۱۲۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الایمان۔رقم الحدیث۔۳۱۴۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۲۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۵۳۸۔مطبوعہ دار الفکر۔
۱۲۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۴۲۵۰۔مطبوعہ دار۔
۱۲۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۲۷۰۲۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۲۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۲۸۱۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۲۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۴۲۵۰۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۲۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۵۱۷۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۸۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۲۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔
۱۳۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۳۱۔سورہ ہود۔آیت۔۱۱۴۔
۱۳۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔
۱۳۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۵۱۷۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۳۵۔ سورہ الزمر۔ آیت۔ ۵۳۔
۱۳۶۔ الجامع الاحکام القرآن۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۳۷۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۳۸۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۳۹۔ شعب الایمان۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۴۰۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۴۱۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔
۱۴۲۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۳۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر۔ بیروت۔
۱۴۴۔ مجمع الزوائد۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۔
۱۴۵۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۴۶۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۷۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۱۵۱۷۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۸۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۹۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۱۵۰۔ سورہ ہود۔ آیت۔ ۵۲۔

۱۱۱۔سورہ اللہب (آگ کے شعلے)

نام:

اللہب عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی آگ کے شعلے کے ہیں، ابولہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کا نام ہے۔
ابولہب اور اس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم وستم کیا کرتے جس کے نتیجے میں اللہ نے یہ سورہ نازل فرمائی۔سورہ الہب کا ایک اور نام سورۃ المسد بھی ہے۔

شانِ نزول:

سورہ لہب بالاتفاق مکی سورہ ہے، یہ سورہ بعثت کے ابتدائی سالوں میں نازل ہوئی،اس میں کل آیات کی تعداد ۵ ہے،جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء میں جا کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور اونچی آواز سے یَا صَبَاحَاهُ، یَا صَبَاحَاهُ کہنے لگے۔
یہ سن کر تمام اہل قریش جمع ہو گئے،تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر میں تم سے کہوں کہ صبح یا شام دشمن تم پر چھاپہ مارنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے جواب دیا ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سنو! میں تمہیں اللہ کے سخت عذاب کے آنے کی خبر دے رہا ہوں۔
یہ سن کر ابولہب نے کہا! تجھے ہلاکت ہو، کیا اسی لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس بات پر یہ سورہ نازل ہوئی۔[۱]
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت۔ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ

لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ ۲؎
ترجمہ۔اے محبوب! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ،اور اپنے پیروکار مسلمانوں کے لیے اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ پھر اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہِ صفا پر چڑھے،اور قریش کے مختلف قبائل کو یا بنی عبد مناف، یا بنی عبد المطلب وغیرہ ناموں کے ساتھ آواز دی۔جب قریش کے مختلف قبائل کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنی،تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سننے کے لیے جمع ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کے اس پہاڑ کے دامن میں دشمن ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں،تو کیا تم لوگ میری تصدیق کروگے؟ سب نے بیک زبان کہا ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرور تصدیق کریں گے؛ کیوں کہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹا یا خیانت کرنے والا نہیں پایا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا! اگر تم میری دعوت قبول نہیں کروگے،تو میں تمہیں آخرت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔

جب ابولہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سنی،تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا!

تبا لك ألهذا جمعتنا (ہلاکت ہو تیرے لیے،کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا)۔

اسی موقع پر سورہ لہب کا نزول ہوا۔

مضامین:

۱۔ابولہب اور اس کی بیوی کی ہلاکت کی وعید۔

۲۔ابولہب کا مال اس کے کچھ کام نا آئے گا۔

۳۔ان کا ٹھکانہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

ہلاکت ہو ابولہب اور اس کی بیوی کے لئے:

ابولہب اور اس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم وستم کیا کرتے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں کانٹے

بچھاتے، جس پر اللہ نے سورہ لہب نازل فرماتے ہوئے ابولہب اور اس کی بیوی کو عذاب کی وعید سنائی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۔ ۳

ترجمہ۔ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے۔

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۔ ۴

ترجمہ۔اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کچھ کام نہ آسکا۔

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۔ ۵

ترجمہ۔۔وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائے گا۔

ابولہب:

ابولہب کا نام عبدالعزّیٰ ہے، یہ حضرت عبدالمطلب کا بیٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا تھا۔شخصی اعتبار سے بہت وجیہ اور اپنی سرخ وسفید رنگت کی وجہ سے ابولہب یعنی شعلے کی مانند حسن کی وجہ سے مشہور ہوا، ابولہب اس کی کنیت تھی اور وہ اہل عرب میں اپنی اسی کنیت کے سبب مشہور رہا۔

آغازِ نبوت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت سیدہ رقیہؓ اور حضرت سیدہ ام کلثومؓ ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے منسوب تھیں، بعض روایات کے مطابق نکاح ہو چکے تھے، مگر رخصتی نا ہوئی تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت کیا تو ابولہب اور اس کا پورا گھرانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدترین دشمن بن گیا۔ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں کو حکم دیا کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دیں، اس طرح سے ابولہب کے دونوں بیٹوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی۔

عتیبہ کا واقعہ بھی نہایت عبرت ناک ہے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین کے معاملے میں بہت سخت کلامی اور گستاخی کی، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بددعا دی، تاہم جب اس بددعا کا علم ابولہب کو ہوا تو اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اسنے اپنے بیٹے سے کہا کے میں یہ جانتا ہوں

کے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بد دعا سے نہیں بچ سکتا، چنانچہ ایسا ہی ہوا عتیبہ شام کے سفر پر روآنہ ہوا، اور ایک گرجا گھر میں رات کو قیام کا ارادہ کیا، تاہم گرجا کے پادری نے کہا یہ جگہ نہایت خطرناک اور غیر محفوظ ہے، یہاں خونخوار شیر ایسے ہی دندناتے ہیں جیسے عام علاقوں میں بکریاں گھومتی ہیں۔

یہ سن کر ابولہب کے اوسان خطا ہو گئے اور اس نے قافلے کے لوگوں سے کہا کے میں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بد دعا سے سخت فکر مند ہوں۔

پس تم سارا سامان اس گرجا گھر کے صحن میں جمع کر دو اور اس کے اوپر میرے بیٹے کا بستر لگا دو، پھر اس سامان کے ارد گرد تم سب سو جاؤ، ابولہب کے حکم پر ایسا ہی کیا گیا، تاہم رات گئے جب سب لوگ بے خبر سو رہے تھے ایسے میں ایک خونخوار شیر آیا اس نے سوئے ہوئے تمام لوگوں کے چہروں کو سونگھا پھر وہ سامان کے ڈھیر پر چڑھ گیا اور اس نے عتیبہ کے چہرے کو سونگھنے کے بعد اس کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ یہ تماشا دیکھ کر ابولہب بہت خوفزدہ ہوا وہ بار بار یہی کہتا کے میں جانتا تھا میرا بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بد دعا سے کبھی نہیں بچ پائے گا۔

ابولہب کا انجام:

ابولہب دشمن اسلام اور دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات بات پر تکذیب وتحقیر کرتا۔ دین اسلام کے راستے میں روکاوٹ کھڑی کرتا، اور مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت نفرت وعداوت رکھتا تھا۔

ابولہب ہمیشہ اپنے مال ودولت اور اپنی آل اولاد پر بہت فخر اور گھمنڈ کیا کرتا۔ وہ کہتا کے جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں، کے آخرت میں مجھے سزا ملے گی، اگر وہ بات حق بھی ہو، تب بھی مجھے اس کے متعلق فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ میں بہت مال دار انسان ہوں اور میرا مال اور میری اولاد میرے کام آئے گی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ۔

ترجمہ۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کچھ کام نہ آسکا۔

ابولہب کے ہاتھ:

ابولہب کے ہاتھ کے حوالے سے بالخصوص آیت بیان کی گئی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۔۶

ترجمہ۔ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے۔

زیر نظر آیت میں ید کا ذکر کیا گیا ہے یعنی ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں۔

مفسرین لکھتے ہیں، کیونکہ انسانی جسم میں انسان کے ہاتھ ہی اس کے ذہن میں آنے والے خیالات کے مطابق عمل کرتے ہیں، اگر برے خیالات ذہن میں ہوں تو ہاتھ برائی کے کاموں میں ملوث رہتے ہیں چنانچہ ابولہب ساری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کی مخاصمت میں اپنے ہاتھوں سے رو کاوٹیں کھڑی کرتا رہا۔

مندرجہ بالا آیات میں ابولہب کی ہلاکت کی بھی پیشن گوئی کی گئی ہے چنانچہ ابولہب نہایت بری موت مرا۔

روایت میں آتا ہے کے جنگ بدر کے ایک ہفتے بعد ابولہب کو چیچک جیسی کوئی شدید بیماری لاحق ہوگئی۔

دوسری روایت میں ہے کے غزوہ بدر کے سات روز بعد ابولہب کے جسم میں طاعون کے پھوڑے نکلنا شروع ہو گئے، جس سے اس کے پورے جسم میں زخم پھیل گیا، اہل عرب اس بیماری کو عدسہ کہتے ہیں، کیونکہ یہ بیماری متعدی ہوتی ہے لہٰذا لوگوں اور خود اس کے گھر والوں نے اس سے دوری اختیار کر لی مبادا ایسا نا ہو کے وہ بھی اس متعدی بیماری کی لپیٹ میں آجائیں، بلا آخر ابولہب اس شدید بیماری کی نظر ہو گیا اور اس کا جسم گلنے سڑنے اور پھٹنے لگا اور اسی بیماری میں ابولہب کی موت واقع ہو گئی، تاہم تین دن تک اس کی لاش بے گور و کفن پڑی رہی، جس میں سے بے حد تعفن نکل رہا تھا، اس تعفن کی وجہ سے لوگ بہت خوف زدہ اور اذیت میں تھے چنانچہ ابولہب کے گھر والوں کو شرم دلائی گئی، کیونکہ اس متعفن اور گلی سڑی لاش کو کوئی بھی ہاتھ لگانے کے لئے تیار نا تھا، تاہم

غلاموں کو بھاری اجرت دی گئی تا کہ اس کی لاش کو گڑھے میں دفن کیا جا سکے، اس مقصد کے لئے کچھ حبشیوں کو اجرت دے کر لاش اٹھوائی گئی، ان حبشیوں نے ابولہب کو ایک لمبی لکڑیوں پر رکھ کر ایک گڑھے میں پھینکا اور دور کھڑے ہو کر اس پر یوں پتھر پھینکے جیسے اسے رجم کیا جا رہا ہو۔ ۷؎

سَيَصۡلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۔۸

ترجمہ۔ وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائے گا۔

(ابولہب) شعلے مارنے والی آگ میں جو سخت جلانے والی اور بہت تیز ہے داخل ہوگا۔

ابولہب کی بیوی کے لئے عذاب کی وعید:

ابولہب کی بیوی ام جمیل کے نام سے معروف تھی، یہ ابوسفیان کی بہن تھی، جس کا نام اروی بنت حرب تھا۔ یہ عورت قریش مکہ کی عورتوں کی سردار تھی لیکن یہ نہایت متکبر، حاسد اور ظالم تھی، وہ اسلام مسلمان اور بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص دشمن تھی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کیا کرتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جھوٹی باتیں پھیلایا کرتی، اور ظلم وزیادتی میں اپنے شوہر کی مکمل حمایت کیا کرتی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَامۡرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ۔۹

ترجمہ۔ اور اس کی عورت بھی جو ایندھن اٹھائے پھرتی تھی۔

فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ۔۱۰

ترجمہ۔ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ ام جمیل جنگل سے خاردار لکڑی لاتی اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں بچھا دیتی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچے۔

بعض مفسرین لکھتے ہیں، آیت۔ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ۔ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے، اور یہ اس شخص کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو چغل خوری کے ذریعہ لوگوں کے درمیان نفرت وعداوت کی آگ بھڑکاتا ہے۔

ام جمیل کو یہ لقب اس وجہ سے ملا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بے بنیاد باتیں اور قصے لوگوں کو بتاتی، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نفرت پھیلائی جاسکے۔

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۔ ١١

ترجمہ۔اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔

علماء لکھتے ہیں، ام جمیل کے گلے میں جہنم کی آگ کی رسی ہوگی، جس سے اسے کھینچ کر جہنم کے اوپر لایا جائے گا، پھر ڈھیلی چھوڑ کر جہنم کی تہہ میں ڈال دیا جائے گا یہی عذاب اسے ہوتا رہے گا۔

عربی زبان میں کنویں کے ڈول کی رسی کو مسد کہا جاتا ہے، تاہم عربی شعروادب میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

ام جمیل بھی ساری عمر اسلام دشمنی کرتی رہی اور بلا آخر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرگئی۔اس کے پاس ایک قیمتی ہار تھا جس پر وہ بہت فخر کیا کرتی تھی ،اور کہتی کے اس قیمتی ہار کو بیچ کر میں اس کی قیمت کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت میں لگادوں گی۔

قیامت کے دن اس کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کے اس کی گردن میں ایک بٹی ہوئی رسی ہوگی۔ وہ بٹی ہوئی رسی حقیقت میں جہنم کی زنجیر اور لوہے کا طوق ہوگا۔

حوالہ کتب:

١۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ٢٥٦ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ١٤١٢ھ۔دارارقم بیروت۔
٢۔سورہ الشعراء۔آیت ٢١٤۔٢١٦۔
٣۔سورہ لہب۔آیت۔١۔
٤۔سورہ لہب۔آیت۔٢۔
٥۔سورہ لہب۔آیت۔٣۔
٦۔سورہ لہب۔آیت۔١۔
٧۔تفسیر روح البیان۔علامہ شیخ اسماعیل حقی۔مکتبہ مشتاق بک سینٹر۔
٨۔سورہ لہب۔آیت۔٣۔
٩۔سورہ لہب۔آیت۔٤۔

۱۰۔سورہ لہب۔آیت۔۵۔

۱۱۔سورہ لہب۔آیت۔۵۔

۱۱۲۔سورہ اخلاص (خالص عقیدہ)

نام:

اخلاص عربی زبان کا لفظ ہے،جس سے مراد خالص عقیدہ کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ اخلاص مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۴ ہیں جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں،مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کا نسب بیان کیجیے۔اس پر اللہ تعالی نے سورہ اخلاص نازل فرمائی۔ا؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں،مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا! ہم کو اپنے رب کے بارے میں بتائیے اور ہمارے لیے اپنے رب کی صفات بیان کیجیے کے وہ کیسا ہے؟ اور کس چیز سے بنا ہے؟ مشرکین کے ان سوالات کے جواب میں اللہ تعالی نے سورہ اخلاص نازل فرمائی۔۲؎

مضامین:

۱۔اللہ کی ذات اور صفات کا ذکر۔

۲۔اللہ احد۔

۳۔اللہ واحد ہے۔

۴۔اللہ الصمد ہے۔

۵۔اللہ کا کوئی خاندان اور باپ اولا دنہیں ہے۔

اللہ ایک ہے:

اللہ ایک ہے،اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،وہ کل کائنات کا خالق و مالک ہے،وہ اپنی مرضی سے اس کائناتی نظام کو چلاتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ،اگر چہ قرآن کریم میں متعدد آیات میں اللہ کی وحدانیت کا ذکر کیا گیا ہے، جبکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے بھی اپنی اپنی قوم کو جو پہلا پیغام دیا وہ یہی تھا کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا اور یکتا ہے اور اس جیسا کوئی نہیں ، وہی زندگی ،موت اور رزق دیتا ہے، اور وہی کل کائنات کا انتظام چلاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ ۳

ترجمہ۔کہو کے اللہ ایک ہے۔

اَحَدٌ عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ا۔ح۔د) سے مشتق ہے،جس کے معنی ایک ،اکیلا اور یکتا کے ہیں۔ ۴

اَحَدٌ۔وہ ذات پاک ہے جو بے مثل اور بے نظیر ہو یعنی اس کی کوئی مثال یا نظیر پوری کائنات میں کہیں بھی موجود نہ ہو۔

اسی اعتبار سے جب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہا جاتا ہے تو اس کے معنی یہی ہیں کے ایک ایسی ذات با کمال یا ایک ایسی ہستی یا Personality جو کے یگانہ یعنی Unique ہو۔

الاَحَدان۔عربی زبان میں ان تیروں کو کہا جاتا ہے جو یکتا اور بے نظیر ہوں۔ ۵

السیحا داس ٹیلے کو کہا جاتا ہے جو دوسرے ٹیلوں سے الگ تھلگ ہو۔ ۶

اتحد الشیان ۔دو چیزیں آپس میں خلط ملط ہو کر یک جان ہو جائیں تاہم مجازاً یہ لفظ متفق ہونے کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ ۷

اسم الاحد کا نظام کائنات میں کردار:

ذات باری تعالیٰ:

صاحب محیط کے مطابق! اسم باری تعالی اَحَد سے مراد وہ ذات پاک ہے جس کی ذات میں کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالی ایک اکیلا، تنہا اور یکتا ہے اور اس جیسا اس کائنات میں کوئی دوسرا نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ ۸

نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔

مُّحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ ۹

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ ۱۰

ترجمہ۔ کہو کے اللہ ایک ہے۔

یہ بات طے شدہ ہے کے اللہ کی ذات اس کائنات میں ایک اکیلی اور یکتا ہے اور اس جیسا کوئی نہیں نہ اس کا کوئی خاندان ہے اور نہ اولاد وہ خاندان اور بیوی بچوں کے جھنجھٹ سے آزاد ہے پوری کائنات پر اسی کی بادشاہت اور حکمرانی ہے اور اس کے حکم کے بغیر کوئی شے اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی وہ ہر ظاہر اور باطن سے بخوبی واقف ہے اور کائنات کے کل خزآنے اسی کے اختیار میں ہیں احد کے معنی ہیں اکیلا اور یکتا۔ عقائد اسلامی میں اس سے مراد اللہ کی ذات وصفات کو یکتا ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرنا خالق کی صفت اَحَدٌ ہے لہٰذا اس کی مخلوق میں بھی صفت احدیت کا مظاہرہ ہمیں نظر آتا ہے۔ جیسے کے انسان، اس کا ڈی این اے اس کا خون کا گروپ اس کی کیمسٹری، اس کی عادات ونفسیات اس کے فنگر پرنٹس وغیرہ اسی طرح سے جانور، پرندے ، پودے ، پتے ، پھول ، پھل ، بیج دریا، سمندر، پہاڑ الغرض کائنات کی ہر شے اجتماعیت میں انفرادیت کے ظہور کے ساتھ موجود ہے حلقہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے زبان ودل سے کلمہ

طیبہ کو ادا کرنا لازمی ہے یعنی۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔اس کلمہ کی ادائیگی کے بعد انسان حلقہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے۔دنیا میں دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔

ا۔اللہ کو ماننے والے۔

۲۔اللہ کے کو نہ ماننے والے یا اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے۔

جہاں تک اللہ کی ذات کا تعلق ہے تو ہر مذہب میں خدا کا تصور موجود ہے۔

(مسلمان خدا کو اللہ، عیسائی گاڈ، یہودی ایلیا، پارسی نروان اور ہندو بھگوان، ایشور یا اوم کہتے ہیں)۔

ا۔عیسائیت:

عیسائیت میں خدا کا تصور موجود ہے وہ خدا کو God کہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بھی مانتے ہیں۔

۲۔یہودیت:

یہودیت میں بھی خدا کا تصور موجود ہے وہ خدا کو ایلیا کہتے ہیں لیکن حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بھی مانتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ۔۱۱

ترجمہ۔اللہ کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کے وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۔۱۲

ترجمہ۔کافروں نے کہا! رحمن نے اپنا بیٹا بنالیا بے شک تم نے یہ بہت سنگین بات کہی قریب ہے کے اس سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمینیں ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں اور پہاڑ لرزتے ہوئے گر

جائیں کیونکہ انھوں نے رحمن کے لئے بیٹے کا دعوی کیا ہے اور یہ رحمن کی شان کے لائق نہیں کہ وہ اپنے لئے بیٹے بنائے۔

۳۔ ہندو مذہب:

ہندو مذہب کی کتب میں خدا کے لئے اوم اور ایشور کا نام لیا جاتا ہے جیسے ان کی مذہبی کتب میں درج ہے!

جھوٹے خداؤں کی پرستش وہی لوگ کرتے ہیں جن کی عقل وفہم مادیت نے چرالی ہو۔ ۱۳؎

وہ ایک ہی ہے کسی دوسرے کے بغیر۔

ویدوں کے ابتدائی زمانے میں آریا قوم توحید پر قائم تھی اور وہ ایک ہی خدا کی عبادت کرتے تھے البیرونی نے اپنی مشہور کتاب میں لکھا ہے کے خدا کے متعلق ہندوؤں کا یہ عقیدہ تھا کے وہ واحد ہے ازلی ہے جس کی کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہاء وہ اپنے فعل میں مختار ہے وہ قادر ہے حکیم ہے زندہ ہے اور زندہ کرنے والا ہے اس کا نہ تو کوئی مقابل ہے اور نہ ہی مماثل ہے۔ وہ نہ تو کسی چیز سے مشابہہ ہے اور نہ ہی کوئی چیز اس سے شباہت رکھتی ہے۔

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آریا قوم میں بھی شرک سرائیت کر گیا اور برصغیر میں جو پہلا گروہ داخل ہوا ان کا دیوتا 'اندر' تھا جو سب دیوتاؤں کا سردار تھا۔ ارشادات خداوندی ہیں!

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۔ ۱۶

ترجمہ۔ تم بتوں کی نجاست سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بچو اور اللہ کی طرف جھکو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔ ۱۷

ترجمہ۔ وہ جن غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔

اِنۡ هِىَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ‌ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهۡوَى الۡاَنۡفُسُ‌ۚ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمُ الۡهُدٰىؕ ۔۱۸

ترجمہ۔ یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کے متعلق کوئی دلیل نازل نہیں کی وہ صرف گمان کی اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

۴۔آتش پرست:

ان کے یہاں بھی نیکی اور بدی کے خداؤں کا تصور پایا جاتا ہے۔اہرامن ۔ یزداں۔

۵۔لادین:

وہ اقوام یا افراد جو کسی مذہب کے جھنجھٹ میں پڑنا نہیں چاہتے ہیں لیکن اس کائنات کے منظم اور متوازن نظام کو دیکھ کر وہ بھی بے اختیار یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ بلاشبہ ایک عظیم ہستی اس نظام کو سنبھالے ہوئے ہے،اس عظیم ہستی کے لئے وہ ultimate reality کا لفظ استعمال کرتے ہیں یہاں قابل غور بات یہ ہے جب دیگر مذاہب میں بھی خدا کا تصور موجود ہے تو پھر ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے؟ جواب نہایت آسان ہے، اسلام اللہ کا خالص تصور پیش کرتا ہے۔

ارشادات خداوندی:

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ‌ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ‌ۚ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔۱۹

ترجمہ۔کہو کے اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے اور نہ بیٹا اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِى الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ۔۲۰

ترجمہ۔آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز رحمن کی عبادت گزار اور اطاعت شعار ہے۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔۲۱

نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّہ لَیۡسَ لَہ سُلۡطَانٌ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ اِنَّمَا سُلۡطَانُہ عَلَی الَّذِیۡنَ یَتَوَلَّوۡنَہ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِہٖ مُشۡرِکُوۡنَ۔ ۲۲

ترجمہ۔ بے شک شیطان کو ان لوگوں پر کوئی تسلط اور غلبہ حاصل نہیں ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اسے تو صرف ان لوگوں پر تسلط اور غلبہ حاصل ہے جو اس کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کا شریک قرار دیتے ہیں۔

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ۔ ۲۳

ترجمہ۔ ہم نے جن وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ میری عبادت کریں۔

وَقَالَ الشَّیۡطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمۡ وَعۡدَ الۡحَقِّ وَوَعَدۡتُّکُمۡ فَاَخۡلَفۡتُکُمۡ ؕ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ ۚ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ ؕ اِنِّیۡ کَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَکۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ۔ ۲۴

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا پھر میں نے وعدہ خلافی کی، اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بلایا پھر تم نے میری بات کو مان لیا، پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو، نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو، میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے، بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پیغام کی اشاعت کی تو ابتداء میں اتنی مزاحمت نہیں ہوئی چونکہ اہل عرب کئی خداؤں کو ماننے کے عادی تھے اور خود خانہ کعبہ میں ۳۶۵ بت نصب تھے اور اہل عرب کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کو اپنے ان خداؤں میں شامل کرنے میں کوئی اعتراض بھی نہ تھا لیکن سارا جھگڑا

لا سے شروع ہوا یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کے سب کا انکار کر کے وہ بہت مشکل میں پھنس جائیں گے حالانکہ وہ خدا کے وجود کو جانتے بھی تھے اور مانتے بھی تھے لیکن زبان سے اس کا اقرار نہیں کرتے تھے۔قرآن کریم خود اس کی طرف متعدد مقامات پر اشارہ کر چکا ہے۔

!ارشاد خداوندی ہے!

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضَ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ۔۲۵

ترجمہ۔اگر تم ان سے یہ پوچھو کے زمین و آسمان، سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا ہے؟ تو وہ کہیں گے کے اللہ نے۔ان سے پوچھو کے بادل سے کس نے پانی اتارا؟ اور مردہ زمین کو کس نے زندہ کیا؟ تو وہ کہیں گے کے اللہ نے۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ۔۲٦

ترجمہ۔اگر آپ ان سے یہ سوال کریں کے ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ یہ ضرور کہیں گے کے اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ خَلَقَهُنَّ الۡعَزِيۡزُ الۡعَلِيۡمُ ۔۲۷

ترجمہ۔اگر آپ ان سے یہ سوال کریں کے آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ یہ ضرور کہیں گے کے ان کو اس نے پیدا کیا ہے جو کے بہت غالب اور علم والا ہے۔

وَاِذَا غَشِيَهُمۡ مَّوۡجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمۡ اِلَى الۡبَرِّ فَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ وَمَا يَجۡحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوۡرٍ ۔۲۸

ترجمہ۔جب ان پر موجیں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو وہ اخلاص کے ساتھ اطاعت کرتے ہوئے اللہ کو پکارتے ہیں۔

اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ

ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ ۲۹

ترجمہ۔انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی، حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ ۲۶ ؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر یہ سب صالحین کے نام تھے جنھیں بعد کے لوگوں نے بت بنالیا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کے اساف اور نائلہ بھی انسان تھے۔ اسی طرح سے لات، منات اور عزی بھی انسان تھے جنھیں بعد میں بت بنالیا گیا۔ ۳۰ ؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ۳۱

ترجمہ۔تم اس کے سوا کچھ نہیں پوجتے مگر چند ناموں کو جو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے مقرر کر لیے ہیں اللہ نے ان کے متعلق کوئی سند نہیں اتاری، حکومت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں ہے، اس نے حکم دیا ہے کے اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔اگر ان دونوں (زمین و آسمان) میں ایک اللہ کے سوا کئی خدا ہوتے تو ان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ

وَّالۡمَلٰٓئِكَةُ وَهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ۔ ۳۳

ترجمہ۔آسمان اور زمین میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ کو ہی سجدہ کرتی ہے ہر قسم کے جاندار اور سب فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

وَالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ يَسۡجُدٰنِ ۔ ۳۴

ترجمہ۔زمین پر پھیلنے والے پودے اور اپنے تنے پر کھڑے ہوئے درخت سجدہ کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّ كَرۡهًا وَّظِلٰلُهُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۔ ۳۵

ترجمہ۔آسمانوں اور زمینوں میں جو بھی ہیں وہ سب خوشی یا مجبوری اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور ان کے سائے بھی صبح وشام (سجدہ کرتے)۔

سورہ اعراف میں اللہ تعالی تمام ارواح سے پوچھتے ہیں!

اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ‌ ؕ قَالُوۡا بَلٰى ۔ ۳۶

ترجمہ۔الست بربکم کیا میں تمھارا رب ہوں؟

تمام ارواح بیک وقت جواب دیتی ہیں، "قالو بلی" ۔بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔

دنیا میں آنے سے پہلے تمام انسان اللہ کا اقرار کر چکے ہیں۔اب دنیا میں آنے کے بعد وہ کتنا ہی انکار کر لیں لیکن قرآن نے اس حقیقت کی عقدہ کشائی آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے ہی کر دی (کائنات کی تنظیم اللہ تعالی نے اس طرح سے کی ہے کہ اس کا مکمل کنٹرول اور اختیار اللہ کے پاس ہے کائنات کے اندر احتیاج ہے اور اس میں رہنے والے افراد قدم قدم پر مجبور ہیں کائناتی کنبہ کا ہر فرد دوسرے فرد کے ساتھ اس طرح ہم رشتہ ہے کہ باوجود وہ اپنی ذات میں منفرد ہے لیکن دوسرے فرد سے نہ تو وہ اپنے آپ کو دور کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ ان سے آزاد ہو سکتا ہے زمان و مکان کائنات کی بساط اول ہیں، مکان (زمین) زمان (آسمان) نہ ہوں تو زندگی عدم ہے عدم پر نقش ونگار حیات ہے۔حیات حرکت ہے۔حرکت تقاضا ہے۔تقاضا جذبہ ہے اور جذبہ حس ہے جیسے ہم حواس بھی کہتے ہیں حواس کے ذریعے خود آگہی حاصل ہوتی ہے خود آگہی نے میں اور تو میں امتیاز

بخشا اور یہ جان لیا کہ میں جز ہوں اور وہ کل ہے۔کل کی وجہ سے میں ہوں وہ ابتداء ہے اور میں اس ابتداء کی انتہاء ہوں وہ انتہاء ہے تو میں اس کا پرتو ہوں پرتو نے اصل کی آواز الست سنی تو کان بن گئے دیکھا تو آنکھیں روشن ہو گئی پھر نور کا جھماکا ہوا تو بارہ کھرب (12,000,000,000,00) سیلز چارج ہو گئے جب سیلز کھلے تو ایک نقطے سے کھربوں نقطے متحرک ہو گئے وہی ہے جس نے تخلیق کیا تم کو ایک نفس (نقطہ) سے کی تفسیر سامنے آ گئی۔ ۳۷ ہر باطل کی گہرائی میں حق پوشیدہ ہے۔شیاطین بھی اپنے رب کو جانتے ہیں اور اس کا اقرار کرتے ہیں اور ابلیس نے کبھی بھی خدا کا انکار نہیں کیا بلکہ اس نے اللہ کے ایک حکم کو ماننے سے انکار کیا جس کی پاداش میں وہ جنت سے نکالا گیا دنیا کا ہر گناہ قابل معافی ہے سوائے شرک کے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى إِثْمًا عَظِيْمًا ۔۳۸

ترجمہ۔بے شک اللہ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشا لیکن اس کے سوا جو بھی گناہ ہوں وہ جس کے لئے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔۳۹

ترجمہ۔جو موت سے پہلے توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرے تو اللہ ان لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔۴۰

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے کہ اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک وہ ہی بہت بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

أُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔۴۱

ترجمہ۔ یقیناً جن لوگوں نے کہہ دیا کے اللہ ہی ہمارا رب ہے پھراس پر جم گئے ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم ایسے سب لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اپنے ان اعمال کے بدلے میں جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَاۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۔۴۲

ترجمہ۔ جس دن کافر آگ کے روبرو لائے جائیں گے، (ان سے کہا جائے گا) تم (اپنا حصہ) پاک چیزوں میں سے اپنی دنیا کی زندگی میں لے چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے، پس آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلے اس کے جو تم زمین میں ناحق اکڑا کرتے تھے اور بدلے اس کے جو تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔۴۳

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے کے جو کچھ تمھارے سینوں میں ہے تم اس کو چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو اس کا علم ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اسے اس کا بھی علم ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنَّاتِ عَدْنٍۚ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔۴۴

ترجمہ۔ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور رہنے کے باغوں میں ستھرے گھروں کا اور اللہ کی رضامندی اس سے بھی بڑی چیز ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّۚ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ

تَعۡمَلُوۡنَ۔ ۴۵۔

ترجمہ۔ بے شک ہم لکھتے رہے جو کچھ تم کرتے تھے۔

یَوۡمَ یَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیۡعًا فَیُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا اَحۡصٰهُ اللّٰهُ وَنَسُوۡهُ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ۔ ۴۶

ترجمہ۔ جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا پھر ان کے کئے ہوئے کاموں کی ان کو خبر دے گا اللہ نے ان سب کو محفوظ کر لیا ہے جبکہ وہ انھیں بھول چکے ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۔ ۴۷

ترجمہ۔ جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس کی جزا دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اس کی سزا کو دیکھے گا۔

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ ۴۸

ترجمہ۔ کہو کے اللہ ایک ہے۔

وَّلَا یُشۡرِكُ فِیۡ حُکۡمِهٖۤ اَحَدًا۔ ۴۹

ترجمہ۔ وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۔ ۵۰

ترجمہ۔ جو کوئی اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہے اس کو چاہئے کے وہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا کے کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے اس کے بعد والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا ہے۔

ایک عرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کے وہ کون سی بات ہے جو اللہ کو بہت بری لگتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! جب کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں اللہ کا بیٹا ہے یا فلاں اللہ کی بیوی ہے، یہ بات اللہ کو اس قدر ناپسند ہے کے اللہ چاہے تو اسی وقت اس شخص کے سر پر آسمان گرادے یا پھر زمین پھٹ جائے اور کہنے والا اس میں سما جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! تم کسی کو بھی اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا چاہے کوئی تم کو جلا دے یا قتل ہی کیوں نہ کردے۔ ۵۱

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ وتر ہے اور وتر سے محبت کرتا ہے۔ ۵۲

اَللّٰهُ الصَّمَدُ:

اللہ بے نیاز ہے، وہ پاک ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ ۵۳

ترجمہ۔ وہ بے نیاز ہے۔

الصَّمَدُ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بے نیاز۔

اسم صفاتی الصَّمَدُ۔ (ص۔م۔د) سے مشتق ہے۔ ۵۴

قرآن کریم میں اسم صفاتی الصمد صرف ایک (۱) مرتبہ آیا ہے۔

الصَّمَدُ۔ عربی زبان میں کسی سخت اور اونچی جگہ کے لئے الصمد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تاہم یہ جگہ پہاڑ جتنی بلند نہ ہو۔

الصَّمَدَہ۔ پتھر کی محکم چٹان کو کہتے ہیں۔

الصَّمَدُ۔ وہ سردار جس کی اطاعت کی جائے اور اس کے مشورے کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔
الصَّمَدُ۔ اللہ کا ایک صفاتی اسم مبارک ہے جس کے معانی بے نیاز اور ایک ایسی ہستی کے ہیں کے جس کی جانب ضروریات کے لئے رجوع کیا جائے تاہم الصمد وہ ذات ہے جو مستغنی ہو۔
ناقۃ المصماد۔ ایسی اونٹنی جو موسم کی شدت اور چارے کی کمی کے باوجود برابر دودھ دیتی ہو۔
صمد المحراث۔ ہل کی وہ لکڑی جسے ہل چلاتے وقت پکڑا جائے۔
الصَّمَدُ۔ عربی زبان میں اس سے مراد قصد اور ارادہ بھی ہے۔ ۵۵ ؎

اسم الصمد کا نظام کائنات میں کردار:

الصَّمَدُ۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معنی اللہ کل مخلوقات سے بے نیاز اور مستغنی ہے یعنی ساری مخلوقات کو تو اس کی ضرورت ہے لیکن اسے کسی کی کوئی ضرورت نہیں اور اس عظیم ہستی کی جانب سے خیر و برکت، رحمت اور نعمتوں کا وقوع مسلسل، متواتر اور غیر منقطع انداز سے ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے الصمد کی ایک مثال اس طرح سے بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ! ایک بلند اور محکم چٹان جو چاروں طرف سے پانی میں گھری ہو اور مخلوقات کو کوئی ایسی جگہ نہ ملے جہاں وہ پناہ لے سکیں تو وہ ذات الصمد کی جانب متوجہ ہوں تا کہ انھیں پناہ اور حفاظت مل سکے۔ مخلوق کی ہر سانس، ہر حرکت، ہر دھڑکن، ہر نعمت اور آسانی اسی ذات الصمد سے وابستہ اور متصل ہے اور وہ اپنے بندوں اور کل مخلوقات پر بے حد مہربان اور شفیق ہے۔
ص۔ یہ حرف صلوۃ اور اللہ کی صفت صمدیت کی جانب اشارہ کرتا ہے صلوۃ اللہ کی یاد، اس کا ذکر اور اس کے پیش نظر گزارشات دعا اور درود کا نام ہے تاہم اللہ کی صفت صمدیت یعنی اللہ بے نیاز ہے روحانیت میں ص کا ذکر کرنے والا آٹھویں درجے کا ولی بنتا ہے

ص۔ ۵٦۔ (ص۔ ۱)۔

ترجمہ۔ ص۔ حروف مقطعات میں سے ہے۔
ضحاک نے کہا کے ص ایک قسم ہے جو اللہ نے اٹھائی ہے تاہم یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ ۵۷ ؎

محمد بن کعب نے فرمایا کے ص اللہ کے اسماء کی ایک کنجی ہے جو صمد، صانع المصنوعات اور صادق الوعد ہیں۔

قتادہ نے کہا ص رحمن کے اسماء میں سے ایک اسم ہے تاہم ایک دوسرے قول کے مطابق ! ص کو قرآن کریم کا بھی ایک اسم بتایا گیا ہے۔

مجاہد نے بیان کیا ص سورہ کا آغاز ہے ایک دوسرے قول کے مطابق ! یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کو اللہ نے اپنے علم کے ساتھ خاص کیا ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ ! ذی الذکر سے مراد اللہ تعالی کے اسماء اور اس کی عظمت کا ذکر ہے۔

روحانیت میں روح کی بالیدگی اور اس کی مضبوطی کے لئے تمام سالک روزے رکھنے کا خاص اہتمام کرتے ہیں کیونکہ روزہ رکھنے سے بے شمار باطنی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ بکثرت روزے رکھا کرتے تھے تاہم جب انھوں نے یہ محسوس کیا کے میرا جسم ان روزوں کا عادی ہوتا جا رہا ہے اور بحالت روزہ بے آرامی محسوس نہیں کرتا تو آپ نے ایک دن ناغہ کر کے روزہ رکھنا شروع کر دیا تا کہ ناغہ کے بعد روزہ رکھنے سے طبیعت اور نفس میں کھانے اور پینے کی خواہشات بیدار ہوں اور وہ اپنے نفس پر جبر کر کے روحانی منازل اور ترقی حاصل کر سکیں تاہم آپ اپنے اس معمول پر تادم مرگ قائم رہے۔

روزے میں انسان صرف کھانے پینے سے گریز نہیں کرتا ہے بلکہ لڑائی، جھگڑے، بدگوئی، غیبت، چغلی اور تمام برائیوں سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہوئے ہمہ وقت اللہ کی یاد میں گم رہتا ہے اور اللہ کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

سلسلہ چشتیہ میں مرشد اپنے ہر شاگردوں کی تربیت کے لئے تین روزے اس طرح سے رکھواتے ہیں۔

۱۔ پہلے دن شاگرد صرف پانی سے افطار کرتا ہے اور اگلی سحری بھی صرف پانی سے کی جاتی ہے

۲۔ دوسرے دن کے روزے میں افطار اور سحری میں صرف ایک گھونٹ پانی پیتا ہے۔

۳۔ تیسرے دن کا روزہ مکمل ہونے کی صورت میں شاگرد کو کھانے پینے کی اجازت مل جاتی۔

روحانیت میں روزے کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اہل علم حضرات اس عبادت کو آدھی طریقت

سے تشبیہ دیتے ہیں دوسری جانب روزہ ہر عبادت کی تکمیل سمجھا جاتا ہے روحانیت میں روزے کے بہت فوائد سمجھے جاتے ہیں لیکن تین خاص فوائد درج ذیل ہیں۔

۱۔ روزے کے ذریعے سالک میں اخلاق صمدیت کا پیدا ہونا یعنی سالک میں بے نیازی کی طرز فکر کا پیدا کیا جانا۔

۲۔ سالک میں رجوع الی اللہ کی طرز فکر کو اجاگر کرنا یعنی سالک دوران روزہ اپنے نفس پر جب گرفت اور جبر کرتا ہے تو دراصل ایک معانی میں وہ اللہ کی جانب رجوع کر رہا ہے۔

۳۔ انسان کا عبد کے منصب پر فائز ہونا۔ عبد کے معانی بندے کے ہیں اور بندہ خدا بغیر چوں چراں کے صرف اور صرف اللہ کی بندگی کرتے ہوئے مقام عبد تک جا پہنچتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی۔ ۵۸۔

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندہ خاص کو۔

ارشادات خداوندی:

اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ ۵۹

ترجمہ۔ اللہ بے نیاز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ بھی نہ عطا فرماتا۔ ۶۰

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپؓ نے فرمایا! ایمان دل سے معرفت، زبان سے اقرار اور اعضاء وجوارح سے عمل کرنے کا نام ہے۔

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا اور کامل نہیں ہوتا ہے جب تک کے اس کو اپنے پاس موجود اشیاء کے مقابلے میں اللہ کے پاس موجود اشیاء پر زیادہ بھروسہ نہ ہو۔۶۱؎

سورہ اخلاص کے فضائل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات

حضرت سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ اخلاص تہائی قرآن ہے۔۶۲؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، ایک انصاری صحابی حضرت کلثوم بن حرمؓ مسجد قبا میں نماز کی امامت فرمایا کرتے، اور ہر رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اور پھر اس کے ساتھ کوئی دوسری سورہ ملا کر پڑھایا کرتے، لوگوں نے ان کے اطریقہ پر اعتراض کیا کے آخر آپ ہر رکعت میں سورہ اخلاص کیوں پڑھاتے ہیں، اس پر انھوں نے کہا! میں سورہ اخلاص کو کسی صورت نہیں چھوڑ سکتا، اگر تمھیں میری امامت پسند نہیں تو کسی اور کو امام بنالو، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس معاملے کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلثوم بن حرمؓ سے اس کا سبب دریافت فرمایا، جس کے جواب میں کلثوم بن حرمؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے سورہ اخلاص سے محبت ہے، اسی لئے میں اسے ہر رکعت میں پڑھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھیں اس سورہ کی محبت نے جنت میں داخل کر دیا۔۶۳؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کے میں اس سورہ اخلاص سے محبت کرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تیری سورہ اخلاص سے محبت تجھ کو جنت میں لے کر جائے گی۔۶۴؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے دوسو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی، تو اس کے دوسال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔۶۵؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے سورہ اخلاص

کو پچاس مرتبہ پڑھی،تو اس کے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔٦٦؎
حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص ہر روز دو سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے پچاس برس کے گناہ معاف کر دے گا،لیکن اگر اس پر کوئی قرضہ ہوگا تو وہ معاف نا ہوگا۔٦٧؎
حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص رات کو سیدھی کروٹ پر سوتے ہوئے، ١٠٠ بار سورہ اخلاص پڑھے گا تو اللہ تعالی روز قیامت اس سے فرمائیں گے،تو اپنی سیدھی طرف سے جنت میں داخل ہو جا۔٦٨؎
حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں،ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تبوک میں تھے کے ایک دن سورج روشنی، شعاعوں اور چمک کے ساتھ طلوع ہوا،اس سے پہلے ہم نے اس کو اس حال میں نا دیکھا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی روشنی اور اس کے نور پر تعجب فرمایا،اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا سورج کو کیا ہوا یہ ایسے نور، روشنی اور شعاعوں کے ساتھ طلوع ہوا،اس سے پہلے تو یہ ایسے کبھی طلوع نا ہوا تھا؟ یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا! معاویہ بن معایہ اللیثیؓ کا آج مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے جو ان پر نماز پڑھیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا ایسا کس وجہ سے ہوا؟ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا! وہ بکثرت،اٹھتے ، بیٹھتے ، چلتے ، پھرتے سورہ اخلاص پڑھتے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اس سورہ کو بکثرت پڑھیے کیونکہ اس سورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رب کا نسب ہے۔
جو شخص سورہ اخلاص کو پچاس مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے پچاس ہزار درجات بلند فرمائیں گے اور پچاس ہزار برائیاں مٹا دیں گے اور اس کے لیے پچاس ہزار نیکیاں لکھ دیں گے اور جس شخص نے اس میں اضافہ کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں اضافہ فرما دے گا۔
پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواہش ہے کے میں زمین کو سمیٹ دوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر نماز پڑھیں ؟ فرمایا ہاں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر نماز

پڑھی۔۶۹؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین اعمال ایسے ہیں جس انسان نے بھی ان کو ایمان کی حالت میں کیا تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا اور جس حورعین سے چاہے گا نکاح کرے گا۔

ا۔جس شخص نے اپنے قاتل کو معاف کیا۔ ۲۔جس شخص نے مخفی قرض ادا کیا۔

۳۔جس نے ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی۔۷۰؎

حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سورہ اخلاص پڑھی، تو اللہ اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں سے فقر وافلاس کو دور کردے گی۔۷۱؎

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی اور سورہ اخلاص پڑھے گا تو اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت میں داخلے سے نہیں روک سکتی۔۷۲؎

یزید الرقاشیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام بڑی حسین صورت میں مسکراتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تشریف لائے اور کہا! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم العلی الاعلی (یعنی اللہ تعالیٰ) آپ کو سلام فرماتے ہیں، اور فرما رہے ہیں بے شک ہر چیز کے لیے ایک نسب ہے، اور میرا نسب سورہ اخلاص ہے، تو جو شخص میرے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے سورہ اخلاص ۱۰۰۰ (ہزار) مرتبہ پڑھتا ہوا آئے گا، تو اس پر لازم ہوگا کے وہ اپنے گھر اور اپنے عرش کی اقامت اور ستر آدمیوں کے بارے میں شفاعت کرے جیسے میں قبول کروں گا، یہ شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جن کے لئے سزا واجب ہوچکی ہوگی۔

اور بے شک میں نے خود اپنی ذات پر یہ قسم نہ کھائی ہوتی کے ہر ایک نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے تو میں اس کی روح قبض نا کرتا۔۷۳؎

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سفر کا اردہ کرے اور اپنے گھر کے دروازے کو پکڑ کر ۲۱ (اکیس) مرتبہ سورہ اخلاص کو پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کا محافظ اور نگران ہوگا، یہاں تک کے وہ واپس لوٹ آئے۔۷۴؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص مغرب کی نماز کے بعد دو رکعات اس طرح سے پڑھے، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے، تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے ہی نکل جائے گا جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکلتا ہے۔ ۷۵؎

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ الناس سات مرتبہ پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک ہر تکلیف اور مصیبت سے اپنی حفاظت میں رکھیں گے۔ ۷۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سورہ اخلاص پڑھی گویا اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا، اور جس نے اس کو دس مرتبہ پڑھا سورہ اخلاص پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیں گے، یہ سن کر ابو بکرؓ نے فرمایا! یا رسول اللہ ﷺ پھر تو ہم اس سورہ کو بکثرت پڑھیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (اللہ اکثر واطیب)۔ یعنی، اللہ کثرت والے اور بہت پاکیزہ ہیں۔ ان الفاظ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ دہرایا۔ ۷۷؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سورہ اخلاص ایک بار پڑھی گویا اس نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا، جس نے دو بار پڑھی اس نے دو تہائی قرآن پڑھ لیا اور جس نے تین بار سورہ اخلاص پڑھی گویا اس نے سارا قرآن پڑھ لیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ ۷۸؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سورہ اخلاص ایک مرتبہ پڑھی اس پر برکت کی جائے گی اور جس نے اس کو دو مرتبہ پڑھا اس پر اور اس کے گھر والوں پر برکت کی جائے گی، اور جس نے اس کو تین مرتبہ پڑھا اس پر اس کے گھر والوں پر اور اس کے پڑوسیوں پر برکت کی جائے گی، جس نے اس کو بارہ مرتبہ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں بارہ محل بنا دیں گے، جس نے اس کو بیس مرتبہ پڑھا تو وہ نبیوں کے ساتھ اس طرح ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی درمیانی انگلی اور جو انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو آپس میں ملا دیا، جس نے اس کو سو مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے پچیس سال کے گناہ معاف کر دیں گے، سوائے قرضہ اور قتل کے،

جس نے اس کو دو سو مرتبہ پڑھا اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، جس نے اس کو چار سو مرتبہ پڑھا اس کے لیے چار سو ایسے شہداء کا ثواب لکھا جائے گا جن کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی گئیں اور اسے شہید کر دیا گیا، جس نے ہزار مرتبہ یہ سورہ پڑھی تو اسے اس وقت موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نا دیکھ لے۔ ۷۹؎

کعب احبارؓ بیان کرتے ہیں، جس نے سورہ اخلاص اور آیت الکرسی دس مرتبہ رات یا دن میں پڑھنے کی پابندی کی تو اس پر اللہ کی رضامندی واجب ہو گئی اور وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہو گیا اور شیطان سے محفوظ ہو گا۔ ۸۰؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سورہ اخلاص ایک ہزار مرتبہ پڑھی تو اس نے اپنی جان کو اللہ سے خرید لیا اور وہ اللہ کے خاص لوگوں میں سے ہو گیا۔ ۸۱؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سورہ اخلاص تیس مرتبہ پڑھی، اس کے لیے اللہ تعالیٰ آگ سے چھٹکارا اور عذاب سے امان لکھ دیں گے، جبکہ فزع اکبر یعنی قیامت کے دن سے بھی امان لکھ دیں گے۔ ۸۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو اپنے گھر میں داخل ہو، سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص کو پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کا فقر و افلاس کو دور کر دیں گے اور اس کے گھر کی خیر و برکت میں اضافہ کر دے گا، یہاں تک کے یہ خیر و برکت اس کے پڑوسی کو بھی پہنچے گی۔ ۸۳؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، جب صور پھونکا جائے گا، تو رحمن کا غصہ سخت ہو جائے گا، پھر فرشتے زمین پر نازل ہوں گے، اور زمین کے کناروں کو پکڑتے ہوئے سورہ اخلاص پڑھتے رہیں گے، یہاں تک کے رحمن کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ ۸۴؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا میرا ایک بھائی ہے، جس کو سورہ اخلاص بہت محبوب ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے بھائی کو جنت کی خوشخبری دے دو۔ ۸۵؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی تکلیف ہوتی تو آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اوپر سورہ اخلاص پڑھ کر دم کرتے۔۸۶؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے گا تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت واجب ہوجائے گی۔۸۷؎

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شادی کے موقع پر پانی پر سورہ اخلاص اور معوذتین کو پڑھ کر دم کیا پھر یہ پانی حضرت فاطمۃ الزھراؓ اور حضرت علیؓ کے گریبان اور کندھوں پر چھڑکا، پھر اللہ سے ان دونوں کی حفاظت کے لئے دعا کی۔۸۸؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات سونے سے قبل سورہ اخلاص اور معوذتین کو تین، تین بار پڑھتے پھر اپنی ہتھیلیوں پر پھونکتے اور اپنے پورے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا پھیرتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو سر سے شروع کرتے پھر چہرہ اور اپنے جسم کے سامنے والے حصہ پر پھیرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔۸۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم صبح اور شام میں سورہ اخلاص اور معوذتین کو تین، تین بار پڑھ لیا کرو، تمھارا یہ عمل تمھیں ہر چیز کے لیے کافی ہوگا۔۹۰؎

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عقبہ، سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ الناس وہ افضل ترین سورتیں ہیں جو تورات، انجیل، زبور اور فرقان عظیم یعنی (قرآن مجید) میں نازل ہوئیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں سورتوں یعنی سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ الناس کی حضرت عقبہؓ کے سامنے تلاوت فرمائی، اور فرمایا! اے عقبہ ان سورتوں کو تم ہرگز نا بھولنا اور ان کو پڑھے بغیر کوئی رات نہ گذارنا۔۹۱؎

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، ایک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز شب ادا کررہا تھا کے ایک بچھو نے مجھے ڈس لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچھو کو اپنے نعلین سے ماردیا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچھو کو لعنت فرماتے ہوئے کہا! نا چھوڑتا ہے کسی نماز پڑھنے والے کو اور نا ہی اس کے علاوہ کو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمک ملے پانی سے اپنی انگلیوں کو بھگویا اور اس جگہ پر سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کرتے رہے۔۹۲؎

کعبؓ بیان کرتے ہیں، بے شک سورہ اخلاص کی بنا پر سات آسمانوں اور زمینوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ یعنی:

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ ۹۳

حوالہ کتب:

۱۔ کتاب اسماء والصفات۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۲۔ جامع البیان۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۔ سورہ اخلاص۔ آیت۔ ۱۔
۴۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۵۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ ج۔ ۸۔ ص۔ ۴۰۷۔
۶۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۷۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۸۔ سورہ محمد۔ آیت۔ ۱۹۔
۹۔ سورہ فتح۔ آیت۔ ۲۹۔
۱۰۔ سورہ اخلاص۔ آیت۔ ۱۔
۱۱۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۳۵۔
۱۲۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۸۸۔ ۹۲۔
۱۳۔ بھگوت گیتا۔ اشلوک۔ ۲۰۔ باب۔ ۷۔
۱۴۔ چندو گیرا۔ بھگوت گیتا۔ اشلوک۔ ۱۔ باب۔ ۶۔
۱۵۔ ہندو دھرم ہزار ہا برس پہلے۔ ص۔ ۱۴۔ ناشر نگارشات۔
۱۶۔ سورہ الحج۔ آیت۔ ۳۰۔ ۳۱۔
۱۷۔ سورہ النحل۔ آیت۔ ۲۱۔
۱۸۔ سورہ النجم۔ آیت۔ ۲۳۔
۱۹۔ سورہ اخلاص۔ آیت۔ ۱۔ ۵۔
۲۰۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۹۳۔
۲۱۔ سورہ محمد۔ آیت۔ ۱۹۔

۲۲۔سورہ النمل۔آیت۔۹۹۔۱۰۰۔
۲۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۲۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۲۲۔
۲۵۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۱۔
۲۶۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۷۔
۲۷۔سورہ الزخرف۔آیت۔۹۔
۲۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۲۔
۲۹۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۱۔
۳۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب بیروت۔
۳۱۔سورہ یوسف۔آیت۔۴۰۔
۳۲۔سورہ الانبیا۔آیت۔۲۲۔
۳۳۔سورہ النحل۔آیت۔۴۹۔
۳۴۔سورہ رحمن۔آیت۔۶۔
۳۵۔سورہ رعد۔آیت۔۱۵۔
۳۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۲۔
۳۷۔صدائے جرس۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۲۔عظیمیہ پبلیشرز کراچی۔
۳۸۔سورہ النسا۔آیت۔۴۸۔
۳۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۰۔
۴۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۴۱۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۴۔
۴۲۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۰۔
۴۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۹۔
۴۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۲۔
۴۵۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۹۔
۴۶۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۶۔
۴۷۔سورہ الزلزال۔آیت۔۷۔۸۔
۴۸۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔
۴۹۔سورہ کہف۔آیت۔۲۶۔
۵۰۔سورہ کہف۔آیت۔۱۱۰۔
۵۱۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دار ارقم۔بیروت۔
۵۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب۔بیروت۔

۵۳۔سورہ اخلاص۔آیت۔۲۔
۵۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۶۔سورہ ص۔آیت۔۱۔
۵۷۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی(متوفی ۶۶۸ھ)مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۵۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۔
۵۹۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔
۶۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۶۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات
۶۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۶۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۶۶۔ الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۶۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۷۰۔الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۱۔الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی(متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۷۳۔تاریخ مدینۃ دمشق(تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر(متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دار الفکر۔بیروت۔
۷۴۔ الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۵۔الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۶۔الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۷۔الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۸۔الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۰۔الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۱۔الدر المنثو ر التفسیر بالمشور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۳۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۴۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۸۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۶۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ)مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۸۔تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر (متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دارالفکر۔بیروت۔
۸۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱ھ۔
۹۱۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۹۳۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۱۱۳۔سورہ الْفَلَقِ (پھاڑنا)

نام:

الْفَلَقِ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی پھاڑنے کے ہیں،جس طرح سے تاریکیوں کو پھاڑ کر صبح نمودار ہوتی ہے،جس کو علی الصبح بھی کہتے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ الْفَلَقِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۵ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

ا۔اللہ نے اس سورہ میں حاسدین کے حسد اوران کے شر سے پناہ لینے کی دعا سیکھائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت حابس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے حابس! کیا میں تمھیں ان کلمات کی خبر نادوں جو اللہ تعالی سے پناہ طلب کرنے میں سب سے افضل ہیں؟ حضرت حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کی ، کیوں نہیں ،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ الْفَلَقِ اورسورہ الناس ، یہی معوذتین ہیں۔ا؎

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،کیا میں سورہ یوسف اورسورہ ہود پڑھوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اے عقبہ! اگر تم سورہ اَلْفَلَقِ کو پڑھو گے تو یہ اللہ کے نزدیک بہت محبوب اور بلیغ سورہ ہے، اگر ہو سکے تو تم اس کی پابندی کرو۔ ۲؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنات اور انسانوں کی نظر سے اللہ سے پناہ طلب کیا کرتے تھے یہاں تک کے اللہ نے معوذتین کا نازل فرما دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معوذتین کو لازم کر لیا اور دیگر کو ترک کر دیا۔ ۳؎

ہر چیز، اندھیری رات اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے اللہ کی پناہ:

خیر و شر کی دونوں قوتیں ازل سے روز قیامت تک موجود رہیں گی، انسان ساری عمر ان دونوں قوتوں سے نبرد آزما رہتا ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھی انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجے گئے، سب انبیاء اور رسل نے انسانوں کو یہ بتایا کے تمام انسانوں میں خیر و شر کی قوتیں پائی جاتی ہیں لیکن انسان کو عقائد اور عبادات کے ذریعے سے ان پر کیسے قابو پانا ہے نیز خیر کو عام کرنا اور شر کو کنٹرول کرنا ہے، تمام الہامی کتب میں بھی یہی تعلیمات موجود ہیں جبکہ تمام پیغمبروں نے اپنی ساری عمر عملاً اس پر توجہ مرکوز رکھتے ہوئے نیک اعمال کئے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کے دنیا طاغوتی نظام کے زیر اثر ہے، ہر طرف شیطان کی کارسانیاں، بے حیائی، بدکاری، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت گری اور جنگ وجدل کا ماحول گرم ہے، کمزوروں کے حقوق کو غصب کرنا گویا کوئی بڑی بات نہیں، حق، سچ، امانت داری اور دیانت داری معاشرے میں اجنبی ہو گئے، اور ہر جانب ایک اضطرابی کیفیت کا دور دورہ ہے۔

اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو فلاح، بھلائی اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا راستہ دکھایا دوسری جانب شر اور فساد سے بچنے کی دعائیں بھی خاص تلقین فرمائیں، ان ہی دعاؤں میں نہایت اہمیت کی حامل معوذتین (سورہ اَلْفَلَقِ اور سورہ الناس) ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ ۴؎

ترجمہ۔ کہیے کے میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں۔

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَۙ ۔۵

ترجمہ۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی۔

وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۔۶

ترجمہ۔ اور اندھیری کے شر سے جب وہ آ جائے

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۔۷

ترجمہ۔ اور گرہوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے۔

وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔۸

ترجمہ۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

الۡفَلَقِ / پھاڑنا:

الۡفَلَقِۙ ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ف۔ل۔ق) سے مشتق ہے۔

الۡفَلَقِۙ ۔ کے معانی پھاڑنا ہے۔

الۡفَلَقِۙ ۔ کے ایک معنی صبح کے ہیں۔

الۡفَلَقِۙ ۔ کے ایک معنی مخلوق کے بھی ہیں۔

الۡفَلَقِۙ ۔ کے ایک معنی مشکلات کے بعد حق کے واضح ہو جانے کے بھی ہیں۔

الۡفَلَقِۙ ۔ کے معنی چیزوں کے پھٹنا اور اس کے نتیجے میں کسی نئی چیز کا ظہور میں آنا بھی ہے۔ ۹ے

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۔۱۰

ترجمہ۔ وہ پھاڑنے والا ہے صبح کا۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِۙ ۔۱۱

ترجمہ۔ کہیے کے میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الۡحَبِّ وَ النَّوٰى ؕ يُخۡرِجُ الۡحَـىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَ مُخۡرِجُ

الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ بیشک اللہ دانوں اور گھٹلیوں کا پھاڑنے والا ہے، اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے، یہ اللہ ہے پھر تم کہاں الٹے چلے جارہے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی سے مراد پیدا کیا گھٹلی اور دانے کو۔ ۱۳؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی سے مراد اللہ تعالی پھاڑتا ہے سبزے میں سے دانے اور گھٹلی کو۔ ۱۴؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی سے مراد دو طرح کی پھٹن جو دانے اور گھٹلی میں پائی جاتی ہے۔ ۱۵؎

ابو مالکؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی۔ سے مراد وہ پھٹن جو گھٹلی اور دانے میں ہوتی ہے۔ ۱۶؎

سدیؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی۔ سے مراد دانے کو کونپل سے اور گھٹلی کو کھجور سے پھاڑنے والا۔ ۱۷؎

جیسا کے سطور بالا میں سمجھا گیا کے عربی زبان میں الْفَلَقِ کے کئی معانی ہیں، جس میں اس کے بنیادی معنی اچانک پھاڑے جانے یا پھر ایک شدید دھماکے کے نتیجے میں الگ ہوجانے کے بھی ہیں اب یہاں ماہرین کا Big Bang theory کا یہ نظریہ ہے کے یہ عظیم کائنات ایک زبردست دھماکے سے وجود میں آئی جبکہ یہ آیت اس نظریے کو Support کر رہی ہے۔

مشہور سائنسدان آئین اسٹائین کا شہرہ آفاق نظریہ یعنی نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے، مادہ اور توانائی ایک موقع پر ایک ہی چیز تھیں۔ ۱۸؎

جدید سائنسی تحقیقات اور بگ بینگ تھیوری نے نا صرف انسانی سوجھ بوجھ کو بڑھایا بلکہ کائنات کی جزئیات اور کلیات تک رسائی کو بھی ممکن بنایا چنانچہ اس نظریے کے تناظر میں ایک انتہائی شدید

دھماکے نے زمین و آسمان کی بنیاد اوران کی پیدائش میں ایک اہم کردار ادا کیا جبکہ یہی دھماکہ کہکشاؤں اورستاروں کے مادی ڈھانچوں کے وجود کا بھی اصل سبب بنالہٰذا حالیہ تحقیق کے مطابق ! اس عظیم دھماکے نے اپنا پہلا مرحلہ ایک سیکنڈ کے ایک اربویں حصے کے اندر اندر مکمل کیا جبکہ اس وقت کہکشاں اورستاروں کو بنانے والا مادہ بھی بے حد گرم، پگھلا ہوااور ایک ساتھ جڑا ہوا آمیزہ تھا لہٰذا اس کے الگ ہونے کا عمل ایک سیکنڈ کے ابتدائی ہزارہویں حصے میں مکمل ہوا۔۱۹؎

ماہرین ارضیات اورفلکیات کے ان قائم کردہ نظریات کی روشنی میں ہم **سورہ الْفَلَقِ** کا مطالعہ اس طرح سے کریں گے!

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔۲۰

ترجمہ۔میں پناہ مانگتا ہوں (بگ بینگ والی تخلیق کے) رب سے اوراس کی پیدا کی گئی اشیاء کے شر سے۔

چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نا ہوگا ' کن' اور **الْفَلَقِ** دونوں کے اسرار کائنات کے عظیم دھماکے میں ہی مضمر ہیں۔

امریکی ماہر فلکیات ایڈون ہبل نے ۱۹۲۹ء نے تحقیق کے بعد یہ نظریہ پیش کیا دور کی کہکشاؤں میں ہمہ گیر طور پر سرخ ہٹاؤ واقع ہوا ہے لہٰذا ہبل کی اس دریافت نے اس نظریئے کو بہت معتبریت بخشی یعنی یہ بات ثابت ہوگئی کے کہکشائیں ایک دوسرے سے دور جارہی ہیں ہبل نے جانا کے زیادہ دور کی کہکشاں متناسب تیزی سے دور جارہی ہیں لہٰذا کائنات اس کے نتیجے میں مسلسل وسعت پارہی ہے لیکن آج بھی سائنسدان اپنی بے بسی کا اقرار کرتے ہوئے یہ مانتے ہیں کے ان کے پاس کائنات کی ابتدا سے متعلق درست معلومات کا فقدان ہے اگرچہ بگ بینگ تھیوری سے یہ وضاحت ہوتی ہے کے کائنات کی ابتداء یا پھر فوراً بعد کیا ہوا تھا لہٰذا سائنسدان کائنات کو بگ بینگ سے 10.43 سیکنڈ بعد تک جاننے کے قابل ہوگئے ہیں کیونکہ اس لمحے سے پہلے کے وقت کے لئے کشش ثقل کی کلاسیکی تھیوری موزوں نہیں رہی لہٰذا سائنس ایک ایسی تھیوری کی تلاش میں ہے جو کشش ثقل اورکوانٹم مکینیکس کو آپس میں مدغم کردے لیکن تا حال اس میں کامیابی نہ ہوسکی دوسری

جانب کئی سائنسدانوں کو یہ امید ہے کے سٹرانگ تھیوری جسے (ایم تھیوری) بھی کہتے ہیں کشش ثقل اور کوانٹم مکینکس کو اکھٹا کردے گی اور وقت میں پیچھے کی جانب سفر آسان ہوجائے گا لیکن فی الحال کائنات میں پیچھے کی جانب سفر کرنا ناممکن نظر آتا ہے نیز بگ بینگ تھیوری اس امر کی وضاحت سے بھی معذور ہے کے آخر بگ بینگ سے پہلے کیا تھا؟ تاہم یہ بھی ممکن ہے کے خود وقت کا آغاز بھی بگ بینگ سے ہی ہوا ہولہٰذا پہلے کی بات کرنا بے معنی ہے اگرچہ پہلے سے بھی پہلے تک کی کھوج کا ایک ناختم ہونے والا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا جس کے سرے تک شاید کبھی نہ پہنچ سکیں لیکن بگ بینگ تھیوری کے مطابق کائنات اپنے اولین مائیکرو سیکنڈز میں بہت تیزی سے پھیلی۔ ۲۱

بگ بینگ تھیوری Big Bang Theory:

بگ بینگ تھیوری کے مطابق! اربوں کھربوں سال قبل یہ کائنات نہایت گرم اور کثیف تھی پھر ایک عظیم دھماکہ جس کو وہ سائنسی زبان میں Big Bang theory کہتے ہیں اس کے نتیجے میں یہ دنیا یا یہ کرہ ارض وجود میں آیا ماہرین کے مطابق، یہ دھماکہ آج سے اندازاً ۷، ۱۳ ارب سال قبل پیش آیا اور اس وقت سے آج تک یہ کائنات مسلسل ٹھنڈا ہونے اور وسعت کے عمل سے گزر رہی ہے قرآن کریم میں اس جانب اشارہ موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ۔ ۲۲

ترجمہ۔ ہم نے آسمان بنانے کی طرف توجہ دی اس وقت وہ دھواں تھا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ۔ ۲۳

ترجمہ۔ اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں کے آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔ ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت سے پیدا کیا اور ہم اس میں ہر آن توسیع کر رہے ہیں۔

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِىْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِىْ كُلِّ سَمَآءٍ

أَمْرَهَا۔ ۲۵

ترجمہ۔ دو دن میں سات آسمان بنادئے گئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا گیا۔

اس تھیوری کی بنیاد ۱۹۱۵ء میں البرٹ آئین اسٹائین کے پیش کردہ عمومی نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) کی ریاضتی مساوتوں پر ہے جبکہ ۱۹۲۲ء میں روسی طبیعات دان الیگزینڈر فرائیڈ مین نے ان مساوتوں کا یک مجموعہ مہیا کیا جس نے بگ بینگ تھیوری پر زیادہ تر حالیہ تھیوریٹیکل کام کے لئے ایک فریم ورک فراہم کیا پھر اسی نظریے کو بعد میں آنے والے دو سائنسدان مارٹن رائیل اور ایلن سینڈیج نے بھی پیش کیا ان کے مطابق کائنات ابتداء میں ایک نہایت کثیف اور دھویں دار مقام سے پھٹ کر وجود میں آئی ہے لہٰذا سائنسدان اس مقام کو اکائی یا Singularity کا نام دیتے ہیں شروع شروع میں یہ اکائی نہایت گرم تھی جس کا اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے، بقول ماہرین کے ایک سیکنڈ کے سوویں حصے میں یہ اکائی ایک ابتدائی آگ کے گولے کی مانند پھیلتی چلی گئی اور اس کا درجہ حرارت تقریباً ایک سو ارب ڈگری کیلون (Kelvin) تھا۔ ۲۶

پھر بتدریج یہ آتشی گولا ٹھنڈا ہونا شروع ہوا یہی نہیں بلکہ اس کا پھیلاؤ بھی شروع ہوا۔ یعنی آسمان اور زمین ایک زوردار دھماکے سے علیحدہ ہو گئے اس مثال کو اس آیت کے ذریعے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔

ترجمہ۔ کہہ دو میں پناہ مانگتا ہوں فلق کے رب کی۔ ۲۷

معوذتین کے فضائل:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئیں، جو اس سے قبل مجھ پر ایسی آیات نازل نا ہوئی تھیں، اور وہ المعوذتین ہیں۔ ۲۸

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! آج رات مجھ پر ایسی آیات کا نزول ہوا، جو اس سے قبل کبھی نا ہوا، اور وہ معوذتین ہیں۔ ۲۹

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کے اچانک شدید ہوا اور اندھیرے نے ہمیں ڈھانپ لیا، ایسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معوذتین کی تلاوت فرمائی اور مجھ سے کہا! اے عقبہ! ان دونوں سورتوں کے ذریعہ اللہ سے پناہ طلب کیا کر کیونکہ ان دونوں سورتوں کی مثل کے ساتھ پناہ طلب کرنے کی کوئی مثال نہیں۔ ۳۰؎

ابو حابس جہنیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابو حابس! تم معوذتین کے ساتھ اللہ سے پناہ طلب کیا کرو۔ ۳۱؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انس وجن کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے، تاہم جب معوذتین نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنا لیا اور دیگر کو چھوڑ دیا۔ ۳۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معوذتین کے ساتھ دم کو پسند کرتے تھے، لیکن اس کے سوا کو ناپسند کرتے تھے۔ ۳۳؎

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! معوذتین کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔ ۳۴؎

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! معوذتین کی مثل نا کسی سائل نے سوال کیا اور نا کسی پناہ مانگنے والے نے پناہ مانگی۔ ۳۵؎

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عقبہ تم معوذتین کو پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں بلیغ سورتیں ہیں۔ ۳۶؎

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے نزدیک معوذتین بہت زیادہ محبوب سورتیں ہیں۔ ۳۷؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خچر پر سوار ہوئے تو وہ بدکنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا! اس پر سورہ فلق کی تلاوت کرو، تاہم تلاوت کے بعد خچر پر سکون ہو کر چلنے لگا۔ ۳۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، نجاشی نے ایک خچر بطور ہدیہ بھیجا، لیکن اس خچر نے لوگوں کو مشقت میں ڈال رکھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوامؓ سے فرمایا! اس پر سورہ

الفلق کی تلاوت کر کے اس پر سوار ہو جاؤ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم نے اس جیسی سورت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہوگی۔ ۳۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہودی شخص نے جادو کر دیا، جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت تکلیف میں تھے چنانچہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس تکلیف سے نجات دی اور معوذتین کا نزول فرمایا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ۔ ۴۰

ترجمہ۔ اور گرہوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی کوئی تکلیف لاحق ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معوذتین پڑھ کر دم کیا کرتے۔ ۴۱؎

حضرت زید بن اسلمؓ بیان کرتے ہیں، ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کروادیا، اس جادو کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکلیف میں تھے، کے حضرت جبرائیل علیہ السلام معوذتین لے کر حاضر ہوئے، اور فرمایا! ھود میں سے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کر دیا ہے اور یہ جادو فلاں کنویں میں ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؓ کو بھیجا۔ وہ کنویں سے اس جادو کو نکال کر لے آئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان گرہوں کو کھولنے کا حکم دیا، پھر معوذتین پڑھتے جاتے اور گرہیں کھولتے جاتے، یہاں تک کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندھی ہوئی رسی سے آزاد ہو گئے۔ ۴۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، لبید بن عاصم یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کروادیا، اس نے ایک مجسمہ بنایا جس میں گیارہ گرہیں لگائیں پھر اس مجسمے کو میمون نامی کنوئیں میں پانی کے پتھر کے نیچے سخت زمین چھپادیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام

تشریف لائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جادو کی خبر دی، تاہم کچھ صحابہ کو اس کنویں تک بھیجا گیا تاکہ وہ اس جادو کو نکال لائیں، اسی اثناء میں معوذتین کا نزول ہوا۔

ارشاد خداوندی ہوا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آیت۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ۔

ترجمہ۔ کہیے کے میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں۔

اس میں خلق سے مراد یک صبح ہے، تو ایک گرہ کھل گئی۔

آیت۔ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ ترجمہ۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی۔

یعنی۔ انس اور جن کے شر سے تو دوسری گرہ کھل گئی۔

آیت۔ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ ترجمہ۔ اور اندھیری کے شر سے جب وہ آجائے۔

آیت۔ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ۔ ترجمہ۔ اور گرہوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے۔

یعنی۔ جادو کرنے والیوں اور تکلیف دینے والیوں کے شر سے پس گرہیں کھلتی چلی گئیں۔

آیت۔ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔

ترجمہ۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔ ۴۳؎

جہنم کا دروازہ:

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت۔ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ پڑھ، کیا تو جانتا ہے کے الۡفَلَقِ کیا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی فرمایا! یہ جہنم کا ایک دروازہ ہے، جب یہ دروازہ کھولا جائے گا تو جہنم بھڑک اٹھے گی۔ ۴۴؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب آیت قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ جہنم میں ایک قید خانہ ہے، جس میں جبار اور متکبرین قید کیے جائیں گے اور جہنم ان سے پناہ مانگتی ہے۔ ۴۵؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! الۡفَلَقِ جہنم کا ایک کنواں ہے جو ڈھانکا ہوا ہے۔ ۴۶؎

زید بن علیؒ اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرتے ہیں، الْفَلَقِ جہنم کی تہہ میں موجود ایک کنواں ہے، جو اوپر سے ڈھکا ہوا ہے۔ جب اس سے کھولا جائے گا تو اس میں سے آگ نکلے گی، اس کی گرمی کی شدت سے جہنم چلانے لگے۔ ۴۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، الْفَلَقِ سے مراد صبح ہے۔ ۴۸؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دن اچانک سورج کی طرف دیکھا جب وہ طلوع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے عائشہؓ! اس کے شر سے اللہ سے پناہ مانگو، کیونکہ یہی۔ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ ہے۔ ۴۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! آیت۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ ۵۰

ترجمہ۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ آجائے۔ سے مراد تاریک ہونے ستارے کے شر سے پناہ مانگنا اور وہ ستارہ ثریا ہے۔ ۵۱؎

ابن زیدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ ۵۲؎

ترجمہ۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ آجائے۔ کے بارے میں عرب میں روایت ہے کے اہل عرب ثریا کے گرنے کو غَاسِقٍ کہتے کیونکہ اس کے گرنے کے وقت بیماریاں اور طاعون کی کثرت ہوتی ہے۔ ۵۳؎

ابن شہابؒ بیان کرتے ہیں، غَاسِقٍ سے مراد ثریا کا گرنا ہے جبکہ آیت۔

غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ سے مراد سورج جب غروب ہو جائے۔ ۵۴؎

ابن جریر و ابن المنذر نے ابن عباسؓ سے آیت ومن شر غاسق اذا وقب کے بارے میں روایت کیا یعنی رات کے شر سے جب وہ آنے لگے۔ ۵۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نافع بن ازرقؒ نے پوچھا، مجھے اس آیت۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ کے بارے میں بتایئے، تو آپؓ نے فرمایا! غَاسِقٍ سے مراد ظلمت اور تاریکی ہے، جبکہ وَقَبَ سے مراد اس کی انتہائی تاریکی جب وہ ہر چیز میں داخل

ہو جائے۔۵۶؎

گرہ میں پھونکنے والیاں/ جادوگرنیاں:

جادو کی اصل نفسیات جلن، حسد اور انتہاء درجے کے غم و غصے سے مشروط ہے۔ جادو ایک عملی قدم ہے جو اٹھایا جاتا ہے، یعنی جادوگر مرد یا عورت کس قدر حسد کے اونچے منصب پر موجود ہے کے وہ لوگوں کو تکلیف اور اذیت دینے کے لئے اپنا مال اور وقت بھی خرچ کرر ہا ہے نا صرف یہ بلکہ وہ صورتیں تو اتنی شدید نوعیت کی ہوتی ہیں کے جادوگر اس قدر سخت جادو کرتا ہے کے اس شخص کی جان ہی چلی جائے اور اگر بچ بھی جائے تو پھر وہ کسی کام کا نا رہے، کمزور کردار کے مرد و زن لوگوں کو تکلیف و ایذا پہنچانے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں جن میں جادو ٹونا بھی شامل ہے تاہم ہمارے سماج میں جادو ٹونے کو بڑھاوا دینے میں دینی تعلیمات کی کمی، جہالت اور توہم پرستی نے بھی اپنا کردار ادا کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ۔۵۷

ترجمہ۔(اللہ تعالی) میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں گرہوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے۔

الۡعُقَدِ عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ع۔ق۔د) سے مشتق ہے۔

الۡعُقَدِ کے معانی مضبوط گرہ کے ہیں۔۵۸؎

النَّفّٰثٰتِ۔کے معانی جادوگرنیاں۔۵۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ترجمہ۔اور گرہوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے۔یعنی۔جادو کرنے والیاں۔۶۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ النَّفّٰثٰتِ سے مراد جادو کو جھاڑ پھونک سے ملانے والیاں۔۶۱؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔النَّفّٰثٰتِ۔سے مراد جادو کرنے والے۔۶۲؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں ،آیت۔النَّفّٰثٰت سے مراد دھاگے کی گرہ میں پھونک مارنے

والیاں۔ ۶۳؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے گرہ باندھی پھر اس میں پھونکا تو یقینی طور پر اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا تو یقینی طور پر اس نے شرک کیا۔ ۶۴؎

جادو کی مذمت:

قرآن کریم میں جادو، جادوگروں اور جادوگرنیوں کی سختی سے مذمت کی ہے اور یہ عمل گناہ کبیرہ ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَسِحۡرٌ هٰذَا وَلَا يُفۡلِحُ السّٰحِرُوۡنَ

جادوگر فلاح نہیں پاتے۔ ۶۵؎

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ۔ ۶۶

ترجمہ۔(اللہ تعالیٰ) میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں گرہوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے۔

وَاتَّبَعُوۡا مَا تَتۡلُوا الشَّيٰطِيۡنُ عَلٰى مُلۡكِ سُلَيۡمٰنَ‌ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيۡمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيۡنَ كَفَرُوۡا يُعَلِّمُوۡنَ النَّاسَ السِّحۡرَ وَمَآ اُنۡزِلَ عَلَى الۡمَلَـكَيۡنِ بِبَابِلَ هَارُوۡتَ وَمَارُوۡتَ‌ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنۡ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوۡلَاۤ اِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَةٌ فَلَا تَكۡفُرۡ‌ؕ فَيَتَعَلَّمُوۡنَ مِنۡهُمَا مَا يُفَرِّقُوۡنَ بِهٖ بَيۡنَ الۡمَرۡءِ وَ زَوۡجِهٖ‌ؕ وَمَا هُمۡ بِضَآرِّيۡنَ بِهٖ مِنۡ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ وَيَتَعَلَّمُوۡنَ مَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنۡفَعُهُمۡ‌ؕ وَلَقَدۡ عَلِمُوۡا لَمَنِ اشۡتَرٰٮهُ مَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ‌ؕ وَلَبِئۡسَ مَا شَرَوۡا بِهٖۤ اَنۡفُسَهُمۡ‌ؕ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ۔ ۶۷

ترجمہ۔انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو شیطان سلیمان کی بادشاہت کے وقت پڑھتے تھے، اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا لیکن شیطانوں نے ہی کفر کیا لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، اور اس (چیز)

کی بھی جو شہر بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر اتارا گیا تھا، اور وہ کسی کو نہ سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے ہم تو صرف آزمائش کے لیے ہیں، تو کافر نہ بن، پس ان سے وہ بات سیکھتے تھے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈالیں، حالانکہ وہ اس سے کسی کو اللہ کے حکم کے سوا کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، اور سیکھتے تھے وہ جو ان کو نقصان دیتی تھی اور نہ کہ نفع، اور وہ یہ بھی جانتے تھے کے جس نے جادو کو خریدا اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہیں، اور وہ چیز بہت بری ہے جس کے بدلہ میں انہوں نے اپنے آپ کو بیچا، کاش وہ جانتے۔

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ ٦٨

ترجمہ۔ (وہ) اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو ضرر (یا نقصان) نہیں پہنچا سکتے۔

حضرت امام احمد بن حنبل، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے ساحر (جادوگر) کو قتل کر دیا جائے۔ ٦٩

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ساحر (جادوگر) کی حد یہ ہے کے اس کو تلوار سے مار دیا جائے۔ ٧٠

عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، جو شخص کسی کاہن یا جادوگر کے پاس گیا اور اس کو سچا مان لیا تو اس نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا۔ ٧١

عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے بدشگونی، کہانت، جادو، سخت گرہ لگائی، اور ایسا شخص بھی جو کسی غیبت کرے تو اس نے اس دین کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا گیا۔ ٧٢

حضرت صفوان بن سلیمؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے جادو تھوڑا یا زیادہ سیکھا، تو یہ اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری عہد ہوگا۔ ٧٣

قتادہؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ۔ ٧٤

ترجمہ۔غرض لوگ (ہاروت ماروت) سے ایسا (جادو) سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں۔اور خدا کے حکم کے سوا وہ اس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے تھے۔اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بری تھی، کاش وہ (اس بات کو) جانتے۔ سے مراد ہے لوگ جادو کے ذریعہ میاں بیوی میں جدائی اور بغض پیدا کر دیتے ہیں۔۷۵؎

حاسدین کے شر سے اللہ کی پناہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حاسدین کے حسد سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کی خود دعا سیکھائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔۷۶

ترجمہ۔اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

حَسَدَ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔س۔د) سے مشتق ہے۔۷۷؎

حَسَدَ کے معنی چھیننے کے ہیں۔

الحَسَدَ سے مراد وہ ذہنیت جس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کے جو دوسروں کے پاس ہے وہ اسے اس سے چھین لے تاہم اگر مجھے نا بھی ملے لیکن اس سے وہ چھن جائے۔

قرآن کریم میں حَسَدَ کو بڑی تخریبی ذہنیت قرار دیا گیا ہے۔

عربی لغت میں حَسَدَ کے اصل معنی چھین لینے کے ہیں۔۷۸؎

حَسَدَ نیکیوں کو تباہ برباد کر دیتا ہے۔

حَسَدَ حاسد کو گناہ پر بھی ابھارتا ہے۔

اہل علم الحَسَدَ کو انتہائی بدترین اور خطرناک مرض قرار دیتے ہیں۔

ارشادات خداوندی:

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۔٧٩

ترجمہ۔کہو(اللہ) حسد کرنے والوں کے شر سے (اپنی پناہ میں رکھیے) جب وہ حسد کریں۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔٨٠

ترجمہ۔اکثر اہل کتاب تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں کفر کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں، اپنے اندر کے حسد کی وجہ سے، حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے، سو معاف کرو اور درگزر کرو جب تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۔٨١

ترجمہ۔کیا یہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔

حضرت حسن آیت۔وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۔کے بارے میں روایت کرتے ہیں، کے حسد وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ہوا۔٨٢؎

حسنؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۔سے مراد یہودی ہیں جو اسلام سے حسد کرتے تھے۔٨٣؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۔سے مراد ابن آدم کا نفس اور اس کی نظر ہے، اللہ تعالی ان آیات میں ابن آدم کی ذات اور اس کی نظر بد کے شر سے اللہ کی پناہ میں آنے کی دعا سیکھا رہے ہیں۔٨٤؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ سے مراد حاسدین کی نظر بد اور اس کی ذات کا شر ہے۔٨٥؎

حضرت عبادۃ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حضرت جبریل علیہ

السلام، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف میں تھے، تو انہوں نے یہ دعا کی

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ۔

ترجمہ۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ تجھے دم کرتا ہوں اور اللہ تجھے ہر تکلیف دہ بیماری اور ہر روح بد یا حسد کرنے والی آنکھ کی برائی سے شفا دے گا۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ تجھے دم کرتا ہوں۔۸۶؂

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

مومن کے پیٹ میں اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کی ہوا اکھٹی نہیں ہوسکتی بالکل اسی طرح سے جیسے کسی دل میں ایمان اور حسد اکھٹے نہیں رہ سکتے۔۸۷؂

تم میں پچھلی امتوں کی ایک بیماری حسد اور بغض سرائیت کرگئی ہے۔۸۸؂

حسد نیکیوں کو اسی طرح سے ختم کرتا ہے جس طرح سے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے کاموں کو پوشیدہ رکھ کر ان کے حصول کی کوشش کرو اس لئے کے ہر نعمت والے پر حسد کیا جاتا ہے۔۸۹؂

حضرت علیؓ بحیثیت کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! حرص و تکبر اور حسد دراصل گناہوں میں ڈوب جانے کے اسباب ہیں۔

استحقاق سے بڑھ کر تعریف چاپلوسی ہے جبکہ استحقاق سے کم تعریف حسد ہے۔

حسد دین کی آفت اور انسانوں کے ساتھ رہنے والی بدترین شے ہے۔

حاسد بے گناہ انسان کے لئے بھی اپنے دل میں کینہ یعنی حسد رکھتا ہے۔

حاسد کے لئے یہی بہت ہے کہ وہ دوسروں کی خوشیوں کو دیکھ کر جلن، حسد اور غم میں مبتلا رہے

جس شخص پر حسد غالب ہوتو اس کا جسم اس کے نفس کی قبر بن جاتا ہے۔
حاسد تم سے کبھی بھی راضی نہیں ہوسکتا یہاں تک کے تم میں سے کسی کی موت واقع ہوجائے۔
تین چیزیں انسان کو تباہ و برباد کردینے والی ہیں۔
ا۔تکبر جس نے ابلیس کو اس کے مرتبے سے گرادیا۔ ۲۔حرص جس نے آدم کو جنت سے نکلوادیا۔
۳۔حسد جس نے قابیل سے ہابیل کو قتل کروادیا۔
جب اللہ کسی شخص پر کسی ایسے دشمن کو مسلط کرنا چاہتا ہے جو اس پر کبھی بھی رحم نہ کرے تو اس پر کسی حاسد کو مسلط کردیا جاتا ہے۔
حسد دو عذابوں میں سے ایک عذاب ہے، حسد شیطان کا سب سے بڑا جال ہے، حسد دل کی تنگی کا سبب ہے، حاسد ہمیشہ بیمار رہتا ہے کیونکہ حسد جسم کو گھلا دیتا ہے جس کے نتیجے میں جسم کی صحت ختم ہوجاتی ہے اور انسانی جسم فنا ہوجاتا ہے۔
حسد بدترین مرض ہے جو روح کا قید خانہ ہے کیونکہ حاسد شدید کینہ پرور اور بکثرت گناہ گار ہوتا ہے۔ ہر بلند مرتبہ شخص سے لوگ حسد کرتے ہیں۔جسم کی صحت حسد کم ہونے میں ہے۔دوست کا دوست سے حسد کرنا محبت میں سقم ہے۔
انسان کی خود پسندی اس کے حاسدوں میں سے ایک حاسد ہے۔حسد دین کی آفت ہے۔
حسد کے ساتھ کوئی راحت نہیں۔حسد بدترین شے ہے۔حاسد ہمیشہ غمزدہ رہتا ہے۔
جو حسد کو ترک کرتا ہے لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔
حسد نیکیوں کو اسی طرح سے کھا جاتا ہے جس طرح سے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔
حاسد کے لئے بس یہی کافی ہے کہ وہ تمھاری خوشیوں کے وقت غمزدہ رہتا ہے۔
حسد صرف ایسے نقصان اور کینہ کا باعث ہوتا ہے جو تمھارے دل کو تنگ اور کمزور اور جسم کو بیمار کردیتا ہے۔
جس کی زبان بہترین اور بیان اچھا ہو وہ سنی ہوئی عجیب باتوں سے پرہیز کرے کیونکہ اس کے حسن و بیان و کلام کی وجہ سے حسد لوگوں کو اس کی تکذیب پر آمادہ کرے گا۔اپنے حاسدین کے ساتھ نیکی کے ذریعے انھیں سزا دو۔

جس سے حسد کیا جاتا ہے اس کے لئے نعمت ،نعمت ہوتی ہے مگر حاسد کے لئے یہی عذاب وسزا ہوتی ہے۔

اگر اللہ کسی بندہ پر کوئی ایسا دشمن مسلط کرنا چاہتا ہے جو اس پر کبھی رحم نہ کرے تو اس پر حاسد کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

حسد دو عذابوں میں سے ایک عذاب ہے۔حسد شیطان کا سب سے بڑا جال ہے۔

حسد دل کی تنگی کا باعث ہے۔حسد جسم کو گلا دیتا ہے۔حسد جسم کو فنا کر دیتا ہے۔

حسد بدترین مرض اور روح کا قید خانہ ہے۔حسد عیبوں کی جڑ ہے۔

حسد کرنے والا ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔حاسد کا نہ کوئی دوست ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی بھائی ہوتا ہے۔حاسد کے لئے کوئی شے شفا نہیں ہے۔حاسد ہر وقت اللہ کی قضاء وقدر پر غضبناک رہتا ہے۔

حسد کرنے والے کی بے پناہ حسرتیں ہوتی ہیں اور اس کے گناہ بھی بکثرت ہوتے ہیں۔

حاسد کو محض محسود کے زوال نعمت سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی۔

ہر بلند مرتبت انسان کے حاسدین ہوتے ہیں۔

جس کا دل متقی ہوگا اس کے دل میں کبھی حسد داخل نہیں ہوسکتا۔

جس کا حسد بڑھ جاتا ہے اس کی تباہی کی مدت طویل ہوجاتی ہے۔۹۰؎

حسد کا نفسیاتی پہلو:

ماہرین نفسیات کے مطابق! حسد ہی دراصل بے شمار نفسیاتی بیماریوں کی اصل جڑ ہے۔

American Heritage Dictionary میں اس کی تعریف کچھ اس طرح سے بیان کی گئی ہے، حاسد میں اس بات کا شدید خوف پایا جاتا ہے کہ کہیں اس سے اس کا مقام ومرتبہ یا حیثیت نہ چھن جائے ،اس کے ساتھ ساتھ اس میں جذبہ رقابت ونفرت احساس محرومی، دغابازی، نفرت اور حد درجہ بے وفائی پائی جاتی ہے اگر چہ اس مرض میں امیر ،غریب، عالم، جاہل ،فقیر اور بادشاہ سب ہی برابر کے شریک ہیں۔

امام غزالی اس حوالے سے لکھتے ہیں! چھ طرح کے لوگ چھ وجوہات کی بناء پر داخل جہنم ہوں گے۔

۱۔اہل عرب تعصب کی وجہ سے۔ ۲۔ مال دار ظلم وزیادتی کی وجہ سے۔
۳۔سرداراور وڈیرے تکبر کی وجہ سے۔ ۴۔تاجر خیانت کی وجہ سے۔
۵۔دیہاتی جہالت کی وجہ سے۔ ۶۔جبکہ علماء حسد کی وجہ سے۔ ۹۱؎

اسی حوالے سے ابن سماک فرماتے ہیں! میں نے حاسد سے بڑھ کر کسی ظالم کو مظلوم سے مشابہہ نہیں دیکھا۔

حاسد پر ہر وقت افسردگی اور مایوسی چھائی رہتی ہے اور اس کی عقل ہر وقت اڑی اڑی اور کھوئی کھوئی رہتی ہے اور وہ ہر وقت غم وآلام میں مبتلا رہتا ہے۔ ۹۲؎

حاسد کینہ پرور ہوتا ہے لہٰذا ذلت اس کا مقدر ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ ناکام ونامراد رہتا ہے چاہے وہ دین دار ہی کیوں نہ ہو۔

حسد ایک معاشرتی برائی ہے اور حاسد بندوں پر اللہ کی تقسیم کی گئی نعمتوں پر نا صرف کڑھتا بلکہ اللہ کی قضاء وقدر پر بھی غضبناک ہوکر یہ سوچتا ہے کے یہ تمام نعمتیں کب اور کیسے میرے پاس آئیں گی؟ وہ لوگوں کو اچھا کماتا، کھاتا، پیتا، ہنستا، مسکراتا، پہنتا، اوڑھتا، اچھے اور آسودہ ماحول میں پھلتا، پھولتا اور ان کی گھریلو زندگی میں بیوی بچوں کے ساتھ خوشحال اور پرسکون زندگی بسر کرتے ہوئے کسی بھی قیمت پر نہیں دیکھ سکتا ہے لہٰذا یہ سب دیکھنے کے بعد اس میں بے چینی، جذبہ رقابت اور جلن وحسد اپنی انتہاء کو پہنچتی ہے۔

برائیوں میں سے کوئی برائی بھی حسد سے زیادہ نقصان دہ نہیں لہٰذا محسود (جس سے حسد کی جارہی ہے) کو کسی بھی قسم کی ناپسندیدہ بات پہنچنے سے پہلے حاسد کو پانچ سزائیں لازمی ملتی ہیں
۱۔ناختم ہونے والا غم۔ ۲۔ایسی مصیبت جو اجر سے خالی ہو۔ ۳۔مسلسل مذمت کا سامنا۔
۴۔اللہ کی مستقل ناراضی۔ ۵۔اس پر توفیق الٰہی کے دروازوں کا بند ہوجانا۔

امام غزالی نے اس موضوع پر طویل کلام کرتے ہوئے یہ لکھا کے حسد سے پانچ طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔
۱۔یہ عبادت کو تباہ اور فاسد کردیتی ہے۔
۲۔حسد کی وجہ سے حاسد گناہ اور برائی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

۳۔حاسد ہر وقت غم وغصے اور فکر واندوہ میں مبتلا رہتا ہے۔
۴۔حاسد کا دل اندھا ہوجاتا ہے کیونکہ حسد سے انسان کی عقل وفہم ناکارہ ہوجاتی ہے نیز دنیا اور مال ومنال کی آرزو انسان کو بے شمار فتنوں میں مبتلا کردیتی ہے۔
۵۔ذلت ورسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے اور وہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہونے کے ساتھ اپنا مقام ومرتبہ اور عزت بھی کھو بیٹھتا ہے۔
حضرت ابوعبداللہ وہب بن منبہ فرماتے ہیں! حاسد کی تین نشانیاں ہیں۔
۱۔حاسد لوگوں کی چاپلوسی کرتا ہے۔
۲۔پیٹھ پیچھے ان کی غیبت کرتا ہے۔
۳۔جب محسود (جس سے حسد کی جارہی ہو) کو نقصان یا مصیبت پہنچتی ہے تو حاسد کو دلی مسرت اور ناقابل یقین خوشی پہنچتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
۴۔سورہ الفلق۔آیت۔۱۔
۵۔سورہ الفلق۔آیت۔۲۔
۶۔سورہ الفلق۔آیت۔۳۔
۷۔سورہ الفلق۔آیت۔۴۔
۸۔سورہ الفلق۔آیت۔۵۔
۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۱۱۔سورہ الفلق۔آیت۔۱۔
۱۲۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔
۱۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۴۔المصنف ۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔۱۴۱۲ھ۔
۱۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت ۔۱۴۱۸ھ
۱۶۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۲۳۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۸۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق ۔ڈاکٹر نور ہلوک باقی (ترکی) مترجم ۔سید محمد فیروز شاہ ۔ص۔۱۸۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی ۔۱۹۹۶ء۔
۱۹۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق ۔ڈاکٹر نور ہلوک باقی (ترکی) مترجم ۔سید محمد فیروز شاہ ۔ص۔۲۲۹۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی ۔۱۹۹۶ء۔
۲۰۔سورہ الفلق ۔آیت ۔۱۔۲۔
۲۱۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔ص۔۴۶۷۔الفیصل پبلیشرز لاہور ۔۲۰۱۳ء۔
۲۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت ۔۱۱۔
۲۳۔سورہ روم ۔آیت ۔۲۵۔
۲۴۔سورہ الذاریات ۔آیت ۔۴۷۔
۲۵۔سورہ حم السجدہ۔آیت ۔۱۲۔
۲۶۔۱۸۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق ۔ڈاکٹر نور ہلوک باقی (ترکی) مترجم ۔ سید محمد فیروز شاہ ۔ص۔۱۱۷۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی ۔۱۹۹۶ء۔
۲۷۔سورہ الفلق ۔آیت ۔۱۔
۲۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۲۹۔صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۰۔شعب الایمان ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۱۔سنن نسائی ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۳۲۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۴۱ھ۔
۳۳۔شعب الایمان ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت ۔
۳۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔

۴۰۔سورہ الفلق ۔آیت ۔۴۔
۴۱۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۲۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۳۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۴۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔۔الفردوس بماثور الخطاب ۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۴۶۔جامع البیان ۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۴۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۸۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔سورہ الفلق ۔آیت ۔۳۔
۵۱۔جامع البیان ۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۵۲۔سورہ الفلق ۔آیت ۔۳۔
۵۳۔جامع البیان ۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۵۴۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۵۔جامع البیان ۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۵۶۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۷۔سورہ الفلق ۔آیت ۔۴۔
۵۸۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۹۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۰۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۶۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۴۔الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔

۶۵۔سورہ یونس۔آیت۔۷۷۔
۶۶۔سورہ الفلق۔آیت۔۴۔
۶۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۲۔
۶۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۲۔
۶۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۷۲۔ البحرلزخار المعروف بہ مسند البزار۔امام احمد عمر بن عبدالخالق (متوفی ۲۹۲ھ) مطبوعہ موسسۃ القرآن بیروت۔
۷۳۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۷۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۲۔
۷۵۔ جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۷۶۔سورہ الفلق۔آیت۔۵۔
۷۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۹۔سوہ الفلق۔آیت۔۵۔
۸۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۹۔
۸۱۔سورہ النساء۔آیت۔۵۳۔
۸۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۸۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۴۔الدرالمنشو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ
۸۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۸۶۔درالدرالمنشو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۷۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی۔۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۸۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۸۹۔المعجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی۔۳۶۰ھ)۔مطبوعہ۔مکتبہ المعارف ریاض۔
۹۰۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔ص۔۱۴۰۔طبع۔انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی ایران۔۲۰۰۳ء۔

۹۱۔منہاج العابدین ۔مولف ۔ حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد الغزالی (متوفی ۔۵۰۵ھ)۔مترجم ۔مولانا محمد زکریا اقبال۔ص۔ ۱۱۴۔دارالاشاعت اردو بازار
۹۲۔منہاج العابدین۔مولف ۔ حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد الغزالی (متوفی ۔۵۰۵ھ)۔مترجم ۔ مولانا محمد زکریا اقبال۔ص۔۱۱۵۔دارالاشاعت اردو بازار

۱۱۴۔سورہ النَّاسِ (انسان)

نام:

النَّاسِ عربی زبان کا لفظ ہے،اس کے معانی انسان کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ النَّاسِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ٦ ہے جبکہ اس سورہ میں صرف ایک رکوع ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں،سورہ الناس مدنی سورہ ہے۔ ا ؎

مضامین:

ا۔سورہ الناس میں اللہ نے انسانوں کو انس اور جن کے شر اور وسوسوں سے محفوظ رہنے کی دعا سیکھائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت حابسؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے حابس! کیا میں تمھیں ان کلمات کی خبر نا دوں جو اللہ تعالی سے پناہ طلب کرنے میں سب سے افضل ہیں؟ حضرت حابسؓ نے عرض کی ، کیوں نہیں ،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ الفلق اور سورہ النَّاسِ ، یہی معوذتین ہیں۔ ۲ ؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنات اور انسانوں کی نظر سے اللہ سے

پناہ طلب کیا کرتے تھے یہاں تک کے اللہ نے معوذتین کا نازل فرمادیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معوذتین کو لازم کرلیا اور دیگر کو ترک کردیا۔ ۳

انسانوں کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا:

اللہ تعالی نے انسانوں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا سیکھائی ہے، یہ نہایت جامع دعا اور سورہ ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی متعجب تھے کے ان پر معوذتین سے قبل قرآن کریم میں کوئی اس نوعیت کی سورہ نازل نہیں ہوئی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ ۴

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! میں انسانوں کے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔

مَلِكِ النَّاسِ۔ ۵

ترجمہ۔ جو انسانوں کا مالک (بادشاہ) ہے۔

اِلٰهِ النَّاسِ۔ ۶

ترجمہ۔ جو انسانوں کا معبود ہے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ ۷

ترجمہ۔ وسوڈالنے والوں کے شر سے جو پیچھے چھپ، چھپ کر حملہ کرنے والے ہیں۔

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔ ۸

ترجمہ۔ جو انسانوں کے سینے میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۔

ترجمہ۔ جو انسان اور جنات میں سے ہیں۔

اشرار:

شَرِّ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ر۔ر) سے مشتق ہے۔ ۱۰

شَرٌّ برائی کو کہتے ہیں۔
شَرٌّ کی ضد خیر ہے۔
شَرٌّ سے مراد ظلم، فتنہ، فساد اور لڑائی جھگڑا ہے۔١١؎
الشَّرّ ارِ۔شَرٌّ کی جمع، اس کے معنی آگ کی چنگاری کے ہیں۔
شَرّ ارہ سے مراد آگ کی چنگاری۔
اشَرّ کے معانی طیش، حرص، غصہ، نشاط، تیزی، فحش اور سفاھت کے ہیں۔
شَرٌّ ایسی چیز جو انسان کی طبع کے خلاف ہو۔

انسان کیا ہے؟

١۔وجود انسانی کی تخلیق دو عناصر سے مل کر ہوئی ہے۔
٢۔انسان کا خاکی وجود جسے اللہ نے مٹی سے تخلیق کیا ہے۔
٣۔اور انسان کا روحانی وجود یعنی انسان کے خاکی وجود میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی اور انسان جیتا جاگتا ہو گیا۔

انسان اپنی پیدائش سے لے کر مرنے تک ہمہ وقت علم وعمل میں مصروف رہتا ہے اگر چہ علم وعمل کا یہ سلسلہ نا ختم ہونے والا ہے جس کا تسلسل تا عمر جاری وساری رہتا ہے بعض اوقات یہ سیکھنے کا عمل غیر محسوس طور پر اس کی زندگی اور معمولات کا حصہ ہوتے ہیں تا ہم علم انسان کے اندر ارادہ پیدا کرتا ہے جو بلا آخر عمل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

انسان کی تعریف:

انس عربی زبان کا لفظ ہے۔
لغت میں انس سے مراد بشر کے ہیں۔
ابن فارس کے مطابق !انس کے بنیادی معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔
انس کے برعکس 'جن' کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔

انس کے ایک معنی دیکھنے اور محسوس کرنے کے بھی ہیں۔ ۱۲؎

قرآن کریم میں انسان کے لئے' بشر' کا لفظ بھی آیا ہے تاہم عمومی حیثیت میں انسان اور بشر مترادف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! جب مشاہدات اور تجربات نے یہ فیصلہ کر دیا کے گوشت پوست کا جسم لباس ہے اور وہ اصل انسان نہیں ہے تو پھر یہ تلاش کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے کے اصل انسان کیا ہے اور وہ کہاں چلا گیا؟ ۱۳؎

انسان کی اقسام:

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تین طرح کے انسان تخلیق فرمائے ہیں جن کی اقسام درج ذیل ہے۔

۱۔مادیت پسند انسان(Primitive human being):

اس قسم کا انسان دنیاوی مال ومتاع کے پیچھے ساری عمر بھاگتا رہتا ہے اس کو اس بات کی قطعی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کے مال جائز ذرائع سے حاصل کیا جا رہا ہے یا ناجائز ذرائع سے تاہم آخرت سے متعلق اس کا نظریہ یہی ہوتا ہے کہ جب کی جب دیکھی جائے گی۔

۲۔لوگوں پر حکمرانی کرنے والا(Intellectual human being):

اس قسم کے انسان بھی مادیت پسند ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کے وہ لوگوں پر حکمرانی کریں اور لوگ ان کے احکامات کے پابند رہیں وہ لوگوں کو ذلیل ورسوا کرنے کے مواقع کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ،ان پر احسانات جتانا،ان کو ذلیل کرنا اور ان کی بے عزتی کرنے سے انھیں ایک روحانی سکون کا احساس حاصل ہوتا ہے بنیادی طور پر یہ لوگ حاسد، دنیادار، لالچی اور نہایت متکبر ہوتے ہیں۔

۳۔روحانی انسان(Spiritual man):

انسانوں کی یہ قسم مال ودولت کے حصول کے لئے محنت اور جدوجہد تو کرتے ہیں لیکن اس کے پیچھے ان کا یہ نظریہ ہوتا ہے کے اللہ کو مانگنے والا ہاتھ پسند نہیں اور اللہ محنت اور حق حلال کمانے والے کو

پسند کرتا ہے اور انھیں دوست رکھتا ہے چنانچہ وہ رزق حلال کو عبادت سمجھ کر کرتے ہیں لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے ان کی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں اس کے ساتھ ان کے پاس جو صلاحیتیں ہوتی ہیں انھیں خلق خدا کی خدمت میں سرف کرتے ہیں یہ انسانیت کی بھلائی کے کام کرتے ہیں اس کے ساتھ علم کے حصول اور اس کی ترویج واشاعت کا کام بھی بدستور کرتے رہتے ہیں۔ یہ آخرت کی فکر میں محو رہتے ہیں اور اس کی تیاری میں اپنی تمام توانائیاں سرف کرتے ہیں اور دنیاوی اور غیر نصابی سرگرمیوں سے اجتناب کرتے ہوئے اپنے مقاصد کی جانب گامزن رہتے ہیں ان لوگوں کے ذہن میں رزق حلال کا حصول، لوگوں کی مدد اور علم کا حصول ہوتا ہے ایسے تمام لوگ روحانی انسان یا Spiritual man کہلاتے ہیں تاہم روزمرہ کی زبان میں انھیں مسلمان کہا جاتا ہے۔ ۱۴؎

انسانی مزاج یعنی (افتادطبع):

دنیا کا ہر انسان مختلف طبیعت اور مزاج کا مالک ہوتا ہے کچھ لوگوں کے مزاج میں نرمی، تحمل، احساس ذمہ داری، صلح جوئی، نفاست پسندی، ایمانداری دیانت داری، سچائی، عہد وفا کی پاسداری، وقت کی پابندی، پاکی، گفتگو کے بہترین آداب، بہترین اخلاق اور نہایت منکسر المزاجی پائی جاتی ہے تاہم اس کے برعکس کچھ لوگ نہایت درشت مزاج، جلد باز، منتقم المزاج، جھگڑالو، بے ترتیب، بداخلاق، جھوٹے، بدعہد، چالاک ومکار، بے ایمان، ناپاک اور وقت کو دونوں ہاتھوں سے ضائع کرنے والے نہایت غیر ذمہ دار ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگ معدنیات کی طرح مختلف مزاج کے ہوتے ہیں۔ ۱۵؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، دنیا کے کسی بھی خطے میں جو بھی دھات (یا معدنیات) پائی جاتی ہے اس کا بنیادی عنصر مٹی ہے بس مٹی اپنی شکل وصورت بدلتی رہتی ہے کہیں انسان، جانور، پرندے، پودے، درخت، جنگل، پہاڑ، بیابان، اور صحرا کی شکل میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو کہیں مختلف ایجادات جیسے برتن، صراحی، مٹکے، گملے، اونچی عمارتوں، گنبد، محراب، منبر، مسجد، مندر، چرچ بلند مینار، ریل گاڑی، جہاز، سائیکل، ٹھیلہ، ترازو، کرسی اور دروازے کی شکل میں۔

انسانی شر یا طاغوت:

ابتداء میں انسانوں کی تین اقسام کا ذکر کیا گیا، جن میں سے ابتدائی دو قسم کے انسان۔

۱۔ مادیت پسند انسان (Primitive humanbeing)

۲۔ لوگوں پر حکمرانی کرنے والا (Intellectual humanbeing)

یہ دو طرح کے انسان کسی بھی گھر، معاشرے، علاقے، قوم یا ملک میں فساد کا اصل سبب ہیں، کیونکہ ان کی نظر میں دنیا، مال و دولت، حسب نسب، دنیاوی مقام و مرتبہ اور لوگوں پر حکمرانی ہی اصل مقصد ہوتا ہے چنانچہ ان مقاصد کے حصول کے لئے وہ فتنے، فساد اور شر کے مرتکب ہوتے ہیں۔

یہی لوگ اصل طاغوت ہیں، جو شیاطین کے پیروکار ہیں، ان میں جلن، حسد، لالچ اور خود پسندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔

یہی لوگ فساد فی الارض کا اصل سبب ہیں، جیسے ہی یہ لوگ پنپتے ہیں ویسے ہی طاغوتی نظام کی ابتداء اپنے گھر، خاندان اور محلے پڑوس سے شروع کر دیتے ہیں۔

طاغوت کے معنی ہر حد سے تجاوز کر جانے والا۔ بدی اور شر کا سرغنہ۔

اسی وجہ سے شیطان اور معبودانِ باطل کا شمار بھی طاغوت میں کیا گیا ہے کیونکہ شیطان بھی اپنی حد سے تجاوز کر کے باہر نکل گیا تھا۔

جن سرکشوں نے اللہ کے بندوں سے اپنی بندگی کروائی وہ بھی اپنی حد پھاند گئے۔

لفظ 'طاغوت' اسمِ مبالغہ ہے یعنی بہت بڑا سرکش، انتہائی سرکش، حد سے زیادہ سرکش۔

طاغوت کی جمع طواغ اور طواغیت ہے۔

طاغوت سے مراد حدودِ بندگی سے باہر نکلنے والا۔

طاغوت سے مراد ایسا شخص جو اللہ کے سامنے سرکشی دکھائے۔

طاغوت سے مراد ایسا شخص یا نظام جو زمین پر ذاتی غلبہ اور قہر ڈھانے کی کوشش کرے۔

طاغوت سے مراد ایسا شخص یا نظام جو اللہ کی حاکمیت کے مقابلے میں اپنی حاکمیت کا اعلان کرے۔ ۱۶؎

طاغوت کی اقسام:

۱۔شیطان کی بندگی کرنا:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔۱۷

ترجمہ۔اے بنی آدم کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت مت کرنا، بلاشبہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۔۱۸

ترجمہ۔جولوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں،سوتم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو بلاشبہ شیطان کی تدبیر ضعیف ہے۔

وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۔۱۹

ترجمہ۔میری عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے۔

يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۔۲۰

ترجمہ۔(ابراہیم نے کہا)میرے باپ تم شیطان کی پرستش نہ کرو، بے شک شیطان رحمن کا نافرمان ہے۔

۲۔باطل نظام کی پیروی:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰۗؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔۲۱

ترجمہ۔کیاان لوگوں کے کچھ ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا وہ طریقہ نکال لیا ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی اور اگر فیصلے کی بات پہلے سے طے نہ ہوچکی ہوتی تو یقینا ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ کردیا گیا ہوتا اور اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ ظالموں کے لئے ایک بڑا ہی دردناک عذاب ہے۔

۳۔طاغوتی فیصلے/ باطل قوانین:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ وَيُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ۔۲۲

ترجمہ۔کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے جو اللہ نے آپ کی طرف نازل فرمایا اور اس پر بھی ایمان لائے جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ شیطان کی طرف اپنا قضیہ لے جائیں حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کے منکر ہوں، اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو گمراہ کرکے دور کی گمراہی میں ڈال دے۔

۴۔انبیاء اور شخصیات کی بندگی:

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ‌ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ‌ؕ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ۔۲۳

ترجمہ۔بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچتے رہو، سو ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور ان میں سے بعض ایسے تھے جن پر گمراہی ثابت ہوگئی، سو تم زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ

مَرْيَمَ ۚ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں کو اور درویشوں کو رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی اور حالانکہ ان کو یہی حکم ہوا تھا کہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اس چیز سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

ابن منذر نے ابن جریجؒ بیان کرتے ہیں احبار یہودیوں میں سے تھے جبکہ رھبان نصاری میں سے تھے۔ ۲۵

فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا! احبار سے علماء مراد ہیں اور رھبان سے عبادت گزار لوگ مراد ہیں۔ ۲۶

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ ۲۷

ترجمہ۔آپ فرمادیجئے کہ اے اہل کتاب آجاؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم عبادت نہ کریں مگر اللہ کی، اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم آپ میں کوئی کسی دوسرے کو رب نہ بنائے، سو اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ فرمانبردار ہیں۔

۵۔اقتدار اور صاحب اقتدار کی بندگی:

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى۔ ۲۸

ترجمہ۔آپ ہرگز ان چیزوں کی طرف اپنی آنکھیں نہ بڑھائیں جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے جو ان کی بیویاں ہیں اور دنیاوی زندگی کی رونق ہے، اور آپ کے رب کا رزق بہتر ہے اور بہت دیر پا ہے۔

فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ بِهَا
فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ۔۲۹

ترجمہ۔آپ کوان کے مال اوران کی اولاد تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں دنیا والی زندگی میں ان چیزوں کے ذریعہ عذاب دے اور یہ کہ ان کی جانیں اس حال میں نکل جائیں کہ کفر کی حالت میں ہوں۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡهُمۡ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ
شَيۡـــًٔا ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمۡ وَقُوۡدُ النَّارِۙ ۔۳۰

ترجمہ۔بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ان کے مال اور اولاد اللہ کے نزدیک کچھ بھی کام نہیں آئیں گے، اور یہ لوگ وہ ہیں جو دوزخ کا ایندھن ہیں۔

۶۔مشرکین، کافرین، منافقین سے دوستیاں:

اۨلَّذِيۡنَ يَتَّخِذُوۡنَ الۡـكٰفِرِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ ؕ اَيَبۡتَغُوۡنَ
عِنۡدَهُمُ الۡعِزَّةَ فَاِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا ۔۳۱

ترجمہ۔جو مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔کیا ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں بلاشبہ ساری عزت اللہ کے لئے ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡكٰفِرِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ۚ وَمَنۡ
يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَلَيۡسَ مِنَ اللّٰهِ فِىۡ شَىۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰٮةً ؕ وَ
يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ‌ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ۔ ۳۲

ترجمہ۔نا بنائیں مؤمن کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر، اور جو شخص یہ کام کرے گا تو اللہ سے دوستی کرنے کے کسی شمار میں نہیں، مگر اس حالت میں کہ دشمنوں سے کچھ بچاؤ کرنا ہو، اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو کفار سے مہربانی کا برتاؤ کرنے سے منع فرمایا اور ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا بھیدی بنانے سے منع فرمایا۔ہاں اگر

کفار تم پر غالب ہوں تو ان کے ساتھ مہربانی کا اظہار کریں لیکن دین میں ان کی مخالفت کریں (اور اپنے دین اسلام پر پکا رہے) اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت۔

اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً ۔۳۳

سدیؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت۔

وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَلَيۡسَ مِنَ اللّٰهِ فِىۡ شَىۡءٍ ۔

جو شخص ایسا کرے گا یعنی (کافروں سے دوستی لگائے گا) تو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں۔ ۳۴؎

۷۔خاندان یا برادری کی خاطر اسلام سے اعراض برتنا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَكُمۡ وَ اِخۡوَانَكُمۡ اَوۡلِيَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡكُفۡرَ عَلَى الۡاِيۡمَانِ‌ؕ وَ مَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ۔۳۵

ترجمہ۔اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں پسند کرتے ہوں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی کرے گا تو یہ لوگ ہی ظلم کرنے والے ہیں۔

لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَوۡ كَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِيۡرَتَهُمۡ‌ؕ اُولٰۤـئِكَ كَتَبَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِيۡمَانَ وَاَيَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ‌ؕ وَيُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ‌ؕ اُولٰۤـئِكَ حِزۡبُ اللّٰهِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۔۳۶

ترجمہ۔آپ نہیں پاؤ گے ایسی قوم کو جو ایمان رکھتی ہے اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر کہ وہ دوستی رکھتے ہیں ان سے جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہیں اگرچہ وہ ان کے باپ دادا یا ان

کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کا خاندان ہی کیوں نہ ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اوران کی تائید کی ہے اپنی طرف سے روح سے اور اللہ تعالیٰ انہیں جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے یہ اللہ کا گروہ ہے سنو یقیناً اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ کی رضا کے لیے محبت کرو، اللہ کی رضا کے لیے بغض رکھو، اللہ کی رضا کے لیے دشمنی رکھو، اور اللہ کی رضا کے لیے دوستی قائم کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت اسی سے حاصل کی جاسکتی ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ۔۳۷

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خالص اور مضبوط ترین ایمان اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے بغض رکھنا ہے۔۳۸

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۣاقۡتَرَفۡتُمُوۡہَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَہَا وَ مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَہَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ جِہَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ۔۳۹

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے، اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور کنبہ اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے نہ چلنے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول اسے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کے اللہ کا حکم آجائے اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

۸۔نفسانی خواہشات کی غلامی:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ ۴۰

ترجمہ۔کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگادی اور اس کے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا سو کون ہے جو اللہ کے بعد اس شخص کو ہدایت دے گا۔کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

نفس پرستی درحقیقت طاغوت کی بنیادی وجہ ہے، جس کی انتہائی شکل لبرل ازم اور دہریت میں نظر آتی ہے۔لوگ برملا اپنی خواہشات کا احترام کرتے ہیں اور دین کی پابندیوں سے اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔

اشرار سے پناہ کی دعا:

اللہ تعالی نے ان تمام اقسام کے اشرار سے پناہ کی دعا انسان کو سیکھائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ ۴۱

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! میں انسانوں کے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔

مَلِكِ النَّاسِ۔ ۴۲ ۔

ترجمہ۔جو انسانوں کا مالک (بادشاہ) ہے۔

اِلٰهِ النَّاسِ۔ ۴۳ ۔

ترجمہ۔جو انسانوں کا معبود ہے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ ۴۴

ترجمہ۔وسوڈالنے والوں کے شر سے جو پیچھے چھپ، چھپ کر حملہ کرنے والے ہیں۔

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاس۔ ۴۵

ترجمہ۔ جو انسانوں کے سینے میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۔ ۴۶۔

ترجمہ۔ جو انسان اور جنات میں سے ہیں۔

وسوسہ کا شر:

وسوسہ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (و۔س۔و۔س) سے مشتق ہے۔

الوسواس کے معانی ہلکی آہٹ کے ہیں۔

الوسواس شکاری کی ہلکی آہٹ، دبے قدموں نہایت آہستگی سے چلنا کے آہٹ تک نا ہو۔

وسوسہ ایسی گفتگو جو بغیر نظم اور ترتیب کے ہو۔

وسوسہ دل میں برے خیالات کا آنا۔

وسوسہ۔ ایسے برے خیالات جو خودغرضی اور شر پر مبنی ہوں۔ ۴۷

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ۔ ۴۸

ترجمہ۔ پھر انہیں شیطان نے بہکایا تا کہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے، اور کہا تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں روکا مگر اس لیے کہ کہیں تم فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ۔

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم تیمیؒ سے روایت کیا ہے، سب سے پہلے وضو سے وسوسہ شروع ہوا۔ ۴۹

ابن بی شیبہ نے عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت کیا کے نہانے کی جگہ پیشاب کرنے سے انسان کو وسواس پکڑ لیتا ہے۔ یعنی۔ انسان میں وسواس کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ ۵۰

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شیطان اپنی ناک کے اگلے حصے کو ابن آدم کے دل پر رکھتا ہے۔ اگر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر وہ ذکر کو بھول جاتا ہے تو پھر شیطان اس کے دل کو لقمہ (شکار) بنالیتا ہے۔ اور یہی الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس ہے۔۵۱؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قلب انسانی میں وسوسہ ڈالنے کے لئے شیطان اپنی چونچ کا استعمال کرتا ہے، شیطان کی یہ چونچ پرندوں کی چونچ کی مانند ہوتی ہے، جب ابن آدم اللہ سے غافل ہوتا ہے تو وہ چونچ انسان کے دل کے کان میں رکھ کر وسوسے ڈالتا ہے، لیکن اگر ابن آدم اللہ کو یاد کرتا ہے تو پھر شیطان رک کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اسی کو الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس کہا گیا۔۵۲؎

ابن ابی الدنیا نے یحییٰ بن ابی کثیرؒ سے روایت کیا ہے کے انسان کے سینے میں شیطان کے لیے ایک دروازہ ہے، جس کے ذریعے وہ وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔۵۳؎

حضرت عیسیٰ ابن مریم نے اپنے رب سے دعا فرمائی کے وہ آپ کو شیطان کی جگہ دکھائیں جو ابن آدم یعنی انسان کے اندر ہے، پس اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم پر وہ جگہ ظاہر فرمادی، تو آپ نے دیکھا کے شیطان کا سر سانپ کی طرح ہے، جس سے وہ قلب انسانی پر رکھ کر وسوسہ پیدا کرتا ہے، تاہم جب انسان ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے تو شیطانی وسوسہ پیدا ہوتا ہے لیکن جیسے ہی انسان ذکر الٰہی کی جانب متوجہ ہوتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔۵۴؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، شیاطین کی جگہ انسان کا قلب اس کی آنکھ اور اس کی شرمگاہ میں ہے، جبکہ خواتین کے بھی یہی وہ جسمانی مقامات ہیں جہاں شیاطین بسیرا کرتے ہیں۔۵۵؎

جنات کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا:

جنات اللہ کی مکلف مخلوق ہیں، جن کو اللہ تعالی نے بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے سے پیدا فرمایا ہے، جنات میں بھی خیر و شر پایا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے انسانوں کو جنات کے شر سے بچنے کی بھی دعا سکھائی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۔ ۵۶

ترجمہ۔ جو انسان اور جنات میں سے ہیں۔

مومن اور مشرک جنات:

جس طرح سے دنیا میں عقائد کے اعتبار سے دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔

ا۔ اللہ پر ایمان لانے والے۔ ۲۔ اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے۔

بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ میں بھی عقائد کے اعتبار سے دو طرح کے جنات پائے جاتے ہیں۔

ا۔ اللہ پر ایمان لانے والے جنات۔ ۲۔ اللہ کا انکار کرنے والے یا اس کا شریک ٹھہرانے والے جنات نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا اور ان پر ایمان لاتے ہوئے کفر اور شرک سے توبہ کی لہٰذا جنات احکامات شرعیہ کے مکلف ہیں۔

قوم اجنہ میں بھی مومن اور مشرک جنات پائے جاتے ہیں وہ بھی انسانوں کی طرح روزہ، نماز اور حج و زکوۃ کی ادائے گی کرتے ہیں۔ ۵۷؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ ۵۸

ترجمہ۔ ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تا کہ وہ ہماری عبادت کریں۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَّلَا جَانٌّ۔ ۵۹

ترجمہ۔ پھر اس دن (قیامت) انسانوں اور جنات سے ان کے گناہ کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ۔ ۶۰

ترجمہ۔ اسی طرح سے ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان انسان اور شیطان جنات بنائے ہیں وہ فریب دیتے ہیں اور طمع کی باتیں ایک دوسروں کے دلوں میں ڈالتے ہیں، اور اگر تیرا رب چاہتا تو

یہ کام نہ کرتے، پس تو چھوڑ دے انہیں اور جو جھوٹ وہ بناتے ہیں۔

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۔ ٦١

ترجمہ۔ جو انسانوں کے سینے میں وسوسہ ڈالتے ہیں، جو انسان اور جنات میں سے ہیں۔

وَاَنَّه كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۔ ٦٢

ترجمہ۔ اور کچھ انسان، جنات سے پناہ لیا کرتے تھے سو انہوں نے ان کی سرکشی اور بڑھادی۔

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ۔ ٦٣

ترجمہ۔ اور ہر ایک کے لیے ان کے اعمال کے لحاظ سے درجات ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ان کے کاموں سے بے خبر نہیں۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کے اللہ تعالی انسان اور جنات کے تمام اعمال سے پوری طرح آگاہ اور واقف ہیں، چنانچہ یوم حساب ان سب کو ان کے اچھے یا برے اعمال کے نتیجے میں جزا یا سزا ملے گی۔

مندرجہ بالا آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کے انسانوں کی طرح جنات بھی جو اللہ کے اطاعت گزار تھے وہ داخل جنت کئے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے کل ملائکہ جنت میں اور کل شیاطین دوزخ میں ہوں گے اور جنت اور دوزخ میں ودنوں انسان اور جنات ہوں گے۔ ٦٤؎

امام ابوالشیخ عبداللہ بن محمد اصفہانی (متوفی ٣٩٦ھ) روایت کرتے ہیں!

ضحاک بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، مخلوقات کی چار اقسام ہیں۔

١۔ کل فرشتے جنت میں جائیں گے۔

٢۔ کل شیاطین دوزخ میں جائیں گے۔

٣۔ مومن انس اور جن جنت میں جائیں گے۔

٤۔ گناہ گار انس و جن دوزخ میں جائیں گے۔ ٦٥؎

جنات کے فرقے:

انسانوں کی طرح جنات کے بھی کئی فرقے ہیں ان کی بھی تہذیب وتمدن، قبائل، علاقے، شہر اور وادیاں ہیں جہاں مختلف فرقے سے تعلق رکھنے والے جنات اپنے خاندانوں کے ساتھ آباد ہیں جنات بھی مختلف زبانیں بولتے ہیں اور ان کی بھی رسم ورواج، عادات، رنگ ونسل، گروہ اور طبقات ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خدوندی ہے!

وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۔٦٦

ترجمہ۔ بے شک ان میں سے چند (جنات) نیک اور کچھ برے ہیں اور باہم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اس آیت میں لفظ 'قددا' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو قدۃ کی جمع ہے اس کے معنی چمڑے کے ٹکڑے اور قدد کے معنی متعدد فرقوں کے بھی ہے یعنی ثابت یہ ہوا کے جس طرح سے انسانوں کے مختلف فرقے اور قبائل ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے جنات کے بھی کئی فرقے اور قبائل ہوتے ہیں جہاں وہ مختلف زبان بولتے ہیں اور ہر قبیلہ مختلف رسم ورواج کا پابند ہوتا ہے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں! جنات کے بارہ طبقات ہیں اور یہ وہ بارہ طبقات ہیں جو کے ہماری زمین پر آباد ہیں تاہم ہر طبقہ کے جنات کی شکل صورت، عادات واطوار اور رسم ورواج دوسروں سے مختلف ہیں اور وہ علیحدہ سے پہچانے جاتے ہیں وہ مزید لکھتے ہیں کے ہندوستان کے شہر دہلی کے کالے پہاڑ کی تلہٹی میں بھی جنات کے کئی طبقات آباد ہیں اگر چہ یہ ایک سنسان اور غیر آباد علاقہ ہے اور اگر کوئی مسافر بھولے بھٹکے اس طرف نکل جاتا تو اس کو شریر جنات تنگ کیا کرتے۔٦٧ے

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ٦٠٦ھ) اپنی تفسیر کبیر میں یہ لکھتے ہیں! انسانوں کی طرح جنات بھی مختلف عقائد اور نظریات کے حاملین ہوتے ہیں جن میں مرجیہ، قدریہ، روافض، اور خوارج شامل ہیں۔٦٨ے

ضحاک نے کہا ان میں مومن اور متقی بھی ہیں اور مومن و فاسق بھی ہیں۔

المسیب نے کہا ان میں یہود و نصاری، مجوس اور مسلمان بھی ہیں اور ان میں وہ جنات بھی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور وہ بھی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔٦٩ے

اسی حوالے سے ارشادات خداندی ہیں!

وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ ۗ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۔٧٠

ترجمہ۔(جنات نے کہا) بے شک ہم میں سے چند اطاعت گزار ہیں اور کچھ سرکش ہیں سو جنھوں نے اطاعت کی انھوں نے ہدایت کا راستہ تلاش کرلیا اور رہے سرکش تو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۔٧١

ترجمہ۔ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں، اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں، اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں، وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔

جنات کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۔٧٢

ترجمہ۔اگر وہ راہ راست پر رہتے تو ہم انھیں کثیر پانی سے سیراب کرتے۔

جنات اور انسانوں سے متعلق اللہ کے علم میں یہ بات تھی کے وہ کفر کریں گے اور اللہ کے سوا دوسروں کو عبادت کا مستحق ٹھہرائیں گے لہٰذا ایسے سرکشوں کو روز قیامت جہنم میں گھسیٹا جائے گا اللہ تعالی نے اپنی کل مخلوقات میں سے صرف انسان اور جنات کو ارادہ اور اختیار کے ساتھ پیدا فرمایا

ہے یہ دونوں ہی مکلف ہیں چونکہ انھیں عمل کی آزادی حاصل ہے جبکہ بقیہ مخلوقات اللہ کی عبادت تکوینی اور غیر ارادی طور پر کرتی ہیں یا بالفاظ دیگر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کے ان کے جسمانی پروگرام میں اللہ کی اطاعت اور عبادت کو فیڈ کر دیا گیا ہے۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
۳۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
۴۔ سورہ الناس۔ آیت۔ ۱۔
۵۔ سورہ الناس۔ آیت۔ ۲۔
۶۔ سورہ الناس۔ آیت۔ ۳۔
۷۔ سورہ الناس۔ آیت۔ ۴۔
۸۔ سورہ الناس۔ آیت۔ ۵۔
۹۔ سورہ الناس۔ آیت۔ ۶۔
۱۰۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۱۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۱۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۱۳۔ ماہنامہ قلندر شعور۔
۱۴۔ فقیر رنگ۔ سید سرفراز اے شاہ۔ ص۔ ۱۸۳۔ جہانگیر بکس۔ لاہور۔
۱۵۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۱۷۔ سورہ یٰسین۔ آیت۔ ۶۰۔
۱۸۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۷۶۔
۱۹۔ سورہ یٰسین۔ آیت۔ ۶۱۔
۲۰۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۴۴۔
۲۱۔ سورہ الشوریٰ۔ آیت۔ ۲۱۔
۲۲۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۶۰۔
۲۳۔ سورہ نمل۔ آیت۔ ۳۶۔

۲۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۱۔
۲۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۶۴،
۲۸۔سورہ طحہٰ۔آیت۔۱۳۱۔
۲۹۔سورہ التوبہ۔آیت۔۵۶۔
۳۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۔
۳۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۹۔
۳۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۸۔
۳۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۳۔
۳۶۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۲۔
۳۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۳۹۔سورہ توبہ۔آیت۔۲۴۔
۴۰۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۳۔
۴۱۔سورہ الناس۔آیت۔۱۔
۴۲۔سورہ الناس۔آیت۔۲۔
۴۳۔سورہ الناس۔آیت۔۳۔
۴۴۔سورہ الناس۔آیت۔۴۔
۴۵۔سورہ الناس۔آیت۔۵۔
۴۶۔سورہ الناس۔آیت۔۶۔
۴۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۰۔
۴۹۔ مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۵۰۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۵۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۵۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۴۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۶۔سورہ الناس۔آیت۔۶۔
۵۷۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۲۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۵۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۵۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۹۔
۶۰۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔
۶۱۔سورہ الناس۔آیت۔۴۔۶۔
۶۲۔سورہ جن۔آیت ۶۔
۶۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۲۔
۶۴۔فتاوی حدیثیہ۔علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) ۔ص۔۶۱۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی بیروت۔۱۴۱۹ھ۔
۶۵۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ)۔رقم الحدیث۔۱۱۶۰۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔
۶۶۔سورہ جن۔آیت۔۱۱۔
۶۷۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۵۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۶۸۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاالدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۷۱۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔۱۴۱۵ھ.
۶۹۔ الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت
۷۰۔سورہ جن۔آیت۔۱۴۔۱۵۔
۷۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۹۔
۷۲۔سورہ جن۔آیت۔۱۶۔

کتابیات

ماخذ و مراجع:

۱۔القرآن۔

۲۔تورات۔

۳۔انجیل۔

کتب احادیث:

۴۔مسند امام اعظم۔امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (متوفی ۱۵۰ھ)۔مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز۔کراچی۔
۵۔موطا امام مالک۔امام مالک بن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۶۔کتاب الزہد۔امام عبداللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ)۔مطبوعہ ادر الکتب العلمیہ بیروت۔
۷۔کتاب الآثار۔امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم (متوفی ۱۸۳ھ)۔مطبوعہ مکتبہ اثریہ، سانگلہ ہل
۸۔موطا امام محمد۔امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)۔مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
۹۔کتاب الآثار۔امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)۔مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی ۱۴۰۷ھ۔
۱۰۔کتاب الزہد۔امام وکیع بن جراح (متوفی ۱۹۷ھ) مکتبۃ دار مدینہ منورہ۔۱۴۰۴ھ۔
۱۱۔مسند طیالسی۔امام سلیمان بن داؤد بن اجرو طیالسی حنفی (متوفی ۲۰۳ھ)۔مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی۔
۱۲۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت ۱۴۰۰ھ۔
۱۳۔مسند ابوداؤد الطیالسی۔امام سلیمان بن داؤد الجارود (متوفی ۲۰۴ھ) مطبوعہ ادر الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۔کتاب المغازی۔امام محمد بن عمر بن واقدی (متوفی ۲۰۷ھ)۔مطبوعہ عالم الکتاب، بیروت۔۱۴۰۴ھ۔
۱۵۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۶۔المسند۔امام عبداللہ بن الزبیر حمیدی (متوفی ۲۱۹ھ) مطبوعہ عالم الکتب بیروت۔
۱۷۔سنن سعید بن منصور خراسانی (متوفی ۲۲۷ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۸۔المصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالقرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ۔

دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۶ھ۔
۱۹۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکرعبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ
۲۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۱۔کتاب الزہد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔ دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۴۔خلق افعال العباد۔امام ابوعبداللہ بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ موسسۃ الرسالہ۔بیروت۔
۲۵۔الادب المفرد۔امام ابوعبداللہ بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۔مراسیل ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔شمائل محمدیہ۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ الکتبۃ التجاریہ۔مکہ مکرمہ ۱۴۱۵ھ۔
۳۲۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی(متوفی ۲۸۵ھ)مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۳۔الاحاد والمثانی۔امام ابن ابی عاصم(متوفی ۲۸۷ھ)مطبوعہ دارالرایہ ریاض۔۱۴۱۱ھ۔
۳۴۔البحر لزخار المعروف بہ مسند البزار۔امام احمد عمر بن عبدالخالق(متوفی ۲۹۲ھ)مطبوعہ موسسۃ القرآن۔
۳۵۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی(متوفی ۳۰۳ھ)مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۳۶۔عمل الیوم واللیلہ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)مطبوعہ موسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت۔۱۴۰۸ھ۔
۳۷۔سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی(متوفی ۳۰۳ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۸۔مسند اصحابہ۔امام ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی(متوفی ۳۰۷ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۳۹۔مسند ابویعلیٰ موصلی۔امام احمد بن علی المثنی التمیمی(متوفی ۳۰۷ھ)مطبوعہ دارالمامون التراث بیروت۔
۴۰۔المنتقیٰ۔امام عبداللہ بن علی بن جارود نیشاپوری(متوفی ۳۰۷ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۱۔صحیح ابن خزیمہ۔امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ(متوفی ۳۱۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۵ھ۔
۴۲۔مسند عمر بن عبدالعزیز۔امام ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان باغندی(متوفی ۳۱۲ھ)مطبوعہ
۴۳۔مسند ابوعوانہ۔امام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق(متوفی ۳۱۶ھ)مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ
۴۴۔نوادر الاصول۔امام ابوعبداللہ محمد الحکیم الترمذی(متوفی ۳۲۰ھ)مطبوعہ دارالریان التراث القاہرہ۔

۴۵۔شرح مشکل آثار۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۱۵ھ
۴۶۔تحفۃ الاخیار۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ دار بلنسیہ ریاض۔۱۴۲۰ھ۔
۴۷۔شرح معانی الآثار۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ مطبع المجتبائی۔پاکستان لاہور
۴۸۔کتاب الضعفاء الکبیر۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.
۴۹۔مکارم الاخلاق۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ مطبعہ المدنی مصر ۱۴۱۱ھ۔
۵۰۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان۔امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۵۱۔الشریعہ۔امام ابوبکر احمد بن حسین آضری (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبہ دار السلام ریاض۔۱۴۱۳ھ۔
۵۲۔معجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ۔۱۳۸۸ھ مکتب اسلامی بیروت۔۱۴۰۵ھ۔
۵۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۴۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
۵۵۔مسند الشامیین۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔
۵۶۔کتاب الدعاء۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۵۷۔عمل الیوم واللیۃ۔امام ابوبکر احمد بن اسحاق دینوری المعروف بابن السنی (متوفی ۳۶۴ھ) مطبوعہ موسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت ۱۴۰۸ھ۔
۵۸۔الکامل فی ضعفاء الرجال۔امام عبداللہ بن عدی الجرجانی (متوفی ۳۶۵ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔دارا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۵۹۔الناسخ المنسوخ من الحدیث۔امام ابوحفظ عمر بن احمد المعروف بابن شاہین (متوفی ۳۸۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۶۰۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۶۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دار امعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۶۲۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہائی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.
۶۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہائی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دار النفائس بیروت۔
۶۴۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۶۵۔کتاب الاسماء والصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی.
۶۶۔معرفۃ السنن والآثار۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۶۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔

۶۸۔کتاب الآداب۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۶۹۔کتاب فضائل الاوقات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ مکتبہ المنارۃ۔مکہ مکرمہ۔
۷۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۷۱۔الجامع لشعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ مکتبہ الراشد ریاض۔
۷۲۔البعث والنشور۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۳۔الفوائد۔امام عبد الوصاب بن محمد ابن مندہ (متوفی ۴۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۷۴۔جامع البیان العلم وفضلہ۔امام ابوعمر یوسف ابن عبد البر قرطبی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔
۷۵۔الفردوس بما ثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۷۶۔شرح السنہ۔امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۷۷۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۷۸۔تہذیب وتاریخ دمشق۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ۔
۷۹۔جامع الاصول۔امام مجد الدین المبارک بن محمد الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۸۰۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبد الواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۸۱۔الترغیب والترہیب۔امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ۔دار ابن کثیر بیروت۔
۸۲۔التذکرۃ فی امور الآخرہ۔امام عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دار البخاری مدینہ منورہ۔
۸۳۔المتجر الرابح۔حافظ شرف الدین عبد المومن دمیاطی (متوفی ۷۰۵ھ) مطبوعہ دار خضر بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۸۴۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دار ارقم بیروت۔
۸۵۔نصب الرایہ۔حافظ جمال الدین عبد اللہ بن یوسف زیلعی (متوفی ۷۶۲ھ) مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند ۱۳۵۷ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۸۶۔جامع المسانید والسنن۔حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۸۷۔اللآلی المنثورۃ۔امام محمد بن عبد اللہ زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۸۸۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔
۸۹۔کشف الاستار۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔
۹۰۔موارد الضمآن۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۹۱۔تقریب البغیہ بترتیب احادیث الحلیۃ۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دار الکتب

العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۹۲۔حصن حصین۔امام محمد بن محمد جزری (متوفی ۸۳۳ھ) مطبوعہ مصطفیا لبابی واولادہ مصر ۱۳۵۰ھ۔
۹۳۔زوائد ابن ماجہ۔امام ابوالعباس احمد بن ابوبکر بوصیری، شافعی (متوفی ۸۴۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۹۴۔اتحاف الخیرۃ المبرۃ بزائد المسانید العشرہ۔امام ابوالعباس احمد بن ابوبکر بوصیری، شافی (متوفی ۸۴۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۴۲ھ۔
۹۵۔الجواہر النقی۔حافظ علاء الدین بن علی بن عثمان ماردینی ترکمان (متوفی ۸۴۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۹۶۔تلخیص المستدرک۔حافظ الشمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۸۴۸ھ) مطبوعہ دارالباز المکہ مکرمہ۔
۹۷۔المطالب العالیہ۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ مکتبہ دارالباز مکہ۔
۹۸۔کنوز الحقائق۔امام عبدالرؤف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۹۹۔الجامع الصغیر۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۱ھ۔
۱۰۰۔مسند فاطمۃ الزہراء۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ
۱۰۱۔جامع الاحادیث الکبیر۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۴۱ھ۔
۱۰۲۔البدور السافرہ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ۔
۱۰۳۔جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۰۴۔الخصائص الکبری۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ
۱۰۵۔الدرر المنتشرۃ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۰۶۔کشف الغمہ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ مطبع عامرہ عثمانیہ مصر ۱۳۰۳ھ۔
۱۰۷۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ۔
۱۰۸۔الفتح الربانی۔علامہ احمد عبدالرحمن البناء (متوفی ۱۳۷۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔

کتب تفاسیر:

تفسیر ابن کثیر۔حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔مکتبہ اسلامیہ۔
۱۰۹۔تنویر المقباس۔حضرت عبداللہ بن عباس (متوفی ۶۸ھ) مطبوعہ مکتبہ آیت اللہ العظمی ایران۔
۱۱۰۔تفسیر مجاہد۔ابوالحجاج مجاہد بن جبر القرشی المخزومی (متوفی ۱۰۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ۔
روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔ دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۱۔تفسیر الحسن البصری۔امام حسن بن عبداللہ البصری (متوفی ۱۱۰ھ) مطبوعہ مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۳ھ۔
۱۱۲۔تفسیر مقاتل بن سلیمان۔امام مقاتل بن سلیمان (متوفی ۱۵۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
۱۱۳۔احکام القرآن۔امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) مطبوعہ داراحیاء العلوم بیروت ۱۴۱۰ھ
۱۱۴۔معانی القرآن۔امام ابوزکریا یحییٰ بن زیاد فراء (متوفی ۲۰۷ھ) مطبوعہ بیروت۔

۱۱۵۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۱۱۶۔تفسیر قمی۔شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی (متوفی ۳۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب ایران۔۱۴۰۶ھ۔
۱۱۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۱۱۸۔اعراب القرآن۔امام ابواسحاق ابراہیم بن محمد الزجاج (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ مطبع سلیمان فارسی ایران۔
۱۱۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۲۰۔تاویلات اہل السنۃ۔امام ابومنصور محمد بن محمد ماتریدی حنفی (متوفی ۳۳۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۱۲۱۔احکام القرآن۔امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص (متوفی ۳۷۰ھ) مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ۔
۱۲۲۔تفسیر سمرقندی۔علامہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (متوفی ۳۷۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۳ھ۔
۱۲۳۔التبیان فی تفسیر القرآن۔شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی (متوفی ۳۸۵ھ) مطبوعہ عالم کتب بیروت۔
۱۲۴۔تفسیر الثعلبی۔امام ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۲ھ۔
۱۲۵۔مشکل اعراب القرآن۔علامہ مکی بن ابی طالب (متوفی ۴۳۷ھ) مطبوعہ انتشارات نور ایران۔۱۴۱۲ھ۔
۱۲۶۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۱۲۷۔تفسیر القشیری۔علامہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری (متوفی ۴۶۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۱۲۸۔الوسیط۔علامہ ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری (متوفی ۴۶۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۲۹۔اسباب نزول القرآن۔امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی (متوفی ۴۶۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۳۰۔تفسیر القرآن۔امام منصور بن محمد السمعانی الشافعی (متوفی ۴۸۹ھ) مطبوعہ دارالوطن ریاض۔۱۴۱۸ھ۔
۱۳۱۔احکام القرآن۔علامہ عماد الدین طبری الکیاالہراسی (متوفی ۵۰۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۳۲۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۳۳۔الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۱۳۴۔احکام القرآن۔علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ
۱۳۵۔المحرر الوجیز۔علامہ ابوبکر قاضی عبدالحق بن غالب بن عطیہ اندلسی (متوفی ۵۴۶ھ) مطبوعہ مکتبہ تجاریہ مکہ
۱۳۶۔مجمع البیان۔شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبری (متوفی ۵۴۸ھ) مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۰۶ھ۔
۱۳۷۔زادالمسیر۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی۔
۱۳۸۔کشف الاسرار، وعدۃ الابرار۔خواجہ عبداللہ انصاری من علماء القرآن السادس۔مطبوعہ انتشارات امیر کبیر۔
۱۳۹۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۱۴۰۔عرائس البیان فی حقائق القرآن۔شیخ ابومحمد روزبہان بن ابوالنصر البقلی شیرازی (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ منشی نوالکشور لکھنئو۔

۱۴۱۔تفسیر القرآن الکریم۔علامہ محی الدین ابن عربی (متوفی ۶۳۸ھ) مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔
۱۴۲۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۴۳۔انوار التنزیل۔قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) مطبوعہ دار فراس للنشر والتوزیع مصر۔
۱۴۴۔مدارک التنزیل۔علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العربیہ پشاور۔
۱۴۵۔حاشیۃ القرآن۔شیخ محمود الحسن دیوبندی (متوفی ۱۳۳۹ھ و شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ) مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور۔
۱۷۹۔التحریر والتنویر۔علامہ محمد طاہر بن عاشور (متوفی ۱۳۸۰ھ) مطبوعہ تونس۔
۱۸۰۔فی ظلال القرآن۔سید محمد قطب شہید (متوفی ۱۳۸۵ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ
۱۸۱۔نور العرفان۔مفتی احمد یار خان نعیمی (متوفی ۱۳۹۱ھ) مطبوعہ دارالکتب اسلامیہ گجرات۔
۱۸۲۔معارف القرآن۔مفتی محمد شفیع دیوبندی (متوفی ۱۳۹۶ھ) مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی۔۱۳۹۷ھ۔
۱۸۳۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ) مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
۱۸۴۔التبیان۔علامہ سید احمد سعید کاظمی (متوفی ۱۴۰۶ھ) مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان۔
۱۸۵۔اضواء البیان۔علامہ محمد امین بن محمد مختار جکنی شنقیطی۔مطبوعہ عالم الکتب بیروت۔
۱۸۶۔تفسیر المراغی۔استاذ احمد مصطفی المراغی۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۱۸۷۔تفسیر نمونہ۔آیت اللہ مکارم شیرازی۔مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ ایران ۱۳۶۹ھ۔
۱۸۸۔ضیاء القرآن۔جسٹس پیر کرم شاہ الازہری۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔
۱۸۹۔تدبر قرآن۔شیخ امین احسن اصلاحی۔مطبوعی فاران فاونڈیشن لاہور۔
۱۹۰۔اعراب القرآن وصرفہ وبیانہ۔علامہ محمد صافی۔مطبوعہ انتشارات زرین ایران۔
۱۹۱۔اعراب القرآن وبیانہ۔استاذ محی الدین درویش۔مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت۔
۱۹۲۔تفسیر منیر۔ڈاکٹر وھبہ زحیلی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۱۹۳۔الاساس فی التفسیر۔سعیدی حوی۔مطبوعہ دارالسلام۔

کتب علوم القرآن:

۱۹۴۔البرھان فی علوم القرآن۔علامہ بدرالدین محمد بن عبداللہ زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۹۵۔الاتقان فی علوم القرآن۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ سہیل اکیدمی لاہور۔
۱۹۶۔مناہل العرفان۔علامہ محمد عبدالعظیم۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔

کتب شروح حدیث:

۱۹۷۔شرح صحیح البخاری۔علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک ابن بطال مالک اندلسی (متوفی ۴۴۹ھ) مطبوعہ مکتبہ الرشید یہ ریاض۔۱۴۲۰ھ۔

۱۹۸۔الاستذکار۔حافظ ابوعمرو ابن عبدالبر مالکی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔
۱۹۹۔تمہید۔حافظ ابوعمرو ابن عبدالبر مالکی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ مکتبہ القدوسیہ لاہور ۱۴۰۴ھ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۲۰۰۔المنتقی۔علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی (متوفی ۴۶۴ھ) مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر۔
۲۰۱۔عارضۃ الاحوذی۔علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۲۰۲۔القبس فی شرح موطا ابن انس۔قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۲۰۳۔اکمال المعلم بہ فوائد مسلم۔قاضی عیاض بن موسی مالکی (متوفی ۵۴۴ھ) مطبوعہ دارالوفاء بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۲۰۴۔کشف المشکل علی صحیح البخاری۔علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ۔
۲۰۵۔مختصر سنن ابوداؤد۔امام عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۲۰۶۔کتاب المسیر فی شرح مصابیح السنۃ۔علامہ ابوعبداللہ فضل اللہ الحسن النورپشتی (متوفی ۶۶۱ھ) مطبوعہ نزار مصطفی ۱۴۲۲ھ۔
۲۰۷۔المفہم۔علامہ ابوالعباس احمد بن عمر ابراہیم القرطبی المالکی (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دارابن کثیر بیروت۔
۲۰۸۔شرح مسلم۔علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ نور محمد اصح المطابق کراچی ۱۳۷۵ھ
۲۰۹۔شرح الطیبی۔علامہ شرف الدین حسین بن محمد الطیبی (متوفی ۷۴۳ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن ۱۴۱۳ھ۔
۲۱۰۔فتح الباری۔علامہ ابن رجب حنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) مطبوعہ دارابن الجوزی ریاض۔۱۴۱۷ھ۔
۲۱۱۔اکمال اکمال المعلم۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی اما لکی (متوفی ۸۲۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۱۲۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دارالنشر الکتب الاسلامیہ لاہور۔دارالفکر بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۲۱۳۔نتائج الافکار فی تخریج الاحادیث الاذکار۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دارابن کثیر بیروت۔
۲۱۴۔عمدۃ القاری۔حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ اداaرۃ الطباعۃ المنیر یہ مصر۔۱۳۴۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۱۵۔شرح سنن ابوداؤد۔حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ مکتبہ الرشیدیہ ریاض۔
۲۱۶۔مکمل اکمل المعلم۔علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی (متوفی ۸۹۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۱۷۔ارشادالساری۔علامہ احمد قسطلانی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ۔
۲۱۸۔التوشیح علی الجامع الصحیح۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
۲۱۹۔الدیباج علی صحیح مسلم بن حجاج۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

۲۲۰۔تنویر الحوالک۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۲۱۔تحفت الباری بشرح صحیح البخاری۔علامہ ابویحییٰ زکریا بن محمد انصاری (متوفی ۹۲۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ۔
۲۲۲۔فیض القدیر۔علامہ عبدالروف مناوی شافعی (متوفی ۱۰۰۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۳۹۱ھ۔
۲۲۳۔شرح الشمائل۔علامہ عبدالروف مناوی شافعی (متوفی ۱۰۰۳ھ) مطبوعہ نور محمد اصح المطابق کراچی۔
۲۲۴۔جمع الوسائل۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ نور محمد اصح المطابق کراچی۔
۲۲۵۔شرح مسند ابی حنیفہ۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۲۶۔مرقات۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔۱۳۹۰ھ۔
۲۲۷۔الحرز الثمین۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ مطبعہ امیریہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۴ھ۔
۲۲۸۔الاسرار المرفوعۃ۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.
۲۲۹۔اشعۃ اللمعات۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) مطبوعہ مطبع التیج کمار لکھنو۔
۲۳۰۔تحفت الذاکرین۔شیخ محمد بن علی بن محمد شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) مطبوعہ مطبع المصطفائی البابی واولادہ مصر۔
۲۳۱۔تحفت الاحوذی۔شیخ عبدالرحمن مبارک پوری (متوفی ۱۳۲۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۲۳۲۔فیض الباری۔شیخ انور شاہ کشمیری (متوفی ۱۳۵۲ھ) مطبوعہ مطبع الحجازی مصر ۱۳۷۵ھ۔
۲۳۳۔فتح الملہم۔شیخ شبیر احمد عثمانی (متوفی ۱۳۶۹ھ) مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی۔
۲۳۴۔التعلیق الصبیح۔شیخ محمد ادریس کاندھلوی (متوفی ۱۳۹۴ھ) مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ لاہور۔
۲۳۵۔اوجز المسالک الی موطا مالک۔شیخ محمد بن زکریا بن محمد بن یحییٰ کاندھلوی۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۳۶۔نزھۃ القاری۔مولانا محمد شریف الحق امجدی (متوفی ۱۴۱۲ھ) مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور ۱۴۲۱ھ۔

کتب اسماء الرجال:

۲۳۷۔التاریخ الکبیر۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۳۸۔تاریخ بغداد۔امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ ادر الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۳۹۔العلل المتناھیہ۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد۔
۲۴۰۔تہذیب الکمال۔حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف مزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت.
۲۴۱۔میزان الاعتدال۔علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۴۲۔تہذیب التہذیب۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۴۳۔تقریب التہذیب۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۴۴۔المقاصد الحسنہ۔علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ.

۲۴۵۔اللآلی المصنوعہ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۲۴۶۔طبقات الحفاظ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۲۴۷۔الشذرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ۔علامہ محمد بن طولون (متوفی ۹۵۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۴۸۔تذکرۃ الموضوعات۔علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ
۲۴۹۔موضوعات الکبیر۔علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ مطبع المجتبائی دہلی۔
۲۵۰۔کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۲۵۱۔الفوائد المجموعہ۔شیخ محمد علی شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) مطبوعہ نزار مصطفی ریاض۔
۲۵۲۔اسنی المطالب۔علامہ عبدالرحمن بن محمد درویش (متوفی ۱۲۶۷ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۲ھ۔

کتب الغات:

۲۵۳۔کتاب العین۔امام اللغۃ خلیل احمد فراہیدی (متوفی ۱۷۵ھ) مطبوعہ انتشارات اسوہ ایران ۱۴۱۴ھ۔
۲۵۴۔الصحاح۔علامہ اسماعیل بن حماد الجوہری (متوفی ۳۹۸ھ) مطبوعہ دارالعلم بیروت ۱۴۰۴ھ۔
۲۵۵۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۵۶۔الفائق۔علامہ محمود بن عمر زمخشری (متوفی ۵۸۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۲۵۷۔نہایہ۔علامہ محمد بن اثیر الجزری (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۵۸۔مختار الصحاح۔علامہ محمد بن ابوبکر بن عبدالغفار ارزی (متوفی ۶۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۲۵۹۔تہذیب الاسماء واللغات۔علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۶۰۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ) مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران۔
۲۶۱۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) مطبوعہ دارا حیاء التراث العربی بیروت۔
۲۶۲۔مجمع بحار الانوار۔علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) مطبوعہ مکتبہ دارالایمان المدینۃ المنورہ۔۱۴۱۵ھ۔
۲۶۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر۔
۲۶۴۔المنجد۔لوئیس معلوف الیسوعی (متوفی ۱۸۶۷ء) مطبوعہ المطبعۃ الغاثولیکیہ بیروت ۱۹۲۷ء۔
۲۶۵۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور
۲۶۶۔قائد اللغات۔ابونعیم عبدالحکیم خان نشتر جالندھری۔مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی۔لاہور۔
۲۶۷۔دستور العلماء۔قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول احمد نگری۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ۔

کتب تاریخ / سیرت وفضائل:

۲۶۸۔کتاب السیر والمغازی۔امام محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۲۶۹۔السیرۃ النبوۃ۔امام عبدالمالک بن ہشام (متوفی ۲۱۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
۲۷۰۔الطبقات الکبری۔امام محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) مطبوعہ دارصادر بیروت ۱۳۸۸ھ۔
۲۷۱۔شرف المصطفی ۔ امام ابوسعید عبدالملک بن ابی عثمان نیشا پوری (متوفی ۴۰۶ھ) مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ مکہ مکرمہ ۱۴۲۴ھ۔
۲۷۲۔اعلام النبوت۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماردوی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ داراحیاء العلوم بیروت.
۲۷۳۔تاریخ الامم والملوک۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) مطبوعہ دارالقلم بیروت۔
۲۷۴۔الاستیعاب۔حافظ ابوعمرو یوسف بن عبداللہ بن محمد عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ۔
۲۷۵۔الشفاء۔قاضی عیاض بن موسی المالکی (متوفی ۵۴۴ھ) مطبوعہ عبدالتوب اکیڈمی ملتان۔دارالفکر بیروت.
۲۷۶۔الروض الانف۔علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ ملتان۔
۲۷۷۔الوفاء۔علامہ عبدالرحمن بن علی جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔
۲۷۸۔اسدالغابہ۔علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر (متوفی ۶۳۰ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۷۹۔الکامل فی التاریخ۔علامہ ابوالحسن علی بن ابیالکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر (متوفی ۶۳۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۰۔وفیات الاعیان۔علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) مطبوعہ منشورات الشریف الرضی ایران۔
۲۸۱۔شفاء السقام فی زیارۃ خیرالانام۔علامہ علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی (متوفی ۷۴۶ھ) مطبوعہ کراچی
۲۸۲۔تاریخ اسلام۔حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۱۹ھ۔
۲۸۳۔سیراعلام النبلاء۔حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۲۸۴۔زادالمعاد۔شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیۃ (متوفی ۷۵۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۲۸۵۔طبقات الشافعیہ الکبری۔علامہ تاج الدین ابو انصر عبدالوہاب سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۲۸۶۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۲۸۷۔تاریخ ابن خلدون۔علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی.
۲۸۸۔الاصابہ۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ ادرالکتب العلمیہ
۲۸۹۔فاء الوفاء۔علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت.
۲۹۰۔المواہب اللدینہ۔علامہ احمد قسطلانی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ۔
۲۹۱۔سبل الھدی والرشاد۔علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی (متوفی ۹۴۲ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

۲۹۲۔الصواعق المحرقہ۔علامہ احمد بن حجر مکی شافعی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ ۱۳۸۵ھ۔
۲۹۳۔شرح الشفاء۔علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۲۹۴۔مدارج النبوت۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔
۲۹۵۔نسیم الریاض۔علامہ احمد شہاب الدین خفاجی (متوفی ۱۰۶۹ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۲۹۶۔شرح المواہب اللدینیہ۔علامہ محمد عبدالباقی زرقانی (متوفی ۱۱۲۴ھ) مطبوعہ دالفکر بیروت ۱۳۹۳ھ۔
۲۹۷۔السیرۃ النبوۃ۔علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی۔(متوفی ۱۳۰۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۲۹۸۔نشر الطیب۔شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی۔
تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر (متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دارالفکر۔بیروت۔

کتب فقہ حنفی:

۲۹۹۔مختصر اختلاف العلماء۔علامہ احمد بن علی الجصاص الرازی (متوفی ۳۷۰ھ) مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۳۰۰۔الفتاویٰ الولوالجیہ۔علامہ ظہیر الدین بن ابی حنیفہ الولوالجی (متوفی ۵۴۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ۔
۳۰۱۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۰۲۔شرح سیر کبیر۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ المکتبہ الشورۃ الاسلامیہ افغانستان۔ا
۳۰۳۔خلاصۃ الفتاوی۔علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری (متوفی ۵۴۲ھ) مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور ۱۳۹۷ھ۔
۳۰۴۔بدائع السنائع۔علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی (متوفی ۵۸۷ھ) مطبوعہ ایچ۔ایم۔سعید اینڈ کمپنی ۱۴۰۰ھ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۰۵۔فتاویٰ قاضی خان۔علامہ حسین بن منصور اوزجندی (متوفی ۵۹۲ھ) مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر۔
۳۰۶۔ہدایہ اولین و آخرین۔علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان۔
۳۰۷۔المحیط البرہانی۔علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ ابن مازہ البخاری (متوفی ۶۱۶ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۲۴ھ۔
۳۰۸۔تبیین الحقائق۔امام فخر الدین عثمان بن علی (متوفی ۷۴۳ھ) مطبوعہ ایچ۔ایم۔سعید اینڈ کمپنی کراچی۔
۳۰۹۔عنایہ۔علامہ محمد بن محمود بابرتی (متوفی ۷۸۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۱۰۔فتاوی تاتارخانیہ۔علامہ عالم بن العلاء انصاری دہلوی (متوفی ۷۸۶ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔
۳۱۱۔الجوہرۃ المنیرۃ۔علامہ ابوبکر علی حداد (متوفی ۸۰۰ھ) مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔
۳۱۲۔فتاوی بزازیہ۔علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردی (متوفی ۸۲۷ھ) مطبوعہ مطبع الکبری امیریہ بولاق مصر
۳۱۳۔بنایہ۔علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۱ھ۔
۳۱۴۔شرح العینی۔علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔
۳۱۵۔فتح القدیر۔علامہ کمال الدین بن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۳۱۶۔کفایہ۔علامہ جلال الدین خوارزمی۔مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔
۳۱۷۔شرح الکنز۔علامہ معین الدین الھروی المعروف بہ محمد ملا مسکین (متوفی ۹۵۴ھ) مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ مصر۔
۳۱۸۔غنیۃ المستملی۔علامہ ابراھیم بن محمد حلبی (متوفی ۹۵۶ھ) مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۱۲ھ۔
۳۱۹۔جامع الرموز۔علامہ محمد خراسانی (متوفی ۹۶۲ھ) مطبوعہ مطبع منشی نوالکشور ۱۲۹۱ھ۔
۳۲۰۔البحر الرائق۔علامہ زین الدین بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) مطبوعہ مطبع علمیہ مصر ۱۳۱۱ھ۔
۳۲۱۔حاشیہ ابوسعود محمد بن محمد عمادی (متوفی ۹۸۲ھ) مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ مصر ۱۲۸۷ھ۔
۳۲۲۔فتاوی حامدیہ۔علامہ حامد بن علی قونوی رومی (متوفی ۹۸۵ھ) مبطوعہ مطبع میمنہ مصر ۱۳۱۰ھ۔
۳۲۳۔النھر الفائق۔امام سراج الدین عمر بن ابراھیم (متوفی ۱۰۰۵ھ) مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔
۳۲۴۔امداد الفتاح۔علامہ حسن بن عمار بن علی مصری (متوفی ۱۰۶۹ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔ موسستہ التاریخ العربی بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۳۲۵۔مجمع الانھر۔علامہ عبدالرحمن بن محمد (متوفی ۱۰۷۸ھ) مطبوعہ دارالکتب بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۳۲۶۔فتاوی خیریہ۔علامہ خیرالدین رملی (متوفی ۱۰۸۱ھ) مطبوعہ مطبع المیمنہ مصر ۱۳۱۰ھ۔
۳۲۷۔الدرالمختار۔علامہ علاءالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی.
۳۲۸۔غمز العیون البصائر۔علامہ سید احمد بن محمد حموی (متوفی ۱۰۹۸ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت.
۳۲۹۔فتاوی عالمگیری۔ملا نظام الدین (متوفی ۱۱۶۱ھ) مطبوعہ مطبع الکبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔
۳۳۰۔حاشیہ الطحطاوی۔علامہ احمد بن محمد طحطاوی (متوفی ۱۲۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
۳۳۱۔منحۃ الخالق۔علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) مطبوعہ علمیہ مصریہ ۱۳۱۱ھ۔
۳۳۲۔تنقیح الفتاوی الحامدیہ۔علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) مطبوعہ دارالاشاعۃ العربی کوئٹہ۔
۳۳۳۔رسائل ابن عابدین۔علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور.
۳۳۴۔ردالمختار۔علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۳۳۵۔جدالمختار۔امام احمد رضا قادری (متوفی ۱۳۴۰ھ) مطبوعہ ادارہ تحقیقات احمد رضا کراچی۔
۳۳۶۔فتاوی رضویہ۔امام احمد رضا قادری (متوفی ۱۳۴۰ھ) مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی۔
۳۳۷۔فتاوی افریقیہ۔امام احمد رضا قادری (متوفی ۱۳۴۰ھ) مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی۔
۳۳۸۔بہار شریعت۔علامہ امجد علی (متوفی ۱۳۶۷ھ) مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی۔
۳۳۹۔اعلاء السنن۔شیخ ظفر احمد عثمانی (متوفی ۱۳۹۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۴۰۔فتاوی نوریہ۔علامہ نوراللہ نعیمی (متوفی ۱۴۰۳ھ) مطبوعہ کمبائن پرنٹر لاہور ۱۹۸۳ء۔

کتب فقہ شافعی:

۳۴۱۔الام۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۳ھ۔

۳۴۲۔الحاوی الکبیر۔علامہ ابوالحسین علی بن محمد حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۳۴۳۔المہذب۔علامہ ابوالاسحاق شیرازی (متوفی ۴۵۵ھ) مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۳۹۳ھ۔
۳۴۴۔شرح المہذب۔علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۳۴۵۔روضہ الطالبین۔علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۳۴۶۔الحاوی للفتاوی۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ مکتبہ نوری رضویہ فیصل آباد۔
۳۴۷۔نہایۃ المحتاج۔علامہ شمس الدین محمد بن ابی العباس رملی (متوفی ۱۰۰۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۴۸۔حاشیہ ابوالضیاء علی نہایۃ المحتاج۔علامہ ابوالضیاء علی بن علی شیرامی (متوفی ۱۰۸۷ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

کتب فقہ مالکی:

۳۴۹۔المدونۃ الکبری۔امام سحنون بن سعید تنوجی مالکی (متوفی ۲۵۶ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۳۵۰۔ہدایۃ المجتہد۔قاضی ابوالولید محمد بن احمد بن رشد مالکی اندلسی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۳۵۱۔مختصر خلیل۔علامہ خلیل بن اسحاق مالکی (متوفی ۷۶۷ھ) مطبوعہ دارصادر بیروت۔
۳۵۲۔مواہب الجلیل۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد الخطاب المغربی (متوفی ۹۵۴ھ) مطبوعہ مکتبہ النجاح لیبیا۔
۳۵۳۔الخرشی علی مختصر خلیل۔علامہ علی بن عبداللہ بن الخرشی (متوفی ۱۱۰۱ھ) مطبوعہ دارالصادر بیروت۔
۳۵۴۔الشرح الکبیر۔علامہ ابوالبرکات احمد دردیر مالکی (متوفی ۱۱۹۷ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۳۵۵۔حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر۔علامہ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی (متوفی ۱۲۱۹ھ) مطبوعہ دارلافکر۔

کتب فقہ حنبلی:

۳۵۶۔المغنی۔علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۳۵۷۔الکافی۔علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۵۸۔مجموعۃ الفتاوی۔شیخ ابوالعباس تقی الدین بن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) مطبوعہ ریاض۔مطبوعہ دارالجبل۔
۳۵۹۔کتاب الفروع۔علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن فتاح مقدسی (متوفی ۷۶۳ھ) مطبوعہ عالم الکیب۔
۳۶۰۔الانصاف۔علامہ ابوالحسین علی بن سلی اَمان مرداوی (متوفی ۸۸۵) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۶۱۔کشاف القناع۔علامہ موسی بن احمد صالحی (متوفی ۹۶۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

کتب شیعہ:

۳۶۲۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم) مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۳۶۳۔الاصول من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران۔
۳۶۴۔الفروع من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران۔

۳۶۵۔من القرآن السادس الاحتجاج۔شیخ ابوالمنصور احمد بن علی الطبرسی۔موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت۔
۳۶۶۔شرح نہج البلاغہ۔شیخ کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی (متوفی ۶۷۹ھ) مطبوعہ موسسۃ النصر ایران
۳۶۷۔کنز العرفان۔شیخ فاجل مقداد (متوفی ۸۲۶ھ) مطبوعہ مکتب نوید اسلام۔قم ۱۴۲۲ھ۔
۳۶۸۔حق الیقین۔ملا باقر بن محمد تقی مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ) مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران۔۱۳۴۷ھ۔
۳۶۹۔حیات القلوب۔ملا باقر بن محمد تقی مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ) مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران۔
۳۷۰۔جل اۤاء العیون۔ملا باقر بن محمد تقی مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ) مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران۔
۳۷۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

کتب عقائد وکلام:

۳۷۱۔شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ۔امام ابوقاسم رھبۃ اللہ طبری شافعی لالکائی (متوفی ۴۱۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۳۷۲۔المنقذ من الظلال۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) مطبوعہ لاہور ۱۴۰۵ھ۔
۳۷۳۔الداعی الی الاسلام۔علامہ ابوالبرکات عبدالرحمن بن محمد الانباری (متوفی ۵۷۷ھ) مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۷۴۔العقیدۃ الواسطیہ۔شیخ احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) مطبوعہ دارالاسلام ریاض ۱۴۱۴ھ۔
۳۷۵۔شرح عقائد نسفی۔علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی
۳۷۶۔شرح المقاصد۔علامہ سعدالدین مسعود بن عمر التفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) مطبوعہ منشورات شریف الراضی
۳۷۷۔شرح المواقف۔علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) مطبوعہ منشورات شریف الراضی ایران۔
۳۷۸۔مسائرہ۔علامہ کمال الدین بن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر۔
۳۷۹۔مسامرہ۔علامہ کمال الدین محمد بن محمد المعروف بابن ابی الشریف الشافعی (متوفی ۹۰۶ھ) مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر۔
۳۸۰۔شرح فقہ اکبر۔علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ مطبع المصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۷۵ھ۔
۳۸۱۔لوامع الانوار البھیہ۔علامہ محمد بن احمد السفارینی (متوفی ۱۱۸۸ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۱۱ھ۔
۳۸۲۔کتاب العقائد۔علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ) مطبوعہ تاجدار حرم پبلشنگ کمپنی کراچی۔

کتب اصول فقہ:

۳۸۳۔المحصول۔امام فخر الدین محمد بن عمر رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۸۴۔کشف الاسرار۔علامہ علاء الدین عبدالعزیز بن احمد البخاری (متوفی ۷۳۰ھ) مطبوعہ دار الکتاب العربی۔
۳۸۵۔توضیح وتلویح۔علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب۔
۳۸۶۔التحریک مع التیسیر۔علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہیر بابن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) مطبوعہ مکتبہ المعارف ریاض۔
۳۸۷۔مسلم الثبوت۔علامہ محب اللہ بہاری (متوفی ۱۱۱۹ھ) مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ۔
۳۸۸۔نور الانوار۔علامہ احمد جونپوری (متوفی ۱۱۳۰ھ) مطبوعہ ایچ۔ایم۔سعید اینڈ کمپنی کراچی۔
۳۸۹۔شرح مسلم الثبوت۔علامہ عبدالحق خیر آبادی (متوفی ۱۳۱۸ھ) مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ۔

کتب متفرقہ:

۳۹۰۔قوت القلوب۔شیخ ابوطالب محمد بن الحسن المکی (متوفی ۳۸۶ھ) مطبوعہ مطبع میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۳۹۱۔المحلی بالآثار۔شیخ ابومحمد علی بن احمد ابن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۹۲۔احیاء علوم الدین۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) مطبوعہ دار الخیر بیروت۔۱۴۱۳ھ۔
۳۹۳۔ذم الھوی۔امام ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔
۳۹۴۔التذکرہ۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دار البخاریہ مدینہ منورہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۹۵۔قاعدہ جلیلہ۔شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی (متوفی ۷۲۸ھ) مطبوعہ مکتبہ قاہرہ ۱۲۷۳ھ۔
۳۹۶۔الکبائر۔علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دار الغد العربی قاہرہ مصر۔
۳۹۷۔جلاء الافہام۔شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۳۹۸۔اغاثۃ اللھفان۔شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۳۹۹۔زاد المعاد۔شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۴۰۰۔روض الریاحین۔علامہ عبداللہ بن اسد یافعی (متوفی ۷۶۸ھ) مطبوعہ مطبع المصطفی البابی واولادہ مصر۔
۴۰۱۔کتاب التعریفات۔علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ
۴۰۲۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ۔
۴۰۳۔المیزان الکبری۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۴۰۴۔الیواقیت والجواہر۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔
۴۰۵۔الکبریت الاحمر۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۴۰۶۔ سلواقح الانوار القدسیہ۔ ولامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
۴۰۷۔ کشف الغمہ ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۸ھ۔
۴۰۸۔ الطبقات الکبری۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۴۰۹۔ المنن الکبری۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۴۱۰۔ الفتاوی الحدیثیہ۔ علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی.
۴۱۱۔ اشرف الوسائل الی فہم الشمائل۔ علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۴۱۲۔ الصواعق المحرقہ۔ علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ مکتبہ القاہرہ ۱۳۸۵ھ۔
۴۱۳۔ الزواجر۔ علامہ احمد بن حجر ہیتمی مکی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۱۵۔ اتحاف سادۃ المتقین۔ علامہ سید محمد بن محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ مطبع میمنہ مصر.
۴۱۶۔ فتاوی رشیدیہ کامل۔ شیخ رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۲۳ھ) مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی۔
۴۱۷۔ کشف الظنون۔ علامہ مصطفی بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفہ۔ مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ تہران ۱۳۷۸ھ۔
۴۱۸۔ الملفوظ۔ امام احمد رضا قادری (متوفی ۱۳۴۰ھ) مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور۔
۴۱۹۔ ہدیۃ المہدی۔ شیخ وحید الزمان (متوفی ۱۳۴۸ھ) مطبوعہ میور پریس دہلی ۱۳۲۵ھ۔
۴۲۰۔ جواہر البحار۔ علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی (متوفی ۱۳۵۰ھ) مطبوعہ دار الفلکت بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۴۲۱۔ بہشتی زیور۔ شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور۔
۴۲۲۔ حفظ الایمان۔ شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) مطبوعہ مکتبہ تھانوی کراچی۔
۴۲۳۔ نداء یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی۔ مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۵ھ۔
۴۲۴۔ تصفیہ مابین سنی وشیعہ۔ سید پیر مہر علی شاہ نوراللہ مرقدہ (متوفی ۱۳۶۷ھ) مطبوعہ لاہور۔

ختم شد